READER BURAQ

وہ فوراً ہوش میں آتا اس کے پیچھے لپکا تھا لیکن تب تک

وہ کمرے سے باہر جا چکی تھی شنتنت... سنان نے آنکھوں کو بے بسی سے میچتے دروازے پر مکا رسید کیا... کیا وہ میری بات کا غلط مطلب لے گئی.. اس.. اس لیے ہی ایسے دیکھ رہی تھی مجھے. افففف سنائیہ سلام ہے تمہاری

سوچ کو اب تو ٹائم بہت ہو گیا اس ٹائم اس کے پاس جانا مناسب نہیں... صبح ہی بات کروں گا تم سے مس معصومہ میں تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھ سکتا یار.. سنان مر نہ جائے تمہاری نفرت سے.... اففف... وہ اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں دبوچتا ہوا کل کا لائحہ عمل سوچنے میں گم تھا..... چلو سنان ابھی فریش ہوتے ہیں پہلے... وہ بڑبڑاتا ہوا الماری کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھاگ کر فوراً اپنے اور یالے کے مشترکہ کمرے میں آئی تھی... کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے پلٹ کر دروازہ لاک کیا اور آنکھوں میں آئی نمی کو اپنے اندر

....دھکیلتے ایک گہرا سانس لیا

اتنی دیر سے کہاں تھی تم سنائیہ... تمہیں پتا ہے سنان بھائی بھی آ گئے ہیں۔۔۔واش روم سے نکلتی پالے اسکی

پشت کو دیکھ کر بولی کہیں نہیں اوپر تھی۔۔۔سنائیہ پلٹ کر اس سے کہتی فوراً واش روم کی جانب بڑھ گئی اور سنان والی بات کو جان بوجھ کر ان سنا کر گئی۔۔۔پالے نے واش روم

میں جاتی سنائیہ کو دیکھا اور پھر کندھے اچکاتی بیڈ

کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

اس نے وضو کر کے نماز ادا کی تھی۔۔دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے تو سوچوں کا تسلسل اس ستم گر کی ذات تھی جو نا جانے کہاں گم تھا۔۔

افففف یارب... وہ گہرا سانس

بھرتی دل میں بے بسی سے بولی۔۔۔

بس کر دیں نا۔۔۔ میں تھک گئی ہوں... ایک نامحرم کی محبت کا بوجھ اٹھاتے

اٹھاتے۔۔۔ پلیز اللہ جی... اس کو میرا محرم بنا دیں کوئی وسیلہ بنادیں۔۔۔

آپ تو دلوں

کے پھیرنے والے ہیں۔ان کے دل میں میرے لیے جگہ بنا دے.....وہ نم آنکھوں سے کہتی آنکھیں موند گئی کچھ دیر اور دعا کرنے کے بعد وہ آمین کہتی اٹھی تھی۔جائے نماز کو لپیٹ کر جگہ پر رکھتی وہ بیڈ پر

۔۔۔جا کر لیٹ گئی تھی

اس بار سوچوں میں سنان کی باتیں اور لہجہ گھوم رہا

تھا۔۔کتنی عجیب باتیں کر رہے تھے۔۔۔پتا نہیں سمجھتے کیا خود کو سوشل میڈیا پر اتنے فیمس ہیں۔۔پتا نہیں کتنی لڑکیاں بات کرنے کے لیے ترستی

ہو نگی اور نا جانے کتنی ان کے پیچھے پاگل اور دیوانی ہو نگی۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے

کہ سوشل میڈیا یوزر اور سٹار ہوں۔۔اور گرل فرینڈز نا ہوں۔۔پتا نہیں

کتنی تو گرل فرینڈز بنائی ہوئی ہو نگی۔۔اب کیا باہر کی لڑکیوں سے منہ مار مار

کے تھک گئے ہیں جو اپنی کزنوں سے ایسی فضول بکواس شروع کر دی

ہے۔۔۔ہنہہ۔۔۔مجھے بھی اپنی گرل فرینڈز کی طرح ایسی ویسی لڑکی ہی

سمجھا ہوا ہو گا تبھی تو آکے اتنے آرام سے ایسی فضول باتیں کر رہے تھے۔۔۔

کمرے کی چھت کو دیکھتی وہ دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔پھر اس نے ایک

۔۔ گہرا سانس بھرا تھا

۔۔۔آنکھوں میں ایک دم ناگواری اتری تھی

مجھے نفرت ہو رہی ہے آپ سے سنان۔۔۔کتنے برے ہیں آپ... آپ کو

ذرا بھی شرم نہیں آئی ہو گی میرے بارے میں ایسی گھٹیا سوچ رکھتے

ہوئے۔۔۔اللہ پوچھے گا آپ سے... یا اللہ... پتا نہیں کیوں پر میرے دل

میں ان کے : لیے نفرت آتی جا رہی ہے۔۔مجھے ان سے بالکل بھی ایسی امید

نہیں تھی۔۔۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ ایسے ہو نگے۔۔۔اففف۔۔۔

میں یہاں سے واپس چلی جاؤں گی اب... مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔۔مجھے انکی

شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔۔وہ اضطرابی کیفیت میں سوچوں میں مگن تھی۔وہ

سنان نے حد سے زیادہ بدگمان ہو چکی تھی شاید۔۔۔آنکھوں میں نمی آئی تھی

جسے اس نے فوراً اپنے اندر دھکیلا اور آنکھیں موند گئی سونے کے لیے۔۔۔

پالے تو کب کی سو چکی تھی۔۔۔اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا سنان بے چین سا

کروٹ پہ کروٹ بدل رہا تھا پر بے چینی نے تو جیسے نا ختم ہونے

۔۔۔کی قسم کھا رکھی تھی

افففف یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔ میرے دل میں ایسی عجیب سی گھبراہٹ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔؟ وہ بیڈ پر اٹھ بیٹھا اور دائیں ہاتھ کو دل کے مقام پر رکھتے ہوئے بڑبڑایا... آنکھوں کے سامنے اچانک ہی سنائیہ کا چہرا آیا تو اس نے آنکھوں کو نرمی سے بند کر لیا۔۔ جیسے وہ سنائیہ کے عکس کو اپنی آنکھوں میں قید کر لینا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن ایک دم ہی اسے اپنی بند آنکھوں کے پردوں پر سنائیہ کی وہ ایک نفرت بھری نگاہ دکھائی دی تھی۔۔ سنان نے جھٹ آنکھیں کھولی۔۔۔ تیز تیز سانس لیتا وہ بار بار آنکھوں کو جھپکنے لگا۔۔ افففف

... وہ بے بسی سے بولا۔۔۔اور سر کو ہاتھوں میں گرا گیا۔۔۔ یااللہ اس کے دل میں میرے لیے کبھی نفرت ناڈالنا۔۔ میں برداشت نہیں کر پاؤں گا یا رب... یااللہ اسکی وہ ایک نگاہ ہی مجھے بے سکون کر گئی ہے۔۔ میں کیسے برداشت کروں گا اسکی نفرت پتا نہیں کیوں پر ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا دل بند ہو جائے گا اسکی نفرت دیکھ کر۔۔ نہیں۔۔۔ یارب... اسکی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں دیکھنا چاہتا میں۔۔۔ اسے مجھ سے

بدگمان ناہونے دینا میرے دل کا حال اور میری نیت تو آپ کو پتا تھی نا یااللہ۔ وہ کیسے میری بات کو غلط سمجھ گئی۔۔۔ اب اسے کون سمجھائے سنان مرنا جائے اسکے بارے میں ایسی سوچ بھی اپنے ذہن میں لانے سے پہلے۔۔۔ وہ

دھیرے دھیرے سے کہتا ایک بار پھر بیٹھے بیٹھے پھر آنکھیں موند گیا۔۔

دوبارہ آنکھیں کھولی تو ان میں ہلکی سی نمی تھی۔۔ گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے چہرا موڑا تو نظروں کے سامنے بالکنی آئی جہاں سنائیہ کھڑی تھی۔۔بے ساختہ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا پیروں میں سلیپرز پہنتا بالکنی کی جانب بڑھا تھا۔۔اور عین اسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں سنائیم کھڑی تھی۔۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے وجود سے ٹکرائے تو اس نے ایک لمبا سانس لے کر ہوا کو اپنے اندر ان ہیل کیا۔۔ پھر اسکی نظریں سامنے آسمان پر چمکتے اس چاند پر گئی جو پوری آب وتاب سے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے کانوں میں ایک دم سنائیہ کی کہی گئی باتیں گونجی تو وہ مدہم آواز میں بڑبڑایا۔۔۔

زندگی... تیرے تعاقب میں ہم اتنا چلتے ہیں کہ مر جاتے ہیں۔۔سنان نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا... کتنی گہری باتیں کرتی ہو تم سنائیہ۔۔وہ بس سوچ کہ رہ گیا.اور چاند کو دیکھنے لگا... کانوں میں ایک بار پھر اسکی وہ مدہم خوبصورت سی چاند سے باتیں کرتی

ہوئی آواز گونجی میں صیحح کہہ رہی ہوں ناچاند... زندگی خوبصورت ہے بس اس میں ہماری خواہشات شامل نا ہوں تو۔۔

آہ..!!میں مر جاواں۔۔۔میری جھلی معصومہ... کبھی پودوں سے باتیں کرتی ہے تو کبھی چاند سے... کیاانسان کم پڑ گئے ہیں تمہاری زندگی میں یاان

سے اکتا گئی ہو جو ان تنہائیوں کو اور ان چیزوں کو اپنا ساتھی بنا بیٹھی ہو۔۔۔؟

وہ جیسے اپنے خیالوں میں اس سے

مخاطب تھا..

خواہشات کے بغیر انسان اور

اسکی زندگی دونوں ہی ادھورے ہیں۔۔اور تم کہتی ہو کہ خواہشات کے بغیر ہی زندگی خوبصورت ہے۔انسان اگر کسی چیز کی خواہش ہی نا رکھے تو۔۔۔تو ۔۔۔وہ زندگی جیے کیسے۔۔؟وہ

کنفیوز سا ہوتا سوچ رہا تھا...

افففف... تم پاگل کر دو گی مجھے۔۔۔وہ نفی میں سر ہلا کر کہتا ایک آخری نگاہ آسمان پر ڈال کر پلٹ گیا۔۔۔اس کا ارادہ ایک بار پھر سے سونے کا تھا۔۔

ناجانے کس طرح کا عشق کر رہے ہیں ہم "جو ہمارے ہو ہی نہیں سکتے انہی پر مر رہے ہیں ہم

اوئے آبان تو یہاں کیا کر رہا ہے اس ٹائم۔۔۔؟وہ چھت پر کھڑا آسمان کو تکتا کسی گہری سوچ میں گم تھا جب افنان کی آواز پر چونکا۔۔۔رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔۔اس نے حیرت سے دیوار کے پار اپنے گھر کی چھت پر کھڑے

افنان کو دیکھا۔۔۔ تم اس ٹائم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟ آبان نے وہی سوال داغا تو افنان نے مدہم اندھیرے میں ہی اسے گھورا۔۔۔ میرے خیال سے پہلے یہی سوال میں نے پوچھا ہے تم سے۔۔۔ وہ جتا کر کہتا دیوار

پھلانگتا آبان کے پاس جا کھڑا ہوا۔۔۔

آبان نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

کچھ نہیں بس نیند نہیں آرہی تھی تو یہاں آگیا۔۔۔ تنہائی میں۔۔۔ وہ مدہم آواز میں بولا اور اپنے پاس کھڑے افنان کو دیکھا۔ چھت پر اندھیرا تھا لیکن چاند کی روشنی سے سب کافی حد تک دکھائی دے رہا تھا۔ اب تو بتا تو کیوں

نہیں سویا ابھی تک۔۔ میرے خیال سے ایک ڈیڑھ کا ٹائم ہو گیا ہو گا... آبان اندازہ لگاتے ہوئے بولا تو افنان نے کندھے اچکائے۔۔۔۔ جیسے خود بھی اپنے جاگنے کی وجہ نا جانتا ہو۔۔۔ پتا نہیں۔۔ میں خود بھی نہیں جانتا میں کیوں جاگ رہا ہوں۔۔۔ کمرے میں عجیب سی وحشت ہو رہی تھی تو" میں کھلی فضا میں آگیا۔۔۔ وہ نارملی انداز میں بولا

لیکن لہجہ میں موجود بے بسی کو آبان نے ضرور محسوس کر لیا تھا۔۔ تبھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ

کر فکر مندی سے بولا۔

کوئی پریشانی ہے۔۔۔؟

کبھی کبھی ہمارے ماضی سے وابستہ یادیں اتنی تلخ

اور تکلیف دہ ہوتی ہیں کہ وہ ہمیں چین نہیں لینے دیتی۔انہیں جتنا بھولنے کی

کوشش کرلو پر کم بخت کسی آسیب کی طرح ایسے ہم سے چمٹ جاتی ہیں کہ

انسان چاہ کر بھی ان سے پیچھا نہیں چھڑا پاتا۔۔۔افنان کھوئے کھوئے انداز

میں بولا...آبان جو سنجیدگی سے اسے سن رہا تھا تلخی سے مسکرایا۔۔۔یہ

تکلیف اس

سے بہتر کون محسوس کر سکتا تھا۔۔لفظ یاد اور تشریح تکلیف درد بے چینی، گھبراہٹ، بے بسی خواہ روح تک کو تڑپا کر رکھ دینے والا احساس ہے یہ یاد۔۔۔یادیں تکلیف ہی دیتی ہیں۔۔چاہے وہ یادیں اچھی ہو بری۔۔۔اور یہ وہ تکلیف ہے جس کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے چاہے ہنس کے کر و یارو کے۔۔۔آبان آسمان کو دیکھتا مدہم آواز میں بولا تو افنان نے اسکی جانب دیکھا...اندھیرے میں بھی وہ اسکے چہرے پر در آئی تکلیف کو دیکھ سکتا تھا۔۔وہ محسوس کر سکتا تھا اسکی تکلیف پر وہ اتنا بے بس تھا کہ اس کے لیے نا

پہلے کچھ کر پایا تھا اور نا ہی اب کچھ کر سکتا تھا۔۔ایک سرد سی سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ بھی آبان کے تعاقب میں آسمان پر نظریں جماتا اس چاند کو دیکھنے

لگا جسے آبان بار بار دیکھ رہا تھا۔۔۔چاند کو کیوں دیکھ رہا ہے تو؟ وہ واپس

آبان کو دیکھتا

نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔۔

اس کو دیکھ کر وہ یاد آتی ہے۔آبان نے کھوئے کھوئے

لہجہ میں جواب دیا۔۔افنان نے ایک بار پھر نا سمجھی

سے اسکی جانب چہرا موڑا

وہ کون... ؟اس نے سوال کیا۔۔

وہی اس چاند کی دیوانی ہنوز اس آدھے چاند پر 2

نظریں جمائے وہ پھر اسی لہجہ میں بولا۔

اور اس دیوانی کا کوئی نام بھی ہے یا نہیں۔۔۔ ؟ وہ چڑ کر بولا ہے نا۔۔۔اس کی طرح اس کا نام بھی خوبصورت ہے۔۔۔اسکی آواز کے ساتھ ساتھ اسکی باتیں بھی دلکش ہیں۔۔اسکی آنکھیں بھی سحر میں جکڑ لینے والی ہیں۔۔۔ہے

انتہا پر کشش۔۔۔اس کے بال بھی بہت خوبصورت ہیں۔وہ...وہ...اتنی اچھی ہے اتنی پیاری ہے کہ آبان میر کے پاس الفاظ نہیں جن میں وہ بیان کر پائے کہ وہ کتنی پیاری اور معصوم ہے۔۔افنان بغور اسے سن رہا تھا۔۔آبان اسے کسی سحر میں جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ارے بھئی اب اس کا نام بھی بتا دے جس کے اتنے قصیدے پڑھی جا رہا ہے تو۔۔۔آخر مجھے بھی تو پتا

چلے کہ کون خوش قسمت ہے وہ جس کے سحر میں آبان میر اس حد تک جکڑا جا چکا ہے۔۔

خوش قسمت....آبان نے دھیرے سے کہا۔۔خوش قسمت تو میں ہوں رشک تو مجھے میری قسمت پر آتا ہے کہ کوئی مجھے بھی مجھے...چاہتی ہے۔۔۔

اتنا کہ وہ میرے لیے دعا کرتی ہے... مجھے دعاؤں میں مانگتی بھی ہے۔۔۔

کبھی کبھی میں حیران ہوتا ہوں کہ کیا آبان میر بھی ذات اتنی اہمیت کی حامل ہے جتنی اہمیت اس نے مجھے دے دی اپنی زندگی میں کہ آہان میں نا چاہتے ہوئے بھی اب اس کو سوچنے لگا ہے۔۔۔ اسے مس کرنے لگا ہے۔۔۔ اب نماز کے بعد دعا مانگتے ہوئے اس کا خیال آئے تو آبان کو کوفت نہیں ہوتی۔۔ اسے غصہ نہیں آتا کہ وہ کیوں آتی ہے میرے خیال میں۔۔۔ وہ بھی تب.

جب میں اپنے اللہ سے مخاطب ہوتا ہوں۔۔۔ جب اس سے مانگ رہا ہوتا ہوں۔۔ تب وہ آتی ہے میرے خیالوں میں شاید یہ کہنے آتی ہے کہ میں اسے بھی شامل کر لوں اپنی دعا میں۔۔۔ پر دیکھو نا میں کتنا خود غرض ہو پتھر دل ہوں پھر بھی اس کو شامل نہیں کرتا اپنی دعا میں۔۔۔ میں اسکا خیال جھٹک دیتا ہوں۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا اور افنان کو دیکھنے لگا۔۔۔

آخر کون ہے وہ آبان۔۔۔وہ مناہل تو نہیں ہے۔۔۔اتنا تو میں جانتا ہوں ۔۔۔مناہل ہو ہی نہیں سکتی وہ تو تمہاری زندگی میں بہت پیچھے اور اپنی زندگی میں بہت آگے نکل چکی ہے۔۔۔تو یہ کون ہے۔۔۔مجھے بتاؤ۔۔۔آبان میر کو کس سے محبت ہوئی ہے۔۔۔؟افنان حیرت زدہ سا کہہ رہا تھا۔۔۔وہ میری زندگی میں چاہے پیچھے رہ گئی ہے پر اس کی یادیں اسکی باتیں اور اسکی وہ بد دعائیں آج بھی میرے ساتھ ہیں۔میرے حال کا حصہ ہیں۔۔جنہوں کے

میرے قدم جکڑ لیے ہیں اور مجھے آگے نہیں بڑھنے دے

رہی۔اور رہی بات اس کی تو مجھے اس سے محبت نہیں ہے افنان۔۔۔۔

اپنائیت ہے، ہمدردی ہے یا پتا نہیں کیا ہے پر محبت نہیں ہے۔۔۔وہ اسے

باور کرتے ہوئے کہنے

لگا۔۔تو افنان طنزیہ مسکرایا... ہونہہ۔۔۔کیا میں تمہیں کسی بھی اینگل سے

پاگل نظر آتا ہوں۔۔۔نہیں نا۔۔۔؟ کیونکہ میں پاگل ہوں بھی نہیں

آبان... جیسے تم اس طرح سے جھوٹی تسلیاں جو کہ تم

مجھے کم اور خود کو ہی زیادہ دے رہے ہو۔۔میں ان پر یقین کر لونگا۔۔۔جیسی

تم باتیں کر رہے ہو نا کوئی سچ مچ کا پاگل بھی سنے گا نا تو یہی کہے گا کہ تم محبت

کرتے ہو اس لڑکی سے۔۔۔اور بے انتہا کرتے ہو۔۔۔کہ اس کے خیال میں کھوتے ہو تو یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ کہہ

کیا رہے ہو۔ وہ جتاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

ٹائم بہت ہو گیا ہے چلو سونے چلتے ہیں۔۔۔وہ اسکی بات کو یکسر نظر انداز کرتا ہوا بولا ہممممم.....افنان نے سر ہلایا۔ وہ جانتا تھا آبان اس ٹاپک پر اب اور بات نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اس کی بات کو نظر انداز کر گیا تھا۔۔اس لیے وہ بھی خاموش ہو گیا تھا۔۔۔اور یہ بھی بھول گیا تھا کہ آبان نے ابھی تک اس لڑکی کا نام نہیں بتایا تھا۔۔

←

شب بخیر... افنان کہتا دیوار کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب آبان نے اس کا بازو تھاما۔۔۔ وہ رخ موڑ کر اس مدھم اندھیرے میں آبان کو دیکھنے لگا۔۔۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔ انشاءاللہ... ڈونٹ وری سب

ٹھیک ہو جائے گا۔ ہمیشہ وہ نہیں ہوتا جو ہم چاہتے ہیں۔۔۔ کچھ لوگ ہماری زندگی میں آتے ہیں لیکن کچھ. جب تمہارا دل سکون میں ہو گا تب ہی تم سکون سے سو پاؤ گے۔۔ اللہ پاک تمہاری پریشانی دور کرے آمین وہ مدھم آواز میں ایک بہت اچھے دوست کی طرح اسے سمجھا رہا تھا۔ افنان اس کے گلے جا لگا تھا۔۔۔

وقت کے لیے اور پھر وہ چلے جاتے ہیں۔۔ لیکن ہمیں کوئی نا کوئی سبق ضرور دے جاتے ہیں۔۔اور تمہیں بھی وہ سبق ہی دے کر گئی تھی۔۔۔دو نفل پڑھ کے اور دعا کر کے سونا اس سے تمہارے دل کو سکون ملے گا۔۔اور

انشاءاللہ... آمین۔۔۔اور تم بھی پریشان نا ہونا... اللہ

سب ٹھیک کرے گا۔۔۔ وہ اس کی کمر پر تھپکی دیتا اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔ جس پر آبان مسکرایا۔ بعض دفعہ انسان کو کچھ نہیں چاہیے ہوتا سوائے اپنے پیاروں کے دو پیار بھرے بول اور ایک محبت سے دی گئی تسلی کے علاوہ۔۔۔ کیونکہ یہی ان کے حوصلے کو بڑھانے کے لیے بہت ہوتا ہے۔۔ وہ دونوں

دوست جو ایک دوسرے کے ماضی کے راز دار تھے۔۔ایک دوسرے کو سمجھا رہے تھے محبت سے۔۔۔وہ دوست تھے اور دوست تو ہوتا ہی وہی ہے نا جو آپ کو بس ضرورت کے وقت اپنا کندھا اور ایک پیار بھری تھپکی دے کر کہے۔۔اللہ ہے نا وہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔تم پریشان مت ہو۔۔۔ ہمممم انشاءاللہ... آبان مدہم مسکراہٹ سے بولا۔۔۔تبھی اس کے کانوں میں افنان کی بھرائی آواز پڑی تھی۔۔۔

و۔۔وہ بھولتی نہیں۔۔ہے یار۔۔۔میں اس کو بھولنا چاہتا ہوں پر وہ آسیب بن کر مجھ سے ایسے چمٹی ہے کہ اب-

لگتا کہ موت ہی اس سے اور اسکی یادوں سے رہائی دلائے گی۔۔اور کوئی نہیں۔۔۔وہ کرب سے بولا۔۔۔ایک پل کے لیے آہان کو لگا جسے سامنے افنان نہیں بلکہ وہ خود کھڑا ہو۔۔اس اذیت میں۔۔۔وہ واقف تھا اس اذیت اس تکلیف سے تو کیسے اس کا درد اسکی بے بسی کو

محسوس نا کرتا...

بھول جائے گی میرے بھائی۔۔۔ہانیہ جب تیری زندگی میں محرم بن کر آئے گی نا تو تجھے ماضی کی ہر بری یاد سے چھٹکارا دلا دے گی

She is such a good girl...

آبان نے اسکا دھیان ہانیہ کی طرف کیا۔۔جواب اسکی منگیتر اور مستقبل کی ہمسفر تھی۔۔۔

محرم۔۔۔ہونہہ۔۔۔ محرم کا تو پتا نہیں لیکن وہ بھائی ضرور بنانے کا سوچ بیٹھی ہے۔۔اس کا تو افنان کے ساتھ بھائی نامہ ہی ختم نہیں ہوتا۔۔افنان اس سے الگ

ہوتا جل بھن کر بولا

آبان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اس کے اس انداز پر۔۔۔ تو ہنس لے بیٹا اللہ کرے

جو تیرے والی ہو وہ بھی تجھے نکاح سے پہلے تک بھائی ہی بولے۔۔اور خدا کا

کرنا ایسا ہو کہ وہ تجھے شادی کی پہلی بسسسس۔۔۔ایک بار صرف ایک بار ہی

صحیح بھائی بول کر تیری پوری رات خراب کر دیے آمین۔۔۔افنان جل کر

حسرت بھرے انداز میں بولا اور آمین کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو چہرے

پر پھیر العنت تیرے منہ پہ۔۔۔کمینے انسان۔۔۔ لعنتی بے غیرت۔۔۔

آبان جو نا سمجھی سے اسکی بات کو بڑے غور سے ان رہا تھا ایک دم حیرت سے

چلایا اور افنان کے کندھے پر

مکہ مارا۔۔۔

آہہہ۔۔۔افنان ایک دم چلایا

اسیر محبت از قلم: انجل ثان

لعنت تیرے منہ پے کمینے انسان۔۔۔ لعنتی بے غیرت۔۔۔آبان جو نا سمجھی سے اسکی بات کو بڑے غور سے سن رہا تھا ایک دم حیرت سے چلایا اور افنان کے کندھے پر

مکا مارا

آہہ۔۔۔افغان ایک دم چلایا۔۔اپنے کمینے آہستہ چلا کیوں آدھی رات کو محلے والوں کو اکھٹا کر کے عزت کروانی ہے۔۔۔آہان جلدی سے اسکے ادھ کھلے منہ پر ہاتھ رکھتا ہوا آنکھیں دکھاتا ہوا کہنے

لگا۔۔۔

افغان نے اپنے منہ پر رکھے اس کے ہاتھ پر ہلکا سا تھپڑ لگایا تو آبان نے جلدی سے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔تو پھر کس نے کہا ہے فضول بکواس کرنے کے لیے۔۔۔افنان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کیا۔بکواس۔۔۔میں نے کب کی بکواس بکواسی انسان۔۔یہ تیرا کام ہے اور تجھ پر ہی سوٹ کرتا ہے سمجھا۔۔آبان

طنزیہ انداز میں بولا اور ایک بار پھر چہرا اوپر کرتا چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔افغان جو اپنے بارے میں بکواسی انسان کا لقب سن کر اسے کچھ کہنے والا تھا۔۔ایک بار پھر اسے محویت سے چاند کو دیکھتا پا کر سر جھٹک کے رہ گیا۔۔۔

کوئی شک نہیں کہ اس چاند کی دیوانی نے جس کا نام تو مجھے بار بار پوچھنے پر بھی نہیں بتا رہا۔۔اس نے تجھے بھی دیوانہ ہی کر دیا ہے اس چاند کا۔۔۔وہ کندھے اچکا کر کہتا واپسی کے لیے پلٹا ہی تھا جب آبان کی وہی کھوئی کھوئی بدہم آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔۔

شاید۔۔۔دیوانہ تو کیا ہے اس نے۔۔۔پر اس چاند کا نہیں۔۔۔اپنا۔۔۔اس نے مجھے اپنا اسیر کر لیا ہے افنان اور پتا ہے جب انسان کسی کا اسیر ہو جائے تو وہ پھر چاہ کر بھی خود کو اس قید سے رہائی نہیں دلا پاتا۔۔

کیونکہ اسیر محبت محبت کی قید ہے۔اور محبت کی قید سے رہائی تو صرف موت ہوتی ہے۔۔۔الی بہکی باتیں کیوں کر رہا ہے تو۔۔؟افنان

فورپالنا اس کے پاس آیا تھا۔آبان بنا تھا۔ایک تلخ بے بسی سے بھری نہیں نظریں آسمان پر تھیں پر نم تھیں۔۔۔

میں خود بہک گیا ہوں میں ہار گیا ہوں۔اسکی محبت کے آگے۔اس نے مجھے

ہرا دیا۔اسکی باتیں میرے دماغ میں نقش ہو گئی ہیں۔۔اسکی وہ سسکیاں

میرے دل پر تیر کی طرح چھبتی ہے۔اس نے آبان میر

کو بے بس کر دیا۔۔اسکی دعائیں سن لی اللہ نے۔۔آبان کے دل میں اللہ کے

ڈال دی اسکی محبت۔۔اللہ نے بنا دی میرے دل میں اسکی جگہ پر دیکھ نا پھر

بھی اتنا بے میں ہوں کہ نا اس کو بتا سکتا ہوں اور نا ہی اس کو پا سکتا ہوں۔۔۔

یہ کیسی محبت ہے جو میرے دل میں اپنے پنجے تو گاڑ چکی ہے پر وہ۔۔وہ میرے

نصیب میں نہیں۔۔۔ایسا کیوں ہوتا ہے یار۔۔۔ہمیں محبت ہی ان لوگوں

سے کیوں ہوتی ہے جو ہماری زندگی میں تو ہوتے ہیں پر ہمارے مقدر میں

نہیں لکھے جاتے۔۔۔؟اللہ زندگی میں لے آتا ہے تو نصیب میں کیوں نہیں

لکھتا۔۔۔؟ وہ سر جھکائے بے بسی سے بولا۔۔۔ ہوا کیا ہے آخر بتا تو صحیح

۔۔۔ کون ہے وہ لڑکی۔۔۔ کیا میں اسے جانتا ہوں۔۔۔؟ افغان متفکر سا بولا

۔۔ آہان کی باتیں اسے پریشان کر گئی تھیں۔۔ اسکے سوال پر آہان نے آسمان

سے نظریں ہٹا کر اسکی جانب چہرا موڑا۔۔ محبت۔۔۔ محبت ہوئی ہے۔۔۔

آہان میر کو۔۔۔ ایک بار پھر۔۔۔ اور شاید میں اتنا بدنصیب ہوں کہ میرے

نصیب میں نا مناہل کی محبت تھی اور نا ہی اسکی ہے۔۔۔ اور رہی۔ بات اس

لڑکی کی کہ وہ کون ہے تو۔۔۔ وہ ایک راز ہے۔۔ اسکی محبت جو اس کا اور اللہ

کے نبی کا ایک راز

تھی۔ اللہ نے اس راز کو مجھ پر آشکار کر کے مجھے بتا تو دیا کہ مناہل کے بعد بھی

کوئی ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔ مجھے چاہتا ہے۔۔ پر یہ بات اسکے علی علم

میں نہیں کہ میں جانتا ہوں خود سے جڑے اس کے جزبات کو۔۔۔اور نا ہی میں اسے کبھی پتا لگنے دونگا کہ میں اس کا راز جان گیا ہوں۔۔۔کیونکہ اگر اسے پتا چل گیا تا کہ اس کے دل میں چھپے جذبات جو وہ سب سے چھپا کر صرف اللہ کو بتاتی ہے میں جان گیا ہوں تو کو وہ کبھی میرے سامنے سر نہیں اٹھا پائے گی۔۔۔وہ پکی محبت بھی کرتی ہے اور اظہار سے بھی ڈرتی ہے۔۔وہ اپ کا سامنتے ہوئے کہتا راپس آسمان پر نظریں

کر گیا۔۔اور ایک گہرا سانس بھر کر پھر گویا ہوا۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ وہ کبھی میرے سامنے یا کسی کے بھی سامنے زرہ سا بھی شرمندہ ہو۔۔آہان کو اس معصوم لڑکی کی عزت نفس اور خودداری اپنی جان سے زیادہ

عزیز ہے۔۔۔

وہ مرہم مسکراہٹ سے بولا تھا۔۔ آنکھوں میں چھن سے سنائیہ کا عکس آیا تھا۔۔ افنان مسکراتا اس کا کندھا ٹھیک کر بغیر کچھ کہے دیوار پھلانگتا واپس چلا گیا۔ تھا۔۔ جبکہ وہ آنکھیں موندے کھڑا سنائیہ کے عکس کو اپنی آنکھوں میں بسائے بس ایک بار منابل کے مل

جانے کی دعا کر رہا تھا۔ یہ تو طے تھا جب تک منابل اسے نا ملتی وہ آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔۔ چند لمحے وہ وہی کھڑا رہا پھر کمرے میں جانے کہ غرض سے پہنچے کی جانب بڑھ گیا۔۔

وہ لان میں کھڑی اپنے طوطوں کو چوری بنا کر کھلا رہی تھی۔۔اسے وہاں آئے آج بارہ دن ہو گئے تھے۔ستان کے ساتھ اس دن کے بعد اسکی کوئی خاص بات چیت

نہیں ہوئی تھی۔۔۔اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔جو آج ہمیشہ سے تھوڑا مختلف لگ رہی تھی۔۔کیونکہ آج اس نے سفید رنگ کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔۔۔ سمپل سفید گھٹنوں تک قمیض

کے ساتھ سفید ہی ٹراؤزر پہنے ہوئے اس نے مکس

شیڈز کے رنگ کا دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ گیلے بالوں کو اس نے کمر پر ہی

پھیلایا ہوا تھا۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کے بالوں کو آج پہلی بار

اس نے دیکھا تھا۔۔سیاہ کالے بال جو کمر سے بھی تھوڑے نیچے تک آ رہے

تھے۔۔وہ ایسے اپنے دل میں اترتی ہوئی۔ محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ فوراً اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔۔ تمہیں ابھی کوئی حق نہیں سنان کہ تم

اسے اس طرح دیکھو۔۔ گہرا

سانس بھر کر وہ بڑبڑایا۔۔۔اور بالکنی سے ہٹ گیا۔۔۔اوووو میلے شو نے کو

بھوک لگی تھی۔۔سنائیہ اپنے ہاتھ سے ایک طوطے کے بچے کو چوری کھلاتی

ہوئی پیار سے بولی۔۔ جبکہ طوطے کا بچہ اپنی آواز میں چہکتا اس کے ہاتھ سے چوری کھا رہا تھا۔۔ دوسرا بچہ جو کہ طوطی تھی شاید پہلے ہی اپنا پیٹ بھر کر سائیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔ان دونوں پر اب مکمل بال آچکے تھے اور پر بھی کافی بڑے ہو گئے تھے۔۔۔ سی۔۔۔ ہان۔۔۔ آرام سے کھاؤ۔۔۔ وہ ہلکی سی سسکی لیتی

جلدی سے ہاتھ پیچھے کر کے طوطے کو ڈپٹتے ہوئے بولی جس نے شاید کھانے کے چکر میں اسکی انگلی پر کاٹ لیا تھا۔۔۔ پیچھے کھڑا ستان اس کے منہ سے طوطے کے لیے ہان نام سن کر حیران ہوا۔۔۔ یہ کیسا نام ہے۔۔۔؟ وہ ماتھے پر بل ڈال کر سوچتا دو قدم اور آگے آیا۔ اور سنائیہ کے پیچھے کھڑا ہو کر اپنا گلا

کھنکار۔۔اہم ہم۔۔۔اپنے پچھے سنان کی آواز سن کر وہ فوراً پلٹی اور ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کو زمین پر رکھتی جلدی سے سر پر

دوپٹا اوڑھ گئی۔۔۔اس سارے عمل میں وہ گھبرائی

سنان کو ہی دیکھتی رہی جس کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔اس نے ایک بار بھی سنائیہ کو نہیں دیکھا

وہ دونوں لان کی دیوار کے پاس لگے نیم کے درخت کے نیچے کھڑے تھے۔۔جس کی چھاؤں میں سنائیہ نے طوطوں کا پنجرہ لٹکایا ہوا تھا۔۔آ۔

آپ کو کچھ چاہیے تھا۔۔۔؟ وہ لہجہ کو نارمل بناتی اس سے مخاطب ہوئی۔ جس نے اب جاکہ نظریں اسکی جانب اٹھائی تھیں۔۔۔

ہم۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا بولا جہاں اس دن کے بعد سے لے کر آج بھی اسے اپنے لیے عجیب سی ناگواریت دیکھائی دی تھی۔۔۔ جو کہ نفرت ہی تھی۔۔ پر وہ اسے نفرت کا نام نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔ کیا چاہیے۔۔۔؟ اس نے چہرہ دوسری جانب موڑ کر کہا۔۔ وہ۔۔۔ میری ایک پیاری سی کزن مجھ سے ناراض ہے اس کو منانا ہے۔۔۔ کوئی ٹرک بتادو اس کو منانے کی۔۔۔ پلیززز۔۔۔ وہ معصوم سی صورت بناکر کہتا سنائیہ سے دو قدموں کے فاصلے پر آرکا۔۔۔

اسکی بات کا مطلب سمجھتی سنائیہ ایک نظر اس کے معصوم سے چہرے کو دیکھتی واپس نظروں کا زاویہ سامنے کی طرف کر گئی۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔اور نا ہی مجھے کسی کو منانے کی ٹرکس آتی ہیں۔۔۔وہ ناگواری سے کہتی وہاں سے جانے ہی گئی تھی جب سنان نے اسکے سامنے آکر اس کا

راستہ روکا۔۔۔

میرے راستے سے ہیں۔۔۔اب کی بار وہ سخت آواز میں بولی۔۔۔پر وہ ڈھیٹ بنا وہی کھڑا اسکے چہرے کو ہی

دیکھتا رہا جہاں غصہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔سنائیہ کو اس کا خود کو یوں دیکھنا بہت ہی برا لگ رہا تھا۔۔اس لیے دانتوں پر دانت جماتی اپنے دائیں طرف موجود پودوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔جبکہ اب کی بار ستان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔اس نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر اپنے اندر اٹھتی تکلیف کو دبایا جو سنائیہ کی بے رخی سے اس کے دل پر چھریوں سے وار کر رہی تھی۔۔۔ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں کھولی۔۔

سیریسلی سنائیہ۔۔۔۔وہ دکھ سے مدہم آواز میں بولا۔۔اور اس کے لہجہ میں چھپا یہ دکھ سنائیہ کو صاف محسوس ہوا تھا۔۔۔کیا سچ میں۔۔۔۔؟وہ بے یقینی سے اس کے چہرے کی ایک سائیڈ کو دیکھتا سوال کر رہا تھا۔۔۔تمہیں۔۔۔

تمھیں۔۔میں اتنا بے غیرت اور کھٹا لگتا ہوں۔ گھٹیا سوچ۔۔۔ جس کو جو

تمھارے بارے میں میں ایسی میں اپنی سوچ تک نہیں لا سکتا۔۔میں۔۔

تمھارے بارے میں ایسا سوچوں گا بھی۔۔۔؟ کیا تمھیں میں ایسا لگتا

ہوں۔لڑکی کے لیے ایسی سوچ بھی لے کر آؤں گا اپنے ذہن

۔۔کہ میں اپنی کزن یا کسی بھی۔۔۔کسی بھی

میں پر۔۔لعنت ہے اس کے مرد ہونے پر۔۔۔تم بچپن سے یہاں

۔۔۔؟اگر کبھی ایسا ہو بھی نا تو لعنت ہے سنان مرزا

آتی ہو۔۔۔میں ہمیشہ وہاں آتا رہا ہوں۔۔۔ایک لڑکی تو اپنی

طرف اٹھنے والی ہر نگاہ کو پہچان لیتی ہے تو کیا کبھی تمہیں میری نگاہ میں کوئی برائی نظر آئی۔۔کیا کبھی تمہیں ایسا لگا کہ سنان مرزا تمہارے پاس کوئی

ایسی گھٹیا سوچ لے کر آیا ہو۔۔۔؟وہ ضبط سے آنکھیں

ایسی بھٹیا سوچ لے کر آیا ہو۔۔۔؟وہ ضبط سے آنکھیں میچ کر بولا۔۔سنائیہ اسکی باتیں سنتی اسکی جانب دیکھنے لگی تھی۔۔۔پر اس بار اس کے چہرے پر شرمندگی تھی۔۔

ی ہیں تو کہہ رہا تھا وہ۔۔۔وہ سر جھکا گئی تھی۔۔اسے

اب احساس ہوا تھا کہ وہ اس سے کچھ زیادہ ہی بدگمان ہو گئی تھی۔۔۔اور غصے میں اس کے بارے میں غلط اندیشے لگا بیٹھی تھی۔۔شاید وہ اس کا موازنہ آبان سے کر رہی تھی کیونکہ آہان نے کبھی اسے منع نہیں کہا تھا کہ وہ اسے بھائی نا بولے۔۔۔پر آہان اور ستان تو اسکی زندگی کے دو الگ الگ کردار تھے۔۔ایک وہ جس سے وہ محبت کرتی تھی اور دوسرا تو اس کا کزن تھا۔۔تو اس نے کیوں اس کا اور اسکی باتوں کا آبان سے موازنہ کیا۔۔؟ وہ اپنی سوچوں کی جھٹک

گئی۔

میں نے جسٹ ایسے ہی کہا تھا یار۔۔۔پر تم میری بات کو نیگیٹو لے گئی۔۔

سنائیہ میں خود کو کوئی نیک نہیں کہتا۔۔۔میں اللہ کا عام بندہ ہوں۔۔ گناہ گار

ہوں۔۔۔ براہوں۔۔۔پر میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ سنان مرزا اپنے نفس کا

بچاری نہیں ہے۔۔ میرا نفس اتنا بھی کمزور نہیں ہے یا کہ میں کسی بنت حوا کو

بری نگاہ سے

دیکھو۔۔ تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا۔۔۔ تمہاری آنکھوں میں

اپنے لیے نفرت دیکھ کر مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔پلیز نا کرو۔۔۔ایم

سوری۔۔۔ایم سو سوری۔۔۔ تم نے مجھے جو کہنا ہے کہہ لو پر ایسے مت دیکھا

کرو مجھے۔۔۔سنان مر جائے گا تمہاری آنکھوں میں یہ نفرت دیکھ کر۔۔۔وہ بھاری گھمبیر لہجہ میں بے بسی سموئے بولا۔۔سنائیہ نے تعجب سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔کیا ستان مرزا نے اسے سوری کہتا تھا۔۔بغیر کسی غلطی کے۔۔۔وہ اسے صفائی

دے رہا تھا۔۔؟

بولو نا اسے خاموش کھڑا دیکھ وہ بچوں کی طرح منہ بسوڑ کر بولا۔۔تو سنائیہ چونکی۔۔۔و۔۔۔وہ۔۔۔۔اسے اب سمجھ نہیں آیا تھا۔۔کہ کیا کہے۔۔۔کیسے بات کرے سنان سے۔۔وہ سچ میں اب بے حد اب بے حد شرمندہ تھی اس سے۔۔۔

ا۔ایم سوری۔۔۔میں۔۔۔میں۔۔پتا نہیں۔۔۔کیسے۔۔۔ایم س۔۔سوری ۔۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔میں بس۔۔۔وہ گھبرائی سی کنفیوز سی لفظ ڈھونڈ رہی تھی۔۔

پلیز ڈونٹ سے دس۔۔۔مجھے سوری مت کرو یار۔۔۔مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا کہ تم کبھی مجھے سوری کرو۔۔بس یہ بتاؤ ناراض تو نہیں ہو نا۔۔۔ سنان اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا جہاں اب سنان کے لیے کوئی سرد مہری، غصہ یا نفرت نہیں تھا بس شرمندگی تھی۔۔۔جو کہ سنان کو بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

من نہیں۔۔۔تو۔۔میں کب تھی ناراض آپ سے۔۔۔میں تو ہیں۔۔۔

سنائیہ کو سمجھ نہیں آیا تھا اب کیا کہے۔۔۔ا

نے سر جھکا لیا تھا۔اسکی آ نکھیں پانی سے بھرنے لگی تھی جنہیں وہ بار بار

جھپک رہی تھی۔۔۔خود کو رونے

سے باز رکھنے کے لیے۔۔۔

Heyyyy Sanaya...

سنان نے اس کے چھکے سر کو دیکھ کر بدہم آواز میں سے مخاطب کیا تو اس نے نظریں اٹھائی تھیں سنان اسے کی جانب۔۔۔اور پھر فوراً چہرا جھکا لیا تھا۔۔۔وہ جو اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا بے ساختہ اسکی

نظریں صرف چند سیکنڈز کے لیے اپنی طرف اٹھی ان بھیگی آنکھوں کی جانب گئی تھیں۔۔بس چند سیکنڈز کی مار تھی اور۔۔۔

اور پھر اسے اپنا انگ انگ ان بھوری پانی سے بھری آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔وہ سانس روکے ان بھیگی آنکھوں میں کہی کھو گیا تھا۔اسکی

نظر اس مقام سے پلٹنا بھول گئی تھی جہاں چند لمحے پہلے وہ بھیگی بھوری آنکھیں تھی۔۔۔ بالمقابل اب سر جھکائے رونے میں مصروف تھی۔۔ پر ستان تو جیسے اس لحد میں کہیں جکڑا گیا تھا۔ وہ ڈوب گیا۔۔ ان آنکھوں میں۔۔۔۔ کسی کی آنکھوں میں ڈوبنا کیا ہوتا ہے۔۔ یہ آج سنان کو پتا چلا تھا۔۔ دل جیسے اب بے تاب ہو گیا تھا دوبارہ اسکی آنکھوں کو دیکھنے کے لیے اسکی آنکھیں سچ میں کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔۔ تبھی تو آبان کے بعد آج سنان کو اسکی آنکھوں سے عشق ہو گیا تھا۔۔ آج اگر کوئی اس سے پوچھتا کہ بتاؤ ستان مرزا عشق

کیا ہے۔۔؟ تو وہ بغیر توقف کے کہتا۔۔۔ اسکی مس معصومہ کی آنکھیں ہیں عشق۔۔ آسکی آنکھوں میں ڈوب جاتا ہے عشق۔۔ اس کے دل کا بار بار اسکی

مس معصومہ کی آنکھوں میں دیکھنے کی خواہش کرنا ہے عشق۔۔۔اسکی مس معصومہ عشق ہے سنان مرزا کا۔ہاں اسے عشق ہو گیا تھا اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی ہے۔۔۔اور اب اس عشق سے رہائی سنان مرزا کے لیے ناممکن تھی۔۔۔وہ سانس روکے بنا پلکیں جھکائے جیسے فریز ہوا کھڑا

تھا جب سنائیہ کی چکی اسکے کانوں میں گو تھی۔۔۔

وہ ایک دم ہوش میں آیا تھا۔اس نے جلدی سے سنائیہ کو دیکھا جو رو رہی تھی۔۔

یار تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟پلیز نا رو میرا مقصد تمہیں

ہرٹ کرنا بالکل نہیں تھا۔۔ تم مجھے سنان بھائی بلا جو

مرضی بلانا ہے بلالو۔۔ میں کبھی منع نہیں کرونگا۔۔ پر

پلیز ایسے رو مت۔۔۔۔ it's really hurting me...

وہ حواس باختہ پریشان سا ہاتھوں کو جھلا کر کہنے

لگا۔۔ اسے یہی لگا تھا کہ سنائیہ اسکی باتوں سے ہرٹ

ہو کر رو رہی ہے۔۔پر وہ تو اب اپنی شرمندگی پر رد رہی تھی۔۔۔

ایم سوری۔۔۔آپ مجھ سے ناراض نہیں ہونا اور نایا لے یا خالہ جانی کو بتانا یہ سب۔۔۔پلیز۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔

اسکی بات سن کر سنان مدہم سا مسکرایا۔۔سنائیہ اگر اب تم نے مجھے ایک اور بار سوری کیا نا تو بیچ میں میں ناراض بھی ہو جاؤں گا اور جا کر سب کو پتا بھی دونگا۔۔تمہارے منہ سے سوری سن کر

مجھے اب سوری لفظ سے ہی نفرت محسوس ہو رہی

ہے۔۔۔تم سوری نا کیا کرو۔۔۔سوٹ کے سوٹ نہیں کرتا تم پر۔۔۔اس نے سہولت سے مشورہ دیا۔۔۔

سنائیہ نے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے اسے گھورا۔۔کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔؟وہ خفگی سے بولی۔۔مطلب یہ کہ کچھ الفاظ ہمارے لیے نہیں ہوتے۔۔ہم ان کو اپنے منہ سے ادا کر کے صرف دوسروں کو بے سکون کرتے ہیں۔۔تم سوری بول رہی ہو تو میں اور میرا ول بے سکون ہو رہا ہے۔۔اب سنائیہ عامر سنان مرزا کو

سوری کرے۔۔ تو ستان مرزا کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اسکی وجہ سے سنائیہ کے لبوں سے سوری ادا ہو۔۔۔ وہ آنکھوں کو چھپک کر نرمی سے بولا۔۔ کیوں میرے سوری میں کانٹے چھے ہیں جو آپ کو بے سکون کر رہے ہیں۔۔ یا میں سوری بولتے ہوئے اچھی نہیں لگتی۔ جو آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟ وہ زمین پر پڑی چوری کی پلیٹ اٹھاتے ہوئے ناراضگی سے بولی اور رخ موڑتی پنجرے کی جانب کھڑی ہو گئی۔۔ کانٹے تو نہیں مجھے۔ پر کچھ الفاظ ایسے ہوتے ہیں

جو ہم اپنے پسندیدہ اور خاص لوگوں کے منہ سے سننا پسند نہیں کرتے۔۔۔ تم خاص ہو اور سوری ورڈ تو عام لوگ بولتے ہیں۔۔۔ تو اس لیے خود کو خاص رہنے دو۔۔ تمہیں سوری کرنے کے لیے سٹان ہے نا۔۔۔ وہ سنائیہ کے ساتھ

آکر کھڑا ہوتا ایک نظر طوطوں پر ڈالتا واپس اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے گھمبیر لہجہ میں بولا۔۔۔پر سنائیہ پر اس لہجہ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔ہوتا بھی کیسے۔۔۔وہ تو آبان کے لہجہ کی دیوانی تھی۔۔۔بھلا سامنے کھڑے اس خوبرو

پرکشش جوان کے لہجہ میں چھپی محبت کو کیسے محسوس کرتی۔۔۔

تو کیا ستان عام ہیں۔۔۔؟پرستان کے تو بہت چاہنے والے ہیں۔۔۔لاکھوں کی تعداد میں لوگ سنان کو دیکھتے ہیں۔۔اسے سنتے ہیں۔۔۔اسے کو پسند کرتے ہیں۔۔اسے فولو کرتے ہیں۔۔اس کو لائک کرتے ہیں۔۔سنان کے

پاس تو بہت لوگ ہیں اسے خاص بنانے والے تو سنان عام کیسے ہوئے۔۔۔؟
وہ ہنوز پنجرے پر نظریں جمائے کھوئی کی مدہم آواز میں بولی۔۔سنان
بھی اس کے

تعاقب میں پنجرے میں بیٹھے طوطوں کو ہی دیکھ

رہا تھا۔۔۔

لوگوں کے لیے میں کیا ہوں۔۔مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔مگر
میں اتنا جانتا ہوں کہ سنائیہ کے آگے سنان کچھ نہیں۔۔۔سنائیہ کے آگے
سنان عام ہی نہیں عام تر ہے۔۔۔وہ آنکھیں جھپک کر اپنے لفظوں پر زور

دے کر بولا تو سنائیہ نے اسکی جانب دیکھا۔۔کیوں۔۔۔؟وہ نا سمجھی سے

بولی۔۔۔اسے سمجھ نہیں

آیا تھا کہ وہ کیوں خود کو سنائیہ کے سیامنے عام کہہ رہا تھا۔۔کچھ دیر پہلے تک تو

بدگمانی تھی سب کہیں دور جاسوئی تھی۔۔

کیونکہ۔۔۔وہ رکا۔۔۔نظریں سنائیہ کے کنفیوز سے چہرے پر جھی تھی۔۔

(کیونکہ سنائیہ عشق ہے اور سنان عاشق۔۔۔اور عشق تو ہمیشہ خاص ہوتا ہے

نا۔۔اور عاشق ہمیشہ عام۔۔۔تو میں بھی تو عام ہوا نا تمہارے آگے۔۔ہنوز

سنائیہ پر نظریں جمائے وہ دل میں اس سے مخاطب تھا۔کیونکہ۔۔۔؟سنائیہ

نے قدرے اونچی آواز

سکی بات کو دہرایا جسے وہ روس کے کھڑا تھا۔۔۔کیونکہ تم پسندیدہ ہو اس لیے خاص ہو۔۔وہ کندھے اچکا کر بولا۔۔۔سنائیہ کے ماتھے پر بل آئے۔۔۔اور میں پسندیدہ کیوں ہوں۔۔۔؟ وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے گھور کر پوچھ رہی تھی۔۔

وہ اس لیے۔۔۔سنان کہتے ہوئے تھوڑا سنائیہ کے قریب آ کر

رکا۔۔چند انچ کے فاصلے پر۔۔۔وہ قد میں سنائیہ سے کچھ زیادہ ہی لمبا تھا۔۔اس لیے وہ آنکھیں اوپر کیے اسے تیکھی نظروں سے گھور رہی تھی۔۔۔اور اس وقت

وہ سنان کو اتنی پیاری لگی تھی کہ بے ساختہ اسکے عنابی لبوں پر مسکراہٹ اُمڈ آئی تھی۔۔۔ جسے دیکھ سنائیہ نے منہ بگاڑا تھا۔۔ وہ اسے کنفیوز کر رہا تھا۔۔

سنان ایک دم اس کے کان کے پاس تھوڑا اور جھکا تو سنائیہ نے گھبرا کر اپنا سانس روک گئی۔۔۔ ہاتھوں میں پکڑی پلیٹ پر اسکی پکڑ سخت ہوئی تھی۔۔

کیونکہ تم میری کزن ہو۔۔۔ اس لیے پسندیدہ ہو۔۔۔ وہ مدہم آواز میں اس کے کان میں کہتا پیچھے ہوا تو سنائیہ آنکھیں پھیلائے کنفیوز سی اس کو پیچھے ہوتے

دیوری کی۔اس کے چہرے کے پاس چھ انچ لے

فاصلے پر رک کرستان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے

ساتھ اپنی دائیں آنکھ کو ونگ کیا تھا جسے دیکھ

سنائیہ کی آنکھیں اور زیادہ حیرت سے پھٹیں تھی۔۔

اس سے پہلے وہ ہوش میں آتی اسے کچھ کہتی وہ فوراً اس سے دور ہوتا اسکی دائیں جانب سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔۔۔استغفراللہ بہت بدتمیز ہیں آپ سنان۔۔۔اپنے پیچھے اسے سنائیہ کی تحصیلی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

تھینک یو سوچ مائی ڈیئر کزن۔۔۔وہ پلٹ کر گہری مسکراہٹ سے بولا۔۔۔ اور سنائیہ کو دیکھا جو اسے غصے سے گھور رہی تھی پر اسکی آنکھوں میں اب کوئی

نفرت، بدگمانی یا بے رخی نہیں تھی۔۔۔جو سنتان کے دل کو سکون پہنچ گئی تھی۔۔۔وہ غصہ سے پیر پٹخ کر بڑبڑاتی واپس طوطوں کو چوری کھلانے لگی۔۔اوئے پائے۔۔۔ کمپنی تمہارے ناولز نا پہنچے اب تک دو پہر کے دو بج رہے تھے۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی وہ دونوں کھانا بنا کر اور اس کے بعد نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔اس لیے اب بیٹھی موبائل میں مگن تھی جب سنائیہ کو اچانک ناولز کا خیال آیا۔۔۔اس نے بیڈ پر بیٹھی بالے کو کشن مارتے ہوئے کہا۔ہاں کیا ہو گیا۔یالے

نے ہڑبڑا کر کہتے ہوئے اپنے کانوں سے ہینڈ فری نکالی۔۔میں نے کہا ناولز منگوائے تھے جو دو ہفتے پہلے وہ کیا اگلے سال پہنچے گے ہم تک۔۔۔؟یارستان بھائی کو بولا تو تھا۔۔پتا نہیں اب انہوں نے آذر کیے تھے یا نہیں۔۔۔اتنے

دن ہو گئے۔۔۔وہ بیچاری خود اداسی سے بولی۔۔۔تو جا کے ان سے پوچھونا۔۔۔۔سنائیہ نے دانت پیس کر کہا۔۔

اچھا کھانا کھانے جائیں گے نا تو پوچھو گی پکا۔۔۔وہ جلدی سے کہتی واپس کانوں میں ہینڈ فری ٹھونستی موبائل میں مگن ہو گئی۔۔۔سنائیہ نے بغور اسے دیکھا جو کانوں میں ہینڈ فری لگائے بہت غور اور اشتیاق سے موبائل پر دھیرے دھیرے کچھ سکرول کر رہی تھی۔۔اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟سنائیہ اس کے کان

سے ہینڈ فری نکال کر موبائل سکرین پر نظریں جھاتی ہوئی بولی۔۔پر سامنے ہی اسے سنان کی ویڈیو چل رہی تھی۔۔جس میں اس کے ہاتھ میں گٹار تھا

جسے وہ بار رہا تھا اور آنکھوں کو بند کیسے شاید وہ کوئی گانا گا رہا تھا۔ پر اسے آواز نہیں آ رہی تھی کہ وہ گا کیا

رہا تھا۔۔

یار در چیک کرو۔۔ بھائی جب ملتان گئے تھے نائب انہوں نے یہ اپنی سنگنگ کی ویڈیو اپلوڈ کی تھی۔۔۔

اب لائکیں دیکھو ذرا۔۔۔ تھری پوائنٹ ایٹ (3.8) ملین لائکس ہیں۔۔۔ اور شئیرز چیک کرو یار۔۔۔ کتنی زیادہ وائرل ہوئی ہے انکی یہ ویڈیو۔۔۔ میں ان کے فینز کے کمنٹس ریڈ کر رہی تھی۔۔۔ اُف۔۔ کتنا زیادہ پسند کیا ہے

انہوں نے بھائی کی آواز کو۔۔۔پتا ہے سب کہہ رہے ہیں اتنی خوبصورت اور پیاری آواز ہے آپ کو سنگر بن جانا چاہیے۔۔۔آپ سنگر بن جار بن جاؤ۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ چہکتی ہوئی اسے بتانے لگی اور موبائل سے ہینڈ فری پالے کو الگ کیا۔۔لو تم بھی سنو۔۔۔وہ والیوم فل کرتے ہوئے

موبائل سکرین کو مکمل سنائیہ کی طرف گھما کر بولی۔۔۔

وہ بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ آخر ایسا بھی کیا گایا ہے سنان نے۔۔اور کیا سچ میں اسکی آواز اتنی پیاری ہے کہ لوگ اس کو اتنا سراہا رہے ہیں۔۔۔وہ موبائل میں ستان کو دیکھ رہی تھی جس نے پہلے کچھ بولا تھا اور پھر گٹار پر کوئی دھن

چھیڑی تھی۔۔اب وہ آنکھیں موندے گا رہا تھا۔۔۔اور سچ اسکی آواز میں

جادو تھا۔۔۔

کتنی دلکشی اور خوبصورتی تھی اسکی آواز اور گانے کے ان بولوں میں جنہیں وہ

گا رہا تھا۔۔۔

عشق کا ایک ہی درد ہے"

"عشق معشوق کے گرد ہے"

"کیونکہ بے چین یہ طبعیت"

عشق ہے یا یہ درد ہے"

اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔ سوچوں میں آبان گردش کرنے لگا تھا۔۔ وہ

اسے یاد کر رہی تھی۔۔ اتنے دنوں سے نا

اسے دیکھا تھا اور نہ ہی اسکی آواز سنی تھی۔۔ آنکھوں

میں نمی چھلکی تھی۔۔۔ وہ مدہم سا مسکراتی

آنکھوں میں آئی نمی کو واپس اپنے اندر دھکیل گئی تھی۔۔ ہم نائس۔۔۔۔وہ تعریفی انداز میں بولی۔۔۔اور

بیڈ پر سے اٹھ گئی۔۔۔آجاؤ کھانا کھانے چلیں بھوک

گئی ہے مجھے۔۔۔

ہم آئی۔۔۔پالے جواب دے کر موبائل بند کرتی اسکے

پیچھے ہی روم سے باہر نکلی۔۔۔

خالہ جانی مجھے واپس جانا ہے اب۔۔۔ کھانا کھاتے ہوئے

سنائیہ

نے

شوشہ چھوڑا تو

سب

نے چونک کر

اس

دیکھا

۔۔۔لیکن

سب

سے زیادہ

جس کے

چہرے پر

حیرانی

کے

ساتھ

ساتھ بے

چینی

بھی

تھی وہ

سنا

تھا۔

اتنی

جلدی کیا

ہے

بھئی۔

۔۔ابھی دن

ہی کتنے ہوئے ہیں

تمھیں آئے ہوئے۔۔۔؟ جلدی سے بولا۔۔ پالے اور عفت

وہ

بیگم

نے چونک کر ستان کی جانب دیکھا۔۔

بس مجھے

جانا ہے۔۔۔ارحان بھائی کے نکاح کے دن

نزدیک آرہے ہیں۔۔میں نے شاپنگ بھی کرنی ہے اور

تیاری بھی۔۔وہ ایک نظر اسے دیکھتی اپنے سامنے پڑی

چاولوں کی پلیٹ میں چمچ ہلاتے ہوئے منہ بسوڑ کر بولی۔۔تو مسئلہ کیا ہے اس

میں۔۔۔شاپنگ اور تیاری یہاں بھی تو ہو سکتی ہے نا۔۔۔یہی کر لو۔۔جو کرنا

ہے بٹ واپس جانے کی بات مت کرو ابھی۔۔۔اس نے جیسے حکم صادر کیا

تھا۔جو پالے اور عفت بیگم دونوں کو چونکا رہا تھا۔۔۔سنائیہ نے اسے آنکھیں

چھوٹی کر کے گھورا۔۔اسکے لہجہ کی بے چینی کو وہ یا یا لے محسوس کرتی نا کرتی

لیکن عفت بیگم جان گئی تھیں۔۔اپنے لاڈلے کی اس بے چینی کو۔۔۔وہ دل

ہی دل میں بے انتہا خوش

ہوئی تھیں۔۔یہی تو وہ بھی چاہتی تھیں۔۔بھٹی کیا ہے۔۔۔خالہ جانی مجھے جانا ہے بس۔۔۔وہ ضدی لہجہ میں کہنے لگی۔۔تو سنان نے جلدی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔

عمال آپ اس کو اجازت نہیں دیں گی۔۔ہم دونوں یہی پر شاپنگ کریں گے اپنی۔۔۔عفت بیگم کے کچھ کہنے سے پہلے ہی پالے سنائیہ کو گھورتی بولی۔۔۔
عفت بیگم بیماری کبھی سنائیہ کی التجائیہ نظروں کو

دیکھتی، کبھی پالے کی گھوریوں کو تو کبھی سنان بے جو اسکی ماں کی بے چین نظروں کو۔۔جو اسکی ماں پر نکلی تھیں۔۔شاید وہ ان سے کہنا چاہتا تھا کہ سنائیہ کو نا بھیجے واپس ابھی پر کہہ نہیں پا رہا تھا۔۔سنائیہ بچے آپ کی ساری شاپنگ

یہی پر ہو جائے گی۔۔آپ اور یا لے اکھٹے کر لینا اپنی شاپنگ اور تیاریاں

وغیرہ۔۔اور نکاح کے لیے تو ویسے ہی سب نے یہی آنا ہے تو تم تب واپس

چلی جانا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔انہوں سے پیار سے کہا تو ناچار سنائہ کو سر جھکا کر

بار ماننی

پڑی۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔وہ اداس سی بولی۔۔پرستان کے چہرے کی چمک اور

مسکراہٹ دیکھنے کے قابل تھی۔عفت بیگم نے دل ہی دل ہمیشہ ایسے ہی

اپنے بیٹے کے چہرے کی مسکراہٹ قائم رہنے کی دعا کی تھی۔۔

یالے کی نظر اچانک سنان پر پڑی تو ٹھٹکی ۔۔۔ وہ مدہم ۔ مسکراہٹ سے سنائیہ کو دیکھ رہا تھا ۔۔ پر اسکی نظروں کا بدلا ڈیالے سے مخفی نہیں رہا تھا ۔۔ وہ بہن تھی

کیسے نا اپنے بھائی کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو پہچانتی ۔۔ اللہ نا کرے کہ جیسا میں سوچ رہی ہوں ویسا ہو ۔۔۔ اگر ایسا ہوا تو یہ بہت غلط ہو گا ۔۔۔ سنائیہ کے لیے بھی اور بھائی آپ کے لیے بھی ۔۔۔ یا اللہ ایسا کچھ نا ہو پلیز ۔۔۔ وہ دل میں دعا کرتی اپنی سوچوں کو جھٹک گئی ۔۔۔ پر ہمیشہ ہماری ہر دعا قبول نہیں ہوتی نا ۔۔۔ وقت کب کیا کر دے کوئی نہیں جانتا ۔۔ کئی دعائیں صرف ہمارے دل کی تسلی کے لیے ہوتی ہیں ۔۔ ان کا پورا ہونا ہمارے لیے سکون کا باعث نہیں بلکہ بے

سکونی اور تکلیف کا باعث بنتا ہے۔۔اس لیے اللہ کئی بار ہماری دعاؤں کو نہیں سنتا۔۔کیونکہ وہ پاک ذات کبھی اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دیتا۔۔۔وہ سب کھانا کھا رہے تھے۔۔کچھ کے دلوں کو سکون ملا ہوا تھا تو کچھ کے دل بے چین تھے۔۔۔اب قسمت نے انہیں کسی موڑ پر لانا تھا۔۔یہ تو اس قسمت کو لکھنے والی اللہ تعالی کی پاک ذات ہی جانتی تھی۔۔۔

ابھی تک پارسل نہیں آیا کیا۔۔۔سنان نے ان دونوں کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا۔۔

پائے اور سنائیہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ہمیں تو کوئی پارسل نہیں پہنچا بھی تک۔۔۔ستائیہ نے حیرانگی سے کیا۔۔

اچھا۔۔۔ میں کرتا ہوں چیک۔۔۔ وہ کندھے اچکا کر سنجیدہ سا کہتا موبائل میں کچھ تلاش کرنے میں من ہو گیا۔۔ جبکہ وہ دونوں منہ بسوڑتی سنان کو بار بار گھوریوں سے نواز رہی تھیں۔۔ جنہیں سنان بخوبی محسوس کر رہا تھا۔۔پر انجان بنا خود کو موبائل میں مصروف ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

آپ نے پیچ میں آرڈر دیا تھا نا بھائی۔۔۔؟ پالے نے مفلوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ ایک پل کے لیے گڑ بڑ ہی گیا۔۔۔

تو میں کیا تم سے جھوٹ بولوں گا چڑیل۔۔۔؟ کوئی شک ہے کیا اس میں پہلے بھی تو بولتے ہیں۔ تو کیا پتا اب بھی بول رہیں ہو جھوٹ۔۔۔ وہ خاصا جتا کر

بولی

تمہیں میں جھوٹا لگتا ہوں۔۔۔ وہ آنکھیں پھیلائے اپنی جانب اشارہ کرتا ہوا پوچھنے لگا۔۔ سنائیہ ان دونوں کو دیکھتی گیر اسانس بھر کر نفی میں سر بلا کر رہ

گئی۔۔۔ان دونوں کے روز کے کی یہی کام تھے۔۔۔ نہیں پیارے بھیا۔۔۔ آپ مجھے جھوٹے نہیں جھوٹوں کے بھی سردار لگتے ہو۔۔۔ سمجھے۔۔۔وہ آنکھیں پڑپاتی

معصومیت سے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولی۔۔ستان کا تو حیرت کے مارے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔ تم خود ہوگی تم جھوٹی بلکہ چڑیل بندری میسنی گائے سب کی سب ہو۔۔۔وہ دانت میں کر کہتا اس وقت سنائیہ کو ایک کیوٹ سانچہ لگا تھا۔۔۔پالے کے فیس ایکسپریشتر دیکھتی وہ ہنس ہنس دوہری ہوگئی تھی۔۔پانے کے لیے ایسے القابات ستان کے منہ سے وہ پہلی بار سن رہی تھی۔۔۔ جبکہ سنان سب بھونا پہلی بار اس کو ایسے کل کے ہنستا دیکھ رہا تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔بے ساختہ اس کے لبوں سے ادا ہوا جسے ستائیہ نے تو نہیں پر
پالے نے ضرور سنا تھا۔۔انتظر اللہ۔۔۔ نظری نا لگا دینا کہیں اس کو سنان
کے ہے۔۔وہ جو اسکی جنسی میں کہیں کھویا تھا ایک دم ہوش میں آپ خود کو
ڈپٹتا بڑبڑایا اور پالے کو دیکھا جو خاموش سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ گہری
نگاہوں ہے۔۔۔اور ان نگاہوں کی وجہ وہ جان گیا تھا۔۔ لیکن ظاہر نہیں
ہونے دینا چاہتا تھا اس لیے اپنے پاس پڑا کشن اٹھا کر شرارت میں پالے کے
منہ پر دے مارا تا کہ

وراسکار حسان بھڑکا سکے۔۔۔

ہا۔۔۔پائے کا تو منہ ہی کھل گیا تھا اپنے منہ پر کشن کھا کر۔۔۔

ستان کے بچے اب پیچ کے دکھاؤ مجھ سے۔۔۔وہ غصے سے چینی سنان پر جھوٹی
تھی۔۔ جس نے بروقت اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔

اوئے بھیسنی گائے خبردار جو میرے چہرے پر اپنے یہ چڑیلوں والے نائن گاڑھے تو۔۔۔وہ اسے خود سے پیچھے کرتا ہوا بولا۔۔

تم خود ہو گائے بھینس بندر موٹے انسان۔۔۔۔وہ چیخی ہوئی اس پر جھپٹ رہی تھی۔۔

خالہ جانیں۔۔۔ان دونوں کو زیادہ لڑتے دیکھ سنائیہ نے عفت بیگم کو آواز دے دی۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم دونوں۔۔۔کیوں لڑ رہے ہو ایسے پاگلوں کی طرح۔۔۔؟ عفت بیگم اپنے کمرے سے نکلتی پریشانی سے ان کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

جہاں سنان سونے پر پیچھے کی طرف گرا پڑا تھا اور پا لے اس کے اوپر جھپٹی ہوئی تھی۔۔اس کے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں سنان کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں تھی اور بایاں گھٹنا فولڈ کیا ہوا ستان کی ٹانگوں پر تھا۔۔۔ مماں

اس چڑیل نے شروع کیا تھا پہلے۔۔۔ستان اس کو پیچھے کرنے کی کوشش کرتا جلدی سے بولا۔۔ جبکہ پانے اور سنائیہ کا منہ کھل گیا۔۔

نہیں خالہ جانی سنان نے پہلے پالے کو کشن مارا تھا۔۔۔پالے سے پہلے سنائیہ ہی اپنی دوست کی سائیڈ لیتی میدان میں اتری۔۔سنان نے اسے آنکھیں دیکھائی۔۔پر دل ہی دل میں لڈو پھوٹے تھے۔۔وہ اب اسے ستان بھائی نہیں بلا رہی تھی۔۔۔(ہائے میں مر جاواں میری پیاری

سی صورت بنا کر بولی۔۔

تو تم سے کس نے کہا ہے پیسے منگوانے کے لیے۔۔۔ تمہاری اور پالے کی ساری شاپنگ میں کرواؤں گا۔۔سنان نے اطمینان سے کہا۔

واؤ کیا بیچ میں۔۔۔پالے خوشی سے چہکی۔۔۔آہستہ چینو چڑیل بہرا کرنا ہے مجھے۔۔سنان کان میں انگلی ڈال کر آنکھوں کو بند کرتا ہوا بولا۔۔پالے نے منہ بسوڑا۔۔نن۔۔ نہیں۔۔آپ کیوں کروائے گے شاپنگ مجھے۔۔آپ پالے کو کروائیں شاپنگ۔آپ پالے کے بھائی ہیں کوئی میرے بھائی تھوڑی ہیں جو میں آپ کے پیسوں سے شاپنگ کروں۔۔میں بس بھیا سے بولوں گی وہ کل تک بھیج دیں گے جیسے پھر کروں گی اپنی شاپنگ وہ بھی خالہ جانی کے ساتھ۔۔اس نے جیسے فیصلہ سنایا۔ستان بس نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔۔۔

کتنی بڑی تمہید

باندھی تھی اس نے۔۔

ہو گیا یا بھی اور کچھ بھی بولنا ہے۔۔وہ طنزیہ بولا۔۔

چلو سنائیہ یار اٹھو۔ایسے موقع بار بار نہیں ملتے۔۔۔اور وہ بھائی نہیں ہیں تو کیا

ہوا تمہارے کزن اور

دوست تو ہیں نا۔۔۔سونو وریز۔۔کیوں مماں جانی۔۔پالے

نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اٹھاتے ہوئے کچھ دیر پہلے

ستان کے گئے جملے کو دہراتے ہوئے

کہا۔۔اور ساتھ میں عفت بیگم کو بھی شامل کیا۔۔

ہاں بالکل۔۔۔اب میں تمہارے منہ سے اور کوئی فضول

ات نا سنو۔۔۔نہیں تو عامر بھائی صاحب کو بتاؤ گی۔۔وہ پوچھ لیں گے تم

سے۔۔۔جا کر تیاری کرو اور جاؤ ان دونوں کے ساتھ۔۔۔عفت بیگم نے

اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔۔

پر خالہ جانی۔۔۔وہ ہچکچاری تھی۔ایسے کیسے ان کے پیسوں سے شاپنگ کر لیتی۔۔

چلو بھی یار جا کہ تیاری کرو اور دس منٹ میں نیچے آؤ۔۔سنان اس کو منہ لٹکائے کھڑا دیکھ رعب سے بولا۔۔

تو اس نے جھکے سر کو اٹھا کر ستان کو دیکھا۔۔اور پھر باقی سب کو۔۔۔ چلو وہ ۔۔۔اس سے پہلے وہ پھر سے کسی طرح ٹال مٹول کرتی پالے اسے کھینچتی کمرے کی جانب لے گئی۔۔۔

پیچھے کھڑے سنان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی تھی۔۔اس مسکراہٹ کی وجہ جان سکتی ہوں میں بیٹا تی۔۔؟عفت بیگم شریر سے لہجہ میں کہتی اس کے سامنے آئے۔۔تو وہ ایک دم چونکا اور جھینپ گیا۔۔لگ۔۔کچھ بھی تو

نہیں ماما جان۔۔ میں تو بس ایسے ہی ہنس رہا تھا۔۔وہ گردن میں ہاتھ ڈالتا آ

نکھیں چرا کر بولا۔۔۔

ادھر میری طرف دیکھ کر کہو نا۔۔۔ نظریں کیوں چرا رہے ہو اپنی ماں

سے۔۔۔ عفت بیگم اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے ہوئے بولی۔۔ تو وہ سر جھکا

گیا۔۔وہ اچھی لگتی ہے مجھے۔شادی کرنا چاہتا ہوں اس سے۔۔آپ بات

کریں نا بابا اور انکل (سنائیہ کے والد) ہے۔۔پلیز مماں جانی۔۔۔اب کی بار

وہ ان کے گلے لگتا ہے۔۔آپ بات کریں نا بابا اور انکل (سنائیہ کے والد)

ہے۔۔پلیز مماں جانی۔۔۔اب کی بار وہ ان کے گلے لگتا لا سے ہوا کے لبوں

پر لاڈ سے بولا۔عفت بیگم کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئ

تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔سنان کے کانوں میں ان کی سنجیدہ آواز گونجی تو وہ ایک دم حیران ہوتا ان سے الگ ہوا۔۔اسے خود سے دور ہوتا دیکھ وہ اپنے چہرے پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ گئیں۔۔کیوں۔۔؟ مماں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔۔وہ انکی آنکھوں میں دیکھتا لب بھینچے پوچھنے لگا۔۔کیونکہ تم اسے پسند کرتے ہو۔۔اور پسند تو وقت کے ساتھ ساتھ بدل جاتی ہے نا۔۔کل کو پھر تمہاری پسند بھی کوئی اور بن گئی تو۔۔میری بچی کا کیا ہو گا۔۔۔وہ اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچتی سنجیدگی سے بولیں جواب سخت نظر آ رہے تھے۔۔۔محبت ہے وہ آپ کے بیٹے کی۔۔وہ صرف پسند نہیں ہے ماما۔۔محبت سے میری۔۔۔بے انتہا محبت کرتا ہوں میں اس سے۔۔۔سنان اس کے بغیر اب اپنی زندگی تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔وہ ان کے ہاتھ تھامتا ایک ایک لفظ پر زور دے کر شدت سے بولا۔۔

ہیں تو مجھے سننا تھا۔۔ کرتی ہوں بات تمہارے بابا آجائیں کام سے تو۔۔ وہ محبت سے اس کا ماتھا چوم کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔ تو سنان کھل کے مسکرایا۔۔۔

لوی ماما۔۔۔ یو آر دی بیسٹ ماما ان دی ورلڈ۔۔۔ سنان ان کے گلے لگتا محبت سے بولا۔۔

ماما لو یو ٹو میری جان۔۔ عفت بیگم اس کا کندھا تھپکتی بولی۔۔ اور اسے خود سے الگ کیا۔۔ کیونکہ

سامنے ہی سنائیہ اور پالے ہائے میں ملبوس نیچے آرہی تھی۔۔ چلیں بھائی۔۔۔ پائے نے پوچھا تو اس نے سر ہلایا۔۔ آجاؤ باہر۔۔۔ وہ کہتا ایک نظر سنائیہ کی نقاب میں نظر آتی آنکھوں پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے ہی باہر آئی تھیں۔۔ پالے جلدی سے جاتی پچھلی سیٹ کا

دروازہ کھولتی اندر بیٹھ گئی۔۔سنائیہ جو اس کے ساتھ ہی پیٹھنے لگی تھی۔۔

سنان کی آواز پر رکی۔۔۔

کیا میں تم دونوں کا ڈرائیور ہوں۔۔ نہیں نا۔۔۔تو ایک جلدی سے آگے آکے بیٹھو۔۔ وہ ذرا سا سختی سے کہتا اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔لبوں پر ایک دم ہلکی سی مسکراہٹ آئی جسے وہ فوراً دبا گیا۔۔

وہ جانتا تھا سنائیہ ہی آگے آکر بیٹھے گی۔۔کیونکہ پائے صاحبہ جو ایک بار جمال، بیٹھ چکی تھی: وہ جانتا تھا سنائیہ ہی آگے آکر بیٹھے گی۔۔کیونکہ پالے صاحبہ جو ایک بار جہاں بیٹھ چکی تھیں۔اب وہاں سے اٹھنے نہیں والی تھیں۔۔

پالے آگے جاکے بیٹھو۔۔ستان غصہ ہو رہے ہیں۔۔۔اسکے کانوں میں سنائیہ کی مدہم سی آواز گونجی تو سنان نے آنکھوں کو موند کر اپنے کے دل کے مقام

پر ہاتھ رکھا۔۔جو محبوب کے منہ سے اپنا نام سن کر کچھ زیادہ ہی سپیڈ سے

دھڑکنے لگا تھا۔۔ریلیکس پیٹار بلیکس ۔۔ تمہاری ہی ہے۔۔وہ دل کی جگہ

زیادہ ہی سپیڈ سے دھڑکنے لگا تھا۔۔ریلیکس بیٹار بلیکس ۔۔ تمہاری ہی

ہے۔۔وہ دل کی جگہ پر تھپکی دیتا ہولے سے بڑبڑایا اور پلٹ کر پیچھے دیکھا

جہاں سنائیہ پریشان کی باہر کھڑی تھی اور ریالے ڈھیٹ بنی اندر ہی بیٹھی بار بار

نانا کیے جارہی تھی۔۔۔

آ بھی جاؤ اب آ گے۔۔یارات یہی کرنی ہے تم لوگوں نے۔۔وہ جان بوجھ کر

قدرے سختی سے بولا سنائیہ فوراً پیچھے کا دروازہ بند کرتی انگلی سیٹ پر جا

بیٹھی۔۔۔اس نے پلٹ کر ایک کھا جانے والی نظر ریالے پر ڈالی جو ڈھیٹ بنی

موبائل میں مگن تھی۔۔پھر اسے القابات سے

نوازتی منہ بسوڑ کر باہر کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔اسے عجیب فیل ہو رہا تھا۔۔۔

سنان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ٹھنے سے۔۔جبکہ سنان ایک نظر اس پر ڈالتا

مسکرا کر کار سٹارٹ کر گیا۔۔وہ شاپنگ کرتے ادھر ادھر دکانوں میں گھوم

رہے تھے۔۔پالے میڈم کبھی ایک دوکان میں جاتی تو کبھی دوسری دکان

میں جا کر ڈریسز کھلوائی اور پھر ناک منہ سکیڑ کر اٹھ جاتی یہ بولتے ہوئے کہ

یہ اچھے نہیں ہیں کہیں اور سے دیکھتے

ہیں۔۔

سنائیہ بس خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی سنان نے نوٹ کیا تھا وہ

شاپنگ میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔۔وہ دونوں اب ایک دکان

میں کھڑی ریڈی میڈ ڈریسز دیکھ رہی تھی۔تقریباً پینتالیس منٹ سے وہ

ستان کو رول رہی تھیں۔۔

ستان کا اب پارہ ہائی ہو رہا تھا۔۔

کچھ پسند آیا۔۔ وہ بامشکل لہجہ کو نارمل بناتے ہوئے بولا ورنہ دل تو کر رہا تھا د

ولگادے پالے کو جو اسے خوار کر رہی تھی۔۔

ہاں بھائی۔۔ یہ والا اچھا ہے۔۔ وہ ایک سلور کلر کا گزارہ سنان کی کود کھاتے

ہوئے بولی۔۔ جس پر سنان نے شکر کا سانس خارج کیا تھا۔۔اور سنائیہ کی

جانب متوجہ ہوا جو یہاں وہاں دیکھنے میں مگن تھی۔۔اور سنائیہ تمہیں۔۔؟

ہا۔۔ہاں۔۔ مجھے۔۔ وہ ایک دم چونٹی اور سنان کو دیکھا۔۔

مجھے کچھ پسند نہیں آیا۔۔ مجھے نہیں لینا۔۔ بس گھر جاتا ہے۔۔اس نے بیزاری

سے کہا۔۔ اسکی بات سن کر سنتان کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔ وہ جانتا تھا

سنائیہ جان بوجھ کر ایسا کہہ رہی ہے۔۔وہ ستان کے چیوں سے شاپنگ کرنا ہی

نہیں چاہتی تھی۔۔بس عفت بیگم کے کہنے پر مجبوراان کے ساتھ آگئی

پر سامنے بھی صدا کا ڈھیٹ سنان تھا۔۔اپنے ارادوں کو

میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے شاپنگ نہیں کرتی مس معصومہ۔۔وہ دل میں کہتا

سنائیہ کے قریب آکر رکا۔جس پر سنائیہ گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔ تمہیں

کچھ پسند نہیں آرہانا۔۔اس نے سنجیدگی سے سنائیہ سے سوال کیا۔۔جی۔۔وہ

سر جھکا کر بولی۔۔آجاؤ پھر۔۔۔سنان اس کے ساتھ پالے کو بھی اشارے

سے کہتا ایک دم اسکے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑتا سامنے والی شاپ کی جانب بڑھ

گیا۔۔

جبکہ وہ بوکھلاتی سنان کی گرفت میں اپنی کلائی ک دیکھتی پلٹ کر پالے کو دیکھنے لگی جو اپنا ڈر میں شاپ بوائے کو پیک کرنے کیلئے دیتی ان کی جانب پلٹی تھی۔۔

دوکان میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی کلائی چھوڑدی۔۔وہ دوکان میں ہر طرف نظریں گھمارہا تھا جب سامنے ہی اسے ایک بلیک ڈریس نظر آئی۔۔۔اسکی آنکھوں میں اشتیاق ابھرا۔۔۔

ہاں یہ بیسٹ ہے۔۔وہ بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا اور جینگ کی گئی ڈریس کو اٹھا کر سنائیہ کے سامنے کیا۔۔تمہیں پسند نہیں آرہانا۔۔مجھے یہ پسند ہے۔۔اور تم یہ لوگی۔۔اس نے جیسے آڈر دیا تھا۔۔سنائیہ کے ساتھ ساتھ پالے بھی اسے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھی۔۔سنائیہ نے تو دریس دیکھا ہی نہیں تھا کہ وہ تھا کیسا۔۔سوائے اس کے کالے رنگ کے۔۔۔وہ تو بس حیرت سے کنگ

سنان کو دیکھی جا رہی تھی جس نے سیدھا اپنی چلائی تھی اور اب اسے بغیر کچھ بولنے کا موقع دیے شاپ بوائے کو ڈریس پیک کرنے کا کہتا انہیں لیے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

اور کیا لینا ہے۔۔ شاپ سے باہر نکل کر اس نے ان دونوں کی جانب پلٹ پوچھا۔۔

لک۔۔ کچھ۔۔ نہیں۔۔ بس گھر۔۔ چلتے ہیں۔۔ سنائیہ گھبراہٹ سے اٹک اٹک کر بولی۔۔

نہیں ابھی تو جوتے اور جیولری بھی لینی ہے۔۔ پالے اس کو آنکھیں دکھاتی سنان سے مخاطب ہوئی۔۔

اتنی مشکل سے تو موقع ملا ہے شاپنگ کا۔۔پر اس سنائیہ کی بچی کو بس گھر جانے کی پڑی ہے۔۔وہ دل میں سنائیہ کو کوستی اسے انکھیں دکھائی سنان کو لیے آگے بڑھ گئی۔۔

سنائیہ بھی اپنی آنکھوں کو جھپکتی ان کے پیچھے چلنے گئی۔۔سنان نے پلٹ کر اپنے پیچھے آتی سنائیہ کو دیکھا۔۔

وہ کچھ زیادہ ہی ایسے ہو گئی تھی۔۔اس لیے رک گیا۔۔سنائیہ بھی اس رکتا دیکھ ایک دم رکی تھی۔۔۔رک کیوں گئی ہو جلدی آؤ۔۔اسے کچھ قدموں کے فاصلے پر رکا دیکھ سنان نے کہا تو وہ جلدی جلدی قدم لیتی ان کے برابر چلنے لگی۔۔

Hey sanaya...

ڈرا ادھر دیکھو میری طرف جوتے لینے کے بعد وہ

تینوں جیولری شاپ پر آئے تھے۔۔جب سنان نے بڑے فرینڈلی لہجہ میں سنائیہ کو مخاطب کیا تھا۔۔جی۔۔۔۔وہ حیران ہوتی اسے دیکھ کر بولی۔۔۔

سنان اس کے نقاب میں جھانکتی ان آنکھوں میں بار بار امنڈتی حیرت کو دیکھ کر خاصا محفوظ ہو رہا تھا۔۔

یالے ان سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی اپنے لیے جیولری پسند کر رہی تھی۔۔

وہ جگن دیکھو۔۔۔۔سنان شیشے کے باکس کے اندر پڑی بہت سی چیز میں سے ایک چین پر انگلی رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ستائیہ نے اس کے تعاقب میں دیکھا۔۔تو نظریں اس چین پر گئی۔۔۔

دیکھ لی۔۔۔اب۔۔۔سنائیہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔تو اب یہ بتاؤ کہ۔۔ کیسی ہے یہ۔۔؟وہ اسے دیکھتا آئیبر و زاچ کا کر بولا۔۔

پیاری ہے۔۔۔وہ بغور اس چین کو دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں میں امند قی

ستائیش کو چھپا کر نار ملی لہجہ

پیاری ہے۔۔۔وہ بغور اس چین کو دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں میں امند قی

ستائش کو چھپا کر بار ملی لہجہ میں ہوئی۔جو سلور کلر کی تھی اور اس کے اندر ایک

چاند کی شیپ کا پینیڈنٹ تھا۔۔

آپ کیوں پوچھ رہے ہو۔۔آپ نے کسی کو دیتی ہے کیا۔۔وہ چین سے

نظریں بنا کر اسکی طرف دیکھ کر پاچنے لگی۔۔۔

ہاں نا۔۔اس لیے پوچھ رہا ہوں۔۔۔بس پیاری ہے یا بہت

پیاری ہے۔۔۔استان اس کے چہرے پر نظریں جمائے

بولا۔

: کسی لڑکی کو دیتی ہے۔۔۔استاسیہ نے سوال کیا۔۔اب لڑکیوں والی چیز ہے

تو لڑکی کو ہی دو نگا ہالڑ کے کو تو دینے سے رہا۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔اچھا

اچھا۔۔۔وہ اسے دیتی اچھا پر زور دے کر بولی اور پھر واپس چین کو دیکھنے

لگی۔۔آپ یہ لے لو۔۔اور اپنی دوست کو گفٹ بھی کر سکتے ہو۔اور اسے یہ

یقینا بہت زیادہ پسند آئے گی۔۔وہ آنکھیں جھپک کر بہت کو کھینچتی خوشی سے

بولی۔۔ذہن میں وہی بات آئی تھی کہ سوشل میڈیا سٹار ہے

تو ظاہر ہے لڑکیاں تو دوست ہو گی نا۔۔پر اسے اب برا یا مجیب نہیں لگا تھا۔۔

کیونکہ اس کے دل سے بدگمانی جو نکل چکی تھی۔۔اس لیے خوش تھی کہ

ستان اپنی دوست کے لیے گفٹ لے رہا تھا۔۔پر حقیقت کیا تھی یہ تو سنان

جانتا تھا۔۔۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ یہ اسے بہتتت زیادہ پسند آئے گی۔۔۔؟ سنان نے اس کے انداز میں بہت کو کھینچتا آئیبر وزا چکا کر سوال کیا۔۔

سنائے نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر واپس چین کو دیکھنے لگی۔۔

کیونکہ۔۔۔اس نے واپس سنان کو دیکھا۔۔کیونکہ اس میں چاند ہے۔۔۔اس لیے یہ اسے بہت پسند آئے گی دیکھ لینا۔خوش ہو جائے گی آپ کی فرینڈ۔۔

وہ مزے

سے بولی۔۔۔

اوکے پھر۔۔۔دیکھتے ہیں۔۔وہ ہنوز اسے نظروں کے حصار میں لیے بولا اور چین پیک کروانے لگا۔۔۔تب تک پالے بھی اپنے ساتھ ساتھ سنائیہ کے لیے بھی سیم سیم جیولری پسند کر کے لائی تھی۔۔

تم نے تو لینا نہیں تھا اس لیے میں نے سوچا میں اپنی پسند کی ہی لے لو

تمہارے لیے۔۔ وہ کندھے اچکا کر کہتی بل بنوانے لگی۔۔ جبکہ سنائیہ بس

اخلف کر کے رہ گئی۔۔۔

ہو گیا اب چلیں۔۔ یا کچھ اور بھی لینا ہے۔۔۔ استان سب

چیزوں کا بل دیتا ان کے ساتھ چلتا ہوا بولا۔۔۔ نہیں۔۔۔ بس پلیززز۔۔۔

اب گھر چلو بس۔۔۔ مجھے نہیں ہے۔۔۔ بس گھر جائیں گے اپ۔۔۔ پالے

سے پہلے ہی سنائیہ رونی صورت بنا کر بولی۔۔ سنان نے اسے دیکھا جسکی

آنکھوں میں بھی ہلکی ہلکی نمی چھنک پڑی

کیا تم تھک گئی ہو سنائیہ۔۔۔ ستان فکر مند سا اس کے پاس رکتا بولا۔۔

جی۔۔۔ بس گھر جائیں گے اب۔۔ ٹھیک ہے نا۔۔۔ وہ ستان کو دیکھتی تھکے

تھکے لہجہ میں کہنے لگی۔۔ تو ستان

نے گہرا سانس لیا۔۔۔

کچھ کھانا نہیں ہے کیا۔۔۔؟اس نے نرمی سے سوال کیا۔۔وہ کافی لیٹ

ہونے تھے۔۔ہر طرف اندھیرے نے پیرا

کر لیا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں عشاء کی اذانیں ہونے والی تھی۔۔۔۔

نہیں کچھ نہیں کھانا۔۔۔وہ بچوں کی طرح نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

لیکن پھر ایک دم چونگی۔۔اسے ان دونوں کا خیال آیا۔۔۔

آپ دونوں کو بھوک لگی ہے کیا۔۔؟اگر آپ دونوں کو بھوک ہے تو پھر چل

کہ کھا لیتے ہیں۔۔۔وہ جلدی سے

بولی۔

ایا کرتے ہیں پیک کروا لیتے ہیں گھر چل کہ کھائیں گے۔۔کیوں پالے۔۔

سنان نے آئیڈیا دیا۔۔جو دونوں کو پسند آیا۔

ساتھ میں چیز بھی لیں گے ہم۔۔۔۔ پالے نے نیا آورد دیا۔۔ وہ میں بعد میں

لادونگا۔۔ سنان نے کہتے ہوئے پارکنگ میں کھڑی اپنی کار کو اتلاک کیا۔۔

اور سلمان کار کی ڈکی میں رکھا۔۔

پالے اب تم آگے بیٹھنا۔۔ وہ سامان رکھتا جیسے ہی آگے آیا سنائیہ پالے کو

کہہ رہی تھی۔۔۔

میں بنٹی میں نے لینا ہے پیچھے۔۔۔ تم بیٹھ جاؤ۔۔۔ پالے نے صاف انکار

کیا۔۔ سنان بھی اندر جا کر بیٹھ گیا اور شیشے کے پر اسے دیکھنے لگا۔۔ جو ابھی اسی

سائیڈ پر کھڑی تھی۔۔

کیا ہے یار پائے۔۔۔ قسم سے اب دوبارہ تم کہنا کہ آ کے مل جاؤ۔۔ بس ایک

بار یہاں سے واپس جانے دو مجھے پھر آگئی تو پھر کہنا۔۔ وہ غصے سے کہتی مڑ کر

کار کی دوسری سائیڈ پر ائی اگلی اور سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔ اور اسی چکر میں وہ کار کے

دروازے کو کچھ زیادہ زور سے ہی بند کر گئی تھی۔۔۔ جس سے ٹھاہ کی آواز

آئی

سے ہی بند کر گئی تھی۔۔۔ جس سے ٹھاہ کی آواز آئی تھی اور وہ ایک دم ڈر کر

ہر کا سا چینی پیچھے ہوئی جس سے اسکی پشت سنان کے کندھے سے جا کرائی۔۔

اس کا لمس محسوس کرتا کچھ پل کے لیے سنان ساکت ہو گیا تھا۔۔

ایم۔۔۔ سوری۔۔ وہ شرمندگی سے کہتی فوراُ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔ نظریں

جھکی ہوئی تھیں۔۔ انس اوکے یار۔۔۔ وہ اسکی شرمندگی دور کرنے کی غرض

سے لاپرواہی سے بولا۔۔

جبکہ وہ کچھ بول بھی نا پائی تھی۔۔پر نظریں جھکائے دل ہی دل میں پالے کو القابات سے نوازتی شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔۔۔سنان نے کار واپسی کے راستے پر موڑلی تھی۔۔راستے کے

وہ چھت پر کھڑی جائے پی رہی تھی جب سان اسے ڈھونڈتے ڈھونڈنے اوپر ہی آگیا۔۔۔دسمبر کی آمد تھی۔ہوا میں ہلکی ہلکی سردی کی کھنکی شامل تھی۔۔۔وہ

آسمان پر نظریں جمائے چاند کو دیکھ رہی تھی جواب پہلے سے کافی باریک ہو گیا تھا۔۔اس نے ایک نظر چاند کی جانب دیکھا لیکن ہمیشہ کی طرح سے چاند اتنا خوبصورت نہیں لگ رہا تھا جتنا سامنے کھڑی وہ لڑکی۔۔وہ آسمان پر سے فورا نظریں بناتا محبت سے ستانیہ کو دیکھتا ہوا اس کے قریب آکر رکا۔۔۔تم اکیلی یہاں کیا کر رہی ہو مائی ڈئیر کزن پلس دوست۔۔۔؟سنان اس کے پاس چند

قدم کے فاصلے پر آکر رکتا بے تکلفی سے بولا۔۔ جبکہ سنائیہ کی تواب

برداشت ہی جواب دے گئی تھی۔۔۔ میں آپ کی دوست نہیں ہوں

سان۔۔۔ وہ چائے کا مگ دیوار پر رکھتی دانت میں کرہاتھوں کو جھلاتے

ہوئے بولی۔۔ مطلب حد ہی ہو گئی تھی۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے اس نے

دوست دوست کی رٹ لگائی ہوئی تھی۔۔ اور دو بول بول کر تھک گئی تھی کہ

وہ اسکی دوست نہیں ہے پر بالتقابل دی گریٹ ڈھیٹ شیطان مطلب

ستان تھا۔۔۔ اسے کہاں اثر ہونا تھا۔۔ اچھا تو پھر کیا ہو۔۔ خود ہی بتادو میں وہی

کہہ

لونگا۔۔۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

میں آپ کی کزن ہوں۔۔۔ بس۔۔۔ اس نے ستان کو گھورتے ہوئے کہا۔

ہاں تو کزنز تو اور بھی بہت ہیں نا۔۔اس لیے تمہیں بھی کزن بولوں گا تو کنفیوزن ہو جائے گی تو آسانی کے لیے تم دوست بن جاؤ میری۔۔۔اس نے مشورہ دیا۔۔آپ مجھے کزن سسٹر کہہ لیا کرو۔۔پھر کنفیوزن نہیں ہو گی ٹھیک ہے۔۔۔سنائیہ نے بھی اپنے تئیں مشورہ ہی دیا تھا پرستان کا تو حیرت اور صدمے کے مارے آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی کھل گیا۔۔۔

استغفر اللہ اللہ معاف کرے۔۔۔تو یہ توبہ۔۔۔یہ میرے معصوم سے کانوں نے کیا سن لیا۔۔۔اللہ بخشش فرمائے تمہاری۔۔تم نے تو ایک معصوم انسان کے دل کے ٹکرے

ہی کر دیے ہیں۔۔۔یا خدا مجھے صبر

وہ آنکھیں پھاڑے نا سمجھی سے سنان کو دیکھ رہی تھی جس نے ایک دم چلاتے ہوئے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔ پھر ویسے ہی کچھ کہتے کہتے باقاعدہ پیچھے کی جانب گھوما تھا۔۔اور پھر ایک دم سنائیہ کی جانب واپس مڑا اسکی بخشش کی دعا کرنے لگا تھا۔۔اور اینڈ میں اپنے دل کے مقام پر تھپکی دیتا صبر

مانگ رہا تھا۔۔

جس گھر میں دو سب رہے تھے دو دو منزلہ ایک خوبصورت سا گھر تھا۔۔اس وقت جہاں وہ دونوں ہی کھڑے تھے وہ گھر کی چھت تھی۔۔۔ جس کے ارد گرد کی چاردیواری چھوٹی تھی اس گھر کے لک کی حساب سے۔۔۔وہ دیوار سائید کی ٹانگوں سے کچھ اوپر تک ہی آرہی تھی۔۔

کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔؟ ایسے کیوں بی ہیو کر رہے تگ۔۔۔؟ وماتھے پر بل ڈالے بولی۔۔ پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا نا۔۔۔اس لیے اب ڈانس کر رہا

ہوں۔۔۔ نظر نہیں آرہا کیا صدمے سے نکلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔وہ

تاریخ کر بولا۔۔۔

کونسا صدم۔۔۔؟ وہ پھر کنفیوزی سوال کرنے لگی۔۔۔وہی جو تم نے دیا ہے

میرے معصوم سے نازک سے نادان سے پیارے سے بھولے سے دل کو

۔۔۔وہ منہ بگاڑ کر

بولا۔۔۔

پاگل ناہو تو۔۔۔میں یہاں بیوی بنانے کے خواب سجارہا ہوں اور اس کو کزن

سکس۔۔۔توبہ توبہ۔۔۔استغفر اللہ۔۔بندہ پانی کی ٹنکی میں غوطہ کھا کے

مر جائے پر کزن کی آنکھوں میں ڈوب کر محبت نا کرے۔۔وہ دل میں جل

کے بولا۔۔۔جو بیچاری ابھی تک کنفیوزی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

ستان آپ پاگل ہیں کیا۔۔۔؟

تھا نہیں ہو گیا ہوں۔ تب سے جب سے تم آئی ہو۔۔اور یقین جانو اب ستان

کو اپنا یہ پاگل پن بھی بڑا عزیز ہو گیا ہے۔۔مائی ڈیئر کزن پلس سوئیٹ

فرینڈ۔۔۔وہ تمیر نہجہ میں کہتا ایڈ میں واپس اسے زیق کرتے ہوئے بولا۔۔

وہ جو غور سے اسکی بات کو سنتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی فرینڈ نامہ سن

کر ب بھولتی آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔۔

الخلف... سنان۔۔۔آپ نا۔۔انتہائی کوئی بگڑے ہوئے انسان ہیں۔۔

سدھر جائیں۔۔۔اپنے سر پر ہاتھ مارتی وہ اسے ایسے جتا کر بولی جیسے اس کے

علم میں اضافہ کر رہی ہو۔۔

بالتقابل خاموش کھڑا اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔پھر دو قدم اسے نزدیک آیا۔۔

سنائیہ اسے اپنے قریب آنیر کچھ ایک دم گھبرا کر پیچھے ہوئی۔ جس سے اسکی

کمراس دیوار سے جا ٹکرائی جوان کے گھر کی چھت کے ارد گرد بنائی گئی تھی۔۔

محبت بگاڑ دیتی ہے پیاری محترمہ۔۔۔اور محبت سے مڑے لوگ کب سدھرتے ہیں۔۔۔وہ چاند کی روشنی

میں نظر آتے اس کے چہرے کو آنکھوں میں سجائے محبت سے بھرپور لہجہ میں بولا۔۔پر کاش سنائیہ بھی اسکا یہ محبت بھرا لہجہ پہچان پاتی۔وہ تو اس سے اور اسکی محبت سے سرے سے انجان آبان کی محبت میں ڈوبی ہوئی ایک لڑکی تھی۔۔

اسکی بات سن کر وہ اسے دیکھنے لگی۔۔جو سنائیہ پر ہی نظریں جمائے کھڑا تھا۔۔ پر مدہم اندھیرے میں وہ اسکی آنکھوں میں اپنے لیے جلتے محبت کے دیوں کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔پر اصل اندمیر ارد گرد نہیں اسکی آنکھوں میں تھا۔۔۔

تبھی تو وہ اپنے سامنے کھڑے اس عاشق کو نہیں دیکھ پا رہی تھی جو اپنا سب کچھ اس پر قربان کرنے کے لیے تیار بیٹا تھا۔۔ وہ ایک دم چشتی آسمان پر نظریں جھا گئی۔۔ محبت بگاڑتی نہیں ہے۔۔۔ایک محبت ہی تو ہے جو ہر بگڑے ہوئے کو سدھار دیتی ہے۔۔۔ ہمارے ہاتھوں اور پیروں میں محبوب کے نام کی زنجیریں ڈال کر ہمیں ہر اس جگہ جانے سے اور ہر وہ کام کرنے سے روک دیتی ہے۔۔ جو محبوب کو ناپسند ہو۔۔۔ خواہ پھر چاہے ہمیں نشے کی طرح لت ہی کیوں نا ہو وہ کام کرنے کی۔۔ ہم رک جاتے ہیں۔۔ یہ سوچ کر کے ایسا کرنے سے کہیں ہمارا من چاہا شخص ناراض نا ہو جائے۔۔ اور پتا ہے۔۔۔ اور کی۔۔ ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔ پھر پلٹ کر ستان کو دیکھ کر بولی۔۔۔ من چاہے شخص کی تراھنگی بڑی جان لیوا ہوتی ہے۔۔۔ ایسی سولی پر انکاتی ہے جہاں سانس تو آتا ہے لیکن پھر بھی

محسوس ایسا ہوتا ہے جیسے ہم زندہ رہ کر بھی مر

رہے ہوں۔۔

دم سادھے اسے سن رہا تھا۔۔۔ یہ بات اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔۔

ستائیہ کی ناراضگی نے بیچ میں است ایسی ہی سولی پر توانکا یا تھا۔۔

تو کیا صبت بگاڑتی نہیں ہے انسان کو۔۔۔؟اس نے بھنویں اپکا کر سوال

کیا۔۔اور ستائی کے سامنے آسپریوار پر اسکی جانب منہ کرتا

ملے گیا۔۔

بگاڑتی ہے ناپر تب جب دل و دماغ پر نئ نئ محبت کا جمار چڑھا ہو۔۔تب ناپیر

زمین پر سکتے ہیں اور ناہی دماغ ٹھکانے رہتا ہے۔۔۔انسان خود کو ہواؤں میں

محسوس کرتا ہے۔۔۔اسے لگتا ہے جیسے اس نے دنیا فتح کرلی۔۔۔ پھر اس

محبت کے رنگ اسے بگاڑتے ہیں۔۔ لیکن ہر بار محبت مل جائے ایسا تھوڑی

ہوتا ہے۔۔۔؟اس نے مدہم مسکراہٹ سے سنان سے سوال کیا۔۔اس

کا رنگ

اڑا۔۔۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔ایک پل کے لیے اسے خوف محسوس ہوا تھا۔۔سنائیہ کو کھونے سے۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔اس نے فوراً ابرے خیال کو جھٹکا اور سنائیہ کو دیکھا جو اس کے جواب کی منتظر تھی پر سنان کی ہمت نہیں ہوئی اسے جواب دینے کی۔۔ وہ ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔اسے خاموشی سے خود کو تکتا پا کر وہ خود ہی بولی۔۔۔

محبت آسانی سے تھوڑی ملتی ہے۔۔۔؟بہت کچھ کھونا پڑتا ہے۔۔بہت سی چیزوں کی قربانی دینی پڑتی ہے۔۔اور آپ کو پتا ہے۔۔۔ محبت میں انسان

سب سے پہلے کیا قربان کرتا ہے۔۔۔؟اپنی عزت نفس۔۔وہ سب سے پہلے اپنی عزت نفس کی قربانی دیتا ہے۔۔۔پھر جا کہ محبت کرتا ہے۔۔۔کیونکہ جہاں انسان کو اپنی عزت نفس عزیز ہو وہاں محبت نہیں ہوتی۔۔۔اور آپ ہی بتائیں ایک بگڑے ہوئے انسان کو کیا پتا کہ عزت نفس ہوتی کی

ہے۔۔؟اس لیے محبت سے بگڑے اس انسان کو محبت نا ملنے کی تڑپ ہی سدھار دیتی ہے۔پھر جب انسان اپنی پسند کا ہر کام چھوڑ کر وہ کرنے لگ جائے جو اس کے محبوب کی مرضی ہو اور ہر اس کام سے خود کو باز رکھ لے جو محبوب کو ناپسند ہوں تو وہ سدھرا ہوا ہی بن جاتا ہے نا۔۔اس نے نرم لہجہ میں بات کو ختم کیا اور سنان کو دیکھا جو بنا پلک جھپکائے اسے سن رہا تھا۔۔

مطلب یہ ہوا کہ محبت ہی انسان کو بگاڑتی بھی ہے اور پھر وقت آنے پر سدھار بھی دیتی ہے۔۔رائٹ۔۔۔وہ بر وقت بولا۔۔ہم۔۔رائٹ۔۔۔ سنائیہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔ویسے ایک بات تو بتاؤ۔۔پیاری محترمہ۔۔۔؟وہ

سرگوشیانہ انداز میں بولا۔۔۔کبھی دوست تو کبھی پیاری محترمہ۔۔۔سنائیہ آنکھیں گھماتی بڑبڑائی۔۔۔جسے سنتاستان گہرا مسکرایا۔۔۔

کیا بات۔۔۔؟وہ سکھے لہجہ میں بولی۔۔پہلے والا وہ

مدہوش کن نرم لہجہ اب کہیں نہیں تھا۔۔ تم بڑا جانتی ہو محبت کے بارے میں۔۔۔ کہیں کسی سے محبت کر تو نہیں بیٹھی ہو نا تم۔۔۔؟اس کے چہرے کے پاس تھوڑا جھکتا وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا

بولا۔۔۔

سنائیہ یک دم ساکت ہوئی۔۔۔اسے سنان سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔۔ سوچوں کے پردوں میں آہان کا

چھپا آہان کا عکس نا دیکھ لے۔۔ اسکی خاموشی سے سنان کے دل کو دھڑکا سا لگ گیا تھا۔۔ وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ ایسا کچھ ہو۔۔۔ تمہاری خاموشی

مجھے شک میں مبتلا کر رہی ہے ڈئیر سوئٹ فرینڈ۔۔۔ کہیں سچ میں تو محبت نہیں ہو گئی کسی سے۔۔۔؟ دل کے ڈر کو سائیڈ پر رکھتا وہ اسے کریدنا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے جان بوجھ کہ لہجہ کو مشکوک بناتا ہوا بولا۔۔۔نہ۔۔۔ نہیں ایسا۔۔لک۔۔۔ کچھ بھی نہیں سے سمجھے آ۔۔۔۔

وہ ایک دم سر اٹھاتی جلدی سے بولی پر لہجہ میں صاف لڑکھڑاہٹ در آئی تھی۔۔وہ خوف سے سنان کو دیکھنے لگی۔۔ جس کے دل پر تو سکون کی کلیاں کھل تو گئی تھیں۔۔وہ دھیمی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا۔۔سنائیہ کے لہجہ میں موجود لڑکھڑاہٹ کو وہ اسکی شرم وحیا سمجھ بیٹھا تھا۔۔شاید اس لیے تو اتنا پر سکون ہو گیا تھا۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے ٹھیک ہے نا۔۔اس نے جیسے تنبیہ کی تھی سنائیہ کو۔۔۔پر وہ شکر کا سانس خارج کرتی اپنے اندر کے ڈر کو دباتی اسکی بات کو اگنور کرتی وہاں سے جانے کے لیے پلٹی۔۔۔تمہاری چائے ٹھنڈی ہو گئی سوئیٹ فرینڈ۔۔۔سنان اس کے چائے کا مگ اٹھاتا ہوا بولا۔۔وہ ایک دم حیرت سے پلٹی۔۔۔اس کے چکر میں تو وہ اپنی چائے کو بھول ہی ہی گئی۔۔۔دیوار پر بیٹھے سنان می انھیں پہلی تھی اسے اپنی جانب آتا دیکھ۔۔۔یہی تو وہ چاہتا تھا کہ وہ تھوڑی دیر اور رکے اس کے پاس۔۔۔میری چائے ۔۔۔آپ کی وجہ سے ٹھنڈی ہو گئی۔۔وہ رونی صورت بنا کر سامنے بیان کو الزام دیتی بولی۔۔وہ چائے کی دیوانی چائے کے معاملے میں ایسی ہی تھی۔

میں نے کیا تمہارے منہ سے چھین کے یہاں رکھی تھی۔۔؟وہ دوبدو بولا

۔۔۔پر آپ نے مجھے اپنی فضول اور بے تکی باتوں میں لگایا تھا اس لیے میں

بھول گئی۔۔سنائیہ نے تڑخ کر کہا۔۔دیکھ لو اب۔۔مطلب میری دوستی نے

اتنا گہرا اثر کیا ہے تم پر کہ تم اپنے دوسرے عشق چائے کو بھول گئی۔۔اوہ

واؤ۔۔۔وہ خود ہی اپنی بات سے امپریس ہوتا

جتاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

استغفر اللہ۔۔۔آپ کیا تمیز سے بات نہیں کر سکتے۔۔۔؟اسکی بے تکی بات

سن کر وہ ضبط سے بولی۔۔۔تمیز۔۔۔؟سنان کہتے ہوئے رکا اور سنائیہ کو

دیکھا۔۔وہ ہوتی کیا ہے ویسے۔۔۔؟اس نے چہرے پر نا سمجھی کے

تاثرات سجائے پوچھا۔۔سنائیہ نے دانتوں پر دانت جما کر زمین پر دایاں پیر پٹھیا۔۔افففف حد ہے۔۔۔۔وہ ضبط سے کہتی واپسی کے لیے

مڑی۔۔۔اس ڈھیٹ انسان سے سر کھپا کر اپنے سر پیں درد نہیں کرنا چاہتی تھی وہ۔۔۔

ارے چائے تو لیتی جاؤ اپنی۔۔۔یا میں پی جاؤں۔۔ویسے میں نے سنا ہے جوٹھا کھانے پینے سے محبت بڑھتی ہے۔۔میں تمہاری جو بھی چائے پی لیتا ہوں۔۔ تمہارے دل میں میرے لیے محبت بڑھے نا بڑھے ہو سکتا دوستی ہی جائے۔۔۔اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔۔۔لاحولا والا قوت۔۔۔شرم کر لیں سنان۔۔۔نہیں تو میں نے خالہ جانی کو شکایت لگا دینی ہے آپکی۔۔وہ چلا کر کہتی نیچے چلی گئی۔۔۔جبکہ پیچھے بیٹھے سنان کا

بے ساختہ قبقیہ گونجا تھا۔۔جو سنائیہ کے کانوں نے بخوبی سنا بھی تھا۔۔

پاگل۔۔۔وہ بڑبڑاتی سیڑھیاں اترنے لگی۔۔۔

ستان دیوار سے اتر کر کھڑا ہوا اور پلٹ کر آسمان کو دیکھا۔۔۔پھر واپس ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے چائے کے مگ پر ڈالی۔۔وہ مسکرایا۔۔اور مگ کو اپنے لبوں سے لگایا۔۔پیچھے کھڑی یالے پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔۔۔
وہ جسے چائے زہر لگتی تھی وہ پہلی بار چائے پی رہا

تھا۔۔۔وہ بھی ٹھنڈی اور سنائیہ کی جوٹھی چائے۔۔۔کیا اب بھی کوئی شک کی گنجائش بچtتی تھی۔۔بالکل نہیں۔۔۔اسکی آنکھیں جھلملانے لگی تھی۔۔۔یہ کیا ہو گیا یا اللہ۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔۔اتنا دھیما کہ خود بھی اپنی آواز نہیں سن پائی۔۔۔وہ بے یقین کھڑی اپنے لاڈلے بھائی کی پشت کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔یہ کیا کھیل کھیلا تھا قسمت نے۔۔کیا اس کے بھائی کی منزل ایک الحاصل محبت تھی ؟ابھی تھوڑی اور پہلے ہی تو

ہانی کی کال آئی تھی اسے۔۔۔اس نے ابھی تو بتایا تھا اسے کہ گھر میں سنائیہ اور آہان کے رشتے کے بابت بات ہوئی ہے۔۔اور یہ سنائیہ کے لیے سرپرائز ہے جو اسے وہ دونوں بعد میں مل کے بتائیں گی۔۔۔۔وہ دونوں تو ایک ہو جاتے پھر ستان کا کیا ہوتا۔۔۔اسکے لاڈلے بھائی کا کیا ہوتا۔۔۔وہ کیسے برداشت کرتا۔۔۔یااللہ میرا بھائی۔۔۔یہ کیا ہو گیا۔۔یہ سوچتے ہی وہ رو پڑی تھی۔۔ اور اس سے بے خبر ستان خالی مگ کو دیوار پر

رکھتا آسمان کی جانب نظریں اٹھا گیا۔۔وہ ماتھے پر بل ڈالے بغور چاند کو دیکھ رہا تھا۔۔ایسا بھی کیا ہے تم میں کہ وہ تمہیں اتنی محبت سے دیکھتی ہے۔۔اور

جب جب دیکھتی ہے کہیں کھو ہی جاتی ہے۔ یہاں سے ہوئی تھی سنان کی چاند سے گفتگو کرنے کی شروعات۔۔۔ ایک بات کہوں۔۔۔ وہ رازداری سے چاند سے بولا۔۔ پر پالے سب سن رہی تھی۔۔

ہے۔۔ یہاں سے ہوئی تھی سنان کی چاند سے گفتگو کرنے کی شروعات۔۔۔ ایک بات کہوں۔۔۔ او رازداری سے چاند سے بولا۔۔ پر ہائے سب سن رہی تھی۔۔ مجھے بہت جیلیسی ہوتی ہے جب جب وہ تمہیں دیکھتی ہے۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے وہ تمہیں نہیں تمہارے اندر کسی اور کا عکس دیکھتی ہے۔۔۔ پر کسی کا یہ نہیں پتا مجھے۔۔۔ پر ایک بات ہے۔۔

You are the luckiest in the world..

تمہیں وہ اس نظر سے دیکھتی ہے جس نظر کے لیے میں تڑپتا ہوں۔وہ تمہیں محبت سے دیکھتی۔ہے اور ستان کو احترام کی نگاہ سے۔۔۔ مطلب تم جو بھی ہو احترام کے بعد اسکی محبت بھی لے گئے ہو۔۔میں اسکی نظروں میں اپنے لیے بھی محبت چاہتا ہوں۔۔۔پر تم زیادہ خوش فہمیوں میں مت رہنا۔۔۔سن لواے چاند۔۔۔وہ میری ہے۔۔۔ صرف میری۔۔سنان مرزا کی

چاند۔۔۔وہ میری ہے۔۔۔ صرف میری۔۔سنان مرزا کی محبت ہے وہ اور

سنان مرزا اپنی محبت سے دستبرداری کبھی نہیں دے گا۔۔۔وہ جس لہجے میں

اس چاند سے مخاطب تھا یالے کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔اس

نے اپنے آنسوؤں کو ہاتھوں کی پشت سے صاف کیا۔

پر بعض دفعہ۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی محبت سے دستبردار ہونا پڑ جاتا ہے

بھائی۔۔۔سنان نے پلٹ کر اسے دیکھا جو وہی کھڑی اسی کو دیکھ رہی

تھی۔۔۔وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آجاؤ۔۔۔وہ اسکی بات کو اگنور کرتا ہوا

بولا۔۔چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔جوان کے پاس آتی یالے دیکھ کر تڑپ

کر رہ گئی تھی۔۔۔-اللہ نا کرے کہ کبھی آپ کے چہرے کی یہ مسکراہٹ

غائب ہو بھیا۔۔۔وہ دل میں اس کے لیے دعا گو تھی۔۔کیونکہ آنے والا

وقت اس کے لیے بہت مشکل ثابت ہونے

والا تھا۔۔

کیا کہہ رہی تھی۔۔۔سنان نے سوال کیا۔۔۔ہر بار وہ نہیں ہوتا جو ہم چاہتے ہیں۔۔ بعض دفعہ قسمت

اس مقام پر لے آتی ہے جہاں دل کو بے موت مارنا پڑ جاتا ہے۔۔وہ اسے دیکھتی مدہم لہجہ میں گویا ہوئی۔۔۔

کیا کہنا چاہ رہی ہو۔۔۔؟سنان کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

کچھ نہیں۔۔۔بس اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اور وہ

عطا کرے جو آپ کے حق میں بہتر ہے۔۔۔وہ دعا دے رہی تھی۔۔۔اس کا

برتاؤ عجیب سا لگا ستان کو۔۔ماما کہتی ہیں بہنوں کی اپنے بھائیوں کے حق میں

کی گئی دعائیں پوری ہوتی ہیں۔۔تو تم میرے لیے یہ دعا کیا کرو کہ اللہ مجھے

سنائیہ کے حق میں بہتر کر دے۔۔۔وہ جس مان سے بولا تھا یا لے ساکت رہ

گئی

تھی۔۔۔ایک طرف دوست تھی تو دوسری ظرف بھائی۔۔۔یہ

کس بے

بسی کے دہانے پر آ کھڑی ہوئی تھی وہ۔۔۔

نا کرو۔۔۔ بھائی۔۔۔ وہ نہیں مانے گی۔۔۔ وہ ہارے ہوئے

لہجہ میں بولی۔۔ گلا اپنے آپ رندھ گیا تھا۔۔ وہ نہیں بھی مانے گی تو بھی میں

اسے منا لونگا۔۔۔ پر۔

تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔ بجائے اس کے کہ میرا

حوصلہ بڑھاؤ۔

۔تم تو مجھے ابھی سے شکست زدہ کر رہی ہو۔کسی بہوں ہو تم ہار

۔۔۔وہ مصنوعی اناراضگی

سے بولا۔۔نہیں بھائی۔۔۔پالے نے اس کے ہاتھ تھا ہے۔۔۔ایسا نہیں
ہے۔۔مجھے آپ کی خوشی بہت عزیز ہے۔۔اس لیے کہہ رہی ہوں۔۔وہ
نہیں مانے گی۔۔کیونکہ۔۔وہ آپ سے محبت نہیں کرتی۔۔۔میری خوشی
صرف اور صرف سنائیہ سے بالے۔۔۔صرف

میری خوشی صرف اور صرف سنائیہ ہے پائے۔۔۔ بائے۔۔۔ صرف سنائیہ ۔۔۔ وہ مان جائے گی۔۔اور رہی بات محبت کی تو وہ بھی ہو جائے گی جب وہ میری محرم بن کر میری بیوی بن کر آئے گی میرے پاس۔۔آخر تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔ پلیز مت بولو ایسا مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔وہ اپنے ہاتھ چھڑوانا ضبط سے بولا۔۔۔ بھائی میری بات سنو۔۔۔اس نے واپس اس کے ہاتھ تھا ہے۔

تھا ہے۔۔۔

ستان نے اسکی جانب دیکھا۔۔ مدہم اندھیرے میں

دونوں کے چہرے واضح تھے۔۔۔

کیا اتنی محبت کر بیٹھے ہو اس سے۔۔۔؟ اس نے سوال کیا تھا۔۔۔

اتنی۔۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔ جیسے اتنی لفظ کا مزاق اڑایا ہو۔۔۔ ستان کی سانسوں میں بس گئی ہے وہ یا لے۔ وہ نہیں تو

ستان مرزا کی سانسیں نہیں۔۔ اور پتا ہے نا سانسوں کے

رک جانے کا مطلب موت ہوتا ہے۔۔ وہ اس کا ہاتھ تھا سے بولتا ہوا کوئی سچ سچ کا عاشق لگا تھا یالے کو۔۔ وہ سن ہو گئی تھی۔۔۔ وہ کیا کہتی۔۔

پر بعض دفعہ ہمیں ہماری محبت نہیں ملتی بھائی۔۔

کچھ لوگ ہمارے لیے نہیں ہوتے۔۔وہ دل میں تو آجاتے ں

ہیں پر نصیب میں نہیں۔۔۔اگر وہ آپ کو نا ملی تو آپ کا

کیا ہو گا۔۔۔؟

ستان کے جھے پر نظر سر جمائے وہ بھر آئی آواز میں

بولی۔۔۔وہ فکر مند تھی اپنے جان سے عزیز لاڈلے بھائی کے لیے۔۔اور
بھائیوں کی تکلیف پھر بہنوں سے کہا

برداشت ہوتی ہے۔۔۔

محبت تو محبت ہوتی ہے نایالے۔۔چاہے حاصل ہو یالا حاصل۔۔میں نہیں
جانتا وہ کب کسی طرح اور کیسے وہ مجھ میں اس طرح سماگئی کہ اب اس کے بغیر
جنے کا تصور بھی کرتا ہوں تو ایسا لگتا ہے میری

سانسیں بند ہو جائیں گی۔۔اس کے بغیر مجھے سانس

لینا بھی دشوار لگنے لگتا ہے۔۔وہ مجھ میں اس طرح

بس چکی ہے کہ اس کے بغیر اب میں صرف مر سکتا

ہوں پر جی نہیں سکتا۔۔اسکی جدائی مجھے موت کے

قریب لے جاتی ہے۔۔۔وہ اسے دیکھتا دھم آواز میں

کہتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔جبکہ یا لے کئی لمحے وہی

ساکن کھڑی رہی تھی۔۔۔

سنان سویا ہوا ہے کیا۔۔۔؟ اگلی صبح وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔جب مرزا صاحب

نے عفت بیگم سے پوچھا۔۔

نہیں میرے پیارے ڈیڈ۔۔۔میرے دل کی ٹھنڈک۔۔میری

جنت کے دروازے آپ کا فرمانبردار بیٹا اٹھا ہوا ہے۔۔بلکہ 1

یہ دیکھیں آپ کے پاس آکر بیٹھ بھی گیا ہے۔۔۔جواب

سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچے سنان کی طرف سے آیا

تھا جواب مرزا صاحب کی بائیں جانب پڑی کرسی پر- ناانصافی ہوئی نا میرے ساتھ کیوں مماں جانی۔۔۔وہ تابعداری کی حدود کو چھوتے ان کے علم میں اضافہ کرتا ہوا اپینڈ میں عفت بیگم سے بولا۔۔ جنہوں نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔

مرزا صاحب نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔زیادہ ہواؤں میں نا اڑو پیٹا جی۔۔ شاید محلے والے یہ بھول گئے ہیں کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔۔۔پر میں نہیں بھولا۔۔اگر ابھی جا کہ تمہاری حرکتیں بتا

بیٹھ بھی چکا تھا۔۔

ہونہہ۔۔۔اتنے کوئی تم میرے فرمانبردار؟ وہ طنزیہ

لہجہ میں کہتے ناشتہ کرنے لگے۔۔۔ستان نے ایک نظر اپنے بابا کو دیکھا اور پھر باری باری سب کو۔۔۔ نظریں

بتائیہ پر آ کر رکی تھی جس نے مرزا صاحب کو

دیکھنے کے بعد بر وقت ستان کو ہی دیکھا تھا۔ وہ اسے

دیکھ رہا تھا۔۔۔ سنائیہ نے ماتھے پر بل ڈالے اور اسے گھورا۔۔ پر ہمیشہ کی
طرح سنان نے اسکی گھوری کو

اگنور کرتے اسے سائل پاس کی اور پھر واپس مرزا صاحب کی جانب
دیکھا۔۔۔ قسم لے لیں۔۔۔ میں آپ کا ہی فرمانبردار ہوں ڈیڈ۔۔۔ اب
محلے کے ان بوڑھے خان انکل کا فرمانبردار تو بننے سے رہا۔ جو مجھے دیکھتے ہی
اپنی بیٹی کی باتیں شروع

کر دیتے ہیں۔۔ کہ بی اے کیا ہوا ہے میری بچی نے۔۔ گھر کے سارے کام آتے ہیں۔۔۔ بہت ذہین ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ مطلب سمجھتے ہیں نا آپ ایسی باتوں کا۔۔ آپ کا فرمانبر دار نا ہوتا نا تو جیسی وہ آفر دیتے ہیں میں ان کی بیٹی سے بیاہ رچا چکا ہوتا۔۔۔ بلکہ ساتھ والی

رشیدہ خالہ کی بیٹی سے بھی اور دو گلی چھوڑ کر جو نرمین آپا ہیں انکی بہن سے بھی۔۔۔ سب خود ہی رشتہ دیتے ہیں مجھے۔۔ پر دیکھ لیں۔۔۔ میں نے آپکی- اجازت کے بنا کبھی ایسا سوچا بھی نہیں۔۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں میں فرمانبر دار نہیں ہوں۔۔ تو یہ تو

ناانصافی ہوئی نامیرے ساتھ کیوں مماں جانی۔۔۔وہ تابعداری کی حدود کو چھوتے ان کے علم میں اضافہ کرتاہوااینڈ میں عفت بیگم سے بولا۔۔ جنہوں نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔۔

رزاصاحب نے اسے تاسف سے دیکھا۔۔۔زیادہ ہواؤں میں نارو بیٹا جی۔۔ شاید محلے والے یہ بھول گئے ہیں کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔۔۔پر

میں نہیں بھولا۔۔اگرابھی جاکہ تمہاری حرکتیں بتادی نامحلے والوں کو جو رشتہ دینے کی بات کرتے ہیں اپنی بیٹی کی ٹوٹی ہوئی چپل بھی نادیں تم جیسے کے نکھٹو کو۔۔۔وہ تریخ کر بولتے باقی سب کو ہنسنے پر مجبور کر گئے۔۔۔سنان تو صبح صبح اپنی عزت

افزائی پر آنکھیں تھما کر رہ گیا۔۔یار رر ڈیڈ۔۔۔آپ سچ میں میرے ڈیڈ ہیں نا۔؟مجھے یقین نہیں ہوتا۔۔۔وہ تاسف سے سر ہلا کر کہتا جوس کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔۔یقین تو مجھے بھی نہیں ہوتا کہ تم جیسا گدھا میرا بیٹا ہے۔۔۔انہوں نے حساب برابر کیا۔۔۔ستان کے منہ سے فوارے کی طرح جوس باہر نکلا تھا۔۔اللہ معاف کرے ڈیڈ۔۔۔کسی اینگل سے گدھا لگتا ہوں۔۔

اچھی خاصی خوبصورت شکل ہے اللہ کے کرم سے۔۔۔وہ حیرانی سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔۔اس شکل کا آچار نہیں ڈالنا میں نے اور نا ہی لوگوں نے آئی سمجھ۔۔خود کو اب اس قابل بناؤ کہ ذمہ داریوں کو نبھا سکو۔۔آخر کب تک اس فضول سوشل میڈیا پر وقت ضائع کرتے رہو گے۔۔۔ہاں؟سوشل

میڈیا کے علاوہ زندگی کا کوئی اور مقصد بھی ہے یا نہیں تمہارا۔ مرزا صاحب

بولنے پر آئے تو بولتے ہی گئے۔۔و

جیسے آج سارے حساب برابر کرنی تے تھے اور باقی سب میں خاموشی سے

سر جھکائے خود کو ناشتے میں کمسن ظاہر کر رہے تھے۔ جب ان دونوں کی الی

پیر میں کنگوشر میں ہوتی تو ان میں تیرا

کوئی نہیں ہوتا تھلہ

ہے نامتعدد ڈین اور تین بائیں بہت ہی نیک محمد ہے وہ باقی ساری بات میں

مقصد کو اچک کر عزم سے بولا۔ا

سے بولا۔ اسکی بات سن کر مرزا صاحب کے تتے

عصاب کچھ ڈھیلے پڑے

اور کیا مقصد ہے اور دوستان کو دیکھتے اپنے لفظوں پر زور دے کر بولے۔

آپ کے لیے اور ماما کے لیے ایک پیاری سی بولا تو ایک نظر سنائیہ کو دیکھاتا بعداری سے دل پر ہاتھ رکھتا سنجیدگی سے گویا ہوں اسی بات پر سب نے اپنایا تھا بیٹا۔۔ سنائیہ اس ڈھیٹ کو دیکھ کر رہ گئی۔

بیگم اپنے اس لاڈلے کو سمجھالو۔۔ میرا دماغ ناخراب کرے۔۔ بس فضول بکو اس جتنی کروالو اس سے۔۔۔؟ وہ اسے گھوری سے نوازتے ہوئے دانت پیس کر عفت بیگم

سے مخاطب ہوئے۔۔

کیا ڈیڈ یار۔۔اتنا نیک مقصد بتا رہا ہوں میں آپ کو اپنا۔۔ویسے آپ کو نہیں لگتا اب میری شادی کی عمر ہو گئی ہے۔۔زمانہ بڑا خراب ہے ڈیڈ۔۔آپ کے بیٹے کو بگاڑ دے گا۔۔اس لیے وقت رہتے ہی میری شادی کر کے مجھے

سدھار لیں پھر نہیں کہے گا میں بگڑ گیا ہوں یا ہاتھ سے نکل گیا ہوں۔وہ خوامخواہ کا مشورہ دیتا ناشتے میں مگن ہو گیا۔۔۔مرزا صاحب نے تاسف سے سر ہلایا۔ایک پہلے سے ہی بگڑے ہوئے الو کے پٹھے کو اور کیا بگاڑے گا زمانہ اور میرے ہاتھ میں آئے ہی کب ہو تم جو میں تمہارے ہاتھ نکل جانے کا دکھ مناؤں گا۔۔۔؟وہ جتا کر اس پر اچھا خاصا طنز کرتے ناشتہ کرنے لگے۔

اللہ اللہ کیا چیز ہیں یہ۔۔۔سنائیہ حیرت سے بڑ بڑائی۔۔سنان نے اسکی بڑ
بڑاہٹ سنی اور اسے دیکھا۔۔۔اگر میں لڑکی ہوتا ناتو یہاں میں کہتا میں چیز
بڑی ہوں مست مست۔۔۔وہ اسے دیکھتا ہونٹوں کو زبردستی مسکراہٹ میں
ڈھال کر پلکوں کو تین چار بار تیزی سے جھپکتا اور سر کو تھوڑا جھٹک کر بڑے
سیریس انداز

میں بولا۔۔یالے کے منہ سے بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔۔ستانیہ دانت پیستی
سر جھکا گئی۔۔جبکہ عفت بیگم اور مرزا صاحب بس گہرا سانس بھرتے نفی
میں سر ہلا گئے۔اس شیطان کا وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔یہ کی میں میرا اپنا

ہے۔۔۔؟ مرزا صاحب عفت بیگم کو دیکھتے چہرے پر بے یقینی کے تاثرات

سجائے دکھ سے ہولے۔۔۔

یہ سچ میں میرے ڈیڈ ہیں۔۔۔؟ سنان بھی انہیں کے انداز میں عفت بیگم

سے گویا ہوا۔۔۔ تو وہ ان دونوں کو دیکھتی ضبط سے گہرا سانس لیتی اپنے ہاتھ

ان کے سامنے باری باری جوڑ گئیں۔۔ خدا کے لیے مجھے بخشیں آپ دونوں

باپ بیٹے۔۔ حد نہیں ہو گئی۔۔۔ میرا بیٹا میرا ڈیڈ۔۔ پاگل کر دیا ہے آپ

دونوں نے تو مجھے۔۔۔ وہ غصہ سے آگ بگولہ ہوتی بولی۔۔

سنان چہرا جھکاتا اپنی ہنسی کنڑول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ پالے اور سنائیہ بھی ہنسنے لگی جبکہ مرزا صاحب بس آنکھیں گھما کر رہ گئے۔۔

کیا مماں جان یار۔۔۔آپ تو غصہ ہی ہو گئیں بی پی ہائی ہو جائے گا آپ کا۔۔ آپ کے ان ہٹلر شوہر کو آپکی فکر ہو نا ہو پر مجھے بہت ہے۔۔۔وہ کہتا اپنی جگہ سے اٹھتا انکی جانب گیا۔۔یہ تو بس جب دیکھو ہاسپٹل کے لیڈیز

وارڈ کے چکر کاٹتے رہتے ہیں۔۔ نظر رکھا کریں مجھے تو اب شک نہیں یقین ہے یہ دوسری شادی کر کے بیٹھے ہیں۔۔زمانہ مجھے بگاڑے نا بگاڑے پر اس نے آپ کے میاں جی کو ضرور بگاڑ دیا ہے۔۔۔وہ سیریس انداز میں دھیرے

دھیرے عفت بیگم کے کان میں بات ڈالتاان کا سر چوم کر فوراً وہاں سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔ کیونکہ حیرت اور صدمے میں جاتی عفت بیگم کا ہاتھ سیدھا انکی چپل پر گیا تھا اب۔۔

شرم کرلو سنان۔۔ بابا ہیں وہ تمہارے۔۔ان کے بارے میں ایسا کیسے بول سکتے ہو تم۔۔۔ وہ غصے سے بولیں۔۔۔ لعنت تمہارے منہ پہ۔۔ گدھے کی اولاد الو کے پٹھے۔۔۔ بے غیرت۔۔۔ ناجانے میری کسی غلطی کی سزا کی صورت میں ایسی کمینی اور بے غیرت اولاد ملی ہے مجھے جو اپنے ہی ماں باپ کے رشتے میں شک ڈلوا رہا ہے۔۔۔ مرزا صاحب جو آنکھیں پھاڑے اور منہ کھولے صدمے میں جاتے اسکی بات سن رہے تھے ایک دم ہوش میں آتے

برس پڑے تھے۔۔سنائیہ تو جیسے ہوش میں ہی نہیں تھی۔۔سچ میں وہ شیطان ہی تھا۔۔مرزا صاحب بالکل درست کہتے تھے۔۔جبکہ یالے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی ہنس ہنس کر دوہری ہو گئی تھی۔۔میں غلطی کی سزا نہیں بلکہ آ۔بلکہ آپ کی کسی نیکی کی جزا ہوں میری دل کی ٹھنڈک، میرے گردے کی دھڑکن، میری جنت کے دروازے، میرے پیارے ڈیڈ۔۔۔وہ دروازے کے پاس کھڑا اونچی آواز میں بولا۔۔

تم جیسا شیطان کا بچہ جنت میں نہیں جہنم میں رکھے جانے کے قابل ہے۔۔
وہ اسے گھورتے دانت ہیں کر

ہوئے۔۔۔

پر کچھ تو میں آپ کا ہوں ناڈیڈ۔۔۔اس نے جیسے انہیں یاد دلایا کہ وہ کیا بول رہے ہیں غصے میں۔۔اسکی بات پر وہ ایک دم چونکے پھر اپنے لفظوں کو یاد کیا تو ضبط سے آنکھیں میچ کہ رہ گئے۔۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے تم ستان ورنہ ضائع ہو جاؤ گے میرے ہاتھوں۔۔۔وہ مٹھیاں بھینچ کر سختی سے بولے۔۔اب ستان خاموش ہو گیا تھا آج شاید کچھ زیادہ ہی غصہ دلا دیا تھا اپنے بابا جان کو اس نے۔۔۔شاید وہ ناراض بھی ہو گئے تھے۔۔ان کو غصے میں دیکھ وہ فورا انکی جانب بڑھا تھا۔۔جو اسکی جانب پشت کیے اب اپنی جگہ سے اٹھتے اپنا

موبائل اٹھا رہے تھے۔۔ مرزا صاحب کے علاوہ ان تینوں

کی نظریں سنان پر تھی۔۔ وہ کیا کرنے والا تھا۔۔؟ وہ جیسے ہی پلٹے سنان ان کے قدموں کے پاس بیٹھا تھا۔۔ وہ ایک دم چونکے۔۔۔ سنان نے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے ہی ان کا دایاں ہاتھ تھاما اور اسکی پشت کو

لبوں سے لگا گیا۔۔

آپ سچ میں میرے دل کی ٹھنڈک ہیں۔۔ میرے گردے کی دھڑکن ہیں۔۔ وہ دھیرے دھیرے بول رہا تھا۔۔ مرزا صاحب دم سادھے آج اپنے بیٹے کا اپنے لیے اظہار

محبت سن رہے تھے۔۔۔ گردے کی دھڑکن۔۔۔؟ گردے میں بھی دھڑکن ہوتی ہے؟ سنائیہ نے ایک دم چونک کر آنکھیں چھوٹی کی اور اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔۔پر وہ سنان مرزا تھا۔۔اسکا اپنا سٹائل تھا۔۔وہ ہر کام اپنے سائل میں کرتا تھا۔۔بگوزستان کا سٹائل اور سنان کی مرضی۔۔۔وہ سر جھٹک گئی اور اسے دیکھا۔۔ لیکن اس وقت وہ اپنے بابا سے اتنی محبت سے بات کرتا اسے بہت اچھا لگا تھا۔۔وہ مرزا صاحب کے قدموں میں بیٹھے سنان کو دیکھ رہی تھی جواب بھی کچھ کہہ رہا تھا

سنان کے لیے آپ سنان کا غرور ستان کا مان ہیں۔۔۔جب میں باہر نکلتا ہوں نا اور لوگ مجھے دیکھ کر کہتے ہیں کہ دیکھو مرزا صاحب کا بیٹا جا رہا ہے۔۔تب

میرے پاس لفظ نہیں ہوتے جن میں میں اپنے اللہ کا شکر ادا کر سکوں کہ اس نے مجھے آپ کا بیٹا بنایا۔۔ آئی لو یو ڈیڈ۔۔۔ آئی لو یو سو چ۔۔۔ یو آر دی بیسٹ ڈیڈ ان دی

ورلڈ بہت برا بیٹا ہوں نا میں۔۔ بہت پریشان کرتا ہوں آپ کو۔۔۔ اس لیے آپ مجھے سزا دیں۔۔ مجھے آپکی ہر مزا قبول ہے۔۔ آپ چاہتے ہیں نا میں آپ کا کام سنبھالو اب تو ٹھیک ہے آئی پر و مس کل سے چلو کا آفس آپ کے ساتھ۔۔۔ اور دل لگا کر محنت بھی کرونگا۔۔ آپ کو کبھی مایوس نہیں کرونگا۔۔ پر آپ سنان سے ناراض مت ہوتا۔۔ سنان آپ کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا۔ ستان کے لیے آپ ماما، یالے اور دور کا سنائیہ کا نام

کیسے لیتا۔۔۔اور آپکی ہونے والی بہوستان کی زندگی ہو۔وہ محبت سے دھیرے دھیرے کہتا اپنا سر جھکا گیا۔۔مرزا صاحب کا ایک ہاتھ اس نے ابھی تک تھایا ہوا تھا۔۔۔مرزا صاحب کنگ کھڑے تھے۔۔۔انکی آنکھیں نم ہو چکی تھی۔ صرف انکی نہیں بلکہ عفت بیگم یا لے اور سنائیہ بھی نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھیں۔۔میرا پاگل بیٹا مرزا صاحب نے محبت سے کہتے اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کیا۔۔اس نے سرشار کر دیا تھا مرزا صاحب کو۔۔۔آج وہ کہیں سے بھی پہلے والا استان نہیں لگ رہا تھا۔۔سوری ڈیڈ۔۔۔ وہ اب بھی سر جھکائے بولا۔۔مرزا صاحب مسکراتے اسے اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔۔۔سوری کے بچے۔۔۔اتنی سمجھداری والی بات کی امید نہیں تھی مجھے تم سے۔۔وہ اسے کندھے پر تھکی

دیتے مسکرا کر بولے اور اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔

انہیں بیچ میں فخر سا محسوس ہو رہا تھا اپنے بیٹے

پر

بیٹا کس کا ہوں آخر۔۔۔وہ کہتے ہوئے اپنی نظروں کے سامنے بیٹھے ہوئے ان تین نفوس کو دیکھنے لگا۔۔اب ان دونوں کو دیکھ رہے تھے پر غم آنکھوں سے۔۔اس نے اپنی ماما دیکھا اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے ہونٹوں کے پاس لے جا کر انہیں فلائنگ پاس کی تھی۔۔جس پر وہ جنسی تھی۔۔میرے ہی بیٹے ہو تم گدھے۔۔۔مرزا ہنس کر بولے۔۔۔اور

سنان کی پیشانی کو محبت سے چوما۔۔آپ کہیں تو ابھی چلو آپکے ساتھ

آفس۔۔؟سنان نے ان

سے الگ ہوتے سوال کیا۔۔

ہاتھ ہولا رکھ میرے پتر۔۔اتنی تابعداری نا دیکھاؤ کہ میں ہضم ہی نا کر پاؤں۔۔۔وہ اسے ہاتھ دکھاتے ہوئے

بولے تو سنان سر جھکا کر ہنسا۔۔کل ہی چلنا۔۔آج بہنوں کے ساتھ انجوئے کرو۔۔ان کو کہیں باہر لے جاؤ۔۔۔وہ سنان کے چہرے کے تاثرات کو

بغور جانچتے سنجیدگی سے بولے جہاں سنان نے بہنوں سن کر آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھا۔۔گھر بسانے سے پہلے ہی اجاڑ دے میرا۔۔۔وہ صدمے سے بڑ

بڑا کر رہ گیا۔۔ جبکہ مرزا صاحب مسکراہٹ ضبط کرتے اس کا کندھا تھپک کر باہر کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ مہماں میں آصف کی طرف جا رہاں ہوں شام تک آ جاؤنگا۔۔ وہ گہری نگاہ سر جھکائے بیٹھی سنائیہ پر ڈالتا باہر کی جانب پلٹ گیا۔۔۔

ناشتے کے بعد وہ لان میں گئی تھی اپنے طوطوں کو چوری کھلانے۔۔اس کے بعد اسے ہانیہ کی کال آئی تھی۔وہ سب اگلے ہفتے آرہے تھے ملتان۔۔ارحان کے نکاح کے لیے۔۔۔سنائیہ بہت خوش کیونکہ ہانیہ نے بتایا تھا کہ آبان بھی ان کے ساتھ ہی آئے گا۔۔اس کی خوشی کی انتہا نا تھی۔ہانی سے پورے دو گھنٹے بات کرنے کے بعد اسنے اپنی بڑی بہن منال سے بات کی تھی۔۔اور پتا ہی نہیں چلا جب شام کے چار بج گئے۔۔

وہ منال کو اللہ حافظ کہتی کچن میں آئی تھی۔تاکہ عفت بیگم کی مدد کروا سکے۔۔پر سامنے ہی اسے مرزا صاحب عجلت میں گھر آتے دیکھائی دیے۔۔ کیا ہوا خالو جان۔۔آپ اس وقت واپس کیسے آ گئے۔۔۔؟

سنائیہ نے پوچھا۔۔

جی بیٹا وہ میرے دوست کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔۔اس لیے انہی کی طرف تعزیت کے لیے نکلنا ہے۔۔اپنی خالہ جانی کو بلاؤ۔۔۔وہ افسردگی سے بولے۔۔۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور

سب کو صبر دے آمین۔۔وہ دکھی ہو گئی تھی۔۔ماں کے چلے جانے کا دکھ وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔آمین۔مرزا صاحب کی آواز آئی۔۔

وہ فورا کچن میں آئی تھی جہاں عفت بیگم چکن بنا رہی تھیں۔۔اور ہاجرہ آپا(کام والی)وہ بھی ان کے ساتھ ہی مدد کر رہی تھی۔۔

خالہ جانی آپ کو باہر خالو جان بلا رہے ہیں۔۔جلدی جائیں۔۔یہ میں دیکھ لیتی ہوں۔۔۔وہ بولی تو عفت بیگم پریشان کی باہر گئی۔۔۔

مرزا صاحب نے انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔۔۔دودونوں وہاں جانے کے لیے تیار ہوئے تھے۔۔بیٹا ہم نکل رہے ہیں۔۔ہو سکتا ہے رات کو لیٹ ہو جائیں۔۔آپ لوگ کھانا کھا لینا۔۔اور خیال رکھنا۔۔۔اکیلے گھر میں

ڈر نامت تمہارے خالو ستان کو کال کر دیں گے وہ آ جائے گا۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ عفت بیگم اسے اور ساتھ کھڑی یالے کو ہدایات دیتی مرزا صاحب کے ساتھ چلی گئی تھی۔۔

کھانے میں کیا بن رہا ہے۔۔۔؟ یالے نے پوچھا۔۔۔ چکن۔۔۔ سنائیہ نے بجھے بجھے لہجہ میں کہا۔۔۔ یالے بھانپ گئی تھی

اسکی ادائی۔۔۔

کیا ہوا ہے۔۔؟اس نے سوال کیا۔۔۔انکی ماما چلی گئی یار۔۔۔کتنا رو رہے ہو نگے سب۔۔ماں کے بغیر زندگی بہت مشکل سی لگتی ہے۔۔وہ اداسی سے بولی۔۔یہ دستور ہے سنائیہ۔۔جو اس دنیا میں آیا ہے اس نے ایک ناایک دن جانا بھی ہے۔۔اللہ کے فیصلوں پر کسی کا زور نہیں چلتا۔۔وہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔۔اب تم موڈ صحیح کرو اور آجاؤ کو کنگ

کرتے ہیں ہم۔۔۔وہ اسے سمجھاتی کچن میں لے گئی۔۔سنائیہ نے بھی خود کو مصروف کر لینا بہتر سمجھا۔۔۔اوئے کسٹرڈ بنائیں۔۔۔؟سنائیہ نے کہا تو پالے مسکرائی۔۔

وائے ناٹ۔۔۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ مکمل طور پر کوکنگ میں مصروف ہو گئی۔۔وقت گزرتا گیا۔۔یالے نے چکن کراہی کو اتار کر سائیڈ پر رکھا اور ہاجرہ آپا بھی ان کے ساتھ تھی جو روٹیاں بنانے کے ساتھ ساتھ ان سے باتیں بھی کر رہی تھی۔۔ جبکہ سنائیہ ان بھی ان کو جواب

دیتی کسٹرڈ بنانے میں مصروف ہو گئی۔۔ہاجرہ آپا کام کرواتی اپنا اور اپنی بیٹی انعم کے لیے کھانا لیتی اپنے کواٹر میں چلی گئی

تھی۔۔

سنائیہ کسٹرڈ میں فروٹس اور ڈرائی فروٹس وغیرہ مکس کر رہی تھی۔۔اور یالے سلاد بناتی اسکی طرف پلٹی۔۔۔تم اس کو فریزر میں رکھ دینا میں ذرا بھائی کو کال کر کے آئی۔۔پتا نہیں کہاں رہ گئے ہیں۔۔یالے نے کہا تو سنائیہ نے اثبات میں سر ہلایا

چند ڈرائی فروٹس ڈالنے کے بعد اس نے آس پاس دیکھا۔۔اسے بادام

کہیں نظر نہیں آئے۔۔اب کیا کروں۔۔وہاں دیکھتی ہوں۔۔شاید یالے نکالنا بھول گئی۔۔وہ خود سے کہتی کیبنٹ کھول کر بادام ڈھونڈنے لگی۔۔اسے ایک ڈبا ملا جس پر بادام ہی لکھا تھا پر اندر بادام پسے ہوئے تھے۔۔پورے بادام نہیں ہیں کیا یہاں۔۔؟اس نے منہ بوڑا۔۔کوئی بات نہیں یہی ڈال

دیتی ہوں۔۔ پھر خود ہی کہتی کسٹرڈ کے پاس گئی۔۔اور تین چار پسے ہوئے باداموں کے چمچ کسٹرڈ میں ملا دیے۔۔اسے اچھی طرح مکس کرنے کے بعد اس نے کسٹرڈ کو فریزر میں رکھا اور باقی سامان واپس کیبنٹس میں رکھ دیا۔

بھائی آٹھ بجے تک آجائیں گے۔۔۔تب تک ہم جو باقی کام رہ گیا ہے وہ کر لیتے ہیں۔۔یالے نے آکر بتایا تو سنائیہ مسکرا کر سر ہلاتی روٹیاں بنانے لگی۔۔ ان کے فارغ ہونے تک سنان بھی آگیا تھا۔۔ بابا کی کال آئی تھی کہہ رہے تھے رات کو لیٹ پہنچے گے۔۔سنان نے ان دونوں کو بتایا تو وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔۔بھائی کھانا لگاؤں۔۔۔؟ یالے نے پوچھا۔۔۔نہیں مجھے ابھی بھوک نہیں ہے تم دونوں کھالو۔۔میں باہر لان میں بیٹھا ہوں۔۔وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔

یالے اور سنائیہ کھانا کھانے لگی تھی۔۔ جبکہ لان میں بیٹھا سنان کرسی سے اپنی پشت ٹکائے آسمان پر نا جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔۔اسلام و علیکم۔۔۔۔اپنے عقب میں اسے ایک لڑکی کی باریک کی آواز سنائی دی تو وہ پلٹا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ارے انعم آپ۔۔ خیریت اس وقت تک جاگ رہی ہیں۔۔؟ اپنے سامنے گلابی شلوار سوٹ میں کھڑی اس پندرہ سولہ سالہ لڑکی کو دیکھتا وہ نرمی سے بولا۔۔جی۔۔۔۔وہ میں پڑھ رہی تھی پر یہ سوال حل نہیں ہو رہا صبح سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔آپ اب جا کہ نظر آتے ہیں۔یہ سوال

سمجھادیں سمجھادیں پلیز کل میرا ٹیسٹ ہے۔۔۔وہ جلدی جلدی بولی اور سنان کو دیکھا جو مدہم مسکراہٹ سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔آجاؤ کرداتا ہوں۔۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔بغیر یہ جانے کے اسکا یہ نرم لہجہ شعور کی دنیا میں قدم رکھتی اس لڑکی کے دل پر کیا کلیاں بکھیر رہا تھا۔۔وہ جب سے یہاں آئی تھی سنان اکثر اسے پڑھادیا کرتا تھا۔۔وہ اسے چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتا تھا لیکن شاید وہ نادان لڑکی اسے کچھ اور ہی سمجھ بیٹھی تھی۔۔سنان کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ تیز تیز قدم اٹھائی اس کے ساتھ والی کرسی پر آبیٹھی۔۔

کونسا سوال ہے۔۔۔؟ یہ والا۔۔۔یہاں سے کیسے ہوگا۔۔؟وہ سوال دکھاتی رجسٹر اور چین اسے پکڑا گئی۔۔۔ہم۔۔۔سنان کی نظریں سوال پر تھی پر انعم کی نظریں سنان پر تھی جو اس کے ہاتھ سے رجسٹر اور پین تھامتا سوال حل کر رہا

یہ دیکھو ایسے ہو گا۔۔۔آپ فارمولا لخلط یوز کر رہی تھی شاید۔۔سنان نے رجسٹر اس کے آگے کیا۔۔پر وہ سن نہیں پائی تھی۔۔اس نے

رجسٹر نہیں پکڑا تھا۔۔۔

ستان نے اسکی جانب دیکھا تو اسے محویت سے خود کو تکتا پایا۔۔۔

ہیلو میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔ کہاں کھو گئی۔۔؟سنان کے اسکے آگے ہاتھ لہرایا۔۔ج۔جی۔۔وہ ایک دم چونکی۔۔سنان نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔اسے انعم کا برتاؤ اور اس کے دیکھنے کا انداز ہ سنان کو عجیب لگا۔۔میں

نے کہا کہ آپ غلط فارمولا یوز کر رہی تھیں اس لیے یہ نہیں ہو رہا تھا۔۔۔وہ نظروں کا زاویہ بدلتا ہوا بولا۔۔۔

جی شکریہ۔۔۔انعم مسکراتے ہوئے بولی۔۔ چلو شاباش اب آپ جاؤ اپنی ماما کے پاس۔۔۔سنان نے زبردستی مسکرا کر کہا تو وہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔اپنا رجسٹر اور کتاب اٹھاتی وہ ایک گہری نگاہ ستان کی آنکھوں پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔۔سنان نے خود پر اسکی نگاہ کو صاف محسوس کیا تھا۔۔وہ حیران ہوا۔۔ پھر خود ہی اپنی سوچ کو یہ کہہ کر جھٹک دیا۔وہ بچی ہے میں ہی فضول سوچ رہا ہوں ہیں۔اس نے ایک کہ اسانس بھرا اور اٹھ کر اندر کی

جانب آگیا۔۔

لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔۔ مطلب وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔ وہ کچھ میں آگیا۔۔ بھوک زیادہ تھی نہیں اس لیے فریج کھول کر کچھ اور تلاش کرنے لگا۔۔ تبھی اسکی نظر کسٹرڈ کے باؤل پر گئی۔۔

ہم یہ ہوئی نا بات۔۔۔ وہ بڑبڑایا۔اور باؤل لیتا ڈائیٹنگ ٹیبل پر جا بیٹھا۔۔ وہ موبائل میں مگن اپنی ویڈیوز پر کمنٹس

چیک کرتا اور ان کے سپلائی کرتا باؤل میں سے ہی چیچ بھرتا منہ میں ڈال گیا۔۔ اس کا سارا دھیان موبائل اور کھانے پر ہی تھی جب تیسری چوتھی پیچ کھانے پر ہی اسے اپنے گلے میں خراش سی محسوس ہوئی۔۔

اہم ہم۔۔اس نے اپنا گلا کھنکارا تھا۔۔پھر ایک نظر کسٹرڈ کو دیکھا۔ کوئی سوچ آتے ہی ماتھے پر بل ہے۔ لیکن پھر فوراً وہ اپنا خیال جھٹکتا واپس

کھانے اور موبائل میں مگن ہو گیا تھا۔اور سنائیہ تم نے اس میں بادام ڈالے ہیں۔۔۔؟ کمرے میں بیٹھی پالے جس نے دوسری چیچ ہی منہ میں ڈالی تھی حیرت سے پوچھنے لگی۔۔ہاں کیوں۔۔۔؟ وہ ناسمجھی سے بولی۔۔اور مووی دیکھنے لگی جو وہ دونوں موبائل پر لگائے بیٹھی تھی۔۔پاگل تم بھول گئی کیا سنان بھائی کو بادام سے الرجی ہے۔۔۔دعا کرو انہوں نے نا کھایا ہو ابھی تک۔۔۔پالے

جلدی سے کہتی باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔سنائیہ کی آنکھیں کھلی تھی۔۔

اوشٹ یہ میں کیسے بھول گئی۔۔۔اس لیے تو وہاں بادام نہیں رکھے تھے یالے

نے۔۔۔وہ بھی پریشانی سے بڑبڑاتی اس کے پیچھے ہی بھاگی تھی۔پر تب تک

بہت دیر ہو چکی تھی۔۔یالے جیسے ہی نیچے پہنچی سامنے کا منظر دیکھ کر ساکت

رہ گئی تھی۔۔۔بھائی۔۔۔وہ خوف سے کہتی سنان کی جانب لپکی تھی جو

سیڑھیوں سے چند قدم کے فاصلے، کھڑا

گہرے گہرے سانس بھرتا کھانستے ہوئے سانس لینے کی کوشش کر رہا

تھا۔۔۔پیچھے سے آتی سنائیہ سیڑھیوں پر ہی جم گئی تھی۔۔۔وہ آنکھیں

پھیلائے سنان کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر صاف تکلیف کے آثار

تھے۔۔کھانستے ہوئے بگڑے تنفس کے ساتھ اسکی ضبط سے سرخ ہوتی پانی

سے بھری آنکھیں، بار بار اپنی گردن پر جاتا اسکا ہاتھ جس سے وہ اپنی گردن سہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔اور پیچھے ٹیبل ررا باؤل،اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ

کسٹرڈ کھا چکا تھا۔۔۔اور اب اس میں شامل باداموں نے اپنا اثر دیکھانا شروع کر دیا تھا۔۔۔بھائی۔۔آپ۔۔ٹھیک ہو۔۔۔پالے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے سہلاتے ہوئے بھرائی آواز میں بولی۔۔۔لی۔۔یا۔۔لے۔۔مجھے۔۔سانس۔۔نہیں آ۔۔۔رہا۔۔۔وہ بامشکل بولتا گھٹنوں کے بل زمین پر جا بیٹھا۔۔بھائی۔۔۔یالے اس کو تکلیف میں دیکھتی روتے ہوئے بولی۔۔اور سنائیہ کو دیکھا جو سیڑھیوں پر چہرے پر۔

خوف اور نکھوں میں نمی لیے ساکت سی کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

سنائیہ ادھر آؤ۔۔بھائی کو روم میں لے کر چلتے ہیں۔۔۔اس کے سنائیہ کو آواز دی تو وہ ہوش میں آتی فوراً اان کی جانب بھاگ کر آئی تھی۔۔۔

تم۔۔مماں۔۔۔آہ۔۔۔اپنی گردن کو دبوچتا وہ درد سے بولا تھا۔۔ آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔

بولا تھا۔آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔۔بھائی۔۔۔اٹھیں۔بھائی۔۔۔ اٹھیں۔۔۔چلیں روم میں۔۔جلدی کریں۔۔۔وہ میں۔۔جلدی

اسے کندھوں سے تھامتی بولی۔۔سنان بھی ہمت کرتا اٹھا۔۔۔اور آہستہ آہستہ ان کے ساتھ قدم لیتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

یالے نے اسے بیڈ پر لیٹایا۔۔سنائیہ تم بھائی کے پاس بیٹھو میں مماں کو کال کرتی ہوں۔۔اور بھائی میڈیسن کا پوچھتی ہوں۔۔۔ان کے پاس ہی رہنا۔۔۔وہ جلدی

جلدی کہتی فوراوہاں سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔سنائیہ کی نظریں سنان پر تھیں۔۔۔جس کی آنکھیں نہایت ہی سرخ ہو چکی تھیں۔وہ بار بار آنکھوں کو بند کر رہا تھا۔وہ کراہ رہا تھا درد سے۔۔۔تیز تیز سانس بھرتا وہ اب گردن کے ساتھ ساتھ اپنے سینے کو مسلنے لگا تھا۔۔۔سنائیہ گھبرائی سی بے ساختہ اس کے پاس بیڈ پر جا بیٹھی۔۔۔

س۔۔سنان۔۔آ۔۔آپ ٹھیک ہیں۔۔۔وہ مدہم آواز میں

بولی۔۔گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا تھا۔۔۔سنان نے اسکی سرگوشی نما

آواز سنی تو تھی پر وہ جواب دینے کی ہمت میں نہیں تھا۔۔۔س۔۔۔

سنان۔۔۔وہ دھیرے سے کہتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی جہاں وہ پہلے اپنا

ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔۔ایک دم ماحول میں سکوت چھایا تھا۔۔۔ہر طرف

خاموشی ہوئی تھی۔۔۔جس میں آواز تھی تو بس یک

دم سنان کے ایک گہرا سانس بھرنے کی۔۔اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

اور اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا تھا جس کا لمس جیسے اس درد سے

کراہتے انسان کو سکون میں لے آیا تھا۔۔کہاں گیا درد۔۔کہاں گئی گلے میں

ابھرتی جلن، کہاں گیا سانس کا نا آنا۔۔۔وہ تو خود اپنی سانس روکے اسے دیکھ

رہا تھا۔۔ کیا ہی ظالم چیز ہے یہ محبت۔۔۔ تکلیف بھی دیتی ہے اور پھر اس پر مرہم بھی رکھ دیتی ہے۔۔۔۔

ا۔۔ ایم۔۔ سوری سنا۔۔ سنان۔۔ میں بھول گئی تھی میں نے جان۔۔ بوجھ کر نہیں ڈالے تھے بادام۔۔ میرا یقین۔۔ کریں۔۔ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔ پلیز۔۔ مجھے۔۔ معا۔۔ معاف کر دیں۔۔ میری وجہ سے آپ کو تکلیف۔۔۔ ہو رہی ہے۔۔ ایم۔۔ سو۔۔ سوری پلی۔۔۔ ززز۔۔۔ اس کے سینے پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرتی وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر اپنی بات کا یقین دلانے لگی۔۔ سنان کو دم سادھے خود کو تکتا پا کر وہ یہی سمجھی تھی کہ

اس کے سینے پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر لی وہ روتے ہوئے اٹک اٹک کر اپنی بات کا یقین دلانے لگی۔۔ سنان کو دم سادھے خود کو تکتا پا کر وہ یہی سمجھی تھی کہ شاید سنان کو لگ رہا ہے اس نے جان بوجھ کر بادام ڈالے تھے۔۔ پر وہ

پاگل دیوانہ تو اپنے محبوب کے لمس سے ملتے سکون کو محسوس کر رہا تھا۔۔یہ

وہ کہاں جان پاتی۔۔۔

پلیز زز۔آپ ٹھیک۔۔ہو جائیں۔۔ایم۔۔سوری۔۔۔وہ روتے ہوئے

آہستہ آہستہ اسکے سینے پر ہاتھ پھیر رہی

تھی۔۔تاکہ اسے تکلیف نا ہو۔۔۔

ڈڈونٹ۔۔لگ۔۔کرانے۔۔ایم۔۔اور۔۔کے۔۔اسکے آنوؤں کو دیکھتا وہ

اتنی تکلیف میں بہت مشکل سے بولا

تھا۔

آپ کو درد ہو رہا ہے۔۔؟ ہچکیاں لیتی دوستان کو یہ سوال کرتے ہوئے

نہایت ہی کوئی معصوم بچی لگی تھی۔۔۔

ایک گہرا سانس بھرتے وہ پس نفی میں سر بلا پایا۔۔اور تم آنکھوں سے اسے

دیکھنے لگا جس کا دایاں ہاتھ ابھی تک اس کے سینے پر آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔۔

۔ستان کے چہرے پر ایک دم تکلیف کے آثار ابھرے تھے۔۔آ و- عمال۔۔

۔وہ درد سے کراتے ہوئے اپاتک اپنا ہاتھ

سنائیہ کے ہاتھ کے اوپر رکھ گیا۔۔۔

ستانیہ نے چونک کر اسکے سینے پر پڑے اپنے ہاتھ پر اسکے ہاتھ کی سخت ہوتی

گرفت کو دیکھا۔۔وہ آنکھیں بیچے ہونے اپنا نفس بحال کرنے کی کوشش کر

رہا تھا۔۔سنائیہ کو صاف محسوس ہو رہا تھا کہ سنان کو سانس لینے میں پر و ہم

ہو رہی تھی۔۔۔وہ جلدی سے اسکے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالتی پریشان

سی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔

پالے۔۔۔سنان کو زیادہ تکلیف میں دیکھ کر وہ چلائی تھی۔۔۔

بھا۔۔۔بھائی۔۔۔جلدی سے اندر آتی پالے اسکے پاس آتے

ہوئے بولی۔۔اسے دیکھ سنائیہ سنان کے پاس سے کھڑی

ہوئی تو پالے اسکی چھوڑی جگہ پر بیٹھی۔۔

بھائی یہ آپ کی دوائی یہ کھالیں پھر ٹھیک ہو جائیں گے

آپ۔۔پالے نے کہتے ہوئے اسے کندھے سے پکڑ کر سہارا دیتے ہو نے بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگوا کر بیٹھایا اور کوئی دو سے تین گولیاں سنان کے منہ میں

ڈالیں۔۔

ستانیہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس پالے کو تھمایا جسے وہ لیتی سنان کے لبوں سے لگا گئی۔۔

گولیاں نکلتے ہی وہ دھیرے دھیرے ہم سے سانس لینے لگا۔۔اور اپنی سرخ بھوری آنکھوں کو کھول کر پائے اور پھر اس کے پیچھو کھڑی سنائی کو دیکھا۔۔

دونوں کے چہروں پر واضح پریشانی اور خوف تھا۔۔پائے میں اپنی جلن ہی تھی کہ وہ کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔۔اپنے بس یہ ہم مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں کے اشارے سے ان دونوں کو تسلی دی اور آنکھیں بند کرتا لیٹ گیا۔ہار رہا۔۔وہ نیند میں بڑبڑا رہا تھا اور اسکے پاس بیٹھی پالے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتی چند

منٹس کے وقفے سے بار بار ہوتی اسکی یہ بڑبڑاہٹ سن

رہی تھی۔۔جس میں وہ کبھی ماں کہ کہ بلاتا تو کبھی بابا۔۔۔

خالہ جانی اور خالہ جان کب آئیں گے۔۔؟ سنائیہ نے بے چینی سے پوچھا۔۔

آدھا گھنٹہ ہونے والا تھا پر وہ لوگ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔۔۔

بس آنے والے ہونگے۔۔ پالے ایک نظر اسے دیکھ کر کہتی واپس سنان کے

چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔ تقریباً دس منٹ کے بعد انہیں گاڑی کے بارن کی

آواز سنائی دی تھی۔۔۔ بے ساختہ ان دونوں سے شکر ادا کیا۔۔

عنت بیگم اور مرزا صاحب ہر بڑی میں پریشان سے اندر داخل ہوئے۔۔۔

سنان میرے ہے۔۔۔ عفت بیگم بھرائے لہجہ میں کہتی فوراً اسکی جانب

بڑھی تھی۔۔ پالے ان دونوں کے لیے

جگہ بناتی خود بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔۔۔

سنان میرا بٹنا۔۔۔ مرزا صاحب اسکے ماتھے پر شفقت سے لب رکھتے ہوئے

ہوئے۔۔ وہ نیند میں تھا۔۔ اپنے اس

پاس آوازیں سن کر تھوڑا کسایا اور دھیرے سے پاس آوازیں سن کر تھوڑا کھایا اور دھیرے سے آنکھوں کو کھولا تو نظریں پہلے سامنے کی طرف گئیں جہاں پالے اور سنائیہ کھڑی تھیں۔۔ پھر اس نے اپنے پاس دائیں طرف دیکھا جہاں عنت بیگم بیٹھی پریشان ہی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کے بعد بائیں بیٹے جانب مرزا صاحب کو دیکھا۔۔

میرا بیٹا۔۔۔ کیا ہو گیا تھا۔۔ اب کیسی طبعیت ہے۔۔ ڈاکٹر کے پاس چلیں کیا ۔۔ امرزا صاحب انطرابی کیفیت میں سوال کرنے لگے۔۔۔

ا۔۔ ایم او کے۔۔۔ ڈیڈ۔۔ ڈونٹ دری۔۔۔ وہ ہم سا مسکرا کر بولا۔۔

میری مان۔۔۔ اتی اپرواہی کون کرتا ہے۔۔ کیوں کھانے تھے بادام۔۔۔

عفت دیکم اسے دفتے ہوئے اپنے آنو صاف کر کے بولی۔۔۔ سائنیہ اپنی جگہ

شرمندہ ہو کہ گڑھوں میں گر رہی تھی ان سب کو پریشان اور روتا جواد یکھ

کر۔۔۔

جان۔کہ نہیں کھائے تھے۔۔ماں جان۔۔اب روئیں تو۔۔

سائیہ میرے ہے۔۔پریشان مت ہو ٹھیک ہے سنان اب۔۔۔ مرزا صاحب

کی نظر اچانک آنکھوں میں نمی لیے

پریشان کی نانی پیار سے لے ۱۹ ایم۔۔۔ سوری نانو بان میں نے جان بوجھ کر

نہیں کیا تھا۔۔میں بھول گئی تھی۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر

دیں۔

کوئی بات نہیں۔۔ ہم جانتے ہیں آپ نے جان کر نہیں کیا۔۔

ایسے رومت۔اور چلو جاؤ شاباش جا کہ ریسٹ کرو۔۔دیکھو رو کر کیا

حالت کرلی ہے اپنی۔۔۔ مرزا

صاحب پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔۔

پیشانی کو چوما تھا۔۔

سائیہ میرے بچے۔۔پریشان مت ہو ٹھیک ہے سنان اب مرزا صاحب کی نظر اچانک آنکھوں میں نمی لیے پریشان سی سنائیہ پر گئی تو وہ پیار سے بولے۔۔ایم۔۔۔سوری نانو جان میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔۔میں بھول گئی تھی۔۔۔پلیز مجھے معاف کر

دیں۔۔۔

وہ شرمندگی سے کہتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔

ارے میرے بچے پریشان مت ہو۔۔سنان ٹھیک ہے اب۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔ہم جانتے ہیں آپ نے جان کر نہیں کیا۔۔ایسے رو مت۔۔اور چلو جاؤ شاباش جا کہ ریسٹ کرو۔۔دیکھو رو رو کر کیا حالت کر لی ہے اپنی۔۔۔

مرزا صاحب پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔۔ہاں بیٹا پریشان مت ہو تم۔۔۔اور جاؤ تم دونوں۔۔۔ ہم ہیں ستان کے پاس۔۔۔اب کی بار عفت بیگم نے نرمی سے کہا تو وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ایک آخری نگاہ ان سب کے بعد ستان پر ڈالتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔سنان کی نظریں تب تک اس پر تھی جب تک وہ نظروں سے اوجل نا ہو گئی۔۔۔پالے ابھی تک وہی تھی۔۔۔۔

ستان کے پاس۔۔اب کی بار عنت بیگم نے نرمی سے کہا تو وہ اپنے آلو سات کرتے ہوئے ایک آخری نگاہ ان سب کے بعد ستان پر ڈالی کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ستان کی نظریں تب تک اس پر تھی جب تک وہ نگروں سے اوجبل نا ہو گئی۔۔۔یائے ابھی تک وہی تھی۔۔۔

ستان نے نظروں کا زاویہ اب مرزا صاحب کی طرف کیا

تھا۔۔۔

پاپا۔۔۔وہ ہم آواز میں انہیں کہتا چپ ہو گیا۔۔۔جی میرا بیٹا۔۔کچھ چاہیے کیا۔۔۔مرزا صاحب اسکی نظروں کا مفہوم مجھتے ہوئے بولے۔۔۔پالے اور عفت

[5/30, 10:00 AM] +923037658746: نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے ہوئے۔۔۔پالے اور عفت بیگم ان دونوں کی جانب متوجہ تھے۔۔۔۔

سنان نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔کیا چاہیے میرے بیٹے کو۔۔؟ مرزا صاحب نے سوال کیا۔۔سانی-سنان کی طرف سے یک تھی جواب آیا تھا۔۔۔ج باقی سب کو تو نہیں پر پالے کے دل کی دھڑکنیں بڑھا گیا تھا۔۔

ستانیہ چاہیے مجھے بابا۔۔۔میں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر۔۔مجھے سائیہ دے

دیں۔۔آپ بات کریں نا عامر انکل سے۔۔۔پلیز۔۔۔بس ایک میسی خواہش

پوری کر دیں۔۔ساری زندگی اور کچھ نہیں مانگو کا آپ سے

پرومس۔۔۔بس ایک آخری بار۔۔۔مجھے اسے دلا دیں۔۔۔مجھے سنائیہ

چاہیے بابا۔۔۔پیز۔۔۔آئی وانٹ ہر۔۔آئی ہو

مرزا صاحب ناموشی سے اسے سن رہے تھے جو کسی چھوٹے بچے کی طرح ان

کا ہاتھ تھامے بول رہا تھا۔یہ اسکی آنکھوں میں صاف انتہا تھی۔۔وہ مرزا

صاحب

سے التجا کر رہا تھا۔۔

کچھ دنوں تک عامر بھائی یہاں آئیں کے نائب میں بات کروں گا ان سے۔۔

۔امید تو ہے کہ وہ انکار نہیں کریں گے۔۔لیکن ہو گا وہی جو سنائیہ چاہیے

کی۔۔اگر اسکی رضامندی ناہوئی تو تمہیں صبر کرنا ہو گا۔۔کیونکہ ہیں ہمیشہ وہ نہیں ملا جو ہم چاہتے ہیں۔۔۔ٹھیک ہے نا۔۔۔وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے ہوئے۔۔پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔

سنائیہ کو میں مناہو نگی۔۔وہ تمہاری دلہن ہی بنے گی۔۔تم پریشان مت ہو۔۔۔علت دیگم اپنے چنے کے پریشان چہرے کو دیکھتی اسے یقین دلاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔پر وہ مسکرا بھی نا سکا۔۔۔دل کو ایک عجیب سا دھڑکا الک ہوا تھا۔۔۔ایک ڈر تھا ہوا اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔

شاید سانیہ کو کھودینے کا یا کہ ایس او پانے کا

جو وہ چاہ کر بھی سوچ نہیں سکتا تھا۔۔۔پالے ساکت نظروں سے اپنے ماں باپ اور بھائی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔کتنی آسانی سے وہ اپنے لاڈلے بیٹے کو امید کی ڈور تھا رہے تھے۔۔۔کیا وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ

امید ایسی چیز ہے جو جب ٹوٹتی ہے تو اسکی کہ پیاں ہم نہیں روح کو زخمی کر دیتی ہیں۔ جسم پر لگے زنم تو پھر بھی بھر جاتے ہیں پر روح کے زخم تو کبھی بھی نہیں بھرتے۔۔۔ وہ تو ایسی تکلیف دیتے ہیں کہ انسان نا اپنے جینے کی خواہش کر پاتا ہے اور نا ہی مرنے کی۔۔ وہ سوچوں میں گم تھی اور سنان کی نظریں اسکے سفید پڑتے چہرے پر تھیں۔۔ کچھ تو تھا جو پالے چھپا رہی تھی۔۔۔

اس نے سنان کو دیکھا جو اسے ہی گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے دیتی وہ بے بسی سے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتی کمرے سے باہر چلی گئی۔۔۔ اور ستان کسی فیصلے پر جا پانچا تھا۔۔۔

یا اللہ میرے بھائی ہے لیے آسانیاں پیدا فرما دیں۔۔۔ اس کے حق میں جو بہتر ہے آپ وہ کر دیں۔۔ میں اپنے بھائی کو نونا بکھرتا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ جو ان سب کے حق میں بہتر ہے آپ دوہ کر دیں۔۔۔ اپنے کمرے کی طرف

آہستہ آہستہ قدم لیتی وہ دل سے دعا کو تھی۔۔۔ وہ جب کمرے میں داخل

ہوئی تو سامنے سائیہ کو نماز

پاتے پایا۔

وہ اسے غور سے دیکھنے لگی جواب سجدے میں گئ

کیا کیا ہے تمہاری قسمت میں سنائیہ۔۔۔ تمہاری آبان سے کی گئ محبت۔۔۔

باستان کی تم سے کی گئ

ثبت ؟

آخر کس کو ایک لاحاصل منزل کا مسافر بنانے کی

تمہاری یہ محبت۔۔۔ ؟ وہ نم آنکھوں سے بس سوچ کر

رہ گئی اور پھر نماز پڑھنے کی نیت سے ومنو کرنے واش روم میں گھس گئ۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے ارمان کے نکاح کے دن آن پہنچے

تھے۔۔اس واقعے کو تین دن ہو چکے تھے۔۔سنان اب ٹھیک تھا۔۔ان دنوں تک سنائیہ سے اسکی کوئی خاص بات چیت نہیں ہو پائی تھی۔۔کیونکہ سنائیہ سے اس کا زیادہ سامنا نہیں ہو پایا تھا۔۔اسکی وجہ یہ تھی کہ ان تین دنوں میں وہ اسے دیکھتے ہی بہانے سے کہیں

تین دنوں میں وہ اسے دیکھتے ہی بہانے سے کہیں ناب ہو جاتی تھی۔شاید وہ ابھی تک شرمندہ تھی اور ستان کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔دو دن بعد ارمان کا نکاح تھا۔۔اور آج سب ملتان آ رہے تھے۔۔سنائیہ کی نظریں بار بار بھنک کر دروازے کی جانب جا رہی تھی۔۔۔کیونکہ اس کے گھر والے آنے والے تھے۔۔سنان پہلے ہی بس ساپ پر پہنچ چکا تھا سب کو لینے۔۔۔اسلام علیکم بابا جان۔۔۔سب مجھے ہی گھر میں داخل ہوئے سنانیہ مہک کر کہتی عامر صاحب کے گلے سے جا لگی۔۔

وعلیکم السلام میرا اپینا۔۔۔ کیسی ہے میری جان۔۔۔وہ

ت سے اس کے سر جام کر بولے۔۔میں تو بالکل ٹھیک۔۔۔آپ لوگوں

نے اتنی دیر کر دی۔۔۔

میں صبح سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔

بس دیا تیاری کرتے کرتے دیر ہو گئی۔۔اس لیے لیٹ ہے ہیں۔۔انہوں

نے وضاحت دی۔۔

میں بھی یہی ہوں چڑیل۔۔۔تم تو بھول ہی گئی یہاں اگر کہ دیکھو بھی کسی

دوست کو چھوڑ کر آئی ہو۔۔۔عامر صاحب کے عقب سے بانیہ کی ناراںسکی

بھری آواز ابھری تو وہ جلدی سے عامر صاحب سے الگ ہوتی

پیچھو کھڑی ہانیہ کی جانب بڑھی۔۔۔

ہا۔۔۔یہ کیا بات ہوئی بھلا۔۔۔تم کوئی بھولنے والی چیز جو بھولا۔۔۔سنائیہ اس کے کھلے لگی۔۔ہاں ہاں پتا ہے مجھے۔۔۔وہ ہنوز منہ بگاڑتی کہنے لگی۔۔

بس کردو یار۔۔۔مجھے بھی ملنے دو یار میری بہن نے۔۔تم تو چپک ہی گئی ہو اس سے۔۔۔ہمیشہ کی طرح

افنان نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔۔۔

آپ تو بس ہمیشہ حلوے میں نمک ہی بنے رہنا۔۔وہ دانت پیس کر کہتی سنائیہ سے دور ہوئی اور وہ جنتی

ہوئی افنان کے کھلے جا لگی۔۔۔جبکہ باقی سب فتے

ہوئے آہستہ آہستہ سب سے مل رہے ہیں۔۔کبھی ہیں آپ آپنی۔۔۔اب وہ سائرہ بھائی سے خوشدلی

[5/30, 10:00 AM] [+647856730392: سے مل

رہی تھی۔۔ میں تو ٹھیک۔۔۔اور تمہارے لیے ایک سرپرائز بھی ہے میرے

پاس۔۔۔ لیکن بعد میں بتاؤں گی۔۔۔ وہ اسے تجسس میں ڈالتی آگے بڑھ گئی۔۔

سرپرائز تو ہیں پر ایک نہیں دو دو جنہیں سن کر تم میں خوشی سے مطلع پڑو گی

۔۔۔ بانی رازداری سے مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔

ہیں۔۔۔ وہ جس دیکھائی دینے لگی۔۔ جب اس سارے وقت میں سان کی

نظریں اسی پر جا رہی تھی جس کے چہرے کی چمک ہی آج اند کھی

تھی۔۔

زین نہیں آیا آپ لوگوں کے ساتھ۔۔ وہ لاؤنج میں بیٹھے کوشش کیوں کے

ساتھ ساتھ کھانے پینے میں مصروف تھے جب سنائیہ نے افغان سے

پوچھا۔۔۔ نہیں وہ کل تک آئے گا۔۔۔ جواب ارمان کی طرف سے

آیا۔۔

اور آبان مانی اور ماموں جان وہ لوگ بھی نہیں آئے۔۔۔؟اب کی بار سنان نے پوچھا۔۔۔وہ ماموں کو تھوڑا کام تھا اس لیے آج نہیں آ پائے وہ سب بھی کل تک آئیں گے۔۔۔افنان نے جواب دیا تو وہ سر ہلا گیا۔ لیکن سنانیہ ایک گہرا سانس بھر کہ رہ گئی۔۔۔مطلب ابھی بھی اسکے حصے میں انتظار باقی تھا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ سب اور نچ میں بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔۔

ویسے بڑے بابا آپ کو نہیں لگتا اس ویلی نکھی لڑکی کا بھی اب کچھ سوچنا چاہیے آپ سب کو۔۔۔؟ یالے نے سنائیہ کے سر پر ہلکا سا تھپڑ جڑتے ہوئے بامر صاحب کو دیکھ کر ہوٹہ چھوڑا۔۔سنائیہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔۔

اور زور سے اس کے گندھے پر مکہ مارا۔ یہ یہ تمہیں کیا مسئلہ ہے مجھ سے۔۔
۔اور ویلی کبھی بھی تم خود ہو گی بھی۔۔۔وہ آہستہ آواز میں دانت ہیں
کر بولی۔۔

ہاں ویسے بھائی جی بات تو صیح کی ہے یالے نے۔۔۔

سنائیہ کے سر پر ہلکا سا تھپڑ جڑاتے ہوئے عامر صاحب کو دیکھ کر ہوٹہ چھوڑا۔
۔سنائیہ نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔اور زور سے اس کے گندھے پر مکہ
مارا۔۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے مجھ سے۔۔۔اور ویلی کبھی بھی تم
خود ہو کی بھی۔۔۔وہ آہستہ آواز میں دانت میں کر بولی۔۔

ہاں ویسے بھائی جی بات تو صیح کی ہے پالے نے۔۔۔عنت بیگم نے بھی موقع
سے فائدہ اٹھایا۔۔جی بھابھی بات تو ٹھیک ہے۔۔ہم بھی یہی سوچ رہے کے
باقی دیکھتے ہیں یہاں میری بکی کا نصیب اور اللہ کی مرضی۔۔۔وہ مسکرا کر قتل

سے بائے۔۔ سٹانیہ ہیں سر جھٹک کر رہ گئی اور سامنے بیٹھی استان اسکے جسکے سر کو

دیکھتا مہ ہم سا مسکرایا۔۔

ویسے انکل آپ کو نہیں لگتا ارمان بھائی کے ساتھ ساتھ افغان اور زمین کا بھی

نکاح ہو جانا چاہیے۔۔۔اب کی بار سنان سب کو دیکھتا سیریس انداز میں بولا۔

۔۔

اسکے پاس بیٹھے افغان نے زور سے اسکی کمر میں مکا مار کر اسے گھورا۔۔۔

اور ساتھ ساتھ آپ سب کو نہیں لگتا سان کی بھی عمر ہو گئی ہے۔۔ شادی کی

تو اس کا بھی کچھ سوچ

میں آپ لوگ۔۔۔ کوئی لڑکی ڈھونڈیں۔۔اور شادی کر دیں اس کی بھی۔۔

افغان نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولتے ہوئے حساب برابر کیا۔۔

انشاءاللہ آمین۔ میں تو کب سے تیار ہوں بس لو کی مان جائے۔۔سنان اس کے کان کے پاس جک کر سر گوشی میں بولا تو افنان نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔۔لعنت بے شرم کہیئے۔۔۔افنان دانت نہیں کر بات تو صحیح ہے۔۔۔ان سب کو بھی گھر بار والا کریں اب۔۔۔مجھے بھی تو پھسایا تھا ان سب نے۔۔ سفیان

ان سب کو دیکھتا ہوا سیر یس انداز میں بولا۔۔۔ مطلب سفیان بھائی آپ کہنا چادر ہے ہیں کہ آپ سائرہ بھابھی سے شادی کر کے پھس گئے ہیں۔۔سنان سنجید گی سے بولا اور سنیان کے ساتھ ساتھ سائرو کو بھی دیکھا جو سنیان کو آنکھیں دکھا رہی تھی۔۔ہاں ہاں سنیان بھائی تو روز ہی ایسے کہتے ہیں کہ وہ بیچارے تو پھس گئے شادی کر کے۔۔۔افنان نے بھی مصنوعی دکھی لہجہ میں کہا۔۔ابے او جھوٹوں کے سرداروں کیوں لڑائی کروانی ہے جاری۔۔۔میر

اوہ مطلب تھوڑی تھا۔۔ کیوں فسادی عورت بن کر رشتوں میں آگ لگانے

کے کام سٹارٹ کر دیے ہیں تم لوگوں نے۔۔۔ منیان بیچارہ سامنہ لے کر

سائرہ کو دیکھتا ان دونوں کو گھورتے ہوئے بولا تو سب اسکی حالت دیکھتے

مسکراہٹ دیا گئے۔۔۔ استغفر اللہ بھائی ہیں کیوں فریادی بول رہے ہیں ہم

نے تو وہ کیا ہے جو آپ سے سنتے ہیں وہ گی روز روز۔۔ ارمان چہرے پر حیرت

سجا نے بولا۔۔۔ دفع ہو جاؤ تم سب۔۔۔ تمہاری فضول بکواس پر یقین نہیں

کرنے والی میری بیوی مجھے۔۔ حنان دات میں کر بولا اور سائرہ کو دیکھا ہو

مسکرا رہی تھی۔ صرف وہ نہیں باقی سب بھی ان کے ساتھ ساتھ ہی نہیں

رہے تھے۔ پھر سب آہستہ آہستہ اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔۔

سنائیہ یالے اور رہانیہ ایک ہی کمرے میں تھی۔۔۔سنائیہ کے چہرے کی مسکراہٹ چھپائے نہیں چھپ رہی تھی کیونکہ سائرہ نے تھوڑی دیر پہلے جو

اسے

خبر دی تھی وہ تھی ہی ایسی کہ اسکی خوشی کی انتہا نا تھا۔۔۔

کتنا مزہ آنے کا نا۔۔۔ سنیان بھائی اور سائرہ آپی کی بے بی ہو گا۔۔۔ کیوٹ کیوٹ ساہ پیارا سا۔۔۔ وہ نوشی

یا نے اور رہانیہ کو کہ رہی تھی۔۔ ہاں نا یار میں بہت خوش ہوں۔۔ یالے بھی خوشی سے

اس کی تائید کرتے ہوئے بولی۔۔۔اچھا تم نے کہا تھا دو سرپرائز ہیں میرے لیے۔۔ تو دوسرا سرپرائز کونسا ہے وہ تو بتایا ری نہیں تم نے۔۔ سنائیہ اسے یاد دلاتے ہوئے بولی۔۔

بانی نے اسے دانت دکھاتے ہوئے پائے کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک

تاریک سایہ لہرایا تھا۔۔اگر پانی نے اسے

بتادیا تو سنان کا کیا ہو گا۔۔۔؟

ہے توصیح پر ابھی نہیں بعد میں بتاؤں گی۔۔۔وہ پانے کے لٹھے کی مانند سفید

پڑتے پھرے کو دیکھتے

ہوئے شرارتی انداز میں بولی۔۔۔

کیا ہے یار۔۔۔بتاؤنا کیا بات ہے۔۔ایسے نیند نہیں آنے کی

مجھے۔۔وہ منہ بگاڑ کر بولی۔۔۔

بانی بظاہر ستائید کی جانب چہرہ کیسے مسکرا رہی تھی پر اسکی کی نظریں پالے پر

تھی۔۔پالے کو دیکھ کر اسے تقویش ہوئی۔

تشویش ہوئی۔۔

ہاں ہاں بتاؤں کی بتاؤں کی پر پہلے تمہیں پانے پلانی ہو گی ہیں اور ساتھ میں کھانے کے لیے بھی کچھ لانا ہو گا۔۔۔ بانی نے شرط رکھی۔۔

ابھی تو کھایا تھا اور پانے بھی پی تھی نانچے سب کے ساتھ۔۔۔ سائنیہ آنکھیں پھاڑ کر حیرت سے بولی۔۔اس نے ایک بار بھی پالے کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔اس کا دھیان تو سامنے بیٹھی پانی پر تھا۔ تم اور ہی ہو یا ہم سو جائیں۔۔۔ بانیہ نے سنجید کی سے کہا تو وہ منہ کے زاویے بگاڑتی اٹھی اور اسے گھورتی کمرے سے باہر چلی گئ۔۔۔

اوئے مجھے کیا ہوا ہے۔۔ کوئی پریشانی ہے کیا؟ سنائیہ کے جاتے ہی ہانیہ پالے سے مخاطب ہوئی تو وہ

پانی۔۔۔

تی۔۔نہیں آپکو بھی تو نہیں ہوا میں بس یہ سوچ رہی تھی کہ کیا میں جاری بھی شادی ہو جائے گی۔۔۔؟ وہ سوچنے کے انداز میں بولی تو پانی نے اپنا ماتھا دیا۔۔۔

افقت۔۔ہو پھر پائل۔۔شکل تو ایسے بنا کہ بیٹھی تھی جیسے پتا نہیں کوئی مرنے جا رہا ہو۔۔۔اور رہی بات شادی کی تو کرناک وا بھی نہیں ہو رہی ابھی ٹائم ہے۔۔ہم سنانیہ کو بھی ساتھ لے کر ڈوبے کے بھی۔۔۔

اپنے جتایا۔۔۔

دیے یہ بتاؤ تانیہ کو بتائیں یا نا کہ گھر میں ستائیہ اور آبان بھائی کے رشتے کی بات پہلی تھی۔۔اور میر ماموں کی طرف سے ابھی کوئی جواب نہیں آیا نا ہاں میں اور نا ہی ناہیں۔۔ہانی نے سوال کیا پر وہ ایک بار پھر سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

نہیں ابھی نہیں ہم بعد میں بتائیں گے اسے جب ان کی

طرف سے کوئی مثبت جواب آیا تو۔۔ایسا نا ہو وہ

ایسے ہی امیدیں لگائے اور فوزیہ عمانی کا پتا تو ہے تمہیں ایسا نا ہو وہ انکار کر دے اور پھر سنائیہ کو تکلیف ہو۔۔۔یالے نے کچھ سوچ کر مشورہ دیا تو ہانی بھی سر ہلا گئی۔۔

ویسے اگر آہان بھائی ہاں کر دیں تو فوزیہ پچی بھی

شاید مان جائیں۔۔۔پانی نے مدہم آواز میں کہا اور اور گندھے اچکا گئی۔۔۔ یالے کچھ بول بھی نا پائی تھی۔۔وہ بس خاموشی سے سر جھکا گئی تھی۔۔۔

ویسے اگر آبان بھائی ہاں کر دیں تو فوزیہ چچی بھی شاید مان جائیں۔۔۔بانی نے مدہم آواز میں کہا اور اور کندھے اچکا گئی۔۔۔یالے کچھ بول بھی نا پائی تھی۔۔وہ بس خاموشی سے سر جھک گئی تھی۔۔۔اسے ابھی یہی بہانا ہی

ٹھیک لگا تھا۔۔ شاید کوئی حل نکل آتا۔۔ جو سنائیہ اور آبان کے ساتھ ساتھ سنان کے لیے بھی بہتر ہوتا۔۔

وہ کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔۔ جب سنان وہاں آیا۔۔۔

کس کے لیے چائے بنائی جا رہی ہے مائی ڈیئر کزن پلس سوئیٹ فرینڈ۔۔۔ وہ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا مدہم آواز میں بولا۔۔۔ سنائیہ نے پلٹ کر اسے دیکھا پر بولی کچھ نہیں۔۔۔

کیا تم مجھ سے ناراض ہو سنائیہ۔۔۔؟ اسکی خاموشی کو محسوس کرتا سنان بے چینی سے بولا۔۔ وہ دیکھ رہا تھا سنائیہ کا گریز جو اسے اتنے دنوں سے بے سکون کر رہا تھا۔۔

نن۔۔ نہیں تو۔۔۔ وہ جلدی سے بولی اور پلٹ کر چائے کو دیکھنے لگی۔۔

پھر تم مجھے اتنے دنوں سے اگنور کیوں کر رہی ہو۔۔۔؟ وہ اسکی پشت کو دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔۔

ایسا۔۔ تو کچھ نہیں ہے سنان۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔ میں بھلا کیوں اگنور کروں گی آپ کو۔۔۔ وہ اسکی طرف پلٹتی جلدی سے بولی۔۔۔ پر مجھے ایسا فیل ہوا۔۔۔ سنان نے جتایا۔۔ نہیں تو۔۔ میں بس۔۔ وہ کنفیوز ہوئی۔۔۔

بس کیا۔۔؟ وہ دو بدو بولا۔۔

وہ بس مجھے لگا آپ غصہ کریں گے مجھ پر اس لیے۔۔ وہ چہرہ جھکا کر بولی۔۔ سنان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

ارہے۔۔ پاگل لڑکی میں پاگل ہوں جو غصہ کرونگا تم پر ہے۔ وہ بھی اس بات

پر جس میں تمہاری غلطی ہی نہیں۔۔ حد ہے یار کیا کیا سوچ لیتی ہو خود

سے۔۔۔ وہ تاسف سے سر ہلا کر بولا۔۔

سوری۔۔۔ وہ شرمندگی سے مدہم آواز میں بولی۔۔۔ اور چیرا اوپر کر کے

سنان کو دیکھا جو یک دم اس کے

قریب ہوا تھا۔۔۔ وہ بوکھلاہٹ میں ہل بھی نہیں پائی تھی اور سنان بالکل

اسکے پاس اکر رکتا اپنا ایک ہاتھ اسکی پشت کی جانب لے گیا۔۔۔

ابھی چائے نیچے گر جاتی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کرتی یا کہتی سنان کی آواز سن

کر گہرا سانس بھر کہ رہ گئی۔۔ مطلب سنان نے اہلتی چائے کو دیکھ کر اس کے

نیچے گیس کو کم کیا تھا۔۔

تم مجھے سوری مت کیا کرو۔۔چاہے تمہاری غلطی ہو یا نا ہو کیونکہ سنان تمہاری ہر غلطی اپنے سر لے سکتا ہے

اور تمہارے حصے کا سوری بھی خود کر سکتا ہے۔وہ اسکے کان کے پاس جھک کر مدہم مگر گھمبیر لہجہ میں کہتا ہوا پیچھے ہوا۔۔سنائیہ آنکھیں پھیلائے اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔لل۔۔۔لیکن کیوں۔۔۔وہ اسے دیکھتی نا سمجھی سے بولی۔۔سنان ایک بار پھر اسکے کان کے پاس جھکا تو وہ اپنا سانس روک گئی۔۔۔

کیونکہ تم خاص ہو۔۔۔سرگوشی نما آواز میں کہہ کر اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے وہ وہاں سے جانے کے لیے پلٹ گیا تھا۔۔

سنائیہ حیرت سے اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔اس کا لہجہ اسکی نظریں اسکی باتیں جو بتا رہی تھیں سنائیہ نے دل سے دعا کی تھی کہ ایسا کچھ نا ہو۔۔۔سنان

صحیح کہتے ہیں میں خود سے ہی پتا نہیں کیا کیا سوچنے لگ جاتی ہوں۔۔افففف تو

بہ ہے سنائیہ کیا سوچ رہی ہو میں ان کے بارے میں۔۔۔سنان اور مجھے پسند

کریں ہو ہی نہیں سکتا۔۔وہ اپنے مخیال کو جبکتی خود سے بولی اور چائے کی

جانب متوجہ

ہوئی۔۔

یہ لو بھئی تم لوگوں کی چائے۔۔۔ تھوڑی دیر میں سنائیہ نے چائے کی ٹرے

ان دونوں کے سامنے رکھی۔۔۔اور کھانے کے لیے کچھ۔۔وہ نہیں لائی

کیا۔؟ہانی نے منہ بگاڑ کر پوچھا۔۔

یار چیز پڑی ہو گی نان درازوں میں جو ستان نے لا کے دی تھی ہمیں۔۔وہ

کھالو۔۔۔اور بتاؤ کونسا سرپرائز ہے۔۔سنائیہ سامنے پڑے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل

کے دراز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بے چینی سے بولی۔۔پالے نکالو زرا

چیز۔۔ہانی نے کہا تو پالے دراز کھول کر اس میں سے لیز چاکلیٹ اور کھانے کی دوسری اشیا باری باری نکال کر بیڈ پر سنائیہ اور ہانیہ کی جانب پھینکنے لگی۔۔

اللہ اتنی ساری چیزیں۔۔۔ہانیہ آنکھیں پھاڑ کر بولی۔۔کیا ہے یار اب بتاؤ بھی نا۔۔کونسی بات تھی۔۔اسکی حیرت کو اگنور کرتے ہوئے سنائیہ بے تابی سے بولی تو ہانیہ شرارتی انداز میں مسکرائی۔۔

وہ سرپرائز یہ تھا کہ کل آبان بھائی آرہے ہیں۔۔۔ہانیہ نے جیسے اس کے علم میں اضافہ کیا تھا۔۔۔پر یہ تو مجھے پہلے ہی پتا ہے۔۔تم صحیح سے بتا رہی ہو یا نہیں۔۔۔سنائیہ نے دانت پیسے۔۔۔وہ اصل میں نا بات یہ تھی کہ تمہیں پتا ہے آبان بھائی کے تمہیں بہت مس کیا تھا بیچ میں جب سے تم یہاں آئی تھی نا مجھ سے روز ہی تمہارا حال حوال پوچھتے تھے۔۔ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ تمہیں مس کر رہے ہوتے تھے۔۔۔ہانیہ نے کہا تو وہ تو جیسے

حواس میں ہی نہیں رہی تھی۔۔۔پالے اس کے چہرے پر پھیلتے حیا اور خوشی کے رنگ دیکھ رہی تھی جو آہان کا سنتے ہی جیسے ہواؤں میں جا ڑی تھی۔۔کاش میرے بھائی کے لیے بھی تمہارے دل میں یہی جزبات آجائیں اس کے نام پر بھی تم ایسے ہی مسکراؤ۔۔اس کے دل نے خواہش کی تھی۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہوں۔۔مزاح تو نہیں کر رہی نا۔۔۔وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی جیسے اسے یقین نا آیا ہو۔۔۔تمہاری قسم یار۔۔اب مجھے چائے پینے دو ٹھنڈی ہو رہی ہے اور تم۔دونوں بھی پی لو اگلے سال پینی ہے کیا۔۔وہ کہتے ہوئے اپنا کپ اٹھاتی لبوں سے لگا گئی۔۔۔اور سنائیہ آہان کے خیالوں میں جا کھوئی تھی۔۔پر پالے اسکی سوچوں کے تانے بانے اپنے بھائی سے جڑے تھے۔۔اگلی صبح ناشتہ کرنے کے بعد ہی وہ تینوں اپنا اپنا سامان پیک کرتی تیاریوں میں مگن ہو گئی تھیں۔۔کل ان سب نے ملتان میں ہی کچھ آگے جانا تھا سنائیہ کی بڑی بہن کی طرف ارحان کے نکاح کے لیے۔۔تیاری مکمل

ہونے کے بعد وہ نیچے آئی تھی جہاں سب بڑے بیٹھے تھے۔۔ پھر وہ بھاگ کر اپنے طوطوں کا پنجرہ اٹھا کر لاتی باری باری اب کو اپنے طوطے دیکھا رہی تھی۔۔

بابا یہ بہت پیارے ہیں نا۔۔۔اس نے خوشی سے عامر صاحب سے پوچھا تو وہ

جی بیٹا جی۔۔

اس کے شوق بھی نرالے ہیں۔ کبھی اس کو بلی چاہیے ہوتی ہے، کبھی بکری، کبھی کتے اور اب طوطے لے کے بیٹھی ہے۔۔۔ارحان نے گن گن کے کہا تو سنائیہ نے اسے گھورا۔۔۔

تو آپ کو کیا ہے کون سا آپ نے لا کے دیے ہیں۔۔ہاں بھئی تجھے کیا مسئلہ ہے تو کون سا کچھ لا کے دیتا ہے اس کو۔ ہمیشہ میں ہی تو لا کے دیتا ہوں بس جو بھی کہتی ہے یہ۔۔۔اسکی بات سنتا افغان بھی ارحان کو جتاتے ہوئے بولا۔۔

ارے واہ برخوردار تم تو بڑے اچھے بندے ہو پھر۔۔۔ مرزا صاحب اسکی تعریف کرتے ہوئے بولے تو وہ مسکرا کر انکی تعریف کو قبول کرتا باقی سب کو باری باری دیکھنے لگا۔۔ لیکن سب کو خود کو گھورتا پا کر کھسیانی ہنسی ہنستا سر جھکا گیا۔۔

پتا نہیں کیا کیا لا کے دیا ہے تم نے۔ میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔۔ ایک ناول کا اس نے بولا تھا وہ تو تم نے لا کے دیا نہیں اور کیا امید کریں تم سے۔۔۔ ارحان جان بوجھ کر اونچا اونچا طنزیہ لہجے میں کچھ یاد دلاتے ہوئے بولا۔۔ اور سنائیہ کی آنکھیں سچ میں کچھ یاد آنے پر پھٹیں۔۔

ہاں۔۔۔ اس نے ہاں کو لمبا کھینچا۔۔۔ افغان بھائی میرا ناول۔۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔ وہ صدماتی انداز میں بولی۔۔ پر اس کے اس انداز پر سب ہی بننے لگے۔۔ لیکن سنان اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔ وہ ایسا کہتے ہوئے

اتنی پیاری لگ رہی تھی اس کو۔۔یار لادو نگانا۔۔۔یہاں سے واپس جائیں گے نااس نمونے کے نکاح کے بعد تو پکاپر ومس جاتے ہی تمہارے ناول آڈر کرونگاوہ بھی دودو۔۔۔افنان ارحان کی جانب اشارہ کرتاہوااسے آنکھیں دکھاتاسنائیہ سے مخاطب

ہوا۔

پکاوعدہ نا۔۔سنائیہ اسکے سامنے اپناہاتھ کرتے ہوئے بولی توافنان نے جلدی سے اس کاہاتھ تھامااوراپنے لفظوں ہر زور دے کر بولا۔۔۔

ہاں میری ماں۔۔پکاوعدہ۔۔اس کے انداز پر سنائیہ سمیت سب ہی مسکرادیے۔۔

اوئے تمہیں مل جائیں ناتو تمہیں بھی دیناا وکے۔۔۔میرے

بھائی کو تو توفیق ہوئی نہیں اپناوعدہ پورا

کرنے کی۔۔۔پالے سنائیہ کو آڈر دیتی اینڈ میں سنان کو دیکھ کر اس پر طنز

کرتے ہوئے بولی۔۔پر وہ سنان ہی

کیا جو اس طنز پر شرمندہ ہوتا۔۔۔اس نے پالے کو دیکھتے ہی سر جھٹکا۔۔جیسے

اشارہ دیا ہو مجھے

کوئی فرق نہیں پڑتا جو کہنا ہے کہو۔۔۔پالے دانت ہیں کر رہ گئی۔۔۔

اپنے شوہر کو بولنا وہ لا دے گا یہ فضول سی وقت ضائع کرنے والی چیزیں۔۔

میرے پاس اتنا فضول ٹائم نہیں جو ان بیکار چیزوں پر ضائع کروں۔۔وہ لاپر

واہی سے کہتا پالے سمیت ہانیہ اور سنائیہ کو بھی آگ لگا

گیا تھا۔۔

وہ کوئی فضول سی چیز یا وقت کا ضیاء نہیں ہیں۔۔

سنا آپ نے۔۔ آپ جیسے ناقدرے لوگ جان ہی نہیں لی قدر جو ہمارے لیے خوشیوں کا جہاں ہے۔۔ سب سے پہلے سنائیہ دانت پا خوشیوں کا جہاں۔۔ ہاہاہا۔۔۔ ارحان نے تمسخرانہ انداز میں کہتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔

ارے میری پگلی بہنا۔۔ تم لڑکیوں کا وہ خوشیوں کا جہاں صرف امیجزی ہے۔۔ اس جہاں کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے تو پھر کیا فائدہ ایسی دنیا میں خوشی سے جینے کا جو بعد میں آپ کو حقیقت کی سخت دنیا میں لا پٹھکے۔۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بولا۔۔

میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔۔۔ سنان نے ارحان کی تائید کی۔۔

یار کیوں بچیوں کا دماغ خراب کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔ اگر انہیں خوشی ملتی ہے وہ کتابیں یا ناولز جو بھی ہیں وہ پڑھنے سے تو انہیں خوش رہنے دو نا۔۔۔ وہ

پاگل نہیں ہیں جو حقیقت اور افسانوی دنیا کے فرق کو نا سمجھ سکیں۔۔۔ تم لوگ زیادہ بڑے نابنواان کے۔۔۔ وہ جیسے خود کو خوش رکھتی ہیں انہیں رکھنے دو۔ خبردار جواب کسی نے میری بچیوں کو کچھ کہا یا مزاق بنایا تو۔۔۔ ان تینوں کے کچھ بولنے سے پہلے ہی مرزا صاحب ان کی سائیڈ لیتے ہوئے بولے اور ان تینوں کو لتاڑا جو بڑے فضول فضول کر رہے تھے۔۔ ان کی عزت افزائی پر وہ تینوں کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔۔۔ ہاں بالکل۔۔۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔۔۔ پالے نے جتایا۔۔ جبکہ وہ تینوں ناولز کے ہیٹرز بس خاموش ہی ہو گئے تھے۔۔۔ اور ان تینوں لڑکیوں کو ہنستا ہوا دیکھ رہے تھے کو انہیں چڑا رہی تھیں۔۔۔

افقان کی نظر بے ساختہ ہنستی ہوئی ہانیہ پر گئی تھی۔۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ دل میں ایک گلٹ سا جاگا تھا۔۔

میں تمہیں سب سچ بتادونگا پر ہمارے نکاح کے بعد۔۔افنان نے دل میں سوچا اور پھر ادھر ادھر کی باتوں میں سب کے ساتھ مگن ہو گیا۔۔شام کے تین بجے کا وقت تھا جب ان تینوں نے پورے گھر میں ادھم مچایا ہوا تھا۔۔۔ لڑکے سب باہر نکلے ہوئے تھے گھومنے پھرنے،عامر صاحب اور مرزا صاحب باہر لان میں نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے اپنی باتوں میں ملن تھے۔۔اور اندر سے آنے والی میوزک کی آوازوں کو بھی سن رہے تھے۔۔۔ اور وہ تینوں لاؤنج میں میوزک چلائے بظاہر تو ڈانس کر رہی تھیں۔۔پر دیکھنے والوں کو وہ ڈانس نہیں بلکہ پاگلوں کو پاگل پن کا جو دورہ پڑتا ہے وہ نظر آتا تھا۔۔ارے بچوں والیوم تو کم کرلو محلے کو سنانا ہے کیا۔۔۔؟

ارے بچوں والیوم تو کم کرلو محلے کو سنانا ہے کیا۔۔۔؟ اپنے کمرے سے نکلتی عفت بیگم انہیں دیکھتی کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

سائرہ صوفے پر ضبط سے بیٹھی ان تینوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

جی خالہ جانی۔۔۔؟ سنائیہ نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔۔ میوزک کا والیوم زیادہ ہونے کی وجہ سے انہیں اونچا ہی بولنا پڑ رہا تھا۔۔۔

آواز کم کرو میوزک کی۔۔۔ بہت زیادہ ہے۔۔ انہوں کے پھر سے کہا۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔ ہانیہ جلدی سے کہتی میوزک سسٹم کے پاس گئی اور والیوم کم کر دیا۔۔۔

آہستہ آواز رکھو۔۔اس پاس کے لوگ ڈسٹرب ہو رہے ہونگے۔۔۔اور یہ بات مجھے دوبارہ نا کہنی پڑے تم لوگوں سے۔۔۔وہ انہیں تنبیہ کرتی سائرہ کی جانب متوجہ ہوئیں۔۔۔

سنائیہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر صوفہ سے اپنا دوپٹا اٹھایا اور سر پر لیا۔اس کی دیکھا دیکھی میں باقی دونوں بھی ان سب کو دیکھ کر شرافت سے سر جھکا کر کھڑی ہوگئی۔۔سنائیہ نے پہلے جا کر میوزک بند کیا

اور پھر سر جھکائے ہی ان کی جانب بڑھی۔۔ نظریں اٹھانے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

سائرہ میرے ساتھ ذرا کمرے میں آنا ضروری بات کرنی ہے کچھ۔۔

جی آئی خالہ جان۔۔۔وہ ان تینوں کو دیکھتی ان کے ساتھ ہی چلی گئی۔۔پر پیچھے کھڑی وہ تینوں ضروری بات کو سوچتی کندھے اچکا کر دوبارہ ڈانس میں

مگن ہو گئی۔۔۔پر اب ان کا ڈانس قدرے بہتر تھا جو سنائیہ ان دونوں کو سیکھا رہی تھی۔۔۔

وہ سب جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔۔میوزک کے بول کے حساب سے وہ تینوں سٹیپس لے رہی تھیں۔۔سنائیہ ان سب کے سامنے تھی اور پائے اور ہانیہ کی ان سب کی جانب پشت تھی۔۔وہ سب حیرت سے انہیں دیکھے جا رہے تھے۔۔

اب ایسے ہاتھ ہلا کر گھوم۔۔۔۔سنائیہ سٹیپس لیتے ہوئے بول ہی رہی تھی جب اس کی نظر داخلی دروازے پر کھڑے ان افراد پر گئی۔۔باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔اور آنکھیں وہ تو حیرت، شرمندگی اور اہانت کے مارے باہر نکلنے کو تھی۔۔

وہ بغیر دوپٹے اور بغیر جوتے کے کھلے بالوں کے ساتھ ان سب کے سامنے کھڑی شرمندگی کے گڑھوں میں گر رہی تھی۔۔کیونکہ سامنے صرف سنان اور اس کے بھائی نہیں بلکہ آبان، فوزیہ بیگم، میر صاحب، حسین صاحب (ہانیہ کے والد) کمال اور ارم (ہانیہ کے بڑے بھیا اور بھابھی) بھی کھڑے تھے۔۔۔

سنائیہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر صوفہ سے اپنا دوپٹا اٹھایا اور سر پر لیا۔اس کی دیکھا دیکھی میں باقی دونوں بھی ان سب کو دیکھ کر شرافت سے سر جھکا کر کھڑی ہوگئی۔۔سنائیہ نے پہلے جا کر میوزک بند کیا اور پھر سر جھکائے ہی ان کی جانب بڑھی۔۔ نظریں اٹھانے کی ہمت ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

ا۔۔اس اسلام علیکم۔۔پلکیں جھپکتی وہ بہت مشکل سے بولی۔۔ہانیہ اور پالے نے بھی آگے بڑھ کر سب کو سلام کیا۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔سب کا باری باری جواب آیا۔۔اسکی حالت دیکھ کر سب

ہی دبی دبی جنسی جنس رہے تھے۔۔ لیکن فوزیہ بیگم انہوں نے کچھ

ناپسندیدگی اور کچھ

نفرت بھری نگاہوں سے اس کے جھکے سر کو دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

کیسے ہیں آ۔آپ۔۔ماموں جان۔۔۔وہ بغیر سب سے نظریں ملائے میر

صاحب سے بولی۔۔

میں ٹھیک بیٹا آپ کیسی ہو۔۔انہوں نے سنائیہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر بانی

اور یالے کے۔۔۔

سب باری باری ان سے ملتے آگے بڑھ رہے تھے۔۔سنان دونوں بازو فولڈ

کیے کھڑا اس کے جھکے سر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔اس نے ایک سیکنڈ

کے لیے بھی نظروں کا زاویہ اوپر نہیں کیا تھا۔۔ پاگل۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے مدھم سا مسکرایا۔۔۔ اور افتان وغیرہ کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔۔

یالے جلدی سے عفت بیگم کے کمرے میں بھاگی تھی۔۔ اور بانی ان سب کو لیتی صوفے پر جا بیٹھی۔۔ افففف اللہ سب کیا سوچ رہے ہونگے میرے بارے میں۔۔۔ وہ دروازے پر ہی سر جھکائے کھڑی شرمندگی سے ڈوب مرنے والی ہو رہی تھی۔۔ تبھی اسے اپنے سامنے کالے رنگ کی مردانہ سینڈل میں مقید دو گورے سے پیر نظر آئے۔۔ کالی سینڈل آن گورے مردانہ پیروں پر بہت نیچ رہی تھی۔۔ وہ بے ساختہ ان پیروں کو دیکھی گئی۔۔ پھر اپنے پاس آہان کے پرفیوم کی مدھم سی خوشبو محسوس ہوئی۔۔۔ بے ساختہ اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔ وہ اس کے سامنے تھا اتنے دنوں کے بعد۔۔

کتنا راحت بخش احساس تھا۔۔دل کو جیسے سکون سا مل گیا تھا۔پر پھر بھی اسکی نظریں آبان میر کی جانب اٹھنے سے انکاری تھیں۔۔

کیسی ہو۔۔اس کے چہرے کے پاس جھک کر وہ مدہم مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔

م۔میں ٹھیک۔۔ بالکل ٹھیک۔۔ ہم۔ہمیشہ کی طرح۔۔

ٹھاک۔۔۔آ۔۔آپ کیسے ہیں۔۔وہ کنفیوز ہوتی جلدی جلدی میں جو منہ میں آیا بول گئی۔۔

اس کے جواب پر آبان کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی جو سامنے بیٹھے افراد میں سے کسی کے دل کو بہت چھی تھی۔۔۔

میں بھی ٹھیک الحمد اللہ۔۔ وہ ہنوز اس کے جھکے سر پر نظریں جمائے بولا۔۔

چہرے پر مسکراہٹ ویسے ہی قائم تھی جیسے اس کو پہلی بار دیکھنے پر آئی تھی۔۔ تب جب وہ بوکھلائی سی دوپٹا اوڑھتی ان سب کے سامنے جھکے سر کے ساتھ آئی تھی۔۔ اس سے پہلے تو وہ بس ایک نظر جو اچانک اس پر پڑی تھی اس کے فوراً بعد ہی اپنی نظریں جھکا گیا تھا

کیونکہ وہ سامنے بغیر دوپٹے کے کھڑی تھی۔۔ وہ اسکے احترام میں نظریں جھکائے کھڑا ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اپنی حدود بھی اور اس باحیاء لڑکی کی حیا بھی۔۔ وہ اس کو شرمسار نہیں کر سکتا تھا کبھی بھی۔۔۔ صرف وہ نہیں اگر کوئی غور کرتا تو سنان نے بھی عین اسی وقت اپنی نظریں جھکائی تھیں۔۔ دل کو یہ کہتے ہوئے کہ تم ابھی ایک نامحرم ہو اس کے لیے۔۔ تم ابھی کوئی حق نہیں رکھتے اسے ایسے دیکھنے کا۔۔۔ وہ پاکیزہ ہے۔۔ اگر تمہاری نگاہ اس پر

پڑی تو کہیں ایسا نا ہو اس نگاہ کی چھک اس کی پاکیزگی کو دھندلا کر دے۔۔اس نے تب تک نظریں نہیں اٹھائی تھیں جب تک دودوپٹہ نالتی ان کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔وہ دونوں محبت و عشق کی حدود جانتے تھے۔۔جب صرف محبت ہو تو محبوب سے نگاہیں چاہ کر بھی بنائی نہیں جا سکتیں۔۔لیکن جب عشق ہو جائے تو نظریں خود بخود شرم وحیا سے محبوب کے آگے جھک جاتی ہیں۔۔۔اور اس وقت تو وہ دونوں محبت کے نہیں عشق کے راستوں پر چلے ہوئے تھے۔۔پر الگ الگ۔۔آبان کو سنائیہ سے صرف محبت تھی اسکا عشق تو کوئی اور تھی۔۔کوئی اور جو بہت پیچھے رہ کر بھی اس کے ساتھ تھی۔۔اس کے اندر۔۔اس لیے تو وہ نظریں جھکا گیا تھا کیونکہ وہ عشق و محبت میں فرق پہلے سے جانتا تھا۔۔اس لیے بس سنائیہ کے احترام کے لیے اپنی نظریں جھکا گیا تھا۔۔

اور اگر سنائیہ یہ دیکھ لیتی یا جان جاتی کہ اس سے عشق کرنے والے انسان کیسے تھے تو وہ رشک کرتی اپنے آپ پر اپنی قسمت پر اور اپنے نصیب پر بھی جو ان میں سے کوئی ایک تھا۔۔۔ارحان کے نکاح کی خوشی میں ڈانس کی پریکٹس ہو رہی تھی ہاں۔۔۔آبان نے اسے خاموش پا کر سوال کیا۔۔

وہ اسے سننا چاہتا تھا اتنے دن ترسا تھا اسکی آواز سننے کے لیے۔۔اب جا کے کچھ سکون محسوس ہوا

تھا۔۔۔

نن۔۔نہیں۔۔وہ پا لے نے کہا تھا تو بس۔۔۔اس لیے۔۔۔وہ اسکی جانب دیکھتی صفائی دیتے ہوئے بولی۔۔۔اور فورا سر جھکا گئی۔۔۔

اس کے جھکے سر کو دیکھ کر آبان پھر سے مدھم سا مسکرایا۔۔پر سامنے بیٹھے سنان کے دل کو کچھ ہوا۔۔جس کی نظریں ان دونوں پر ہی تھیں۔۔ہم۔۔۔

اچھا۔۔اس نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے اچانک سامنے دیکھا تو نظر ستان پر گئی۔۔جو انہی کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر باقی سب کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔

چلو اندر چلیں۔۔۔آبان نے کہتے ہوئے سنائیہ کو آگے کی جانب اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی ان سب کی جانب بڑھی تھی۔۔اور اس کے پیچھے ہی آبان نے اپنے قدم ان سب کی جانب بڑھائے تھے۔۔

رات کو تقریباً سات بجے زین نے بھی اپنی اینٹری دی

ہائے اللہ۔۔۔کیا زمانہ آگیا ہے۔۔۔افففف۔۔توبہ توبہ۔۔وہ صوفے پر بیٹھتے ہی دکھ سے استفسار کرنے لگا تو سب چونکے۔۔۔

کیوں بیٹا جی۔۔کیا کیا ہے زمانے نے۔۔۔؟عامر صاحب نے سے بولا۔۔۔

تو۔۔آہان اور سنان کے منہ سے بے ساختہ ایک ہی سوال نکلا تو دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر واپس زمین کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

تو پتا ہے اس نے کیا کیا۔۔۔؟زمین واپس اسی رازدرانہ انداز میں آگے کو جھک کر بولا۔۔

کیا کیا اب بتا بھی دو برخوردار۔۔۔کیوں تیار ہے ہو۔تو

تو۔۔کیا کیا۔۔۔کر کے۔۔ حسین صاحب چڑا کر بولے۔۔ہاں۔۔تو میں کہہ رہا تھا کہ پتا ہے اس نے کیا کیا۔۔۔؟وہ حسن صاحب کی بات سنجیدگی سے سن کر سر ہلاتا ہوا پھر سے بولا۔۔تو پاس بیٹھے افغان کے اسکی گردن میں تھپڑ جڑا۔۔۔

گدھے بھونک بھی لے کہ کیا کیا۔۔دماغ کیوں گھما رہا ہے۔۔وہ چڑاتے ہوئے بولا۔۔زین نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔اسکے چہرے پر حیرانی اور کنفیوزن تھی۔۔

گدھے بھی بھو سکتے ہیں کیا۔۔؟اس نے اپنی بات چھوڑ کر سب کو باری باری دیکھ کر حیرت سے سوال کیا۔۔تو

سب نے اپنا ماتھا پیٹا۔۔۔

رئیل والے کا تو نہیں پتا پر تیرے جیسے بھونکتے ہی ہیں۔۔ارحان سر جھٹک کر بولا۔۔۔

ابے جاؤ اپنی شکل دیکھی ہے۔۔۔وہ تو تپ ہی گیا تھا۔۔یار ان پاگلوں کو دفع کر اور بتا کہ اس بندے نے کیا

کیا۔۔۔آہان واپس اسے مدعے والی بات پر لایا۔۔افغان اور ارجان تو آنکھیں گھما کر رہ گئے۔۔۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اس بندے نے ناپتا ہے کیا کیا۔۔۔زمین پھر سے بات کو شروع سے شروع کر یہ ہوا رازداری سے بولا۔۔اور سب اسے گھورتے ضبط سے سانس بھر کہ رہ گئے۔۔۔

اہے تو بخش ہمیں اس بندے نے کچھ کیا ہو یا نا کیا ہو پر تو ہم سب کے دماغ کا ہی ضرور کر رہا ہے۔۔۔بھائی

توچپ رہ اور نا بتا اس نے کیا کیا۔۔ ہمیں نہیں جاننا۔۔۔ستان با قاعدہ ہاتھ جوڑ کر ایک ایک لفظ بولا تو سب نے اسکی تائید میں سر ہلایا۔۔۔

یالے سنائیہ اور ہانی جو مرزا صاحب، عامر صاحب اور میر صاحب کے صوفے کے ساتھ نیچے زمین پر بیٹھی تھیں۔۔ان سب کو گھور کر رہ گئی۔۔

خاص طور پر پالے وہ تو حیرت سے آنکھیں پھیلائے اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیا مجھ پہ تھا وہ۔۔۔

یار سن تو لو میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ وہ التجائیہ انداز میں بولا جیسے بیچ میں بات کوئی سی میں تھی۔۔ تو سب نا چاہتے ہوئے بھی واپس اس کو سننے لگے۔۔

کہوں جلدی۔۔ کیا بات ہے۔۔ افنان احسان کرنے والے انداز میں بولا۔۔ اور زین نے گلا کھنکارا۔۔۔ اچھا تو پتا ہے وہ بندہ نا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔ میں سننا نہیں چاہتا تھا پر وہ بول ہی اتنا اونچا

رہا تھا کہ میں نے سن لیا۔

زین نے پہلے اپنی صفائی دی اور پھر اپنے ساتھ بیٹھے اس آدمی کے ساتھ گزر اواقعہ سنانے لگا۔۔ یار کاشی میں تو برباد ہو گیا۔۔ وہ فون میں کسی سے دکھ

بھری آواز میں کہہ رہا تھا۔ بیڑا غرق ہو ان پارلر والوں کا۔۔ ان کہ وجہ سے ہم جیسے لوگ بیچارے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔۔

یار آج نا میں لاہور آیا تھا اس رخسار سے ملنے۔۔ ہاں ہاں وہی وہی فیس بک والی جس سے میری دوستی ہوئی تھی۔۔ اگلے انسان کی بات سن کر اس نے کیا اور

پھر بولا۔۔

یار پورے ڈیڑھ سال بعد اس نے مجھے اپنی میک اپ والی خوبصورت سیک تصویر بھیجی تھی۔۔ اور بولی بتاؤ فیض میں کیسی ہوں اور کتنے سال کی لگ رہی ہوں۔۔ میں نے بولا تم تو بہت ہی کیوٹ ہو رخسار اور میں سال کی لگتی ہو۔۔ اسکا جواب آیا نہیں میں تو بائیس کی ہوں۔۔ میں اور خوش ہو گیا اور بولا کہ واہ یار تم تو بائیس سال کی ہو کر بھی دو سال چھوٹی لگتی ہو۔۔ پھر اس نے مجھے ملنے

کے لیے بلایا تھا۔۔آج میں وقت نکال کر اس سے ملنے پہنچا۔۔یقین جانے میں بڑا خوش تھا۔۔دل میں جیسے لڈو پھوٹ رہے

تھے۔اس نے مجھے ملاقات کے لیے پارک میں بلایا تھا۔میں پارک میں بیٹھا اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔پھر تھوڑی دیر بعد میرے سامنے ایک بوڑھی سی عورت آئی۔اس کے ساتھ ایک موٹا سا گینڈے جیسا مچھر بندہ تھا۔میں بڑا حیران ہوا کہ یہ کون ہیں۔۔اس بڑھی نے مجھ سے پوچھا تم فیض ہو نا۔پہلے تو مجھے شاک لگا کہ انہیں میرا نام کیسے پتا۔پھر میرے مخیال میں آیا کہ شاید یہ رخسار کی والدہ ہو گی۔۔جو مجھ سے ملنے آئے ہونگے۔۔میرے دل میں پھر سے لڈو پھوٹنے لگے۔۔کہ چلو لڑکی مل جائے گی شادی کے لیے۔۔میں نے کہا جی میں فیض ہوں پر آپ کون ہیں۔۔؟تو پتا ہے اس نے

مجھے آگے سے کیا کہا۔۔۔؟اس نے مجھے وہ کہا جسے سننے کے بعد مجھے لگا میں مر گیا ہوں پر پھر بھی زندہ ہوں۔۔۔وہ روتے ہوئے بولا۔۔تو بالمقابل نے کچھ کہا۔۔۔

یار وہ کہتی ہیں۔۔میں۔۔ہائے میں کیسے بتاؤں تجھے۔اس نے آہ بھری اور پھر روتے ہوئے بولا۔وہ کہتی میں رخسار ہوں۔۔۔میرے اوپر تو جیسے کسی نے یخ سردی میں ٹھنڈا پانی پھینک دیا تھا۔۔وہ چالیس پینتالیس سال کی بڑھی تھی یادرہ۔۔۔اس وقت بغیر میک اپ کے میرے سامنے کھڑی تھی۔۔۔میں تو اسے پہچان ہی نہیں پایا تھا جب غور کیا تو کچھ کچھ وہی لگی تھی۔۔ہائے میں لٹ گیا۔۔اس بڑھی نے مجھے لوٹ لیا۔۔ڈیڑھ سال میرے سے پیسے لے کے کہ کھاتی رہی ہے۔۔وہ تو باقاعدہ رونے ہی لگ گیا تھا۔۔۔

مجھے ویسے بڑا دکھ ہو رہا تھا اس پر لیکن ساتھ ساتھ ہنسی بھی آ رہی تھی۔۔ زین ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ اور باقی سب کو دیکھا جو خود ہنس رہے تھے۔۔ اب آگے سنو آگے کیا ہوا۔۔ وہ پھر سے بولا۔۔ تو سب متوجہ ہوئے انہیں بھی مزہ آ رہا تھا۔۔

یار ررر اور پتا ہے اس نے کیا کیا میرے ساتھ۔۔۔ جب اسکی بات سن کر میں صدمے سے باہر نکلا تو میں بولا۔۔ بڑھی، چڑیل نا کرو کیوں مجھے معصوم کو دل کا دورہ دینا ہے۔۔۔ تو اس کے ساتھ والا مچھڑ بولا۔۔ رخسار کون ہے یہ اور تمہیں ایسے کیوں بلا رہا ہے۔۔۔ اقلف توبہ ایسی بے سری گینڈے جیسی اسکی آواز تھی کہ مجھے کھڑے کھڑے چکر آنے لگ گئے۔۔ اور آگے نے دہائی دی۔۔۔

وہ کہتی یہ فیض ہے میرا منہ بولا بیٹا۔۔۔۔ وہ بیٹا لفظ کو روتے ہوئے کچھ زیادہ

ہی لمبا کھینچ گیا۔۔اس نے میری مدد بھی کی تھی۔۔اور یہ مجھے ماں جان کہتا تھا

پیار سے۔اپنے ایسا کہا اس گینڈے سے۔۔۔پر میں تو اس بڑھی کو لڑکی سمجھ

کر پیارے سے ماں جان نہیں مائی جان (my jaan) کہتا تھا۔۔۔اور

ہیلپ نہیں میں نے تو وہ سارے پیسے اس سے سچی محبت

کر کے بھیجے تھے۔۔۔ہائے وہ بڑھی مجھے لوٹ گئی۔۔مجھے برباد کر گئی۔۔اور

تو اور جب میں نے اسے غصے سے کہا بڈھی چڑیل دھوکا باز عورت تو نے مجھے

لوٹا ہے تو آگے سے اس مچھر گینڈے نے آ ہے۔۔ بڑا مارا مجھے یار۔۔۔میرا

پور پور جوڑ جوڑ درد کر رہا ہے۔۔ہائے میرا دکھ۔۔اب میرے باپ دادے

کی توبہ جو اس سوشل۔میڈیا پر کسی ہے محبت کی تھی۔۔۔بلکہ میں تو اب محبت

ہی نہیں کرونگا۔۔۔افففف۔۔۔آئے ہائے۔۔۔وہ دہائیاں دے رہا تھا۔۔۔

اس زمین سب کو اس حالت بتا کر اپنے ساتھ انہیں بھی بننے پر مجبور کیے ہوئے تھا۔۔افففف اللہ اس بیچارے کے ساتھ تو بہت برا ہو گیا۔۔

پالے بنتے ہوئے بولی۔۔

صحیح بات ہے پتا نہیں بیچارہ کون ہو گا اور نا جانے کتنے پیسے کھلائے ہونگے ایسے دھوکے باز لوگوں کو۔۔۔ حسین صاحب بھی ہمدردی کرتے ہوئے کہنے لگے تو سب نے ان کی تائید کی۔۔۔ہاں ویسے یہ تو ہے۔۔بیچارہ۔۔عامر صاحب نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا۔۔۔تو ان کے پاس عقل نہیں ہوتی کیا خالو جان۔۔جو شوسل میڈیا پر محبت ڈھونڈنے نکل پڑتے ہیں۔۔دو دو تین تین سال حرام ریلیشن شپ میں رہ کر اسے محبت کا نام دیتے ہیں۔۔ایسے پاگلوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔جب محبت کا مطلب ہی پاکیزگی ہے تو وہ لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس کی شروعات ہی وہ لوگ حرام طریقے سے

کرتے ہیں۔۔ گھنٹوں گھنٹوں چیٹینگ کر کے کالز پر باتیں کر کے۔۔اور پھر یہ امید رکھ بیٹھتے ہیں کہ ان کو ان کی محبت جو کہ صرف دھوکا ٹائم پاس اور گناہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا وہ مل جائے گی۔۔اچھا ہوا بہت اچھا ہوا اس کے ساتھ بھی اور اس جیسے سب پاگلوں کے ساتھ بھی یہی ہونا چاہیے جن کی وجہ سے معاشرہ برباد ہو رہا ہے۔۔چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔۔اس طرح ہی ان کی عقل ٹھکانے لگے گی۔۔سنان جیسے جیسے بولا تھا سب کو خاموش کروا گیا تھا۔۔اس کے لہجہ میں ایک حقارت سی تھی۔۔جو سنائیہ کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی محسوس کی تھی۔۔جیسے اسے نفرت کی تھی اس کام سے۔۔ سنائیہ مسکرائی تھی اس کی بات پر اور سوچ پے۔۔پر ساتھ ساتھ اپنی اس کے بارے کی اختیار کی گئی سوچ پر ندامت بھی ہوئی تھی۔۔۔پتا نہیں وہ

توان کے پاس عقل نہیں ہوتی کیا خالو جان۔۔جو شوسل میڈیا پر محبت ڈھونڈنے نکل پڑتے ہیں۔۔دو دو تین تین سال حرام ریلیشن شپ میں رہ کر اسے محبت کا نام دیتے ہیں۔۔ایسے پاگلوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔جب محبت کا مطلب ہی پاکیزگی ہے تو وہ لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس کی شروعات ہی وہ لوگ حرام طریقے سے کرتے ہیں۔۔گھنٹوں گھنٹوں چیٹینگ کر کے کالز پر باتیں کر کے۔۔اور پھر یہ امید رکھ بیٹھتے ہیں کہ ان کو ان کی محبت جو کہ صرف دھوکا،ٹائم پاس اور گناہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا وہ مل جائے گی۔۔

توان کے پاس عقل نہیں ہوتی کیا خالو جان۔۔جو شوسل میڈیا پر محبت ڈھونڈنے نکل پڑتے ہیں۔۔دو دو تین تین سال حرام ریلیشن شپ میں رہ کر

اسے محبت کا نام دیتے ہیں۔۔ایسے پاگلوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔۔جب محبت کا مطلب ہی پاکیزگی ہے تو وہ لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس کی شروعات ہی وہ لوگ حرام طریقے سے کرتے ہیں۔۔ گھنٹوں گھنٹوں چیٹینگ کر کے کالز پر باتیں کر کے۔۔اور پھر یہ امید رکھ بیٹھتے ہیں کہ ان کو ان کی محبت جو کہ صرف دھوکا، ٹائم پاس اور گناہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا وہ مل جائے گی۔۔اچھا ہوا بہت اچھا ہوا اس کے ساتھ بھی اور اس جیسے سب پاگلوں کے ساتھ بھی یہی ہونا چاہیے جن کی وجہ سے معاشرہ برباد ہو رہا ہے۔ ۔چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔۔اس طرح ہی ان کی عقل ٹھکانے لگے گی۔۔سنان جیسے جیسے بولا تھا سب کو خاموش کروا گیا تھا۔۔اس کے لہجہ میں ایک حقارت سی تھی۔۔جو سنائیہ کے ساتھ ساتھ باقی سب نے بھی محسوس کی تھی۔۔جیسے اسے نفرت سی تھی اس کام سے۔۔سنائیہ مسکرائی تھی اس کی بات پر اور سوچ پے۔پر ساتھ ساتھ اپنی اس کے بارے کی اختیار کی گئی

سوچ پر ندامت بھی ہوئی تھی۔۔۔پتا نہیں وہ ہمیشہ اس کے بارے میں غلط ہی کیوں سوچتی تھی۔۔ بالکل درست فرمایا ہے آپ نے بیٹا۔۔۔عامر صاحب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔

T

رائٹ برو۔۔۔ایسا ہی ہونا چاہیے ان کے ساتھ۔۔۔افغان نے

بھی تائید کی۔۔۔ چلو چل کے کھانا کھالو سب۔۔ٹائم

بہت ہو رہا ہے۔۔ عفت بیگم نے کہا تو سب نے سر ہلایا اور کھانے کی جانب بڑھ گئے۔

یار مماں۔۔۔۔ڈائنگ ٹیبل پر باقی کھانوں کے ساتھ ساتھ فرائیڈ فش دیکھ کر سنان نے عفت بیگم کو

دیکھ کر منہ بسوڑا۔۔

بھائی رکیں میں نکال دیتی ہوں فش سے کانٹے۔۔۔پالے اس کے منہ

بسوڑے ہوئے کیوٹ سے فیس کو دیکھ کر بولی تو وہ مسکرایا۔

تھینک یو میری پیاری سی چڑیل۔۔

تمہیں ابھی تک کانٹے نکالنے نہیں آئے۔۔آہان جو کہ اس

کے سامنے ہی بیٹھا تھا قدرے حیرانگی سے بولا۔۔

آتے ہوتے تو ایسی شکل بنا کہ بیٹھا ہوتا۔۔۔افغان کھاتے

ہوئے ہی بولا۔۔

بیٹا جی اتنا چھوٹا سا کام نہیں کر سکتے تم۔۔؟اس طرح تو تمہیں لوگ رشتہ ہی

نہیں دیں گے۔۔۔وہ کہیں کے لڑکے کو مچھلی سے کانٹے تک نکالنے آتے

نہیں وہ

بیوی کیا سنبھالے گا۔۔۔ حسین صاحب مزاقیہ انداز میں ہنتے ہوئے

بولے۔۔سب ہی مسکرائے انکی بات پر سوائے سنان کے۔۔وہ ماتھے پر بل

ڈالے اپنی گردن کو وائس ہاتھ سے مسلنے لگا اور پھر بولا۔۔

بینائی اتنا چھوٹا سا کام نہیں کر سکتے تم۔۔ہوس طرح تو تمہیں لوگ رشتہ ہی

نہیں دیں گے۔۔۔وہ کہیں کے لاوے کو مچھلی سے کانٹے تک نکالنے آتے

نہیں وہ بیوی کیا سنبھالے گا۔۔۔ حسین صاحب مزائیہ انداز میں بچے اونے

پونے۔۔سب ہی مسکرائے کی بات پر سوائے سنان کے۔۔وہ اتھے پر بل

ڈالے اپنی گردن کو

دائیں ہاتھ سے مسلنے لگا اور پھر بولا۔۔

کیا ماموں یار۔۔۔میں ڈیل کر لو نگا ان سے۔۔۔میں کہوں گا نش سے کانٹے

میری بیوی نکال دیا کرے گی اور اس کے بدلے میں اس کے ساتھ کپڑے

دھلوا کیا کرونگا۔ کھانا بھی بنوالیا کرونگا۔۔اور ساتھ ساتھ اگر جھاڑو پوچا بھی لگانا ہوا تو وہ بھی لگوالیا کرونگا۔۔لو بھئی تم تو ابھی سے بیوی کے پلو سے بندھ کر اس کے اشاروں پر چلنے کی خواہش کیے بیٹھے ہو۔۔۔پتا نہیں کیا ہو گا تمہارا۔۔فوزیہ بیگم آنکھیں گھما کر

بولی۔۔

تو کیا ہوا ممانی جان۔۔ماما بابا کے بعد مجھ پر حق ہی اس کا ہو گا تو ظاہر ہے اس کے اشاروں پر ہی چلونگا۔اب ٹریفک پولیس کے اشاروں پر تو چلنے سے رہا میں۔

وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے ایک نظر سنائیہ کو دیکھ کر بولا۔۔جوان سب کی نوک جھوک سنتی کھانا بھی کھا رہی تھی۔۔پرستان کی یہ ایک نظر آبان سے مخفی نہیں رہی تھی۔۔اس نے اسکی نظر کے تعاقب میں دیکھا تو ساتھ

والی ایک کرسی چھوڑ کر جس پر زین بیٹھا تھا اس سے اگلی کرسی پر سنائیہ بیٹھی

تھی۔۔۔ہاں اسکی وہ ایک گہری نگاہ سنائیہ پر ہی تھی۔آبان کے دل کو

دھڑکا لگا۔۔کچھ عجیب یا کچھ

بہت غلط ہونے کا احساس سا ہوا تھا۔۔واہ یار ستان تمہاری باتیں سن کر

میرے اندر بھی بیوؤں کے ساتھ کام کروانے کا جوش پیدا ہو رہا ہے۔۔زمین

یک دم جوش کے ساتھ ہی بولا۔۔توسب کی جنسی چھوٹ گئی۔۔

بھائی صاحب بچے تو ابھی سے تیار بیٹھے ہیں۔۔ہمیں لگتا ہے ان سب کی بھی

شادی کی تیاری کر لینی چاہیے ہمیں۔۔۔حسین صاحب نے قدرے سنجیدگی

سے کہا تو باقی تینوں بڑے بزرگوں نے سر ہلایا۔۔بات تو صحیح ہے حسین

بھائی آپکی۔۔میں بھی سوچ رہا تھا آبان کی بھی شادی کر دو اب۔۔ماشاءاللہ

سے اچھی پوسٹ پر ہے۔۔اپنی ذمہ داریاں بھی سنبھال رہا ہے۔۔تو اب صحیح

وقت ہے اسکی شادی کا۔۔۔ میر صاحب بھی کھانا کھاتے ہوئے تفصیل بتانے لگے۔۔

سب کی بھی شادی کی تیاری کر لینی چاہیے ہمیں۔۔۔ حسین صاحب نے قدرے سنجیدگی سے کہا تو باقی تینوں بڑے بزرگوں نے سر ہلایا۔۔ بات تو صحیح ہے حسین بھائی آپکی۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا آبان کی بھی شادی کر دو اب۔۔ ماشاءاللہ سے اچھی پوسٹ پر ہے۔۔ اپنی ذمہ داریاں بھی سنبھال رہا ہے۔۔ تو اب صحیح وقت ہے اسکی شادی کا۔۔۔ میر صاحب بھی کھانا کھاتے ہوئے تفصیل بتانے لگے۔۔ آبان بس خاموشی سے سر جھکائے کھانے کی جانب متوجہ تھا جیسے ایسے اس بات سے کوئی سروکار ہی نا ہو۔۔۔ پر سنائیہ اسکی تو سانسیں رکی ہوئی تھی۔ آبان کی شادی کا سن کر۔۔۔ ہم اچھا فیصلہ ہے بھائی صاحب۔۔ مرزا صاحب نے کہا۔۔ اور اچانک ہی اپنے سامنے

والی کرسیوں پر تھوڑا بائیں جانب بیٹھے سنان کو دیکھا کو انہیں ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جن میں صاف ریکوئسٹ تھی۔۔ وہ انہیں اشارے سے ابھی عامر صاحب سے بات کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔ مرزا صاحب تو آنکھیں گھما کر رہ گئے۔۔۔ اتنا بے صبرا بیٹا۔۔۔ انہوں نے سنان کو آنکھیں دکھائی اور باقی سب کو دیکھا جو کھانے پر متوجہ تھے۔۔

پلیز ززڈیڈ۔۔۔ سنان نے بغیر آواز کے لبوں کو جنبش دے کر کہا۔ انسان کے پتر بنو۔۔۔ مرزا صاحب زرا سخت آواز میں بولے تو سب نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔۔ پر جسے انہوں نے کہا تھا وہ سب کے دیکھنے سے پہلے ہی چہرہ جھکا گیا تھا۔۔ اور سب سے اینڈ میں چہرا مرزا صاحب کی جانب کرتا آنکھیں پیپٹاتے ہوئے معصومیت سے بولا۔۔ کس کو انسان کا بچہ بنا رہے ہیں آپ ڈیڈ۔ یہاں پر تو سب ہی انسان کے بچے بیٹھے ہیں۔۔۔؟ اس کے انداز پر

مرزا صاحب بوکھلا کر رہ گئے۔۔۔ تمہیں ہی کہہ رہا تھا الو کے پٹھے۔۔۔ کھانا صحیح سے کھاؤ۔۔ کھیل کیوں رہے ہو کھانے کے ساتھ۔۔۔ کبھی پلیٹ میں چیچ ادھر ہلا رہے ہو تو بھی ادھر۔۔۔ بر وقت وہ بہانہ بناتے ہوئے سنبھل کر بولے۔۔ پر میں تو کھا ہی رہا تھا بابا جان۔۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا اور پالے سے اپنی فش کی پلیٹ لی۔۔ اور چپ چاپ کھانے لگا۔۔ تو باقی سب بھی کھانے کی جانب واپس متوجہ ہو گئے۔۔

لگتا ہے مجھے خود ہی عامر انکل سے بات کرنی پڑے گی۔۔۔ ڈیڈ کے آسرے بیٹھا تو کنوارہ ہی بڑھا ہو جاؤں گا۔۔ اس نے میں سوچا اور ایک نظر مرزا صاحب کی خود پر گھوری دیتی نظروں کو دیکھتا کھانا کھانے لگا۔۔

اگلے دن وہ سب تیار ہوتے دوپہر کے تین بجے ارحان کے سسرال والوں کی طرف نکلے تھے۔۔ سفر تقریباً ایک گھنٹے کا تھا۔۔۔ سنان، پالے، سنائیہ ہانیہ اور عامر

صاحب ایک کار میں تھے۔۔ دوسری کار میں آبان فوزیہ بیگم میر صاحب، زین اور حسین صاحب تھے۔۔ جبکہ تیسری کال میں افنان، ارحان، کمال اور ارم تھے۔۔۔ وہ سب وہاں پہنچے تو خوشدلی سے سب کا استقبال کیا گیا۔۔ منال بھی وہی تھی۔۔ وہ سب سے مل کر بہت خوش ہو رہی تھی۔۔۔ شام میں ڈھولکی کا ایک چھوٹا سا فنکشن رکھا گیا تھا۔۔ مرد حضرات سب گھر کے اندر محفل سجائے بیٹھے تھے۔۔ اور خواتین گھر کے

پچھلے لان میں تھیں جہاں فنکشن کی ارینجمینٹس تھیں۔۔ گھر والے پچھلا لان کافی بڑا اور کشادہ تھا۔۔ جہاں ارد گرد رنگ برنگی لائٹس لگی تھی۔۔ عورتیں بیٹھی ڈھولکی بیجا رہی تھیں۔۔ اور کچھ لڑکیاں دائرے کی شکل میں ڈانس کر رہی تھیں۔۔ سنائیہ بور سی بیٹھی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سفید رنگ کے گزارے شرٹ کے ساتھ مکس کلر فل شیڈ کا دوپٹا لیے ہاتھوں میں سرخ گجرے ڈالے اور ملکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بالوں کو کھلا چھوڑے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ ہانیہ کے مہرون جبکہ یالے نے پیچ پنک شیڈ کا گرارہ پہنا ہوا تھا۔۔ ان دونوں کی تیاری بھی سنائیہ جیسی ہی تھی۔۔ وہ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ بے حد حسین لگ رہی تھیں۔۔ فنکشن زور وشور پر تھا۔۔ پھر وہ تینوں اٹھ کر اریشہ اپنی ہونے والی بھابی یعنی ارحان کی منگیتر کے پاس جا بیٹھی اور باتین کرنے لگی۔۔

سنائیہ بیٹا۔۔۔ عفت بیگم نے اسے آواز دی۔۔ تو وہ اٹھ کر ان کے پاس گئی۔۔ جی خالہ جان۔۔۔

بینا زرا اندر جا کر اپنے خالد پاکستان کو تو بلا دو مجھے کچھ منگوانا ہے ان سے۔۔ انہوں نے کہا تو وہ سر ہلاتی گھر کے اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔ دروازے کے سامنے ہی چھوٹا سا حال تھا۔۔ جہاں بائیں جانب کیچن اور اس کے باہر ڈائینگ ٹیبل پڑا تھا اور دائیں جانب ایک دروازہ تھا جو کے ٹی وہ لاؤنج کا تھا۔۔ اور سامنے ہی اوپر والے پورشن میں جاتی سیڑھیاں تھیں۔۔ وہ لاؤنج کے باہر کھڑی اور اپنی دائیں جانب بنے کھلے دروازے سے اس لاؤنج کے اندر دیکھنے لگی جہاں بہت سے مرد حضرات بیٹھے تھے جن میں کچھ بزرگ تھے تو کچھ جوان۔۔ اس کے خالو، سفیان بھائی، اکمل اور باقی تینوں بھائی وہاں نہیں تھے۔۔ وہ ان سب مردوں کے بیچ جا کر خالو کو نہیں بلا سکتی تھی۔۔ اس

لیے آگے اوپر والے پورشن میں جاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھتی انہیں ڈھونڈنے لگی۔۔اسے وہ کہیں نظر نہیں آئے تھے اس لیے چھت پر آئی تھی وہ انہیں دیکھنے پر وہ وہاں بھی نہیں تھے۔۔افف اللہ پتا نہیں کہاں چلے گئے سب۔۔وہ بڑبڑا کر گہرا سانس بھرتی واپس جانے کے لیے پلیٹی پر سامنے کھڑے حارث کو دیکھ کر چونک گئی۔۔

تم یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو سنائیہ۔۔۔اس نے سوال کیا۔۔شاید وہ سنائیہ کو اوپر آتا دیکھ کر اس کے پیچھے آیا تھا۔۔ویسے بھی اسے موقع چاہیے تھا سنائیہ سے بات کرنے اور اب تو وہ خود ہی مل گیا تھا تو گنواہ کیسے دیتا۔۔حمت پر بلب لگا تھا جس کہ روشنی پوری چھت پر پھیلی تھی۔۔اس لیے وہ آرام سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔وہ۔۔بھائی میں افغان بھائی وغیرہ کو دیکھنے آئی تھی۔۔آپ کو پتا ہے وہ سب کہاں ہیں۔۔۔؟وہ جلدی سے بولی۔۔دل میں

خوف بھی تھا کہ کہیں کوئی انہیں یہاں اکیلے دیکھ کر کچھ غلط نا سمجھ لے اور دوسرا وہ جب سے آئی تھی تب سے حارث کی خود پر گہری نگاہیں محسوس کر رہی تھی۔۔وہ بچی نہیں تھی جوان نگاہوں کا مطلب نا سمجھتی۔۔اس لیے اسے جلدی

سے یہاں سے جانا تھا۔۔

اہم۔۔وہ لوگ تو میرے خیال سے باہر نکلے تھے شاید نماز پڑھنے گئے تھے ساتھ والی مسجد میں۔۔وہ یاد کرتے ہوئے بولا اور کچھ قدم سنائیہ کی جانب بڑھائے۔۔سنائیہ کی آنکھوں میں خوف نے گھیرا کیا تھا۔۔وہ اس کے پاس آنے سے پہلے ہی واپس جانے کے لیے بھاگی تھی۔۔جب راستے میں ہی حارث نے اسکی کلائی تھام لی تھی۔۔۔

م۔۔۔میرا ہاتھ حارث بھائی۔۔۔وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے

ہوئے نم لہجہ میں بولی۔۔سنائیہ مجھے تم سے بات کرنی ہے میری بات سن لو

پھر چھوڑ دونگا۔۔وہ بضد ہوا۔۔پلیز۔۔۔چھوڑیں۔۔کوئی آجائے گا۔۔میرا

ہاتھ چھوڑ دیں پلیز۔۔اسکی آواز میں خوف برپا تھا۔۔پر حارث ڈھیٹ بنا ہوا

تھا جیسے اسے پرواہ نہیں تھی۔۔میری بات تو سنو پہلے۔۔۔وہ اسکے

گھبرائے ہوئے خوف

زدہ سے چہرے کو گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

پلیز۔۔۔چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔وہ سختی سے کہتے ہوئے

میری بات تو سنو پہلے۔۔۔وہ سکے گھبرائے ہوئے خوف زدہ سے چہرے کو

گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا

سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

پلیز۔۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔وہ سختی سے کہتے ہوئے

روپڑی تھی۔۔۔

تم بہت خوبصورت ہو سنائیہ۔۔۔حارث کھوئے ہوئے لہجہ میں اس کے

چہرے کو تکتا

میری بات تو سنو پہلے۔۔۔وہ اسکے گھبرائے ہوئے خوف زدہ سے چہرے کو

گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

پلیز ز۔۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔وہ سختی سے کہتے ہوئے روپڑی تھی۔۔

تم بہت خوبصورت ہو سنائیں۔۔۔حارث کھوئے ہوئے لہجہ میں اس کے

چہرے کو تکتا گھمبیر لہجہ میں بولا۔۔

اس کی نظریں سنائیہ کے وجود سے ملنے سے انکاری تھیں۔تنہائی،رات کا اند

میرا اور سامنے کھڑی وہ

حسن سے مالا مال ایک نازک سی لڑکی۔۔ شیطان اس کے نفس سے کھیلنے لگا

تھا۔۔ وہ اسے بھٹکا رہا تھا اسے کچھ غلط کرنے پر اکسانے لگا تھا۔۔ اسکی گہری

نگاہیں پلیز مجھے جانے دیں کہتی روتی ہوئی سنائیہ

کے کپکپاتے لبوں پر ٹھہر گئی تھیں۔۔

ح۔ حارث بھائی چھوڑیں مجھے۔۔۔ وہ قدرے اونچی

آواز میں چلائی تھی۔۔ تو حارث ایک دم ہوش میں آیا۔۔ پر اس بار اسنے

سنائیہ کے دوسرے ہاتھ کو بھی اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کی تھی۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی سنائیہ نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا

تھا۔۔۔

حارث تو حیران سا آنکھیں پھیلائے اپنے سامنے کھڑی روتی ہوئی سنائیہ کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر اب اور بھی زیادہ خوف تھا۔۔اسکی آنکھوں میں ایک دم غصہ نمودار ہوا تھا۔۔

تم نے مجھے تھپڑ مارا۔۔وہ غرایا تھا۔۔اور حوس لیے

سنائیہ کے چہرے پر جھکنے ہی والا تھا جب راستے میں ہی کسی نے ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا تھا۔۔وہ ایک دم کراہ کر دوسری جانب جھکا تھا۔۔پر جب واپس پلٹا تو سامنے سنان اور اس کے پیچھے کھڑے آبان کے ساتھ ساتھ افغان،ارحان اور زمین کو پایا۔۔۔حارث کی جان ہوا ہوئی تھی۔۔۔سنان کی آنکھوں میں تو جیسے کسی نے چنگاریاں بھر دی تھی۔۔سنا کی آنکھوں کو دیکھ کر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی تھی۔۔جبکہ باقی سب تو حیرت سے کنگ آنکھیں پھیلائے اس معاملے کو دیکھ رہے تھے۔۔

انہیں یقین نہیں آیا تھا۔۔

سنائیہ روتے ہوئے خوف سے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اسے ہی غلط نا سمجھ لیں۔۔ یااللہ میرے پاکیزگی میرے کردار کے گواہ صرف آپ ہیں۔۔ میرا بھرم رکھ لینا میرے گھر والوں کے سامنے۔۔وہ دل میں دعائیں کرتی اپنے پیچھے کھڑی دیوار سے جا لگی تھی۔۔زین بھاگ کر سنائیہ کے پاس

گیا تھا۔۔ تم ٹھیک ہو سانی۔۔۔؟

بے غیرت۔۔ گھٹیا انسان۔۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔اسے چھونے کی۔۔سنان نے غراتے ہوئے اسے گریبان سے پکڑا تھا اور بغیر کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیے لگاتار دو تین گھونسے حارث کے منہ پر مارے تھے۔۔ پھر اسے پیچھے کھڑے آہان اور باقی سب کی جانب دھکیل دیا تھا۔۔اسے اس

وقت سنائیہ کی فکر تھی ورنہ حارث کی موت تو آج یہی سنان کے ہاتھوں ہو جاتی۔۔آبان اور ارحان نے حارث کو پکڑا تھا۔۔جبکہ سنان فوراً روتی ہوئی سنائیہ کے قریب جاتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔باقی سب نے اس چیز کو گہری نگاہوں سے نہیں پر آبان سنان کی حالت اور اسکی تڑپ سب جان گیا تھا۔۔

سنائیہ۔۔شونا آر یو او کے۔۔۔وہ اس کا گال تھپک کر نرمی سے بولا پر وہ ہچکیاں بھرتی کچھ بھی سوچنے، سمجھنے یا بولنے کی حالت میں نہیں تھی۔۔اپنی بہن کی حالت دیکھ کر زین نے جبڑے بھینچ کر آگے بڑھتے ہوئے ایک زوردار لات حارث کے پیٹ میں ماری تھی۔۔وہ کراہ کر زمین پر گرا تھا۔۔

کتے کمینے ۔۔ بے غیرت کہیں کے ۔۔ میری بہن کے ساتھ ایسی حرکت کرنے کی تیری جرات کیسے ہوئی ۔۔ میں تیری جان لے لونگا ۔۔ زین آگے بڑھ کر اسکی اور دھلائی کرنے ہی والا تھا جب آبان نے اسکا بازو تھا ۔۔ یہاں تماشا مت لگاؤ زین ۔۔ یہاں شور شرابہ ہوا تو بات سنائیہ پر بھی آسکتی ہے ۔۔ اسے پکڑو اور گھر سے باہر لے کر چلو ۔۔ باہر جا کے جو کرنا ہو کرنا اس کے ساتھ ۔۔ اور سنان تم یہی رکو سنائیہ کے پاس ۔۔ میں پالے اور بانیہ کو بھیجو گا انہیں سمجھا دینا سب ۔۔ آہان نے سنجیدگی سے کہا پر اس کا لہجہ ایسا تھا کہ حارث کی سانسیں رک گئی تھیں ۔۔

ارحان نے آگے بڑھ کر حارث کو کالر سے پکڑا ۔۔ چل بیٹا بڑی جوانی چڑھی ہے نا تجھے ۔۔ تیری جوانی نکالتے ہیں چل کے ۔۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا اور اسے اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھا ۔۔ م ۔۔ مجھے ۔۔

کچھ مت۔۔کہو۔۔تمہ۔۔تمہاری بہن نے خود اشارے۔۔سے بولا یا تھا مج۔۔جب افنان ضبط کے بندھن توڑتا آگے بڑھتا اسکے گلے کو دبوچتا اسے دیکھیے دھکیل سامنے کھڑی دوار پر اسے مارا تھا۔۔سنان نے ضبط سے اپنی ہاتھ کی مٹھیاں بھری تھی۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اسے ابھی جان سے مار دیتا پر سینے سے لگی سنائیہ کو وہ خود سے دور نہیں کر پا رہا تھا۔۔اسے بس ضبط کیے ہوئے تھا۔۔اسکی کمر دیوار پر لگنے سے وہ کراہ کر رہ گیا تھا پر اپنے گلے پر پڑتے افنان کے ہاتھوں کے دباؤ سے اسکی آنکھیں باہر نکلنے کو ہوئی تھیں۔۔اس کا سانس رکنے لگا تھا۔۔میری بہن کے بارے ایک غلط لفظ بھی بولا تو تیری جان لینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا سمجھا۔۔۔وہ غرایا تھا۔۔اور حارث کی گردن پر دباؤ بڑھایا تھا۔۔پر آبان اسے پیچھے کرتا حارث کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر نیچے لے کر جا ہی رہا تھا کہ سنان کی آواز نے اس کے قدم روکے۔۔اس نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے سنائیہ کو چھوا ہے آبان۔۔اسکے

ہاتھ سلامت نہیں رہنے چاہیں۔۔اور اگر تم سب سے یہ نا ہو تو مجھے بتا دو میں

چلتا ہوں تم لوگوں کے ساتھ زمین سنائیہ کے پاس رک جائے گا۔۔ایسا ہی ہو

گا لیکن اگر تم یہ کام خود کرنا چاہتے ہو تو آجاؤ۔۔۔آہان سے سنجیدگی سے کہا

اور آگے بڑھ گیا۔زین فوراسنائیہ کے پاس آتا اسے اپنے گلے سے لگا گیا تھا اور

سنان ایک نظر اسے دیکھتا ان کے پیچھے گیا

تھا۔۔۔

انہیں حارث کو گھر سے باہر لے جانے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا۔کیونکہ

خواتین تو ویسے ہی پچھلے حصے میں تھی۔۔اور مرد حضرات جہاں لاؤنچ میں

بیٹھے تھے جس کا دروازہ کھلا رہا پر وہاں سے وہ ایسے لائن میں گزرے تھے کہ

حارث ان سب کی دوسری جانب آگیا تھا اس لیے آگر کوئی ان کی جانب

دیکھتا بھی تو حارث انہیں نظر نہیں آتا۔سفیان اور مرزا صاحب کی نظر ان

چاروں پر پڑی تھی جو جلدی ہی وہاں سے چلے گئے تھے۔۔ پھر وہ واپس اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔۔

سانی میری جان۔۔۔ ادھر دیکھو میری طرف۔۔ زین نے اسے پکارا جو رو رو کر مرنے والی ہو رہی تھی۔۔

م۔۔ می۔۔۔ میں نے۔۔ نہیں۔۔ بب۔۔ بلایا۔ تھا۔۔ س۔۔ سچ۔ میں۔۔ اس نے ہچکیوں میں اپنی صفائی دینی چاہی۔۔ مجھے سب پتا ہے میری جان۔۔ میری پیاری بہنا۔۔ چپ ہو جاؤ تم رونا بند کرو۔۔

زین۔ تم۔۔ میں ایسی نہیں۔۔ ہوں۔ میرا یقین۔۔ لک

کرو۔ اس نے پھر سے کہا تھا۔۔ اس کا وجود ابھی تک لرز رہا تھا۔۔

میری جان۔۔ مجھے خود سے بھی زیادہ یقین ہے اپنی بہن ہے۔۔ نا صرف مجھے بلکہ باقی سب کو بھی۔۔ تم کچھ مت کہو۔۔ ہم سب جانتے ہیں۔۔۔ ریلیکس

ہو جاؤ۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔بھائی ہے نا اپنی بہن کے پاس۔۔۔وہ اس کا سر ٹھیک کر پیار سے بولا۔۔اور ساتھ ساتھ اسے تسلی بھی دے رہا تھا۔۔

اگر کسی کو پتا چل گیا تو۔۔سنائیہ نے خدشہ ظاہر کیا۔۔کسی کو پتا نہیں چلے گا اگر تم سٹرونگ رہو گی تو۔۔اپنی حالت ایسی بناؤ گی اور روتی رہو گی تو سب کو شک تو ہو گا نا۔۔زین نے سمجھایا اور اس کے گالوں پر آئے آنسوؤں کو انگلیوں کی پشت سے صاف کیا۔

تبھی وہاں ہانیہ اور پالے پریشان سی آئیں تھیں۔۔سنائیہ۔۔۔کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔تم رو کیوں رہی ہو۔۔؟پالے پریشان کی بولی۔۔

زین بھائی کیا ہوا اسے۔۔ہانیہ نے چپ کھڑے زمین سے پوچھا۔۔

تم لوگ ابھی اسے کمرے میں لے جاؤ۔۔اسے ریسٹ کی ضرورت ہے۔۔

اور اگر کوئی پوچھے تو یہی کہنا کہ اس کے سر میں درد ہے۔۔اوکے۔۔زین

نے بس اتنا ہی

سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔پر۔۔۔پالے نے کچھ کہنا چاہا پر زمین اسے بیچ

میں ہی نوک گیا۔۔

پالے۔۔۔ابھی سنائیہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔اس لے جاؤ۔۔اور سلا

دو۔اسے پریشان مت ہونے دینا۔۔باقی بات صبح کریں گے۔۔

اچھا۔۔۔وہ کہتی ہوئی سنائیہ کا ہاتھ تھام کر پلٹ گئی۔۔پالے۔۔ہانیہ۔۔۔

پلیز سنائیہ کی اس حالت کا ذکر کسی کے سامنے مت کرنا۔۔کسی کے بھی

سامنے نہیں۔۔یہ ہمارا راز ہے۔۔اوکے۔۔۔زین نے کہا تو ان دونوں نے

مڑ کر سر ہلایا اور سنائیہ کے ساتھ نیچے آگئی۔۔وبیڈ پر بیٹھی ابھی تک کانپ رہی تھی اور ہچکیاں لے رہی تھی۔۔۔ستائیہ پانی پی لو۔۔

پالے نے اسے بلایا۔۔پر اس نے جواب نہیں دیا تھا۔۔ہانیہ نے آگے بڑھ کر خود ہی اسے پانی پلایا اور بستر پر لٹا

دیا۔۔وہ ہچکیاں لیتی سختی سے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔پالے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر دبانے لگے تھی۔۔۔وہ دونوں ہی پریشان تھی اس کی حالت سے۔۔پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اس کو۔۔پالے پریشانی سے بولی۔۔جب زمین دروازہ ناک کرتا کمرے میں داخل ہوا۔۔وہ سنائیہ کی دوسری جانب آکر بیٹھا اور ایک نظر ان دونوں کے پریشان چہرے کو دیکھتا سنائیہ کو دیکھنے لگا۔۔پالے سیدھی ہو کر بیٹھی گئی تھی اور زمین سنائیہ گھر آگئے تھے۔۔اور

عفت بیگم جو ستائیہ کو دیکھنے ہی گھر کے اندر آرہی تھیں ان سب کو دیکھ کر رک گئی تھی۔۔۔

تم لوگ باہر سے آرہے ہو۔۔ میں نے سنائیہ کو تم لوگوں کو لینے بھیجا تھا۔۔ کب سے اندر گئی ہے اب جاؤ اور اسے بھیج دو واپس۔۔۔ پتا نہیں گھر میں کہاں کہاں خوار ہو رہی ہو گی تم لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر۔۔ وہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گئی تھی۔۔ اور وہ سب ستائیہ کو گھر کھتر بوز اندر اتو وہ کہیں نہیں تھیں

ہم لگ تو یہی رہا ہے۔۔ آجاؤ ہم لوگ اوپر چلتے ہیں۔۔ افنان کہتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔ وہ سب چھت پر ہی سونے والے تھے۔۔ لیکن جب چھت سامنے کا منظر دیکھا تو دنگ رہ گئے تھے۔۔ سنائیہ روتے ہوئے حارث

کو خود سے دور کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی۔۔۔اور حارث اس پر تو جیسے شیطان سوار تھا۔۔اس کے بعد جو ہوا تھا وہ سب دیکھ ہی چکے

زین نے ضبط سے آنکھوں کو میچا تھا۔۔اور سنائیہ کو دیکھا جو نیم غنودگی میں تھی۔۔۔اس نے جھک کر ستائیہ کی پیشانی کو چوما تھا۔۔وہ ترپ رہا تھا اپنی بہن کی حالت پر۔۔۔اگر وہ بھائی ہو کر اتنی اذیت میں تھا تو سنان اور آبان کی کیا حالت ہوئی تھی۔۔۔یہ وہ وہاں پہنچ کر ہی پتا لگتا تھا جہاں وہ حارث کو لے کر گئے تھے۔

سالے کتے کمینے۔۔۔تو نے اسے ہاتھ کیسے لگایا تھا۔۔میں تیری جان لے لونگا بے غیرت انسان۔۔۔ستان زمین پر پڑے حارث کے چہرے پر لگا تار مکے برسا ہوا پھنکارا تھا۔۔۔۔

ستان بس کر مر جائے گا ہی۔۔افغان اسے پیچھے کرتے ہوئے تحمل سے

بولا۔۔

ایسے بے غیر توں کو مری جانا چاہیے۔۔۔ چھوڑ مجھے۔۔میں اسے زندہ نہیں

چھوڑو گا۔۔وہ خود چھڑاتے ہوئے

چلایا تھا۔۔

بس کر میرے بھائی۔۔۔اتنا سبق بہت ہے اس کے لیے۔۔آبان نے اسکے

کندھے کو تھپک کر کہا تھا۔۔حارث کی حالت بہت بری تھی۔۔جیساستان

نے کہا تھا وہ بیچ میں اس کے ہاتھ توڑ چکا تھا۔۔لیکن اس کے اندر جو طوفان پرہا

تھا وہ ابھی تک سکون میں نہیں آیا تھا۔۔آنا بھی کیسے اسے بار بار سنائیہ کا وہ لر

زوجود اور آنسوؤں سے بھری خوفزدہ آنکھیں یاد آرہی تھیں۔۔جو اسکے

طیش کو اور بڑھاوا دے رہی تھیں۔۔آہان اس کا جنونی روپ دیکھ رہا تھا۔۔

کوئی خدشہ کوئی امید کا دیا باقی نہیں رہا تھا۔۔سب ظاہر تھا وہ سنائیہ سے محبت

کیے بیٹا تھا۔آنکھوں کی جوت بجھ گئی تھی پر آہان مسکرا رہا تھا۔۔ایک بے

جان مسکراہٹ۔۔اس نے دوسری دفعہ کسی کو چاہا تھا۔۔پر شاید پہلی بار کی

طرح اس بار بھی اس نے خالی ہاتھ رہ جانا تھا۔۔ چل آ جا چلیں۔۔۔افنان اور

ارحان نے اسے زبردستی اپنے

ساتھ گھسیٹا۔۔حارث زخمی حالت میں وہی پڑا تھا۔۔

اسے ہوش تک نہیں تھا۔۔ عظمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شکر تھا کہ انہوں

نے غصے میں آکر گھر میں کوئی

تماشہ نہیں لگایا تھا۔۔ نہیں تو بات زیادہ بگڑ جاتی۔۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔۔وہ جیسے ہی گھر پہنچے سیدھا سنائیہ کے کمرے کی

جانب گئے تھے۔۔ فنکشن

بھی اختتام کو پہنچا ہوا تھا۔۔

طبیعت کیسی ہے اسکی۔۔؟سنان یالے کو دیکھتا ہے چینی سے بولا۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ پرشان سے لہجہ میں کہتے ہوئے سنائیہ کو دیکھنے لگی۔۔جو ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔۔روئی تو نہیں تھی زیادہ۔۔آہان نے نرم لیجے میں سوال کیا۔۔

روتے ہوئے ہی سوئی تھی۔زین نے جواب دیا تھا۔۔

وہ سب سنائیہ کی بیڈ کے ارد گرد کھڑے تھے۔۔پالے جو اس کے پاس بیٹھی تھی ان سب کو کھڑا دیکھ کر اٹھ گئی تھی۔ہانیہ تو پہلے ہی ان کے آتے ہی پیچھے کھڑی

ہو گئی تھی۔۔

ارحان فوراً آیا لے کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھا تھا۔۔اور ہاتھ سے اسکے ماتھے کو چھوا تھا۔۔پھر جھک کر اس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔۔دل میں خوف ابھی تک تھا۔۔اگر آج وہ لوگ وقت پر نا پہنچتے پان کہ جگہ کوئی اور وہاں ہوتا تو کیا ہو جاتا۔۔افغان بھی اسکے پیروں کے پاس ہی بیٹھا اس کے سنتے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔ارے بھئی خیریت ہے یہاں کیوں ڈیرا جمایا ہوا ہے تم لوگوں نے۔۔۔؟ تبھی کمرے میں داخل ہوتی مناہل ان سب کو دیکھ کر حیران سی بولی۔۔

اس کے پیچھے ہی صفت بیگم، فوزیہ بیگم مارم، سائرہ اور ارحان کی ہونے والی ساس کلثوم بیگم بھی تھیں۔۔ہاں آپی۔۔وہ بس سنائیہ کے سر میں درد تھا تو ہم نے سوچا سونے جانے سے پہلے دیکھ لیں زیادہ طبعیت خراب نا ہو۔۔۔

ارحان نے سنجیدگی سے کہا۔۔کیا۔۔تم لوگوں نے ہمیں بتایا کیوں؟

نہیں۔۔صفت بیگم پریشانی سے بولیں اور سنائیہ کی طرف بڑھی۔۔: زین

نے بیڈ سے اٹھ کر انہیں بیٹھنے کی جگہ دی تو وہ اسکے پاس بیٹھتی اس کے ماتھے

پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنے لگی کہ کہیں اسے بخار وغیرہ نا ہو۔۔طبعیت ٹھیک

ہے خالہ جان اب۔۔دوائی کھلا کر سلایا ہے ہم نے صبح تک سر درد بھی ٹھیک

ہو گا انشاءاللہ۔۔آپ پریشان مت ہوں۔آپ کو پتا تو ہے سفر کرنے کی وجہ

سے اکثر ایسا ہو جاتا ہے اس کے ساتھ۔زمین کی تسلی بخش بات پر باقی سب

بھی پر سکون ہوئے۔۔چلو اب تم لوگ بھی جا کر سو جاؤ۔۔کہیں زیادہ شور

سے اٹھ نا جائے یہ۔۔۔مناہل نے کہا تو ان سب نے سر ہلایا۔۔ارحان نے

ایک بار پھر اس کے سر پر پیار لیا اور

اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔۔اس کے اٹھتے ہی افغان وہاں جا بیٹھا تھا۔۔اپنے

بھی جھکتے ہوئے سوئی ہوئی سنائیہ کی پیشانی پر لب رکھے تو سب خواتین انہیں

تعجب سے دیکھنے لگیں۔۔ خیر تو ہے نا اتنا پیار کیوں آرہا تم سب کو بہن پر۔

۔سائرہ نے انہیں چھیڑتے ہوئے کہا۔۔

بہن ہماری جان ہے نا۔۔اس لیے۔۔۔افغان مسکراتے ہوئے بولا لیکن اسکی

آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی تھی۔۔اس

لیے فوراً اٹھتا آبان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ تبھی کمرے میں سفیان داخل

ہوا۔۔اس کے ساتھ مرزا صاحب اور عامر صاحب بھی تھے۔۔

تم سب یہاں ایسے کیوں کھڑے ہو۔۔سب ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ وان سب

کے مجمعے کو دیکھتا پریشانی سے بولا۔۔جی سفیان سب ٹھیک ہے وہ بس سنائیہ

کی تھوڑی طبعیت خراب تھی تو اسی لیے سب پتا کرنے آئے تھے۔۔سائرہ

کے جواب پر وہ پریشانی سے سنائیہ کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔۔

طبعیت زیادہ خراب ہے کیا۔۔دوائی لینے چلیں۔۔اس نے سنائیہ کی پیشانی کو

چھوتے ہوئے کہا۔۔امی۔۔ سفیان کے ہاتھ بناتے ہی وہ ایک دم خوف سے

کہتی آنکھیں کھول گئی۔۔۔

امی۔۔۔وہ سکتے ہوئے بغیر کسی کو دیکھے عفت بیگم کی گود میں چہرا چھپا گئی۔

اسے نہیں پتا تھا کہ اس وقت وہاں کون کون موجود تھا۔۔آنکھیں کھلتے ہی

آنکھوں کے سامنے عفت بیگم آئی تھیں۔۔ جنہیں وہ امی کہتی روتے ہوئے

ان کی گود میں چہرا چھپا گئی

ی

تھی۔۔۔

امی۔۔۔وہ ہچکیاں بھرنے لگی تھی۔۔۔۔جی میرا بیٹا امی یہی ہیں۔۔ کیا ہوا میری جان کو۔۔۔

عفت بیگم بھرائی آواز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔۔وہ سب جو ہوا موجود تھے غمزدہ ہو چکے تھے۔۔ان سب کی آنکھیں نم ہو چکی تھی۔۔۔سنان کی نظریں ابھی تک اس پر تھی۔۔وہ تو جیسے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔سنائیہ کی سسکیاں اس کے دل پر جیسے بھاری سر میں لگا کر اس کے دل کے ٹکڑے کیے جا رہی تھیں۔۔

مجھے۔۔مجھے امی کے پاس۔۔۔جانا ہے۔۔۔وہ سکتے لہجہ میں بولتی سب کی سانسیں روک گئی۔۔میرا بچہ امی پاس ہیں۔۔کیا ہوا میری بچی کو اتنا ڈری ہوئی کیوں ہو۔۔کچھ بتاؤ تو صحیح میری جان۔۔۔عفت بیگم رو رہی پڑی تھیں۔۔

سنائیہ میرا بیٹا کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔سفیان اس کے پاس بیٹھ کر نرمی سے

بولا۔۔پر وہ تو جیسے سن ہی

نہیں رہی تھی۔۔

آخر یہ اتنا سہمی ہوئی کیوں ہے۔۔ تم لوگ ہم سے کچھ چھپا تو نہیں رہے ہو نار

حان۔۔ مناہل تفتہ ن تفتیشی انداز میں انہیں گھورتے ہوئے بولی۔۔

جی بالکل آپی ہم بچی کہہ رہے ہیں۔۔مجھے کہہ رہی تھی کہ سر میرے درد ہو

رہا ہے۔۔ پھر میں ہی تو کمرے میں لایا تھا اس کو تا کہ یہ ریسٹ کر لے۔۔اور

لگتا ہے کوئی برا خواب دیکھا ہے اس نے شاید اسی لیے سہمی ہوئی ہے۔۔زین

جلدی سے بولا۔۔

یار یہ ہم نشئی، حیوان اور ظالم کس اینگل سے لگتے ہیں۔۔اب کی بار ارحان کے سنان کے کان کے پاس جھک کر منہ بگاڑ کر کہا۔۔توسنان نے چہرا اسکی جانب موڑ کر اسے آنکھیں دکھائی۔۔

صرف نشئی، حیوان اور ظالم نہیں میرے بھائی انہوں نے تم سب کو لٹیرا، جانور اور درندے بھی ساتھ بولا ہے۔۔زین نے کی نے تصحیح کی۔۔توسنان نے ہمیشہ کی طرح عادت سے مجبور اسے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ارد گرد سب کو دیکھتا فوراً اسی ہاتھ سے اپنی گردن میں خارش کرنے لگا۔۔

بکواس بند کرو تم سب اپنی۔۔۔ستان نے سنجیدگی سے کہا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔حارث کی حالت کے مد نظر نکاح بالکل ہی سادگی سے ہو رہا تھا۔۔سب نے ہلکی پھلکی تیاری کی تھی۔۔سنائیہ آنا نہیں چاہتی تھی پر

سب کو خود کے لیے پریشان دیکھ کر تیار ہوتی نیچے سب بڑوں کے پاس آئی۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔اس نے سب کو سلام کیا۔۔تو سب نے اسکی جانب دیکھا۔۔

وعلیکم السلام میرا بیٹا۔۔ادھر آ د میرے پاس۔۔۔ مرزا صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا۔۔جہاں وہ اور عامر صاحب بیٹھے تھے۔۔وہ ان دونوں کے درمیان صوفے پر جا بیٹھی۔۔

رات کو کیا ہوا تھا ہماری گڑیا۔۔انھوں نے پیار سے

ھا۔اس ایک کٹوری ہوتی ان کو دیکھنے لگی۔۔

ک۔کچھ نہیں۔۔بس سر میں درد تھا۔۔وہ جلدی سے پالے کی بتائی ہوئی بات دہراتے ہوئی بولی۔۔

اب طبعیت ٹھیک ہے میری بیٹی کی۔۔؟عامر صاحب

اس کے سر کو چوم کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولے تو نا چاہتے ہوئے بھی

سنائیہ کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔۔

جی بابا جان۔۔میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔۔وہ زبردستی مسکرا کر بولی۔۔

چلیں بابا نکاح کا ٹائم ہونے والا ہے۔۔۔ تبھی افنان وہاں آتا ہوا ان سے بولا تو

وہ سر ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔اس کے پیچھے ہی سنان تھا۔۔

جس کی نظر جیسے ہی سنائیہ پر گئی تو ایک پر سکون مسکراہٹ نے لبوں کو چھوا

تھا۔۔دل کو سکون مل گیا تھا۔۔دھڑکنوں نے جیسے رقص کیا تھا۔۔اسنے

بس ایک بھرپور نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی اور مسکراتا ہوا نظریں جھکا گیا۔۔

وہ اس کی دی ہوئی بلیک میکسی میں ملبوس تھی۔۔بلیک کلر کا سمپل سا ڈوپٹا ہی

سر پر اوڑھے وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔وہ دھیرے سے بڑبڑایااور واپس پلٹ گیا۔۔سنائیہ بھی اریشہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئ تھی جہاں پالے اور رہانی پہلے سے موجود تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں ایجاب و قبول کا مرحلہ شروع ہوا تھا۔۔اور اللہ کے کرم سے نکاح بخیریت و عافیت سے ہو گیا تھا۔۔ارحان وائٹ سوٹ پر بلیک شیروانی پہنے جہاں پہلے ہی اتناڈجیبہ لگ رہاتھاوہی اس کے چہرے سے ایک پل کی لیے بھی ناغائب ہوتی مسکراہٹ اسے اور پرکشش بنارہی تھی۔۔اس کے ارد گرد سب بیٹھے اسے چھیڑ رہے تھے۔۔باقی سب نے بھی وائٹ سمپل کاٹن کاسوٹ ملبوس کیاہواتھا۔۔سب اپنے آپ میں ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے۔۔نکاح کے بعد وہ ایک رات وہی اور رکے تھے پھر اگلے دن دو

بجے واپسی کے لیے نکل پڑے تھے۔۔ باقی افراد اگلی دو کاروں میں تھے جبکہ تیسری کار جسے سنان ڈرائیور کر رہا تھا اس میں سنائیہ، پالے بھائی اور آبان تھے۔۔ وہ سب تھوڑا لیٹ نکلے تھے اس لیے کچھ زیادہ ہی پیچھے رہ گئے تھے۔۔

بھائی ہمیں گول گپے کھانے ہیں۔۔ وہ لوگ جیسے ہی اپنے مارکیٹ والی سڑکوں پر پہنچے تو پالے گول گپوں کی دوکان دیکھتے ہوئے چہک کر بولی۔۔ نہیں بھئی گھر جائیں گے ابھی کل کھا لینا گول گپے۔۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔۔ سنان کوفت سے بولا۔۔ اس کا کل سے موڈ بڑا بگڑا ہوا تھا جو آبان بھی اور باقی سب بھی محسوس کر رہے تھے۔۔ پر وجہ صرف آبان جانتا تھا۔۔ اور سنائیہ وہ تو کل سے بس چپ ہی تھی۔۔ ابھی بھی وہ سر جھکائے خاموش

سی بیٹھی تھی۔۔ کھلا دو نا یار اگر وہ کہہ رہی ہیں تو۔۔۔ آبان نے آرام سے کہا

تو وہ ایک نظر منہ بگاڑ کر اسے دیکھا کار سڑک کے کنارے روک گیا۔۔

تم بیٹھو میں لے آتا ہوں۔۔ آبان اس سے کہتا ہوا باہر نکلا اور چند قدم پیچھے

موجود دوکان پر جا کر

پلیٹس بنوانے لگا۔۔ وہ مارکیٹ کے اندر والی بڑی مین سڑک پر کھڑے تھے

۔۔ ارد گرد دونوں اطراف لائن میں کپڑوں، جوتوں اور دوسری اشیاء کی دکا

نہیں تھیں۔۔ سنان بھی اس کے کار سے باہر نکلتا ابان کے پاس چلا گیا۔۔

آبان اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔ اور پھر ایسے ہی ادھر ادھر نظریں دوڑا استاد

کانوں کو دیکھنے لگا۔۔ دکاندار اپنے اپنے سامان کو پہنچنے کے لیے آس پاس سے

گزارتے

لوگوں کو آواز میں دے رہے تھے۔۔ باجی آپ جاؤ۔۔ سیل لگی ہے۔۔ باجی یہ والا کپڑا دیکھو کتنا اچھا ہے۔۔

باجی کیا چاہیے آپ کو۔۔ آجاؤ ہماری دکان میں دیکھ کو ساری ورائیٹیز ہیں۔۔ اور اسی طرح اور بھی مختلف آوازیں۔۔۔ ارد گرد رش بہت زیادہ نہیں تھا پر کم بھی نہیں تھا۔۔ وہ ایسے ہی آس پاس دیکھ رہا تھا جب اچانک اسکی نظریں اپنے دائیں طرف جاتے ہی ساکت ہو گئی تھیں۔۔ وہ سانس روکے آنکھیں پھیلائے اس جانب مکمل پلٹا جس طرف سے نظریں پلٹنا بھول گئی تھیں۔۔۔ سنان کی نظر گول گپوں کی پلیٹس سادھے سامنے کی طرف دیکھتا پا کر وہ چونکا۔ پھر پلیٹس لے کر کار کی جانب بڑھا گیا۔۔ پر جب وہ واپس آیا تو آبان ابھی تک اسی پوزیشن میں تھا۔۔ اس نے آبان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا جہاں تقریباً ایک کان چھوڑ کر دوسری دوکان پر ایک لڑکی کالے

اباۓ میں کھڑی تھی۔۔ چہرا ابھی نقاب سے کور تھا اور صرف دو بھوری آنکھیں دیکھائی دے رہی تھیں۔۔ پر اسے اس لڑکی ایک ایک سائیڈ ہی نظر آرہی تھی۔۔ وہ دوکاندار سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔

ایک کان چھوڑ کر دوسری دوکان پر ایک لڑکی کالے اباۓ میں کھڑی تھی۔۔ چہرا ابھی نقاب سے کور تھا اور صرف دو بھوری آنکھیں دیکھائی دے رہی تھیں۔۔ پر اسے اس لڑکی ایک ایک سائیڈ ہی نظر آرہی تھی۔۔ وہ دوکاندار سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا آبان۔۔۔ سنان نے اس کا کندھا ہلایا۔۔ پر وہ تو جیسے ہوش وحواس میں ہی نہیں تھا۔۔ آبان۔۔۔ سنان اسے جھنجھوڑ کر اونچا بولا تو وہ ایک دم ہوش میں آیا۔۔

پر سامنے کھڑی لڑکی سے نظریں ابھی بھی نہیں ہٹائی تھی۔۔۔

کیا ہو گیا میرے بھائی۔۔ کیوں لڑکی کو ایسے دیکھ رہا ہے۔۔ کیسے سوچ گی

وہ۔۔۔؟ سنان اس کا کندھا تھپک کر بولا۔۔۔

و۔۔و۔۔۔ وہ۔۔۔ آہان ابھی اتنا ہی بولا تھا جب وہ لڑکی ان دونوں کی جانب

پلٹی تھی۔۔۔ اور ایک دم ساکت ہو گئی تھی۔۔۔

مناہل۔۔۔ وہ دھیرے سے بڑبڑایا تھا جسے سنان نے بامشکل سنا تھا۔۔ اس

نے حیرت سے پہلے آہان کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔ آہان ابھی اتنا ہی بولا تھا جب وہ لڑکی ان دونوں کی جانب

پلٹی تھی۔۔۔ اور ایک دم ساکت ہو گئی تھی۔۔

مناہل۔۔۔ وہ دھیرے سے بڑبڑایا تھا جسے سنان نے بامشکل سنا تھا۔۔ اس

نے حیرت سے پہلے آہان کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑی ہائے اور نقاب میں لپٹی

اس لڑکی کو۔۔ آبان نے اسے کیسے پہچان لیا۔۔ کیا صرف اسکی آنکھوں سے۔۔۔؟

ہاں آبان میر دنیا کی بھیڑ میں بھی ان آنکھوں کو پہچان سکتا تھا۔۔ انہی بھوری آنکھوں نے تو آبان میر کو مریض عشق بنایا تھا۔۔ تو آج وہ کیسے نا پہچانتا ان آنکھوں کو جن کی تلاش میں وہ چار سال تڑپا تھا۔ جنہیں دیکھنے کے لیے وہ پل پل مرتا تھا۔۔ سجدوں میں گر گر دعائیں کرتا تھا۔۔

تو کیا آج آبان میر کی دعائیں قبول ہو چکی تھی۔۔ وہ اس کے سامنے آگئی تھی۔۔ چار سال بعد۔۔ وہ سامنے کھڑی تھی۔۔ کیا سچ میں آج آبان کا انتظار ختم ہو گیا

تھا۔۔ جس انتظار کی سولی کا پھندا اس کے گلے میں لپٹ کر اسکی سانسیں روک لیا کرتا تھا۔۔ آج اس پھندے سے آزادی مل گئی۔۔

تم جاؤ میں آجاؤ گا۔۔اس کی آواز میں کپکپی طاری تھی۔۔آبان جیسے ہی دو لڑ کھڑاتے قدم مناہل کی جانب بڑھائے وہ فوراواپس پلٹی تھی۔۔اس نے دو تین قدم آگے بڑھائے ہی تھے جب آبان تیزی سے اسکی جانب لپکا تھا۔۔۔

من۔۔۔وہ پکار بیٹھا تھا۔۔اور سامنے چلتی لڑکی کے قدم جیسے اسی ایک پکار نے ہی جکڑ لیے تھے۔۔ایک مدت کے بعد جو اس نے آواز دی مجھے قدموں کی کیا مجال تھی سانسیں بھی تھم گئیں؛

کیا کچھ نہیں تھا اس ایک پکار میں جو مناہل نے محسوس نا کیا تھا۔۔التجا، دکھ، درد، کرب، اذیت،

پچھتاوا، اور نا جانے کیا کچھ۔۔

آبان دھیرے دھیرے لڑکھڑاتے قدموں سے اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔۔اپنے پیچھے آہان کو محسوس کرتی اس نے پھر سے قدم اٹھایا تھا پر اس اٹھے قدم

کو آگے بڑھا نہیں پائی تھی۔۔

پلی۔۔ززززز۔۔۔۔آہان نے بھرائی آواز میں التجا کی تھی۔۔آنسوؤں کا پھندا جیسے گلے میں اٹک چکا تھا۔۔آنکھیں جھلملانے لگی تھیں۔۔مناہل نے کھڑے کھڑے ہی چہرا اسکی جانب موڑا تھا۔۔وہ پیچھے کھڑا تھا۔۔دو قدموں کے فاصلے پر۔۔اٹک اٹک کر سانس لیتا۔۔پلکوں کی بار بار جھپکتا۔۔

ستان واپسی کے لیے پلٹ گیا تھا۔۔۔آہان بھائی کہاں ہیں۔۔؟اسے کار سٹارٹ کرتا دیکھ ہانیہ نے پوچھا۔۔تو سنائیہ بھی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

اسے ایک ضروری کام تھا آجائے کچھ دیر تک۔۔وہ کہتے ہی کار سٹارٹ کرتا

آگے بڑھا گیا تھا۔۔سنائیہ کے دل میں نے چینی نے گھیرا کیا تھا۔۔اس کے

کار کے پچھلے

حصے پر لگے شیشے سے باہر دیکھا تو ساکت رہ گئی تھی۔۔آہان کی اسکی جانب

پشت تھی اور اس کے سامنے ہی ایک لڑکی ابائے میں ملبوس کھڑی تھی۔۔وہ

نہیں جانتی تھی وہ لڑکی کون تھی۔۔پر دل میں آبان کو کھو دینے کا احساس

ایک دم جاگا تھا۔۔۔ہاں آج وہ

آبان میر کو شاید کھو دینے والی تھی۔۔وہ کھالی کھالی نگاہوں سے اوجھل

ہوتے آبان کی پشت کو دیکھتی کہیں دور چلی گئی تھی۔۔۔

دل کا کھالی ہو جانا کیا ہوتا ہے یہ آج اسے محسوس ہو رہا تھا

:۔زین جلدی سے بولا۔۔۔تو سب کے تنے ہوئے اعصاب کچھ ڈھیلے

پڑے۔۔

ہم مجھے بھی یہی لگ رہا ہے شاید کوئی برا خواب دیکھ لیا ہو گا اس نے۔۔آپ لوگ پریشان مت ہوں۔۔اب پر سکون ہو کر سو گئی ہے۔۔آپ لوگ جا کر سو جائیں میں ہوں اپنی بچی کے پاس۔۔عفت بیگم دھیرے سے بولیں تو سب سر ہلا کر آہستہ آہستہ باہر جانے لگے۔۔آبان بھی ایک نظر اسے دیکھتا چلا گیا تھا۔۔خیال رکھیے گا اس کا خالہ جان۔۔۔اگر کوئی کام ہو تو بتا دیجیے گا۔۔۔افغان بھی ایک نم نگاہ سنائیہ کے سر پر ڈال کر کہتا پلٹ گیا تھا۔۔پالے اور ہانیہ نے تو ویسے بھی وہی سونا تھا گر ان علاوہ کوئی اور نہیں گیا تھا تو وہ تھا سنان۔۔۔جس کے وجود میں جیسے چنگاریاں بھری ہوئی تھیں۔۔وہ چڑنے بھیجے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے وہی کھڑا تھا۔۔کوئی شک نہیں تھا کہ جس حارث کو وہ بخش کے آیا تھا اگر وہ اب اس کے سامنے تلفظی سے بھی آجاتا تو کل اس صبح کا جنازہ اٹھنا تھا اس گھر سے۔۔

قدم چل کے سنائیہ کے پیروں کے والی سائیڈ پاس جا کھڑا ہوا تھا۔۔

ہانیہ اور پالے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔ لیکن حیرت سے شد بانیہ تھی۔۔ وہ

کیوں آخر سنائیہ کو ایسے دیکھ رہا تھا۔اور اسے بھی بڑا جھٹکا عفت بیگم کی انگلی

بات

سے اسے لگا تھا۔۔۔

جاؤ سنان بیٹا تم بھی سو جاؤ۔۔ میں ہوں نا تمہاری سنائیہ کے پاس۔۔۔اپنی ماں

پر بھروسہ رکھو۔۔اور سنائیہ کی یہ حالت کس وجہ سے ہے وہ وجہ میں تم سے

صبح جانو گی۔۔ وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے اینڈ میں ذرا سنجیدگی سے

بولیں۔۔ تو سنان نے آنکھیں میچ کر ایک گہرا سانس بھرا اور اثبات میں سر

ہلایا۔۔ لیکن جب اس نے آنکھیں کھولی تو وہ نمی سے بھرپور تھیں۔۔

اسے تکلیف میں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے دل پر کوئی چھریاں چلا رہا ہو ماما۔۔میں نہیں میرا دل تڑپ رہا ہے اسکی سسکیوں پر۔۔اس کا خیال رکھیے گا اور دروازہ بند مت کیجیے گا میں آ کر پتا کرتا رہوں گا۔۔ نہیں تو میں بے سکونی میں ہی پوری رات تڑپتا رہوں گا۔۔ ٹھیک ہے نا۔ وہ دھیرے دھیرے سے کہتا ایک آخری نگاہ سنائیہ پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ہانیہ نے بے یقینی سے سامنے کھڑی پالے کو دیکھا تھا۔۔ پھر بے ساختہ اس کا سر نفی میں ہلا تھا جیسے پالے سے کہا ہو کہہ دو جو میں نے سنا اور جو سنان نے کہا وہ سب جھوٹ ہے۔۔مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔۔پر آو!!! کاش پالے کہہ سکتی ہاں یہ جھوٹ ہے۔۔اس کا

بھائی ایک ایسی لڑکی کے عشق کا قیدی بنا ہی نہیں جو کسی اور کی اسیر تھی۔۔پر حقیقت کو کیسے جھٹلایا جاسکتا تھا۔۔وہ چہرا جھکا گئی تھی۔۔اور یہاں ہانیہ کی آنکھ سے ایک آنسو نکلتا زمین پر جا گرا

تھا۔۔

سنان کی حالت سے کوئی پاگل بھی کہہ سکتا تھا وہ تو سچ میں دیوانہ بنا بیٹھا تھا۔۔ وہ عشق کی راہ کا مسافر تھا۔۔اور خدانخواستہ اگر اسے سنائیہ نا ملتی تو اس کا کیا ہوتا۔۔محبت سے تو پھر بھی رہائی مل جاتی ہے پر عشق سے رہائی تو موت ہوتی ہے۔۔اور اگر سنائیہ سنان کو ملتی تو آبان کا کیا۔۔اور سنائیہ اسکا کیا ہوتا جو آبان کو دعاؤں میں مانگتی تھی۔۔جو آبان سے محبت کرتی تھی۔۔وہ ایک گہر اسانس بھرتی صوفے پر جا سوئی تھی۔۔۔وہ تو کچھ نہیں کر سکتی تھی سوائے دعا کہ اس لیے دل ہی دل میں ان سب کے حق میں بہتر فیصلے کی دعا کر رہی

تھی۔۔ پالے بھی چپ چاپ سنائیہ کی دوسری سائیڈ پر جالیٹی تھی۔۔۔

عفت بیگم نے باری باری ان دونوں کے ستے ہوئے چہرے دیکھے۔۔

آخر کیا ہو گیا ہے ان بچیوں کو۔۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور بیڈ کی جانب بڑھا تھا جہاں پالے مفت بیگم اور ان دونوں کے درمیان میں سنائیہ سو رہی تھی۔۔ پچھلے دو گھنٹوں میں یہ اس کا چوتھا چکر تھا اس کمرے کا۔۔ وہ پر سکون سی سو رہی تھی۔۔ یہ دیکھ کر دل کو تسلی ہوئی تو وہ ویسے ہی جس خاموشی سی آیا تھا اسی خاموشی سے واپس پلٹ گیا تھا۔۔

صوفے پر لیٹی ہانیہ نے چہرا موڑ کر بند دروازے کو دیکھا اور گہرا سانس بھر کہ رہ گئی۔۔ سنان حمت پر اپنی جگہ پر آکر لیٹا آسمان پر نظریں جما گیا۔۔ آسمان پر چمکتا چاند دیکھ کر اس کے دل میں بے چینی نے گھیرا کیا۔۔ وہ پھر سے اٹھ بیٹھا۔۔ اور اس چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔ بغیر یہ جانے کہ آبان بھی کب سے جاگتا

اسے دیکھ رہا تھا جو چار چکر نیچے سے لگا کہ آیا تھا اور اب بھی بیٹا چاند کو دیکھ رہا تھا۔۔ نیند تو اسے بھی نہیں آرہی تھی۔۔ وہ سنان کی بے چینی کو دیکھ رہا تھا۔۔ کتنا پریشان تھا وہ۔۔ اگر سنائیہ آہان کی ہو بھی جائے تو آہان کبھی اس کی اتنی فکر نہیں کر سکتا تھا جتنی سنان کر رہا تھا۔۔ دل میں خیال سا جاگا۔۔ تو وہ بھی اٹھ بیٹھا۔۔

زمین پر بستر ڈالے سو رہے تھے۔۔

کیا ہوا سنان۔۔ تم سوئے نہیں ابھی تک۔۔ آہان نے سوال کیا تو وہ چونک کر اپنے دائیں جانب دیکھنے لگا جہاں اس کے ساتھ زمین سو یا تھا اور اس سے آگے آبان بیٹھا اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

لائٹ اب بند تھی۔۔ پر چاند کی پڑتی چاندنی میں دونوں کے عکس واضح تھے۔۔ ہاں بس نیند نہیں آرہی۔۔۔ نئ جگہ ہے نا شاید اس لیے۔۔ وہ

مصنوعی سا مسکرا کر بولا۔۔ تم بھی تو جاگ رہے ہو۔۔سنان نے سوال داغا۔۔۔ہاں بس مجھے بھی نیند نہیں آ رہی۔۔شاید نئی جگہ ہے نا اس لیے۔۔ وہ بھی اسی کے انداز میں وہی بات کرتے ہوئے بولا تو سنان مسکرایا۔۔

ایک بات پوچھو۔۔۔؟سنان نے دھیرے سے اسے دیکھتے ہوئے ہی کہا۔۔

ہم پوچھو۔۔۔آہان گھٹنے فولڈ کر کے بیٹھتا اپنے بازوؤں کی کہنیاں ان پر ٹکا کر بولا۔۔

اگر کوئی اس چاند کو بہت غور سے دیکھے۔۔۔اتنے غور سے کے اسے آس پاس کا خیال ہی نا رہے۔۔۔تو کیا بیچ میں وہ بس اس چاند کو ہی دیکھ رہا ہوتا ہے یا اس میں چھپے کسی من چاہے شخص کے عکس کو دیکھتا ہوا کہیں کھو جاتا ہے۔۔۔؟وہ ہنوز چاند پر نظریں جمائے بولا۔۔آہان کی نظریں چاند پر سے ہٹا کر اسکی جانب دیکھا۔۔تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟شاید نہیں یقیناً وہ جان گیا

تھا کہ یہاں کس کا ذکر ہو رہا تھا پر پھر بھی پوچھ بیٹھا۔۔اس کے سوال پر سنان نے آسمان پر سے نظریں ہٹائیں۔۔لبوں کے کنارے پر ایک مدہم سی مسکراہٹ انڈی۔۔اس نے پلٹ کر آبان کو دیکھا۔۔

بس ایسے ہی۔۔وہ کندھے اچکا کر بولا۔۔تمہارے پاس جواب نہیں ہے کیا۔۔؟اپنے ساتھ ہی سوال کیا۔۔آبان اسکی جانب دیکھے گیا۔۔وہ دونوں مدہم اندھیرے میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔چند پل یونہی خاموش میں گزرے۔۔آہان نے ایک گہرا سانس بھرا۔۔بعض سوالوں کے جواب آپ کو سوائے ایک ان دیکھی تکلیف کے کچھ نہیں دیتے سنان۔۔اس لیے بہتر ہے ان سوالوں کو کریدا ہی نا جائے۔جن کے جواب سننے کے بعد آپ سوائے درد کے اور کوئی احساس محسوس نا کر پائیں۔۔سو

جاؤستان۔۔جن سوالات کے جواب آپ کو آپ کا دل دے چکا ہوا نہیں دوسروں سے نہیں پوچھتے۔۔لیکن پتا ہے انسان کے ساتھ سب سے بڑا مرنے کے مترادف تھا۔۔وہ ایک بار پھر اٹھ کر سنائیہ کو دیکھنے کی غرض سے نیچے کی جانب بڑھا تھا۔۔آبان اسکی پشت کو دیکھتا ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کرتا اپنی نم آنکھوں کو موند گیا تھا۔۔صبح جیسے ہی سب باری باری نیچے آئے تو گھر میں قہرام سا برپا تھا۔۔

اللہ ایسے کون پیٹتا ہے۔۔ان حیوانوں کو ترس نہیں آیا میرے معصوم بیٹے پر۔۔ہائے میرے بچے کے ہاتھ بھی توڑ دیے۔۔اللہ غارت کرتے ایسے حیوانوں کو جو دوسروں کے بچوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔۔۔کلثوم بیگم کی بڑی بہن ردابہ بیگم روتے ہوئے دہائیاں دے رہی تھیں۔۔جبکہ سیڑھیوں سے

نیچے آتے افغان، ارحان، زمین، آبان اور سنان ایک دم رکے تھے۔۔اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

اللہ معاف کرے تم سب حیوان کسی اینگل سے لگتے ہو۔۔اتنے پیارے پیارے تو ہو۔۔۔زین باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگا کر صدمے سے بولا۔۔

افنان نے حسب عادت اسکی گردن میں تھپڑ جڑا تھا۔۔گدھے آہستہ بھونک۔۔ایویں ہی کسی نے سن لیا تو تماشہ لگ جائے گا۔۔۔وہ دانت پیس کر بولا۔۔اوہ اچھا سوری سوری۔۔وہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا اور اب کے ساتھ نیچے بڑھ گیا۔۔

وہ اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں حارث نیم بے ہوشی میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔اس کے دونوں ہاتھوں

پر پلاسٹر لپٹا تھا۔۔اور چہرے سوجا ہوا اور آنکھوں کے ارد گرد نیل پڑ چکے

تھے۔۔

کیا ہوا اسے آئی۔۔ کس نے کی اسکی یہ حالت۔۔۔زمین

دکھ بھرا لہجہ اپناتے ہوئے بولا۔۔

ہائے بیٹا کیا بتاؤں۔۔ کوئی آوارہ نشئی تھے۔۔جب یہ نماز پڑھ کر گھر آ رہا تھا تو

راستے میں اسے پکڑ کر جانوروں کی طرح مارنے لگے۔۔دیکھو کیا حال کر دیا

میرے بچے گیا کمبخت ماروں نے۔۔ بھئی حیوانوں کو پیسے چاہیے تھے تو ایسے

ہی لے لیتے۔۔مارنے پیٹنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ان ظالموں کے ہاتھ

نہیں کانپے میرے معصوم بچے کا یہ حال کرتے ہوئے۔۔اللہ پوچھے گا۔۔

ایسے درندوں سے۔۔وہ روتے ہوئے حال سنا رہی تھی۔۔

اللہ معاف کرے اتنی بد دعائیں اور اتنے بڑے بڑے

جھوٹ۔۔۔افغان ایک دم آبان کے کان کے پاس جھک کر سرگوشی میں

بولا

۔۔

آنکھیں دھندلا سی گئی تھیں۔۔دل جیسے کسی کھائی

میں

سے

جا گرا تھا۔۔آنکھوں وہ او جھل ہو گیا تھا۔۔وہ آنکھوں کو میچتی ان میں آئی نمی

کو واپس اندر دھکیلتی رخ موڑ گئی تھی۔۔

پلی۔۔ززز۔۔۔رک۔۔جاؤ۔۔۔وہ سر جھکائے بامشکل بولا۔اسکی حالت

پر مناہل کی آنکھیں اشک بار تھیں۔۔یہ وہ

آہان میں تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ آہان جس کی آنکھوں کی چمک کبھی مدہم نہیں ہوتی تھی آج اسکی آنکھیں جیسے بجھ چکی تھی۔۔ وہ لب جن پر

ہمیشہ مدہم مسکراہٹ قائم رہتی تھی آج بے بسی سے آپس میں پیوست تھے۔۔ وہ چہرا جس پر ہمیشہ خوشی کی رمق کا گمان ہوتا تھا آج خوشی کے علاوہ ہر تکلیف دہ احساس تھا اس پر۔۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی جو بامشکل اپنے آنسوؤں کو ضبط دیے کھڑا تھا۔۔

کہیں بیٹھ کر بات کریں۔ وہ آس پاس لوگوں کو دیکھتی ہوئی اجنبی لہجے میں بولتی آہان میر کے دل کی کرچیوں میں اور اضافہ کر گئی۔۔۔ اس نے تڑپ کر نظریں مناہل کی جانب اٹھائی تھیں۔۔ سانس رک گیا تھا۔ وہ کالی آنکھیں

برسنے کے لیے تیار تھیں۔۔اور بس یہی ادا تھی کہ مناہل کر دل بے سکون کر گئی تھی۔۔

کیا سچ میں سامنے کھڑے اس شخص سے کبھی بے پرواہ یا اجنبی رویہ اختیار کر سکتی تھی۔۔ کیا وہ آنکھوں میں تکلیف دیکھ سکتی تھی۔۔ چلیں۔۔۔اس نے پھر سے کہا اور بغیر اسکی جانب دیکھے آگے بڑھ وجود کپکپا رہا تھا۔۔آنکھیں برس رہی تھی۔۔

ان

گئی۔۔

یقین کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔وہ شخص جو اس سے نفرت کا دعوے دار تھا وہ چار سال بعد اسے بھری بھیڑ ایسے پہچان لے گا۔۔نا صرف پہچان لے گا بلکہ اس

کے سامنے ان نم آنکھوں کے ساتھ سر جھکا کر کھڑا ہو کر ایک بار پھر اسے اپنا

اسیر کر لے گا۔۔اسکے حلق ایک کپکپاتا سرد سانس نکلتا ہوا میں تحلیل ہوا

تھا۔۔۔وہ اس کے پیچھے اس کے قدموں کے نشانوں پر اپنے

سے

بوجھ سے بھاری ہوتے قدم رکھتا چل رہا تھا۔۔۔آ۔۔آپ کہاں۔۔

تھی۔۔؟وہ کسی پارک کے گراؤنڈ میں بنے ٹیبل پر بیٹھے تھے۔۔جب آبان

نے بامشکل لفظوں کو جوڑ کر پوچھا۔۔

زندہ تھی۔۔یہی کافی نہیں آپ کے لیے۔۔۔منابل چہرا

موڑ کر اسے دیکھتی سنجیدگی سے بولی۔۔مم۔۔میں نے بہت ڈھونڈا تھا۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتا دھیرے سے بولا۔۔آنکھوں سے دوبے

مول آنسو نکلتے اس کے ہاتھوں پر جا گرے۔۔ کیوں پہلے جو ذلیل کیا تھا وہ کم

تھا کیا جو مجھے ڈھونڈ کر باقی کثر پوری کرنی تھی۔۔ وہ اس کے جھکے سر اور

ہاتھوں کو دیکھتی زخمی سا مسکرا کر بولی۔۔ آبان نے تڑپ کر اسکی جانب دیکھا

تھا۔۔ آنکھیں پھر

سے

جھلملا گئی تھیں۔۔

ا۔۔ ایسا۔۔ نہیں ہے۔۔۔ آبان کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس

ہوئی تھی۔۔

ایسا نہیں ہے تو پھر کیسا ہے آبان۔۔ کیا چاہتے ہو اب بتاؤ۔۔ کیوں روکا

مجھے۔۔ کچھ نہیں ہے میرے پاس اب

تمہیں دینے کے لیے۔۔ تمہاری من اسی دن مر گئی تھی جب تم نے اسے دھوکہ باز اور مکار کہا تھا۔۔ تم اسی دن اسے کھو بیٹھے تھے جب اس کے بھروسے اور جزبات کی دھجیاں اڑائی تھی تم نے۔۔ تم نے من کو اسی دن مار ڈالا تھا جب اسکی محبت کو اس پر عذاب بنا دیا تھا تم نے۔۔ من مر گئی تھی اسی دن اسی لمحے جب آبان نے کہا تھا من اس قابل نہیں ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔ بلکہ وہ تو آبان کی نفرت کے قابل بھی نہیں ہے۔۔ تو اب کیوں آئے ہو۔۔ من کو مار کر سکون نہیں ملا

کیا جواب مناہل کو بھی مار دینا چاہتے ہو۔۔ وہ ضبط سے ہاتھ جھلا کر چیخی تھی۔۔ آبان سے سانسیں لینا دشوار ہو گیا تھا۔ اتنا اجنبی لہجہ۔۔ اس لہجے میں بسی نفرت کی جھلک آبان کے دل پر کوڑے برسانے لگی تھی۔۔ ہاں آبان کی من تو کبھی اس سے

ایسے بات نہیں کر سکتی تھی۔۔

مم۔۔ مجھ سے۔۔اس لہجہ میں۔۔ بات مت کریں من میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں نہیں۔ برداشت کر پارہا آپکی یہ بے رخی۔۔۔۔۔آپکی۔۔ہی۔۔یہ نفرت... پلیززز... مجھے معاف کر دیں۔۔۔میں بہت اذیت میں ہوں۔۔ میں۔۔ نہیں رہ سکتا۔۔ایسے۔۔ مجھے ایک ہی بار مار دیں۔۔روز روز مرنا مجھ... مجھے بہت اذیت دیتا ہے۔۔ پلیز۔۔ایک بار۔۔بس ایک بار معاف کر دیں۔۔وہ اس کے قدموں میں بیٹھ کر گڑگڑا رہا تھا۔۔۔ مناہل دنگ رہ گئی تھی۔۔وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔۔ مناہل نے کبھی یہ تو نہیں چاہا تھا کہ وہ ایسے تڑپے ایسے روئے۔۔وہ موت مانگے۔۔۔اٹھو آبان۔۔وہ اپنے آنسو پیتی بھاری آواز میں بولی۔۔پر آبان نے سر نہیں اٹھایا تھا۔۔وہ ہچکیاں بھر رہا

تھا۔۔پلی..زز..من..مجھے بخش دیں۔۔یہ احساس ندامت مجھے سکون

نہیں لینے دے رہا۔۔نا جینے دیتا ہے اور نا ہی مرنے۔۔۔پلیز۔۔

یار۔۔پلیز..مجھے معاف کر دیں۔۔وہ کرب کہتا اپنے ہاتھ اس کے آگے

جوڑنے ہی والا تھا کہ منابل اس کے ہاتھ تھام گئی۔۔۔

پاگل ہو گئے ہیں کیا آپ۔۔۔میں نے کہا نا اٹھیں یہاں سے۔۔میں آپ

سے ناراض نہیں ہو۔۔تو معافی کس چیز کی دوں۔۔وہ ہمارا نصیب تھا۔۔وہ

سب ہماری قسمت لکھا تھا اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔خود کو

بلاوجہ قصوروار مت سمجھے۔۔وہ ضبط سے بولی۔۔اس کے لہجہ میں اب کوئی

طنز نہیں تھا۔نفرت نہیں

میں

آبان نے سر اٹھایا تھا۔۔آنسوؤں سے بھری وہ سرخ ہوتی کھالی آنکھیں

سامنے بیٹھی لڑکی کی ان بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔ناراض نہیں

ہیں نا۔۔وہ بچوں کی طرح کہتا گھٹنوں کے بل ہی اسکی جانب کھسکا تھا۔۔

میں نے کہا ہے اٹھو یہاں سے اوپر آکر بیٹھو۔۔۔آبان کو اپنے گھٹنوں کے

قریب بیٹھے دیکھ کر وہ مصنوعی سختی سے بولی۔۔پر اثر کسے ہوا تھا۔۔من۔۔

نہیں۔۔۔مجھے۔۔یہی بیٹھنا ہے۔۔پلیز...وہ باقاعدہ ہچکیاں بھرتا معصومیت

سے بولتا اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔وہ ساکت سی اپنے گھٹنوں کے پاس بیٹھے

اس

سے

مغرور شہزادے کو دیکھ رہی تھی۔۔جو ایک آس اس کی جانب نظریں

اٹھائے بیٹھا تھا۔۔بولیں نا...ناراض نہیں ہیں نا مجھ سے۔۔۔اس نے اپنی

بات پر زور دیا۔۔ بھلا آبان کی من کبھی اسکی آس توڑ سکتی تھی۔۔ وہ اسکی

جانب تھوڑا جھکی تھی۔۔ پھر بے ساختہ اپنا دایاں ہاتھ آبان کی آنسوؤں سے

تر گال پر

رکھ گئی تھی۔۔ اتنے سالوں بعد اس کے لمس کو محسوس کرتا وہ آنکھیں موند

گیا تھا۔۔ آنسو ایک بار پھر آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔۔ نہیں۔۔۔ بالکل

نہیں۔۔۔ میں کبھی آبان سے ناراض نہیں ہو سکتی۔۔۔

لیے

نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ میں کبھی آبان سے ناراض نہیں ہو سکتی۔۔۔ وہ

اسکے چہرے کو نظروں کے حصار میں مدہم آواز میں بولی آبان نے آنکھیں

کھولی تھیں۔۔ آنکھوں میں ایک اور امید کا دیا جلا تھا۔۔ گلے میں ایک

گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔اس نے پلکوں کو دو تین بار جھپکا تھا۔۔مناہل نے بڑی فرصت سے یہ سارا عمل دیکھا تھا۔۔ان آنکھوں کی ہی تو وہ اسیر تھیں۔۔

آ..آپ..آ..آبان کی۔۔مم. من ہیں نا۔۔۔؟ پھر سے ایک امید بھرا سوال آیا تھا۔۔وہ بچہ بنا اس سے معصومیت بھرے سوال کر رہا تھا۔۔۔

مناہل خاموش ہو گئی تھی۔۔اس سوال کا جواب شاید

اس کے پاس نا تھا۔۔

بولیں نا۔۔۔وہ بضد ہوا۔۔۔

اٹھ جائیں آبان۔وہ نظروں کا رخ موڑ کر بولی اور اسکی گال پر دھرا ہاتھ ہٹا لیا۔۔اس کا جواب نا دینا اور

نظریں چرا الینا آبان کی سانسیں روک گیا تھا۔۔ من.... وہ صدا ماتی انداز میں

اتنا مدہم بولا تھا کہ وہ

بامشکل سن پائی تھی۔۔۔

آ۔۔آپ نے شادی کرلی ممن۔۔۔ وہ بولا تھا ٹوٹے دل کی کرچیاں اب روح

کو زخمی کرنے لگی تھی۔۔ یہ حقیقت قبول کرنے والی نہیں تھی۔۔

میرے بس میں کچھ نہیں تھا۔۔ وہ اسکی ٹوٹی بکھری

حالت کو دیکھتی شکستہ لہجہ میں بولی۔۔ آ۔۔آپ نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا

تھا۔۔۔ وہ رو پڑا تھا۔۔ اسکی من اب کسی اور کی تھی۔۔ یہ احساس ہی جان لیوا

تھا۔۔

انتظار۔۔ وہ کہتے ہوئے زخمی سا مسکرائی۔۔ جو کچھ

آپ نے کہا تھا اسکے بعد کوئی جواز بنتا تھا آپ کے انتظار کا۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی پوچھنے لگی

: کیوں احساس نہیں تھا۔ اگر احساس نا ہوتا تو کیا آج وہ ایسے تمہارے سامنے ہوتا، کیا وہ چار سال کے بعد بھی تمہارا انتظار کر رہا ہوتا، کیا وہ تمہارے آگے ایسے رو رہا ہوتا، اور کیا وہ تمہیں کہتا کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ وہ تو سچ میں تمہارا دیوانہ ہے تمہارا وہی چار سال پہلے والا عاشق۔۔ دل نے فوراً دماغ کی نفی کرتے ہوئے اس کے حق میں نا جانے کتنی دلائل دے ڈالی تھی۔۔

میں سب ٹھیک کر دونگا۔۔ وہ اچانک ہی اسکے قدموں

میں بیٹھتا اسکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔ لہجہ میں خوشی کی رمق اور یقین تھا۔ مناہل نے گڑ بڑا کر پہلے اسے اور پھر آس پاس دیکھا۔۔ شام کا وقت ہو چکا تھا۔ پارک میں آہستہ آہستہ لوگ سیر و تفریح کے لیے بڑھتے جا رہے تھے۔۔

کیا ٹھیک کریں گے ہاں ؟ وہ غصے سے بولی۔ آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ میں سب ٹھیک کر دونگا۔۔ میری وجہ سے سب ہوا نا آپ کے ساتھ۔ میں ہی سب صحیح کرونگا۔ وعدہ کرتا ہوں آپ کے ہر دکھ ہر تکلیف کا ازالہ اپنی خوشیوں سے بھروں گا آپ بس ایک بار ہاں کر دیں۔ وہ اسے یقین دلاتا جواب طلب نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ مناہل خشک لہجے میں کہتی ایک

:

اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ مناہل خشک لہجے میں کہتی ایک سیکنڈ میں اسکی آنکھوں

میں جلتی امید کی جوت کو بجھا گئی۔۔

لیکن کیوں۔۔اس نے فوراماتھے پر بل سجا کر سوال کیا۔۔میں کہہ رہی ہوں

اس لیے۔۔اب اٹھو یہاں سے سب

ادھر دیکھ رہیں ہیں۔۔اس نے کہتے ادر گرد کا ہوش دلایا اور آہان فوراًاسکی

بات مانتا وہاں سے اٹھا تھا۔۔اور آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔؟ فوراًسوال

بھی کیا

تھا۔۔

۔۔

کیوں کہ میں اب تھک گئی ہوں۔اور برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ

میں۔۔مجھے نہیں کرنی اب شادی۔۔مجھے نہیں آزمانا اپنی قسمت کو دوبارہ۔۔

ایسا نا کہیں من پلیز۔ایک موقع تو دیں مجھے۔۔پلیز۔۔پلیز نا یار۔۔وہ نم

آنکھیں جھپکتا اسکے قریب آکر رکتا ہوا بولا۔۔آنکھیں جو چند لمحے پہلے

تک خشک تھی اب پھر سے برسنے کو تیار تھی۔۔آبان پلیز چلیں جائیں یہاں

سے اب۔۔وہ اس سے چراتے ہوئے بولی۔۔میں سب ٹھیک کردونگا۔۔

پلیز مت بھولیں ایسا۔۔میں نہیں رہ سکتا۔۔میں مر جاؤں گا۔۔وہ اچانک ہی

اس کے قدموں میں بیٹھ کر اسکے آگے ہاتھ جوڑ کر بھاری آواز بولا: تھا۔۔

مناہل تو دنگ رہ گئی تھی۔۔

میں

نظریں

آبان۔۔۔!!! وہ بڑبڑائی تھی۔۔آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔۔اسے

ہرگز امید نہیں تھی کہ وہ شاید اب اتنا ٹوٹ

چکا تھا اندر سے

کہ ایک بار پھر اسے کھونے کے ڈر سے

جیسے سچ میں مر رہا تھا۔۔

←

مجھے یہ سزا مت دیں۔۔پلیز یاررر۔۔۔آئی لو یو۔۔آئی رئیلی لو یو۔۔آئی

کانٹ لائیو ود آؤٹ یو۔۔پلیز میں بہت

محبت کرتا ہوں آپ سے۔۔وہ ہچکیوں میں بولا تھا۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔اٹھو

یہاں سے سب دیکھ رہیں ہیں میں سوچ کر بتاؤں گی آپ کو۔۔اسکے سر عام

اظہارِ محبت پر وہ سرخ ہوتی بوکھلا کر ارد گرد دیکھتی جلدی سے بولی تھی۔۔

شکر تھا کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔۔وعدہ کریں آپ کا جواب ہاں میں

ہو گا۔۔اس نے شرط

رکھی تھی۔۔آبان آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔اٹھیں یہاں سے۔۔بے

ساختہ وہ اسکے جڑے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے دانت پیس کر بولی تھی۔۔ہاں

سچ میں میرا دماغ خراب ہے۔۔میں پاگل کیونکہ آپ سے بےانتہا محبت کرتا

ہوں۔آپ پہلے وعدہ کریں مجھ سے۔۔وہ بضد تھا۔اچھا ٹھیک ہے میں

وعدہ کتی ہوں اب اٹھو۔۔آخر تنگ آکر وہ اسکی بات مانتی ہوئی بولی تو آبان

نے چمکتی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔پھر کھڑا ہوتے ہوئے مسکرایا

تھا۔۔

میں

اسکو مسکراتا دیکھ من کا غصہ یک دم جیسے کہیں دور جاسویا تھا۔۔سیاہ کالی چمکتی

آنکھوں کے ساتھ

وہ مسکراتے ہوئے بہت خوبصورت لگتا تھا۔۔

:

اسکو مسکراتا دیکھ من کا غصہ یک دم جیسے کہیں دور جاسویا تھا۔۔سیاہ کالی چمکتی

آنکھوں کے ساتھ وہ مسکراتے ہوئے بہت خوبصورت لگتا تھا۔۔ہائے میں صدقے جاواں۔۔بے ساختہ مناہل منہ نکلا سے تو آہان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔دل میں سکون سا اترا تھا۔۔نا جانے کتنے سالوں بعد اسکے منہ سے اپنے لیے دوبارہ یہ لفظ سنے تھے۔۔آپ کے اس صدقے جاواں پہ ہائے میں مر جاواں۔۔۔وہ

سر کو ہلکا سا ہلاتا گہرا سانس بھر کر بولا تھا۔۔ مناہل نفی میں سر ہلا کر مسکرائی

تھی۔۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کہتا تھا۔۔۔ وہ واپس ٹیبل پر جا بیٹھی تھی آہان بھی

اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔ تھوڑی دیر وہ ایسے کی بیٹھے رہے تھے۔۔

وقت گرزتا چلا گیا تھا۔۔ آہان نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔ دل نے خواہش کی

تھی کہ کا وقت یہی تھم جائے

اور وہ تا عمر ایسے ہی اسکے پاس بیٹھا اسے دیکھتا رہے۔۔ دل تو نہیں تھا پر واپس

بھی تو جانا تھا۔۔ مناہل نے اسے دیکھا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ہمیشہ کی

طرح نرم نگاہوں سے۔۔ آنکھوں میں بے پناہ محبت کے

جزبات لیے۔۔ اسکو ایسے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ حیا سے سرخ ہو گئی تھی۔۔

اس نے فوراً ہی نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔۔ جیسے دیکھ کر آہان مسکرایا تھا۔۔

کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا اس کے اندر۔۔ وہ ویسی ہی تھی جیسی سالوں پہلے

تھی۔۔وقت وحالات اور کچھ شاید آہان کی غلطیو سے اسے آہان سے دور کر

دیا تھا۔آبان کو یکٹک اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ کنفیوز سی

ہو رہی تھی۔۔

:

اور آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔۔خود کی طرح ایک مضبوط مرد جسے کوئی

مجبور نہیں کر سکتا۔۔میں عورت ہوں آہان۔۔میرے پاس اتنا اختیار نہیں

کہ اپنا فیصلہ سنا پاؤں۔۔میں کمزور ہوں۔۔وہ بھرائی

میں

آواز میں بولی۔۔سانس قدرے تیز تھا۔۔مم۔۔میں مر جاؤں گا من۔۔۔

آپ کے بغیر مر جاؤں گا۔۔

اس نے کہتے ہوئے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔آپ نہیں تھیں تو امید تھی کہ آپ مل جائے گی مجھے۔ وہ امید مجھے زندہ رکھے ہوئے تھی۔ پر اب۔۔آپ کو پا کر کھو دینے کی اذیت میری روح کو جھنجوڑ رہی ہے۔۔

نمی میں

میرا دل بند ہو جائے گا۔ میں کیا کروں۔۔وہ اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتا کانپتی آواز میں بولا۔۔آنکھوں کی اضافہ ہوتا گیا تھا۔۔وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی جو ضبط کی آخری حدود کو چھو رہا تھا۔۔شاید اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہاں چیخیں مار مار کر رونا شروع کر دے۔۔۔وہ اسے دیکھ رہا تھا اس سے کوئی تسلی کوئی امید بخش بات سننا چاہتا تھا۔۔پر وہ خاموش تھی اور یہی خاموشی اس کی جان لینے کے درپر تھی۔۔۔

آپکی زندگی میں کوئی اور لڑکی نہیں ہے آہان۔۔؟جو آپ سے محبت کرتی ہو یا

آپ کو کبھی اچھی لگی ہو؟اس

کا سوال آبان کی سوچ کے بر عکس تھا۔۔وہ یہ نہیں سننا چاہتا تھا۔۔آنکھوں

کے پردوں میں اچانک سنائیہ کا آنسوؤں سے تر چہرا آیا۔۔وہ آنکھیں سختی سے

بند کرتا پھر سے کھول گیا۔۔

کیوں۔۔۔؟وہ ماتھے پر جان بوجھ کر نا سمجھی کے بل سجا کر بولا پر اسکی بات کی

وجہ تو وہ جان گیا تھا۔۔آپ نے یہ نہیں کہا کہ نہیں ہے مطلب کوئی ہے۔۔

ہے نا۔۔

وہ خود سے کچھ اخز کرتی ہوئی بولی۔۔ہممم۔۔۔آہان نے دھیرے سے سر ہلا

کر کہا اور اسکے گھٹنوں پر دھرے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔۔پھر سر اٹھا کر مناہل

کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا وہ اسکے تاثرات

جاننے کی کوشش میں تھا جو بالکل نارمل تھا۔۔وہ خفیف سا مسکرائی تھی۔۔

اور اسکی یہ مسکراہٹ آہان کا دل چیر گئی تھی۔۔اسے سچ میں فرق نہیں پڑا

تھا۔۔بلکہ وہ تو مسکرا رہی تھی۔۔جیسے یہ خوشی کی بات

تھی۔۔کیسی دکھتی ہے۔۔وہ متجسس سے تاثرات آنکھوں میں سجائے

بولی۔۔۔آہان نے کھالی کھالی نگاہوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔پیاری

ہے بہت۔۔۔خوبصورت سی۔۔بہت زیادہ تو نہیں پر تھوڑی سی سانولی ہے

اور یہ رنگت اس کے نقوش کو بہت ہی دلکش بنا دیتی ہے اتنا کہ انسان نظریں

ناہٹا پائے۔۔اوپر سے اسکی وہ معصومیت سے بھرا چہرا اور اسکی باتیں۔۔۔پھر

اسکی آنکھیں جو سحر میں جکڑ لیں۔۔۔وہ پیاری ہے پر میرے لیے نہیں

ہے۔۔وہ کسی اور

کی محبت ہے۔۔اور میں کسی سے اسکی محبت نہیں چھین سکتا۔۔محبت نا ملنے کی

اذیت مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے تو میں کیسے کسی اور کو اس اذیت

گزاروں۔۔وہ بولا تو مناہل خاموش ہو گئی۔۔وہ کیا

سے

وہ آپ کو پسند کرتی ہے کیا۔۔؟چند لمحوں کے بعد اس نے سوال کیا۔۔

ہمم۔۔پر کوئی اور اس پاگل سی معصوم لڑکی سے بہت سے بھی زیادہ محبت

کرتا ہے۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔

اور وہ کوئی کون ہے۔۔؟من نے پھر سے سوال کیا۔۔آنکھوں میں تجسس

ابھرا۔۔

شاید تم اسے جانتی ہو۔۔ تم نے اسے کئی نہیں بہت بار دیکھا ہو گا۔۔ آہان اس کے گھٹنے سے ہاتھ ہٹا کر بولا۔۔ کون۔۔۔؟ مناہل کے منہ سے حیرانگی سے نکلا۔۔۔ سنان مرزا۔۔۔ آہان سے صرف نام بتایا تھا۔۔

سنان مرزا وہ سوشل میڈیا سپر سٹار۔۔ آپ کا کزن؟ وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔۔ اسے کون نہیں جانتا تھا۔۔ آہان نے مدہم مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔ کتنی خوش قسمت ہے وہ۔۔ اس سے سنان مرزا محبت کرتا ہے۔ وہ سنان مرزا جس پر نا جانے کتنی لڑکیاں مرتی ہیں۔۔ اوہ واؤ۔ سنان مرزا کو بھی محبت ہو گئی۔۔ وہ اشتیاق سے کہہ رہی تھی۔۔ پھر اچانک خاموش ہو گئی اور آہان کو دیکھا۔۔ آپ اسے چھوڑ دو گے۔ سنان کے لیے۔ کیا آپ سچ میں

اس لڑکی کی محبت کو قبول نہیں کرو گے ؟ہمم سنان اس کے لیے بہت جنونی ہے۔۔آپ نہیں جانتی وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔پر میں دیکھ چکا ہوں۔ اگر وہ اسے نا ملی تو وہ پاگل زندہ بھی نا رہ پائے شاید۔۔آپ دعا کریں سنان کو اسکی محبت مل جائے۔۔

:

ہمم۔۔وہ محض اتنا ہی بول پائی۔۔

چند لمحوں کی خاموشی ان دونوں میں حائل ہو گئی تھی۔۔وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے تو کبھی ارد گرد۔۔شام ہونے والی تھی۔۔

اب میں چلتی ہوں۔بہت دیر ہو گئی ہے۔۔وہ بولی تو آہان نے بے ساختہ اسکے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔آنکھیں پھر سے جھلملانے لگی تھی۔وہ کہنا چاہتا تھا رک جائیں مت جائیں مجھے چھوڑ کر پر لبوں پر قفل

سجائے بے بسی سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔ میں کیسے رہوں گا آپ کے بغیر۔۔

چند لمحوں بعد وہ بولا تھا۔۔ آپ تو مجھ سے جینے کی ہر امید ہی لے کر جا رہی

ہیں۔ میرے اندر جینے کی جو ایک واحد آس بچی تھی وہ بھی آج ختم کر دی

آپ نے۔ تو بتائیں نا کیسے جیوں گا اب۔۔؟ مناہل خاموشی سے اسے سن رہی

تھی۔۔ جو شدت ضبط کی انتہا کو چھو رہا تھا۔ شاید بس نہیں چل رہا کہ وہی بیٹھے

بیٹھے چیخنا

اسکا

میں

شروع کر دے۔۔ زندگی میں ہمیں سب کچھ نہیں ملتا آہان۔ بھول جائیں

میں

کے کوئی من تھی آپکی زندگی میں۔ بھول جائیں مجھے۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ وہ اسکی آنکھوں دیکھتی سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔۔ آہان کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ اُمڈی تھی۔۔ تو صاف صاف کہیں نا کہ مر جاؤ آہان۔۔ بس ایک بار کہہ دیں کہ جاؤ مر جاؤ آہان باخدا اگلی سانس خود پر حرام کر لونگا۔۔ آپ کو بھولنا ہوتا تو آج میں یہاں اس حال میں نا ہوتا۔۔ آپ کے بغیر جینا ہوتا تو آج زندہ نا ہوتا۔۔ آپ کو کیوں سمجھ نہیں آرہا آہان کا آپ کے بغیر جینا ویسے بھی مر جانے جیسا ہے۔۔ وہ کرب سے کہتا من کو جھنجھوڑ رہا تھا۔

شادی کے تیسرے دن ہی میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی۔ یہ کہہ کر کہ میں بدکردار ہوں۔ میرے عاشق بہت ہیں۔ میں بے حیاء یوں وہ ایک

بے حیا اور بد کردار لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر کیسے رکھ سکتا ہے۔۔اس لیے مجھے طلاق دے دی تھی اس نے۔۔اس کے بعد امی اور بھائی کو لے کر ملتان آ گئی تھی اور تب سے یہی ہوں۔۔وہ اسے پوری تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔پر اس کے لہجے میں چھپا درد آہان صاف محسوس کر رہا تھا۔اسکی وجہ سے صرف اور صرف

میں

اس کی وجہ سے اس لڑکی کے کردار پر انگلی اٹھی تھی۔۔اسے کتنے دکھ ملے تھے۔۔آخر وہ اپنی کس کس غلطی کی معافی مانگتا سامنے بیٹھی اس لڑکی سے۔۔ہاں پر اب وہ سب ٹھیک کر سکتا تھا۔اس کے ہر درد ہر تکلیف کا ازالہ دے سکتا تھا۔وہ اب اسے اپنا سکتا تھا۔یہ خیال آتے ہی اسکی آنکھیں چمکی تھیں۔مناہل اسکی آنکھوں کی اس چمک اور لبوں پر بے ساختہ امڈنے والی

مدہم سی مسکراہٹ کو خفگی بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ مطلب اسکی

طلاق کی بات پر سامنے کھڑے اس حسن سے لاپرواہ لڑکے کو خوشی ہوئی

تھی۔۔ کتنا خود غرض تھا وہ اپنی خوشی سوچ رہا تھا اور جو تکلیف جو دکھ اسے

ملے تھے انکی پرواہ

تک نا تھی۔۔ دماغ نے خیال پیش کیا تھا۔۔

وہ واپس ٹیبل پر جا بیٹھی تھی آہان بھی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔ تھوڑی

دیر وہ ایسے ہی بیٹھے رہے تھے۔۔ وقت گزرتا چلا گیا تھا۔۔ آہان نے گہرا

سانس بھرا تھا۔۔ دل نے خواہش کی تھی کہ کا وقت یہی تھم جائے

اور وہ تاعمر ایسے ہی اسکے پاس بیٹھا اسے دیکھتا رہے۔۔ دل تو نہیں تھا پر واپس

بھی تو جانا تھا۔۔. مناہل

نے اسے دیکھا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح نرم نگاہوں

سے۔۔ آنکھوں میں بے پناہ محبت کے

جزبات لیے۔۔ اسکو ایسے اپنی جانب دیکھتا پاکر وہ حیا سے سرخ ہو گئی تھی۔۔

اس نے فوراً ہی نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔۔ جیسے دیکھ کر آہان مسکرایا تھا۔۔

کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا اس کے اندر۔۔ وہ ویسی ہی تھی جیسی سالوں پہلے

تھی۔۔ وقت و حالات اور کچھ شاید آہان کی غلطیو سے اسے آہان سے دور کر

۔۔ دیا تھا۔ آہان کو یک ٹک اپنی جانب دیکھتا پاکر وہ کنفیوز سی ہو رہی تھی

اب مجھے چلنا چاہیے۔۔۔ وہ اٹھتے ہوئے بولی۔ دوبارہ کب ملے گیں۔۔ آہان

نے بے چینی سے پوچھا۔۔ وہ

۔۔بھی فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا

جب

قسمت

میں ہوا۔۔وہ اسکی بے چینی پر مسکرا کر

اور قسمت میں کب ہو گا۔۔۔؟؟ پھر بے تاب لہجے میں

۔۔سوال آیا

جب

۔۔اللہ چاہے گا۔۔۔اور اللہ کب چاہے گا

جب ہم دونوں کا ملنا مقدر میں ہو گا تب اللہ کن فرمائے گا اور ہم مل جائیں گے۔۔ سمجھے۔۔ اب مجھے جانے دو۔۔ اس نے کہتے ہوئے دو قدم آگے۔۔ بڑھائے ہی تھے جب آہان بولا

اپنا نمبر یا ایڈریس تو دیتی جائیں نا۔۔ کیوں تڑپا کر جانا چاہتی ہیں مجھے۔۔ وہ چڑ کر بولا تھا۔۔ مناہل نے بغور رک کر اسے دیکھا تھا۔۔ وہ بہت پیارا لگا تھا۔۔ کیا

۔۔۔ وہ اس پاگل لڑکے کو نا کر سکتی تھی

لکھو۔۔۔ وہ مصنوعی سختی سے بولی۔۔ آہان مسکرایا تھا۔۔ اور فوراً اپنا موبائل نکالتا اس کا نمبر نوٹ کرنے لگا۔۔ جیسے جیسے وہ بتا رہی تھی۔۔۔ اس کے بعد اس نے اپنا ایڈریس بھی بتا دیا تھا۔۔ آہان کی خوشی کا ٹھکانہ

ناتھا۔۔اب خوش۔۔۔مجھے جانے دو اب۔۔ خبر دار جو مجھے روکا۔۔۔وہ آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی تو آہان نے تابعداری سے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو تھوڑا

۔۔۔۔جھکایا

۔۔ نہیں روکتا جائیں۔۔۔وہ مطمئن سا بولا پر مناہل کے دل کو کچھ ہوا

کیا سچ میں چلی جاؤں۔۔۔؟ وہ اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے کھوئے ہوئے لہجہ میں بولی۔۔ تو آہان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔وہ دو ۔۔ قدم چلتا اس کے قریب آکر رکا

آپ جائیں گی تو میں آؤں گا نا آپ کے پاس۔۔اس نے من کے کان میں ایک پر امید سرگوشی کی تھی۔۔۔سچ میں آؤ گے نا۔۔ بھول تو نہیں جاؤ گے۔۔۔؟اس کا لہجہ بدل سا گیا تھا۔۔ شاید اس میں اب ڈر کی جھلک

تھی۔۔

بالکل آؤں گا۔۔آپ کے بغیر آہان نے جانا کہاں ہے۔۔۔آپ ہی کے پاس ہی تو آنا ہے اس نے۔۔۔وہ یقین سے بولا اور اسکے نقاب میں لپٹے چہرے کو محبت سے دیکھنے لگا۔۔وعدہ کرو گے ؟اسکی آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔۔

پکا وعدہ۔۔۔آہان آئے گا آپ کے پاس۔۔اپنی من کے پاس۔۔۔آپ جانتی ہیں نا آہان اپنے وعدوں کا کتنا پکا ہے۔۔میں وعدہ کرتا ہوں من میں آپ کے پاس ضرور آؤں گا اور بہت جلد آؤں گا۔۔اب آپ جائیں بہت دیر ہو گئی ہے۔۔وہ اسکے چہرے کے پاس جھکا مدھم مسکراہٹ سے بولا تھا۔۔پر نا جانے کیوں دل کیا اسے روک لے۔۔اسے نا جانے دے۔۔آہان نے اپنی نظروں کا زاویہ اسکی نم پلکوں کی جانب کیا تھا۔۔

آپ ہنستی رہا کریں۔۔جب آپ ہنستی ہیں تو آپکی آنکھیں بھی ہنستی ہیں۔۔اور آپکی یہ آنکھیں ہنستے ہوئے بہت دلکش لگتی ہیں۔۔میں نظر نہیں ہٹا پاتا ان سے۔۔۔وہ کہتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔جبکہ مناہل بس

سر ہلا کر مدہم سا مسکرا سکی تھی۔۔اور آگے کی

جانب قدم بڑھا گئی۔۔۔کچھ آگے جا کر وہ رکی تھی اور پلٹ کر پیچھے کھڑے آہان کو دیکھا تھا۔۔جو اس سے دو قدم کے فاصلے پر چلتا اس کے پیچھے ہی آ رہا ۔۔۔تھا۔۔آپکی یہ عادت گئی نہیں آہان۔۔وہ اسے گھور کر بولی

عادتیں اتنی آسانی سے تھوڑی بدلتی ہیں۔خاص کر وہ عادتیں جو محبت نے ڈالی ہوں۔۔۔وہ تو پھر کبھی نہیں

چھوٹتی۔۔انسان چھوڑنا چاہے تو بھی نہیں۔۔وہ قدرے اطمینان سے کندھے اچکا کر بولا۔۔سدھر جائیں۔۔سدھر جائیں آپ۔۔ہمیشہ سے کہا

جانے والا جملہ کہا گیا تھا۔۔آپ جب میری زندگی میں مکمل طور پر آجائیں گی

ناتو سدھر جاؤں گا۔۔وہ چہرا جھکا کر ہنستے ہوئے بولا۔۔تب آپ نے اور بگڑنا

ہے سدھر نہیں ہے۔۔۔مناہل نے اس کے جھکے سر کو محبت سے دیکھتے

ہوئے کہا اور پلٹ

گئی۔۔وہ آگے آگے چل رہی تھی اور آہان ہاتھوں کو پشت پر باندھے اس سے

دو قدم پیچھے جہاں جہاں اس کے قدم

پڑ رہے تھے اس جگہ کو دیکھتا ان پر اپنے قدم رکھتا چل رہا تھا۔۔وہ پارک سے

باہر آگئی تھی۔۔سامنے مین سڑک تھی۔۔جسے پار کر کے دوسری جانب اس

نے جانا

تھا۔۔

اس نے مڑ کر ایک بار پھر آہان کو دیکھا وہ اس کے پیچھے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔۔دل کی دھڑکنیں

بڑھنے لگی تھی۔۔اس نے وہی کھڑے کھڑے آبان کے چہرے کو اپنی

نظروں میں بسایا تھا۔۔اس کے اس طرح دیکھنے پر آہان کو کچھ غلط ہونے کا

۔۔احساس سا ہونے لگا تھا

مجھے روک لو آہان میں نہیں جانا چاہتی آپ سے دور۔۔۔وہ بھیگی آواز میں

کہتی پلٹ کر سڑک پار کرنے لگی تھی۔۔اسکی اس پکار پر آہان تھم گیا تھا۔۔

دل نے کہا تھا روک لو اسے۔۔۔جو سڑک کے بیچ میں پہنچنے والی تھی۔۔کچھ

کھو دینے کا احساس شدت جاگا تھا۔۔سے من۔۔۔آہان کی پکار پر وہ بیچ

سڑک میں ہی رکی تھی۔۔آجائیں میرے پاس۔۔۔آہان نے ہاتھ بڑھایا

تھا۔۔وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔اسکے بڑھے ہاتھ کو دیکھ کر مناہل

نے مسکرا کر اسکی جانب ہاتھ بڑھایا تھا کہ ۔۔۔ہی چرررررر ۔۔۔۔۔دائیں

جانب سے آتی کار بریک لگانے کی کوشش کرتے کرتے اسے ہٹ کر گئی

تھی ۔۔آہان کا اسکی جانب اور اسکا آہان کی جانب بڑھا ہاتھ وہی رہ گیا تھا۔۔۔

وہ ہوا میں اڑتی ہوئی سڑک کے کنارے پر آ گری تھی ۔۔۔چہرے سے نقاب

ہٹ گیا تھا۔۔۔ سر سے سڑک کو سرخ کرتا چلا گیا تھا۔آہان ساکت رہ گیا

تھا۔۔پلکیں جھپکنے سے انکاری تھی ۔۔ہر طرف جیسے

نکلتا خون

پلکیں جھپکنے سے انکاری تھی ۔۔ہر طرف جیسے سکوت چھا گیا تھا۔۔اگر شور

سنائی دیتا تھا تو صرف ۔۔دھک دھک دھک دھک دھک ۔۔۔

کرتے سینے میں دھڑکتے اس دل کا جو سینے سے باہر نکلنے کی کوشش میں

تھا۔۔آہان کی وہ ویران ہوتی آنکھیں اپنے سامنے سے ہٹ کر بائیں جانب

زمین پر بے سدھ پڑی مناہل پر گئی تھی۔۔۔آنکھیں جھلملا گئی تھی۔۔سب ختم ہو گیا تھا۔۔۔کیا وہ چلی گئی تھی۔۔۔؟آبان اسے نہیں روک پایا تھا۔۔۔

مناہل کے ارد گرد لوگ اکھٹے ہونے شروع ہو گئے تھے۔۔پر اسکی نظریں دائیں جانب ابھی تک ویسے ہاتھ بڑھائے ساکت کھڑے آہان پر تھیں۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی جو جم گیا تھا ایک ہی جگہ۔۔۔اسکی ہمت نہیں ہو رہی تھی من کی جانب قدم بڑھانے

کی۔۔آہ۔۔۔آہہ۔۔ہان۔۔۔۔اس نے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔۔ان کے ہزبینڈ کو بلا کر لائیں۔۔۔۔ہجوم میں کھڑی ایک لڑکی من کی اس پکار اور اشارے کی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔۔اس کا اشارہ آہان کی جانب تھا۔۔

ہجوم میں سے ہی کوئی آدمی بھاگ کر آہان کی جانب آیا تھا۔۔چلو بھائی۔۔ ہمت کرو۔وہ اسے زبردستی گھسیٹ کر لا رہا تھا۔۔۔آبان اپنے بھاری ہوتے

قدموں کو گھسیٹتا اسکے ساتھ بڑھ رہا تھا۔۔ من کے پاس آتے ہی وہ بے جان

ساگھٹنوں کے بل اس کے پاس گرنے کے انداز میں

۔۔ تھا

بیٹھا

مم... من۔۔۔وہ بھیگی آواز میں بولا۔۔اسے لگا جیسے یہ سب ایک ڈراؤنا

خواب تھا۔۔پر وہ تو حقیقت تھی۔۔ حقیقت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا تھا۔۔دیکھتے

ہی دیکھتے اسکی آنکھوں سے یک دم آنسو بہنے لگے تھے۔ نن۔۔ نہیں کریں

۔۔نا۔۔پلی۔۔زز۔۔۔ی۔۔یہ۔۔۔وہ رو رہا تھا

اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔۔کوئی ایمبولینس کو بلاؤ پلیززززز۔۔۔وہ آس

پاس دیکھتا چلایا تھا۔۔۔آ۔۔آہا۔۔ن۔۔۔مجھ۔۔۔مجھے۔۔آ۔۔آپ

سے۔۔بہت محبت۔۔ہے۔۔ا۔۔اپنا خ۔۔۔خیال رکھ۔۔نا۔۔۔وہ گہرے

گہرے سانس لیتی بامشکل بولی تھی۔۔۔ایسا مت کریں میرے ساتھ۔۔

میں مر جاؤں گا۔وہ اس کا خون سے بھرا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے بولا۔۔۔

ہجوم میں کھڑے لوگوں کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں ان دونوں کو ایسے دیکھتے

ہوئے۔۔۔آ۔۔ہان۔۔۔مم۔۔میری ام۔۔۔می- مم۔۔میرا۔۔۔

بھائی۔۔۔آپ۔۔خ۔۔یال۔۔وہ ٹوٹے پھوٹے لہجہ میں بولی۔۔وہ دونوں

۔۔۔رو رہے تھے

پلی۔۔۔ززز۔۔ من۔۔۔مجھے مت۔۔دیں ایسی اذیت۔۔۔ابھی ایمبولینس

آجائے گی۔۔۔آپ ٹھیک۔۔ہو جائیں گی۔۔سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے کپکپاتے ہاتھوں کی گرفت

سخت کرتے ہوئے کسی بچے کی طرح

روکر بولا تھا۔۔۔وہ ہچکیاں بھر رہا تھا۔۔آس پاس کھڑے لوگ اس نوجوان مرد کو دیکھ رہے تھے جسے کسی کا ہوش نہیں تھا۔۔۔وہ سوائے دعا کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔آہان نے اس کا سر احتیاط سے کر اپنے گھٹنے پر رکھا تھا۔۔۔

اٹھا

اچانک آہان کی نظریں اسکے زخمی چہرے پر گئی تھی۔۔جہاں ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔۔بائیں گال پر خراش تھی اور ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا۔۔۔وہ بے نقاب تھی۔۔پھر اس نے آس پاس کھڑے مردوں کو دیکھا تھا۔۔کوئی مرد اسے بے نقاب دیکھے یہ وہ کہاں برداشت ہر سکتا تھا۔۔

آہان نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس کے دوپٹے کا کونا پکڑا کر اس کے

چہرے پر واپس نقاب کی طرح دے دیا تھا۔۔ من نے آنکھوں کو جھپکا تھا۔۔

جیسے وہ خوش

ہوئی تھی۔۔۔ من۔۔۔ من۔۔۔ پلی۔۔۔ززز۔۔۔اس کو گہرے

۔۔۔ گہرے سانس بھرتا دیکھ وہ التجا کر رہا تھا

۔۔میں

مم۔۔۔مجھ۔۔ھے۔۔۔آ۔۔آپ۔۔سے۔۔ع۔۔ش۔۔ق۔۔۔ہے۔۔

من۔۔۔نے بہت۔۔دعائیں کی تھی۔آ۔۔ہان۔۔کے مل۔۔جج۔۔جانے

کی۔۔۔آ۔۔آپ۔۔مجھ۔۔۔مجھے مل گئے۔۔پر اس۔۔بار۔۔۔نے آ۔۔آپ

کو۔۔کھو۔۔دیا۔۔وہ کہہ رہی تھی۔۔۔آنکھیں برس رہی تھی۔۔۔

سانسوں بامشکل آجا رہی تھیں۔۔۔آہان نے ہچکیاں بھری تھیں۔۔میں

نہیں رہ سکتا آپ کے بغیر۔۔۔مجھے چھوڑ کے مت جائیں۔۔۔اتنی مشکل

سے تو ملی ہیں پھر سے مت دور ہوں مجھ سے۔۔اب آپکی جدائی میں

برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔۔مجھے۔۔موت کا پروانہ مت دیں۔۔۔

من۔۔۔پلیز۔۔۔آپ کو میری قسم۔۔۔میں دل پھٹ جائے گا مت کریں

۔۔۔ایسا۔۔۔وہ گہرے سانس بھرتا چلایا تھا

تک

آ۔۔آپ بہت اچھے۔۔ہیں۔۔پر ہمارا۔نصیب۔۔یہی تھا۔۔میں انت۔۔

ظار کروں۔۔گی۔۔قیامت کے روز۔۔۔سے آپ۔۔کو مانگو۔۔گی۔۔۔

میں قیامت۔۔۔تک

.اللہ

اسے دیکھ رہی تھی جیسے ایک آخری بار اسے جی بھر کر دیکھ لینا چاہتی ہو۔۔۔

اللہ۔۔۔۔!! آہان نے بے بسی سے اللہ کو پکارا تھا۔۔۔ پھر مناہل کو دیکھا

جس نے آنکھیں موند کر ایک لمبا سانس لیا تھا۔۔اس کا چہرا تھوڑا اوپر

کی جانب ہوا تھا۔۔۔ پھر ایک جھٹکا سا لگا تھا۔۔اور وجود ساکت ہو گیا تھا۔۔

ساکت تو آہان بھی ہو گیا

اسکا

۔۔۔ تھا

من۔۔۔۔اس نے اسکے وجود کو جھنجھوڑا تھا۔۔ من۔۔۔ اٹھیں۔۔۔

پلیز۔۔۔۔ وہ چلا رہا تھا۔۔پر وہ چلی گئی تھی۔۔۔ وہ اسے ایک بار پھر تنہا کر گئی

۔۔۔ تھی

من۔۔!!! خدا کے لیے اٹھ جائیں۔۔۔ مت کریں ایسا۔۔۔ وہ

التجائیں کر رہا تھا۔۔

اااللہ !!!!

میرے

اللہ۔۔۔۔یہ۔۔۔کیا کر دیا۔۔یہ۔۔۔کیسی سزا دی

ہے مجھے۔۔۔اللہ جی۔۔۔وہ روتے ہوئے اللہ کو پکار رہا

تھا۔۔

اسکی من چلی گئی تھی ہمیشہ کے لیے۔۔۔اس سے وعدہ لے کر۔۔۔یقین

کرنا مشکل پر یہ سچ تھا۔۔اور پھر جانے

والے کب رکتے ہیں کسی کے لیے۔۔ایمبولینس آگئی تھی۔۔۔اسے کب

ہاسپٹل اور پھر اس کے گھر لایا گیا آہان کو ہوش نا تھا۔۔وہ رات تک گھر نا آیا

تھا۔۔۔سب پریشان تھے۔۔اسکا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔۔۔افنان،زین،

سنان سب اسے ڈھونڈ رہے تھے۔۔سنان اس جگہ آیا تھا جہاں وہ اسے چھوڑ

کر

۔۔گیا تھا

کیا تمہیں پکا یقین ہے وہ لڑکی مناہل تھی۔۔۔افنان نے پوچھا تو سنان نے

۔۔اسے دیکھا تھا۔۔رات کے دس بجنے والے تھے

ہو سکتا ہے وہ مناہل کے گھر چلا گیا ہو۔۔اسکے ساتھ۔۔۔زین نے سوچتے

۔۔ہوئے کہا

نہیں۔۔وہ اتنا لاپرواہ نہیں ہے۔۔وہ جہاں بھی جاتا اور کسی کو نہیں تو مجھے

ضرور میسج کر دیتا۔۔ضرور کچھ غلط ہوا ہے اسکے ساتھ۔۔افنان پریشانی سے

بولا

۔۔ تھا

یارررر۔۔۔پتا نہیں کہاں ہو گا کس حال میں ہو گا وہ۔۔۔سنان بے چینی سے بولا تھا۔۔ جبکہ افنان ایک بار پھر اپنی جیب سے فون نکالتا اسے کال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ زین آس پاس نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔ارد گرد زیادہ اندھیرا نا تھا۔۔ ہیلو۔۔آہان۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔ تمہیں کب سے ڈھونڈ رہے ہیں

ہم۔۔۔ کہاں چلے گئے ہو۔۔سب پریشان ہو رہے ہیں۔۔نا کوئی خبر نا کوئی اطلاع پوری رات گزرنے کو ہے۔۔۔ہو

کہا تم۔۔۔ صد شکر تھا کہ اس بار اس نے فون اٹھا لیا تھا۔۔اسکے فون اٹھاتے ہی افنان زرا غصہ سے بولا تھا۔۔رات سے کھوار کیا ہوا تھا اس نوابزادے نے۔۔ غصہ آنا تو بنتا تھا۔۔۔زین اور سنان بھی فوراً اس کی جانب متوجہ

ہوئے تھے۔یہ۔۔یہ تیری آواز کو کیا ہوا ہے تو ٹھیک تو ہے نا بھائی۔۔۔افنان

۔۔پریشانی سے بولا تھا

اچھا تم ہو کہاں اس وقت۔۔۔آہان کی بات سن کر اس نے اگلا سوال کیا

تھا۔۔سنان اور زین افنان کے چہرے کو بغور دیکھ رہے تھے۔۔جو ایک دم

۔۔سفید پڑا تھا

اگا

،

وہاں کیا کر رہے ہو تم اس وقت۔۔پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔؟افنان ایک دم

غصے سے بولا۔۔زین اور سنان بھی چونکے تھے اسکے اس لہجے پر۔۔آخر آہان

نے ایسا کیا

۔۔۔ کہہ دیا تھا جو وہ اتنا غصہ ہو رہا تھا

لوکیشن سینڈ کرو مجھے ہم آتے ہیں وہاں۔۔اور کوئی فضول بکواس مت

کرنا۔۔وہ غصے سے کہتا کال کٹ کر

گیا۔۔ کیا ہوا کہاں ہے وہ۔۔۔؟سنان اسکے تنے ہوئے اعصاب کو دیکھتا

بولا۔۔ قبرستان بیٹھا ہے اس وقت پاگل۔۔وہ دانت پیس کر

بولا۔۔ کیا۔۔اس ٹائم۔۔وہ بھی قبرستان میں وہ کیا کر رہا ہے وہاں۔۔۔زین

۔۔۔یک دم حیرت سے پوچھنے لگا۔۔توافنان نے ضبط سے گہرا سانس بھرا

مجھے نہیں پتا۔۔۔وہ نفی میں ہلکا سا سر کو ہلا کر کہتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔

تبھی موبائل پر میسج کی بیپ ہوئی تھی۔۔آہان نے اپنی لوکیشن بھیجی

تھی۔۔

تھا۔۔وہ

وہ وہاں سے تقریباً آدھے گھنٹے کی دوری پر تینوں جلدی سے کار میں بیٹھتے

اس کی جانب روانہ

ہوئے تھے۔۔

:

زین تم یہی گاڑی میں بیٹھو ہم آتے ہیں۔۔۔سنان نے کہا تو زین بس سر ہلا کر

رہ گیا۔۔وہ دونوں جیسے ہی

میں

قبرستان داخل ہوئے تو نظریں خود بخود آس پاس اسے ڈھونڈنے لگی تھی۔۔

تبھی نظریں دائیں جانب جا کر

رک گئی تھیں۔۔

مورے کے درخت کے نیچے وہ کسی قبر پر بیٹھا تھا۔۔درخت کے اوپر لٹکا لیمپ روشن تھا۔۔جس کی روشنی میں اس کا وجود اور گلاب کے پھولوں سے سجی وہ نئ نویلی قبر واضح تھی۔۔وہ اس کے پاس پہنچے

تھے۔۔۔

دنگ

رہ

لیمپ کی روشنی میں کتبے پر لکھی تحریر واضح پڑھی جاسکتی تھی۔۔وہاں لکھا نام پڑھ کر وہ گئے تھے۔۔افنان کے قدم لڑکھڑا اٹھے تھے۔۔وہاں لکھا نام پڑھ کر یقین کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن سا لگا تھا۔۔

لکھا تھا۔۔۔مناہل اشفاق۔۔

وہ من جس سے آہان کو عشق ہوا تھا۔۔اور آج وہ عاشق اپنے محبوب کی قبر پر بیٹھا سوگ منا رہا تھا۔۔اور وفات کی تاریخ آج کے دن کی تھی۔۔آہان کی خالی

خالی نظریں کتبے پر لکھے نام پر جمی تھیں۔۔سنان کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی ہوئی تھیں۔۔دن میں ہی اس لڑکی کو اس نے اپنے سامنے زندہ دیکھا تھا اور اب وہ مٹی تلے ایک پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔اس نے بڑی ہمت سے آہان کی جانب قدم بڑھایا تھا۔۔پھر اپنا ہاتھ جس پر کپکپی سیتاری تھی اسے آہان کے کندھے پر رکھا تھا۔پر آہان ہلا تک نہیں تھا۔۔۔ان دونوں نے وہی کھڑے کھڑے اس قبر پر فاتحہ پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔۔اور پھر آہان کی جانب پھر سے متوجہ

ہوئے۔۔

...

ہوئے۔۔آ۔۔آہان۔۔۔سنان نے اسے پکارا تھا۔۔پر جواب نہیں آیا تھا۔۔

آہان میرے بھائی۔۔۔افنان نے آگے بڑھ اسکے دوسرے کندھے پر دباؤ

بڑھاتے ہوئے پکارا۔۔پر وہ اب بھی ہلا تک نہیں تھا اسکی نظریں کتبے پر لکھی

تحریر پر

جمی ہوئی تھیں۔۔افنان ایک نظر سرخ گلاب کے پھولوں سے سجی اس نئ

۔۔نویلی سی قبر کو دیکھتا اس کے پاس بیٹھا تھا

آہان میرے بھائی۔۔۔ادھر دیکھ میری طرف۔۔وہ پیار اس کی گال پر ہاتھ

رکھ کر بولا۔۔آنکھیں بے ساختہ

سے

نم ہوئی تھیں۔۔یہ صدمہ ان کے لیے ناقابل قبول اور برداشت سے باہر تھا

توآہان کی کیا حالت ہونی تھی۔۔وہ کیسے ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔وہ کیسے برداشت

کر پارہا تھا یہ تکلیف۔۔آہان نے دھیرے سے چہرا اسکی جانب موڑا تھا۔۔اور

اسے دیکھتے ہی افنان کا دل جیسے کسی کے نوچ لیا تھا۔۔اسکی وہ کالی آنکھیں۔۔

جو ویران تو

پہلے ہی ہوتی تھی پر اب تو جیسے ان کی جوت ہی بجھ گئی تھی۔۔وہ چمکیلی کالی

آنکھیں پر کسی بنجر زمین کی طرح کھالی کھالی سی ہو گئی تھیں۔۔چہرا

اس قدر مرجھا گیا تھا جیسے وہ کوئی سوکھا ہوا پھول ہو۔۔جو بظاہر تو خوشبوئیں

بکھیرتا ہوتا ہے پر اپنا اصل رنگ اور اصلی چمک کہی کھو بیٹھتا ہے۔

..

کیا۔۔۔؟ وہ ضبط سے بھاری آواز میں بولا تو وہ دونوں چونکے۔۔۔سنان بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔پر بول کچھ نہیں پا رہا تھا۔اپنی محبت کو ایسی جگہ پر

۔۔تھا

دیکھنا کتنا اذیتناک سا تھا۔۔وہ جیسے صدمے میں زندگی نے کتنے جلدی رخ بدلا تھا وہ یہ قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔اس کی نظریں قبر پر ہی تھی۔۔آہان کی جانب دیکھنے کی ہمت نا تھی۔۔کیسے دیکھتا وہ اس عاشق کی اجڑی بکھری

۔۔حالت

کیا سچ میں جو محبتیں اس جہان میں ادھوری رہ جاتی ہیں وہ جنت میں مل جاتی ہیں۔۔؟اس نے افنان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔مجھے اس سوال کا جواب دے دو۔۔نہیں تو میں۔۔۔میں مر جاؤں گا۔۔میرا دل بند ہو جائے گا۔۔میرے اندر کی لاغرض سوچیں میرے دماغ کی نسیں پھاڑ دیں

گی۔۔۔مجھے جواب دے دو افنان وہ مجھے کیسے ملے گی اب۔۔۔یہ تو چلی

گئیں۔ایک بار پھر مجھے اکیلا کر کے۔۔۔وہ مجھے تنہا کر گئیں۔۔۔اب میں کہا

۔۔ڈھونڈو گا انہیں۔افنان میں کیا کرو یار رر۔۔اس کے سوال اسکی کا رونا

اسکی ہچکیاں۔۔۔اسکا وہ بار بار اپنے سینے پر دل کے مقام کو مسلنا اسکے وہ

کپکپاتے لبوں سے نکلتے تکلیف سے بھرے وہ جملے۔۔۔ان دونوں کو بے

زبان سا کر گئے تھے۔۔۔وہ آہان تو نہیں لگ رہا تھا وہ تو کوئی عاشق تھا جو اپنے

اندر مچلتے طوفان کو برداشت نا کرتے ہوئے

۔۔ایک دم چلا اٹھا تھا

صبر کرو آہان۔۔۔بی بریو یار۔۔افنان نے بیٹھے بیٹھے ہی اسے اپنے گلے سے

لگایا تھا۔۔۔پر اس کی ہچکیاں اور سسکیاں رکنے کا نام تک نہیں لے رہی

تھیں۔۔۔اللہ!!اللہ۔۔۔!!میں کہاں سے۔۔۔۔!!لاؤں صبر۔۔۔

اللہ۔۔۔!! میرا دل۔۔۔ یاخدایا۔۔۔ میں مر رہا ہوں یار۔۔۔ مجھے صبر نہیں

آرہا۔۔ان کو دیکھو نا اتنے سالوں بعد مجھے ملی تھی اور پھر یہاں آ کے سو گئی

ہیں۔۔۔ان کو بولو اٹھ جائیں۔۔۔ خدا کے لیے اٹھ جائیں یارررررر۔۔۔۔

وہ ان سے کہتا یک دم مناہل کی قبر پر سر ٹکا کر قرب سے چلایا تھا۔۔اس کا

۔وجود ہچکولے لے رہا تھا

اللہ

۔۔۔۔!! میرے اللہ۔۔۔!! یہ کیا کر دیا۔۔۔؟ میں کہاں جی جاؤں۔۔۔۔

میں کیسے ڈھونڈو گا ان کو اب۔۔۔ کیسے لاؤں گا

ان کو واپس۔۔۔۔ وہ اللہ سے فریاد کر رہا تھا۔۔آہان میرے بھائی۔۔۔سنان

نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ دیا تھا۔۔آہان کی

حالت پر

ان کے دلوں پر جیسے کوئی ضربیں لگا رہا تھا۔۔ وہ دونوں رو رہے تھے۔۔ پر

کچھ کر نہیں پا رہے تھے۔۔۔ مجھے صبر کی کوئی آیت سنا دو۔۔۔ کہ مجھے صبر

آ جائے۔۔ نہیں تو میں نا جی پاؤں گا اور نا ہی مر پاؤں گا۔۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے

جیسے میرا اندر مر چکا ہے۔۔ میں اندر سے مردہ ہو چکا ہوں پر بظاہر یہاں زندہ

بیٹھا

میں

اندر سے مردہ ہو چکا ہوں پر بظاہر یہاں زندہ بیٹھا ہوں۔۔ میرا دل جیسے اب

سینے میں ہے ہی نہیں۔۔ میرا دل کھالی ہو گیا ہے۔۔۔ مجھے صبر کی کوئی آیت

سنا دو۔۔۔ مجھے صبر دے دو۔۔ وہ روتے ہوئے التجا کر رہا تھا۔ آبان میری

جان بس کر۔۔ سنان نے اس کا کندھا تھپتھپایا

تھا۔۔لیکن وہ چپ ناہوا تھا۔۔پھر وہ دونوں کچھ نا بولے تھے بلکہ کھل کہ

اسے رونے دیا تھا تا کہ وہ اپنے اندر کا سارا غبار ایک بار ہی نکال لے۔۔۔وَ

اصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (۴۶)) (پ ۱۰، الانفال: ۴۶) اور صبر کرو بیشک

اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔"افنان اسکے کان کے پاس آہستہ آواز میں بار

بار یہی آیت پڑھ رہا تھا۔۔وہ سچ میں کچھ پر سکون ہو گیا

تھا۔۔

چل میری جان رات بہت ہو گئی ہے گھر چلتے ہیں سب پریشان ہیں۔۔افنان

نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر

کہا۔۔مجھے نہیں جانا یہاں سے کہیں بھی۔۔یاررر مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔وہ

بھاری آواز میں بولا اور سر کو مناہل کی قبر پر ٹکا گیا۔۔

نا کر یار ۔۔ سنبھال خود کو ۔ سب وہاں بہت ٹینشن میں ہیں تیری وجہ سے ۔۔

کل پھر سے آجانا یہاں پر ابھی اٹھ

اور چل ہمارے ساتھ ۔۔ سنان نے اسے زبردستی کھڑا کر کے اپنے ساتھ

گھسیٹا تھا ۔۔ گاڑی میں آنے کے بعد وہ

بس خاموش تھا ۔۔ زین نے اس سے دا تین سوال کیے تھے پر اس نے کسی

۔ بھی سوال کو نا تو جیسے سنا تھا اور نا ہی جواب دیا تھا

وہ جیسے ہی

گھر میں داخل ہوئے تو سب کی نظریں ان پر گئی پر آہان پر نظریں جاتے ہی

پریشانی سے پھیل گئی تھیں ۔۔ کیونکہ اسکے سفید سوٹ پر جگہ جگہ سی خون لگا

تھا جو سوکھ چکا تھا اور اسکی اجڑی بکھری حالت کے ساتھ ساتھ وہ مرجھایا ہوا

سرخ آنکھوں سے لبریز چہرا ۔۔ وہ حیرت اور بے یقینی سے اسے اندر آتا دیکھ

رہے تھے۔۔آہان میرے بچے۔۔کیا ہوا ہے تمہیں۔۔تم کہاں تھے۔۔اور

یہ خون۔۔یہ کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔فوزیہ بیگم پریشانی اسے دیکھتے ہوئے بولی

تھی۔۔کچھ نہیں امی۔۔ٹھیک ہوں میں وہ بغیر انکی جانب دیکھے بولا تھا

سے

۔۔پھر یہ خون کیسا ہے بیٹا۔۔۔اب کی بار میر صاحب نے کیا تو سنان بولا

وہ ماموں جان راستے میں کسی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا

تھا تو آہان اسے ہاسپٹل لے گیا تھا اس لیے اس کے کپڑوں پر خون لگ گیا۔۔

آپ لوگ پریشان مت ہوں۔۔بس

۔۔تھوڑا اسٹریسڈ ہے یہ۔۔اسے ریسٹ کرنے دیں

سورس

ہے۔اسے

ہاں صحیح بات ہے دیکھیں تو صحیح کیسے مرجھایا ہوا سا چہرا لگ رہا ہے بچے۔۔اور آنکھیں بھی سوجی ہوئی ہیں۔۔جاؤ بیٹا تم فریش ہو کر آرام کرو میں دودھ بھجواتی ہوں تمہارے لیے وہ پی لینا۔۔عفت بیگم اسے دیکھتی ہوئی بولی پر شاید وہ سوچوں میں ایسا الجھا ہوا تھا کہ سن ہی نا پایا تھا۔۔اسے اپنی جگہ ہلتے نا دیکھ افنان نے آگے بڑھ کر سے اسے کھڑا کیا تھا اور اپنے ساتھ لیے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

اس سب میں پہلی بار سنان کی نظریں پریشان سی کھڑی سنائیہ پر گئی تھیں۔۔ جو آہان کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔آہان کے اوجھل ہوتے ہی اس نے نم آنکھوں کو موند کر ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔اور پھر آنکھیں کھولی تھی۔۔۔ پریشان تو سب تھے پر سنائیہ کے چہرے

کا

وہ اضطراب اور بے چینی جو اسے صاف دیکھائی دے رہی تھی وہ اسے کچھ کھٹکی تھی۔۔اور اسکی وہ نم آنکھیں تو کچھ اور ہی پتا دے رہی تھیں۔۔سنائیہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔پر سنان کو سوچوں کے طوفان میں الجھا گئی تھی۔۔وہ فریش ہو کر جیسے ہی بیڈ پر آکر بیٹھا۔۔سنان نے گلاس اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔جسے وہ بغیر

دودھ

۔۔کچھ کہیں تھام گیا تھا

سے گلاس کو

پی لو۔۔۔اسے خاموشی سے دودھ کے گلاس کو تکتے پا کر سنان دوبارہ بولا۔۔

۔۔تو آہان نے خاموشی لبوں سے لگا لیا۔۔سنان اسے دیکھ رہا تھا

۔۔دودھ پینے کے چند لمحے بعد ہی اسے اپنا ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا

سر

بھاری

کیا ملایا تھا اس کے اندر۔۔وہ آنکھیں جھپکتا ہوا بھاری آواز میں بولا۔۔۔نیند

۔کی گولیاں تھیں۔۔اب سو جاؤ۔۔سنان کی طرف سے نارملی جواب آیا تھا

آہان نے بس اسے دیکھا تھا۔۔کھالی نگاہوں سے۔۔پھر چپ چاپ بیڈ پر جا

کر کیٹ گیا تھا۔۔وہ کمرے کی چھت کو ویران ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہا

تھا۔۔سنان کی نظریں اس پر جمی تھیں۔۔یہ عشق تو بڑا بے رحم نکلا یار۔۔

مجھے لگتا تھا عشق جسے ہو جائے وہ آباد ہے۔۔پر یہ تو برباد کر دیتا ہے۔۔بڑا

ظالم جذبہ ہے یہ۔۔سنان اسے دیکھتا ہے ساختہ کھوئے ہوئے لہجے میں

۔۔بولا

؛

ناصوفی ہے، نامفتی ہے ناعالم ہے

عشق ظالم ہے، بہت ظالم ہے، فقط ظالم ہے آہان نے چھت پر نظریں جمائے

۔۔درد سے کہا تھااور پھر اپنی نم آنکھوں کو موند گیا تھا

سنان اس کے ان الفاظوں پر اسے دیکھتارہ گیا تھا۔۔وہ کچھ بول ناپایا تھا۔ہاں

عشق ظالم ہی تو ہے۔۔جسے ہو جائے اسے فنا کر دیتا ہے۔۔وہ اسے دیکھتا ہوا

کمرے سے

۔۔نکل گیا تھا

وہ عشاء کی نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی۔۔آنکھیں نم تھیں۔۔آہان کی وہ اجڑی بکھری حالت بار بار آنکھوں کے سامنے آرہی تھی۔۔یااللہ۔۔!!میں ان کے دل کی حالت تو نہیں جانتی پر میں نے اتنا ۔۔ضرور محسوس کیا تھا کہ وہ بے چین تھے

مگن االلہ

وہ جیسے کسی تکلیف میں تھے۔۔ان کو سکون دے دیں۔۔ان کے حق میں جو بہتر ہے آپ وہ کر دیں۔۔وہ دعامیں سے مخاطب تھیں۔۔اگلی صبح وہ سب کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کرنے مصروف تھے۔۔سنان کی نظریں سنائیہ پر تھیں۔جو کچھ ڈسٹرب لگ رہی تھی۔۔اورارحان کے نکاح پر ہوئے جانے

والے حادثے کے بعد کچھ زیادہ ہی خاموش ہو گئی تھی۔۔وہ بے دلی سے

کھانے کی پلیٹ میں چمچ

میں

چلا رہی تھیں۔۔پر حقیقت میں تو وہ کل سے آہان کے بارے میں سوچ رہی

تھی۔۔کل اسے ایک لڑکی کے ساتھ دیکھنا پھر رات کو جس حالت میں وہ گھر

آیا تھا اور تب سے اب تک کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا تھا۔۔وہ بہت پریشان

تھی۔۔اسے دیکھتے دیکھتے سنان کا بھی دل کھانے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔

سنائیہ اٹھ کر باہر کی جانب گئی تھی۔۔اس کے ہاتھ میں اپنی کھانے کی پلیٹ

تھی۔۔وہ جان گیا تھا وہ کہاں جا رہی تھی۔۔اس لیے اس کے غائب ہوتے

۔۔ہی وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا

میں

آتا ہوں ایک ضروری کال کرنی ہے۔۔ مرزا صاحب کو

۔۔خود کی جانب متوجہ پا کر وہ بولا تھا

ہمم۔۔۔ تمہیں بھی ضروری کالز کرنی ہوتی ہیں یہ مجھے آج پتا چلا۔۔۔وہ نظریں سنان پر جمائے سر جو جنبش دیتے بڑے میٹھے لہجہ میں بولے تھے۔۔ سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر سنان زبردستی سا مسکرایا تھا۔۔ان سب کے چہروں پر دبی ہنسی تھی۔۔ کیونکہ سب جانتے تھے مرزا صاحب نے اس پر ۔۔ بڑا اچھا اور پیارا سا طنز کیا تھا

جی ڈیڈ۔۔ بیٹا جو آپ کا ہوں۔۔ اسکی معصوم زبان اور وہ کہاں پیچھے رہ سکتا تھا۔۔اس لیے ہنوز مسکراتے ہوئے پلکیں جھپکتا بڑی معصومیت سے بولا تھا۔۔ مرزا صاحب نے کھا جانے والی نظروں سے اسے

گھورا تھااور اس سے پہلے وہ سب کے بیچ اسے سلوتیں سناتے سنان انہیں آنکھ

مارتا جلدی سے وہاں سے کھسک گیا

تھا۔۔

وہ جیسے ہی لان میں میں آیا تھا سنائیہ کو طوطوں کے پنجروں کے پاس کھڑے

پایا تھا۔۔

آبان کے بارے میں سوچتی وہ جیسے جیسے پنجرے کی جانب قدم بڑھا رہی

تھی اسے ایک طوطے کی قدرے تیز چہچہاہٹ سنائی دی تھی۔۔وہ شور کر رہا

تھا۔۔جسے سنتے ہوئے وہ پریشان سا ہو گئی تھی۔۔اسکے قدموں میں بے

ساختہ تیزی آئی تھی پر وہ جیسے ہی پنجرے کے پاس پہنچی تھی اسکی سانسیں

جیسے خود بخود

ہی رک گئی تھیں۔۔وہ آنکھیں پھیلائے خوف سے

پنجرے کو دیکھ رہی تھی۔۔ہاتھ میں پکڑی پلیٹ پر گرفت ہلکی ہوئی تھی۔۔

ہاتھ کپکپائے تھے اور پلیٹ ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گئی تھی۔۔وہ

لڑکھڑاتے قدموں سے بھاگ کر پنجرے کے پاس پہنچی تھی۔۔نظریں ہنوز

پنجرے کے اندر جمی تھیں اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔ہا۔۔

ہان۔۔اس نے پنجرے کو باہر سے اپنے ہاتھ سے ہلایا تھا۔۔ہا۔۔ہان۔۔وہ

بھرائی آواز میں کہتی پنجرے کی جالی کو باہر سے کھٹکھٹا رہی تھی۔۔سنان جس

نے یہ سارا عمل اور سنائیہ کی غیر ہوتی حالت کو دیکھا تھا فوراً بھاگ کر اس کے

پاس آیا تھا۔۔

سنائیہ کیا ہوا۔۔وہ پاس آتا ہوا بولا تھا پر نظر جب پنجرے کے اندر گئی

تھی۔۔تو سب سمجھ آ گیا تھا

جہاں ایک طوطا پنجرے میں بے سدھ بڑا تھا۔۔ وہ مر چکا تھا۔۔ جبکہ دوسرا طوطا پنجرے میں اوپر نیچے اڑتا چیخ رہا تھا۔۔ شاید وہ بھی جان گیا تھا کہ اس کا ساتھی اسے چھوڑ کر جا چکا ہے۔۔ اس لیے وہ چیخ چیخ کر اسے جگانے کی ۔۔ کوشش میں سوگ منا رہا تھا

سنائیہ۔۔۔ سنان نے اسے پکارا تھا۔۔ پر وہ سن کہاں رہی تھی۔۔ وہ ویسے ہی پنجرے کو باہر سے ہلاتی روتے ہوئے اس طوطے کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ ہہ۔۔ ہاں۔۔۔ اٹھ جاؤ۔۔۔ اللہ۔۔۔ !! وہ ہچکیاں لیتی ہے ربط

جملے بول رہی تھی۔۔ سنان اسکے قریب ہوا تھا۔۔ سنائیہ۔۔۔ شونا ادھر دیکھو میری طرف۔۔ سنان نے اسکا چہرا اپنی طرف کرتے ہو کہا تھا۔۔ اسکے بائیں

ہاتھ کی انگلیاں سنائیہ کی دائیں گال پر تھیں۔۔اللہ۔۔۔یہ اٹھ کیوں نہیں رہا۔۔اسے کیا ہوا ہے۔۔وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔جیسے اسے اور کسی کا ہوش ہی نا

۔۔تھا

ساختہ

سنائیہ یاررر۔۔۔اس نے پکارا تھا اور پھر بے اسکی نظریں سنائیہ کی ان بھیگی آنکھوں کی جانب گئی تھیں۔۔اور پھر اسے اپنا انگ انگ ان پانی سے بھری بھوری آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔نظریں تھی کہ پلٹنا بھول گئیں تھیں۔۔۔چند سیکینڈز کا کھیل تھا اور سنان اس لڑکی کا ایک بار پھر سے اسیر ہو گیا

۔تھا

سنان۔۔یہ اٹھ کیوں نہیں رہا۔۔؟سنائیہ کی آواز یک دم اسے ہوش میں -- لائی تھی۔۔اس نے سنائیہ کو دیکھا جواب پنجرے کا دروازہ کھول رہی تھی۔۔ نہیں ایسا نہیں کرو۔۔سنان نے روکنے کی کوشش کی تھی پر تب تک جیسے ہی پنجرے کا دروازہ کھلا تھا اندر بیٹھا دوسرا طوطا جلدی سے باہر نکل کر اڑ گیا تھا۔۔وہ جو پہلے ہی رو رہی تھی اب کی بار تھوڑا بہت جو ضبط کیا ہوا تھا وہ بھی ٹوٹ گیا تھا۔۔وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگی تھی۔۔۔ نظریں اب پنجرے کے اندر مردہ طوطے پر تھی۔۔۔وہ تو ہان تھا اسکا ہان۔۔وہ کیسے جا سکتا تھا۔۔اور سونی وہ اپنا پنجرہ ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔اور جاتی بھی کیوں نا۔۔جہاں اس نے اپنے ساتھی کے ساتھ زندگی گزارنے کا سوچا تھا جب ساتھی ہی نا رہا تھا تو وہ کیسے اکیلی رہ سکتی تھی وہاں۔۔جہاں اس نے اپنے ساتھی کو بے جان پایا تھا۔۔وہ رو رہی تھی۔۔۔اس کا دل کوئی ٹکڑوں میں توڑ رہا تھا۔۔وہ تو اس پنجرے کو اپنا آشیانہ اور ان طوطوں میں خود کو اور آہان

کو تصور کرتی تھی۔۔پر یہ آشیانہ تو ٹوٹ گیا تھا۔۔اسے تکلیف ہونے لگی

تھی۔۔سونی تو صرف اپنا گھر چھوڑ کر گئی تھی پر اس سونی کا ہان ہمیشہ کے لیے

سو گیا تھا۔۔وہ وہاں چلا گیا تھا جہاں سے واپسی ناممکن

تھی۔۔

سنائیہ میری جان۔۔۔شونا اور لا دونگا۔۔پلیز ایسے

رومت۔۔۔اسے ہچکیاں بھرتا دیکھ سنان نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے

کہا تھا۔۔۔

کوئی اور ان کی جگہ تو نہیں لے سکتا نا۔۔۔ہان کی جگہ کیسے لے سکتا ہے کوئی

اور۔۔۔مجھے نہیں چاہیے کوئی اور مجھ بس میرا ہان چاہیے۔۔مجھے ہان لا

دیں۔۔اسے

واپس لا دیں۔۔اس نے ہذیانی انداز میں کہتے ہوئے اچانک سنان کا ہاتھ تھام

کر جیسے التجا کی تھی۔۔۔سا سنان بے بس ہو گیا تھا۔۔وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کاش اس کا بس چلتا تو وہ اپنی جان کے بدلے اسے اسکا یہ ہان لا دیتا جو ہنجرے

میں بے جان پڑا تھا۔۔میری جان۔۔سنائیہ ایسے روتے نہیں ہیں

شونا۔۔میں لا دونگا۔۔تم۔بس رونا بند کرو۔۔۔ہمم۔۔سنان نے پیار سے

کہتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔مجھے بس یہی چاہیے۔۔اسے

nاٹھائیں۔۔۔اسے ٹھیک کر دیں۔۔۔یہ کیسے چلا گیا۔۔۔ایسے تھوڑی نا ہوتا

ہے۔۔پلیز۔۔بابا۔۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی کسی ضدی بچے کی طرح بولتے

ہوئے اندر کی جانب بھاگی تھی۔۔سنائیہ۔۔۔سنان نے اسے پکارا تھا۔۔پر وہ

رکی نہیں

تھی۔۔ بابا۔۔۔ وہ روتے ہوئے سیدھا عامر صاحب کے گلے لگی تھی۔۔اس کی حالت دیکھ کر سب بوکھلا ہی گئے تھے. کیا ہوا بیٹا۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔

عامر صاحب نے نرمی

سے پوچھا تھا۔۔پر اس نے جواب نا دیا تھا۔۔ثانی کیا ہوا یار۔۔ پانی لاؤ اس کے ۔۔ لیے۔۔ زین نے اسے عامر صاحب سے الگ گیا تھا

مجھے بتاؤ یار کیا ہوا ہے۔۔وہ اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتا ہوا پریشانی سے بولا تھا۔۔پر جواب میں سوائے سنائیہ کی ہچکیوں کے کچھ نا ملا تھا۔۔تب تک سنان پنجرہ ہاتھ میں پکڑے اندر آیا تھا۔۔سب کی نظر جب پنجرے میں مرے ہوئے طوطے پر گئی تو سب کو اس کے اس قدر رونے کی وجہ سمجھ آئی

تھی ۔۔

ہاااا ۔۔۔ یہ کیسے مر گیا ۔۔ پالے یکدم بولی تھی ۔۔ اففف اللہ سنائیہ کو کتنا پیارا

تھا یہ ۔۔۔ اب کی بار ہانیہ کی افسوس بھری آواز آئی تھی جو سیڑھیوں سے

نیچے اترتے آہان نے سنی تھی ۔۔ سنائیہ میری جان بھائی اور لا دیں گے نا آپ

کو ۔۔ چلو شاباش چپ ہو جاؤ ۔۔ روؤ نہیں ایسے ۔۔ افنان نے اس کا سر تھپکا

تھا ۔۔

اور نہیں چاہیے مجھے ۔۔ مجھ ۔۔۔ مجھے یہی چاہیے ۔۔ اسکی نظریں پنجرے کے

اندر تھی ۔۔ وجود ہچکولے لے رہا تھا ۔۔ سیڑھیوں پر کھڑا آہان اسکی حالت پر

حیرت زدہ سا

تھا ۔۔

ایک طوطے کے مرنے پر اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی ۔۔ کیا اتنے چھوٹے دل کی مالک تھی وہ ۔۔ وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا نیچے آرہا تھا ۔۔ میرا بچہ ۔۔ وہ تو چلا گیا ہے وہ واپس کیسے آسکتا افنان نے اسے سمجھایا تھا

۔۔ ہے

وہ کیوں چلا گیا ۔۔ بھا ۔۔ بھائی ۔۔ وہ ایسے کیسے چلا گیا ۔۔ اسے ٹھیک کر دیں ۔۔ اس نے افنان کے ہاتھ تھامے

۔۔ تھے

یہ کیسی بچوں والی باتیں کر رہی ہو یار ۔۔ یہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے بھلا ۔۔ ؟ ہم اور لا دیں گے تمہیں ۔۔ جتنے

بولو گی اتنے لا دیں گے ۔۔ اب رونا بند کرو دیکھو سب پریشان ہو رہے

ہیں ۔۔ زین جھنجھلا کر بولا تھا ۔۔ وہ یک

دم خاموش ہو گئی تھی ۔۔ چہرا آنسوؤں سے تر تھا ۔۔ آنکھیں جیسے کھالی ہوتی

جا رہی تھیں ۔۔ اس نے زین کی جانب نظروں کا زاویہ موڑا تھا ۔۔ پر رستے

میں ہی نظریں سیڑھیوں کے اختتام میں سرخ آنکھیں لیے آہان پر جا کر

جیسے ٹھہر گئی تھیں ۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔۔ آنکھوں میں سرخی تھی

سوجن تھی ۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ روتا رہا ہو ۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو

۔۔ دیکھ رہے تھے

اور وہ سب کیا اس کی جگہ لے سکتے ہیں بھائی ۔۔ جو یادیں اور جو احساسات

میرے اسکے ساتھ جڑے ہیں ۔ کیا ان سب میں سے کسی ایک کے لیے بھی

میرے دل

میں وہ جگہ کبھی بن پائے گی جو اسکی ہے۔۔وہ سی بولی تھی۔۔آنکھیں پھر

سے پانی سے بھرنے

ساکت

لگی تھی۔۔وہ بغیر کسی کی جانب دیکھے واپس باہر لان میں بھاگ گئی تھی

اسے ابھی اکیلا چھوڑ دو کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گی۔۔ایسے کسی کی بات

نہیں مانے گی۔۔اب کو اس کے پیچھے جاتا دیکھ عامر صاحب نے سنجید گی سے

کہا تو وہ رک گئے تھے۔۔کیونکہ سب جانتے تھے اس وقت وہ اکیلی ہی صحیح

اور کچھ سکون میں رہ سکتی تھی۔۔اس سب میں کسی نے سنان کو تو دیکھا ہی تھا

جو کا یک دم جیسے پتھر مجسمہ بن گیا تھا۔۔آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور

پلکیں جیسے جھپکنے سے انکاری تھیں۔۔اسکی ساکت نظریں آہان پر

نہیں

تھی۔ ناصرف وہ آہان کو بلکہ آہان بھی اسے دیکھ رہا تھا۔۔سنان کی آنکھیں اس بات کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہی تھی کہ اس کا دل ٹوٹ گیا تھا۔۔اسکے دل کی دنیا مکمل ہونے سے پہلے کی بکھر گئی تھی۔۔وہ جان گیا تھا کہ وہ تو یک طرفہ محبت کا اسیر بنا ہوا تھا۔۔

اس کا محبوب تو کسی اور کی محبت کے خواب سجائے بیٹھا تھا۔۔دل میں شدید اور گہری چوٹ لگی تھی اور اس کا دل جیسے ایک دم کھالی اور ویران سا ہو گیا تھا۔۔آہان نے ضبط سے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔اور آنکھوں کو سختی سے بند کر کے پھر سے کھولا تھا۔۔

پھر دوبارہ سنان کو دیکھا تھا جس کے لب ہلکے سے کھلے تھے پھر بند ہوئے تھے۔۔پھر ہلکے سے کھلے تھے پر وہ کچھ بول نا پایا تھا۔الفاظ جیسے ساتھ چھوڑ

گئے تھے۔۔اور بس یہی ضبط کی حد تھی۔۔دل چیخا تھا کہ تھوڑی دیر اور

۔۔یہاں رکے تو میرا ضبط ٹوٹ جائے گا

تھوڑی دیر اور یہاں رکے تو میرا ضبط ٹوٹ جائے گا۔۔میں روپڑونگا۔۔
میری چیخیں تم سے برداشت ہو نگی۔۔میری تکلیف کوئی نہیں محسوس کر
پائے گا تم خود بھی نہیں۔۔وہ پلٹا تھا۔۔اس کی محبت اسے ملنے پہلے ہی چھین لی
گئی تھی۔۔دل کر رہا تھا چیخ چیخ کر روئے پر وہ بھوری آنکھیں جیسے آنسو بہانے
سے انکار کر بیٹھی تھی۔۔اسے وحشت سی ہونے لگی

سے

تھی۔۔ماحول میں آکسیجن ہوتے ہوئے بھی سانس جیسے سینے میں اٹک رہا
تھا۔اللہ۔۔۔!!ٹوٹے دل سے بس ایک آہ نکلی تھی۔۔ایک بے بسی سے
بھرپور پکار۔ہاتھ میں ابھی تک پکڑے پنجرے پر گرفت سخت ہوئی تھی۔۔

وہ بغیر کسی کو دیکھے باہر نکل گیا تھا۔۔ جبکہ باقی سب ابھی تک سنائیہ کے لیے پریشان اور اپنے اپنے خیالوں اور باتوں میں کھوئے تھے۔۔ آہان میرا بچہ۔۔ تم اٹھ گئے۔۔ طبعیت ٹھیک ہے نا۔۔ فوزیہ بیگم کی نظر جیسے ہی ساکت کھڑے آہان پر گئی تھی فوراً اسکی جانب لپکی تھیں۔۔ جی مماں۔۔ اسلام علیکم۔۔ اس نے فوزیہ بیگم کو جواب دے کر باقی سب کو اپنی جانب متوجہ پا ۔۔ کر سلام کیا

وہ

وعلیکم السلام۔۔۔ سب نے ایک ساتھ کہا تھا۔ کیسے ہو بیٹا۔۔۔ میر صاحب ۔۔ پوچھا تو وہ زبردستی بھی مسکرا نا پایا تھا

جی ٹھیک۔۔ وہ محض اتنا ہی بولا تھا۔۔ نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔ سب نے ۔۔ محسوس کیا تھا کہ وہ ان سے نظریں چرا رہا تھا

آؤ بیٹا ناشتہ کر لو بھوک لگی ہو گی تمہیں۔۔ عفت بیگم کے پکارنے پر اس نے

سر اٹھایا۔۔

ابھی نہیں آنی جان۔ بعد میں ابھی مجھے ایک بہت ضروری کام ہے تھوڑی دیر

میں واپس آتا ہوں۔۔ وہ جلدی سے کہتا بغیر ان میں سے کسی کا جواب سنے

باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میرے بچے کو۔۔ کل نکاح سے واپسی پر تو ٹھیک تھا پھر

ایک دم پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔ میرا تو دل ہول رہا ہے۔۔ حالت دیکھو کیسی

ہو گئی ہے ایک رات میں۔۔ فوزیہ بیگم پریشان سی بولیں تھی۔۔ ارے

لگ گئی ہو گی جوان جہان بچہ ہے دیکھا نہیں a ۔۔ بھابھی پریشان نا ہو آپ

تھا وہاں سب عورتیں کیسے گھور رہی تھی ہمارے سب بچوں کو۔۔ جب آہان

واپس آئے گا تو اسکی نظر اتار رہے گا اور صدقہ دے دیجیے گا۔۔ انشاءاللہ سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔ عفت بیگم نے تسلی دی تو وہ بس سر ہلا گئی۔۔ پر دل جو اپنے بیٹے کے لیے پریشان تھا اسے کیسے تسلی دیتی۔۔ آہان کی حالت تو انہیں کہیں اور لے جا رہی تھی۔۔ کہیں بہت پیچھے۔۔ اسکی وہ سرخ سوجی ہوئی آنکھیں تو کوئی اور ہی داستان بیان کر رہی تھی۔۔ وہ داستان جنہیں وہ کہیں ۔۔ پیچھے چھوڑ آئی تھی۔۔ پر آہان کو اس داستان کی نا نکال پائی تھیں

یادوں سے

وہ جیسے ہی پنجرہ ہاتھ میں پکڑے باہر آیا تھا نظریں خود بخود وہاں گئی تھی۔ جہاں سنائیہ تھی۔۔ وہ اسی درخت کے نیچے بیٹھی تھی جہاں پنجرہ لٹکا ہوا ہوتا ۔۔ تھا۔۔ دل میں ٹھیس سی اٹھی تھی

آنکھوں کے سامنے سنائیہ سے ہونے والی ملاقات یاد

آئی..

ویسے

پیاری محترمہ۔۔۔ایک بات توبتاؤ؟۔۔۔

کیا بات؟۔۔

تم بڑا جانتی ہو محبت کے بارے میں۔۔۔ کہیں کسی سے محبت کر تو نہیں بیٹھی

ہو ناتم؟۔۔

اس کے اس سوال پر سنائیہ کا ایک دم چونک کر

خاموش ہو جانا۔۔ تمہاری خاموشی مجھے شک میں مبتلا کر رہی ہے ڈیئر سوئٹ

فرینڈ۔۔۔ کہیں سچ میں تو محبت نہیں ہو گئی کسی سے۔۔۔؟اسکے شکی انداز

میں پوچھنے پر اسکی لڑکھڑاہٹ کر در آنا۔۔سنائیہ کا اس سے

لفظوں میں نظریں چرانا۔۔نہ۔۔ نہیں ایسا۔۔کک۔۔کچھ بھی نہیں ہے

سمجھے آپ۔اچھی بات ہے۔۔۔ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے ٹھیک ہے

نا۔۔

وہ جس جواب کو سنائیہ کی شرم وحیا سمجھتا پر سکون ہوا تھا۔۔آج وہی سکون جیسے کہیں دور جا سویا تھا۔۔دل میں درد بڑھنے لگا تھا۔۔جیسے اس ٹوٹے دل کی کرچیاں اس کے وجود کو لہولہان کر رہی تھی۔۔وہ اس وقت اکیلا رہنا چاہتا تھا۔۔کہیں دور جانا چاہتا تھا۔۔پر دل مان نہیں رہا تھا۔۔وہ کیسے اسے ایسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا جائے۔۔

یہ محبت بھی کیا عجیب چیز ہے۔خود سے جڑی ہر تکلیف ہر درد کو بھلا کر صرف محبوب کی تکلیف محسوس کرواتی ہے۔

اسکی آنکھوں میں پانی جمع ہوا تھا۔۔وہ رو رہا تھا۔۔ہاں سنان مرزا اپنی یک

طرفہ محبت میں دل ٹوٹ جانے

پر رو رہا تھا۔اس نے اپنی گیلی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے سختی سے رگڑا

تھا۔۔پھر گیلی سانس خارج کرتے ہوئے اس کے ایک ٹوٹی بکھری تلخ

مسکراہٹ کے ساتھ اس خوبصورت آسمان کی جانب چہرا اٹھایا تھا۔۔جہاں

آہستہ آہستہ بادل جمع ہونے لگے تھے۔ضبط کی ایسی انتہا تھی کہ وہ اپنے دل کی

کرچیاں سمیٹتا اس خوش قسمت لڑکی کی جانب قدم بڑھا گیا تھا۔جو اس کے

احساسات اور دل کی حالت سے سرے سے انجان

تھی۔اسکی جانب بڑھتا ایک ایک قدم من من بھاری تھا۔سنائیہ کے قریب

پہنچ کر وہ اس کے پاس ہی زمین پر بیٹھا تھا۔نظریں ہنوز سنائیہ پر جمی تھی۔۔

جو کالے

ٹراؤزر اور گھٹنوں تک آتے فراق کے ساتھ سرخ دوپٹا اپنے گرد پھیلائے ہوئے تھی۔۔اور گھٹنوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنائے ان میں منہ چھپائے خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔اس کا وجود ہلکے ہلکے ہچکولے لے رہا تھا۔

۔کالے لمبے بالوں کی چٹیا کمر پر گھیرا جمائے ہوئے تھی

سنان نے اس پر سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔۔ پنجرے

کو اپنے دائیں جانب رکھ کر اس نے ایک مدہم سا سانس خارج کیا تھا۔۔وہ جو اپنے خیالوں میں کھوئی تھی کسی کی موجودگی کو اپنے پاس محسوس کر کے

اس کے چہرا اٹھایا تھا۔تو نظریں بے ساختہ سنان کی ان بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں جو ہلکا ہلکا سرخ اور نم تھیں۔وہ اسی کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

اسے دیکھ کر وہ تھوڑا چونکہ تھی پر جب نظریں ایک بار پھر پنجرے میں

پڑے طوطے پر گئی تو وہ سنان کو بولتی ایک بار پھر اپنے دکھ میں مبتلا ہو گئی تھی۔ آہان نے دور سے ہی ان دونوں کو دیکھا تھا جہاں سنان کی نظریں سنائیہ پر تھیں اور سنائیہ کی نظریں اس کے دائیں جانب پڑے پنجرے پر تھی۔۔ اس پاگل کے ظرف اور ہمت پر وہ حیران سا ہوا تھا۔۔اپنا دکھ اپنی تکلیف کو فراموش کیے وہ اس کے پاس بیٹھا اسے چپ کروانے گیا تھا۔۔وہ اپنے محبوب کے پاس بیٹھا اس کے دکھ کا ساتھی بن رہا تھا۔آہان مدہم سا مسکرایا تھا۔۔

ہاں سچ میں وہ سنائیہ کے لیے پرفیکٹ تھا۔ جتنی محبت وہ سنائیہ کو دے سکتا تھا اتنی کوئی بھی نہیں

کر سکتا تھا۔۔ مدہم مسکراہٹ کے ساتھ ہی وہ پلٹا تھا اور اپنی کار میں بیٹھتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ کار کی

آواز پر وہ دونوں اس جانب متوجہ ہوئے تھے۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اس ستم گر کی ایک ہلکی سی جھلک نظر آئی تھی۔۔سنائیہ نے نم آنکھوں سے اسکی کار کو گھر سے باہر جاتے اور پھر آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔۔اور ۔۔سنان نے انہی نم آنکھوں سے سنائیہ کو

دل میں ایک بار پھر تکلیف اٹھی تھی۔۔سنائیہ نے جیسے ہی چہرا کی جانب موڑا تھا وہ فوراً اپنی نم آنکھوں کو سختی سے میچ گیا تھا۔۔آنکھوں میں آئی نمی اور دل میں ہوتی تکلیف کو اپنے اندر دھکیل کر

اسنے آنکھیں کھولی تھی تو سنائیہ کو اپنی جانب متوجہ پایا۔۔وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔پلکوں کو بار بار جھپکتی کپکپاتی تھوڑی کے ساتھ اسکی وہ سرخی اختیار کیے بھوری آنکھیں۔۔اس کے دل کو اپنی جانب مائل کر رہی تھی۔وہ اس پر سے نظریں ہٹا گیا تھا۔پھر

ایک گہرا سانس بھرا تھا اور واپس اسکی جانب

دیکھنے لگا۔۔

پلیز سٹاپ کرائنگ۔۔۔رونے سے یہ ٹھیک تو نہیں ہو جائے

گا نا۔۔سنان نے نرمی سے کہا تھا۔۔آپ کو کیا ہے میں روؤں یا ہنسو۔۔آپ جاؤ

یہاں سے۔۔وہ بھاری آواز کے ساتھ بے رخی سے بولی تھی۔۔اس کی

بے رخی پر سنان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔کاش وہ اسے کہہ سکتا تمہارے

رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور جب تم ہنستی ہو تو میرا دل بھی

مسکراتا ہے۔۔۔پر وہ نہیں کہہ پایا تھا۔۔

سب پریشان ہو رہے ہیں شونا۔۔ تم ایسے اپنی طبیعت خراب کرلو گی تو سب

کو ٹینشن ہو گی نا۔۔ دل کی تکلیف کو دبا کر اس نے پھر سے کوشش کی تھی۔۔

یہ واپس نہیں آسکتا کیا سنان۔۔ میرا پنجرہ کھالی ہو

گیا۔۔ یہ دونوں الگ ہو گئے۔۔ ایسا کیوں ہو گیا۔۔ وہ بچوں کی طرح نچلا لب

زرا باہر کی جانب نکال کر روتے ہوئے بولی تھی۔۔ اسکی معصومیت بھری

اس ادا پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر فدا ہو گیا تھا۔۔ میں اور لا دونگا

نا۔۔ پھر یہ پنجرہ پہلے کی طرح ہو جائے گا۔۔ خوشیوں سے بھرا۔۔ اس نے

۔۔ کہا تو سنائیہ نے پنجرے سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا

پر وہ اس کی جگہ تو نہیں لے سکتے نا۔۔ ہاں وہ ان کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے

لیکن اپنی جگہ

سے

تو بنا سکتے ہیں نا۔۔ تم اس اس کے حصے کی محبت کرنا اپنے ہاں کی حصے کی نہیں

او کے۔۔ سنان نے کہتے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔ سنائیہ نے غور

نہیں کیا تھا کہ آج اس کا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔۔ اور آنکھیں بڑی مشکل سے ضبط

کر رہی تھیں۔۔ اس کا کیا ہو گا۔۔؟ سنائیہ نے پھر نم آنکھوں سے پنجرے

۔۔ میں مرے ہوئے طوطے کی جانب اشارہ کیا تھا

اس کو۔۔ سنان نے کہتے ہوئے اسے پنجرے سے باہر نکالا

←

ہاں وہ ان کی جگہ کبھی نہیں لے سکتے لیکن اپنی جگہ تو بنا سکتے ہیں نا۔۔ تم اس

سے اس کے حصے کی محبت کرنا اپنے ہاں کی حصے کی نہیں او کے۔۔ سنان نے

کہتے ہوئے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔ سنائیہ نے غور نہیں کیا تھا کہ آج

اس کا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔۔اور آنکھیں بڑی مشکل سے ضبط کر رہی تھیں۔۔

اس کا کیا ہو گا۔۔؟سنائیہ نے پھر نم آنکھوں سے پنجرے

میں مرے ہوئے طوطے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔اس کو۔۔سنان نے کہتے

ہوئے اسے پنجرے سے باہر نکالا

تھا۔۔

اس کو ہم یہی دفنا دیتے ہیں۔۔اس درخت کے نیچے جہاں اس کا گھر تھا۔۔اور

پریشان مت ہو یہ بس ایک پرندہ ہے اور کوئی نہیں۔۔کچھ اور مت سوچو۔۔

ہمم سب ٹھیک ہے اور ٹھیک ہی رہے گا۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔اس نے جیسے

سنائیہ کو تسلی دی تھی۔۔ایک پل کے لیے تو وہ چونک کر گھبرا ہی گئی تھی کہ

کہیں سنان جان نا گیا ہو اسکے رونے کی اصل وجہ۔۔پر سنان کا سارا دھیان

ہاتھ میں پڑے مردہ طوطے پر تھا وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

ساختہ ہے

۔۔وہ نظریں چرا کر چہرا جھکا گئی تھی

سنان نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا۔اور

سنان نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا۔اور پھر اٹھ کر گارڈ کے پاس گیا تھا۔۔سنائیہ اسے دیکھ رہی تھی جو اب اسکی جانب آ رہا تھا اس کے ہاتھ اب ٹرول تھا۔۔اس کے پاس پہنچ کر وہ واپس پہلے کی طرح اس کے پاس بیٹھا تھا اور پھر ایک نظر سنائیہ کو دیکھتا

وہ ٹرول کی مدد سے زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھودنے لگا تھا۔۔سنائیہ خاموشی سے اسکے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جس نے اب مردہ طوطے کو اس گڑھے میں رکھا تھا۔۔چلو مٹی ڈالو اسکے اوپر اس نے سنائیہ کہا تو وہ چونکی

مم۔۔میں کیسے۔۔آپ خود ڈال لو۔۔مجھے نہیں ڈالنی۔۔وہ پلکوں کو جھپکتی گھبرا کر بولی تھی۔۔اچھا ٹھیک ہے میں کر لیتا ہوں تم رومت ہمم۔۔۔اسکی آنکھوں میں ایک بار پھر پانی جمع ہوتا دیکھ وہ پیار اسے کہتا خود ہی اپنے ہاتھوں سے گڑھے میں پڑے

سے

طوطے پر مٹی ڈالنے لگا تھا۔۔کچھ ہی دیر میں سنان نے اسے دفنا دیا تھا اور پھر سنائیہ کو دیکھا تھا جو بڑی مشکل سے اپنے آنسو ضبط

کیے بیٹھی تھی اور اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔سب ٹھیک ہے ڈونٹ وری۔۔

وہ نرمی سے اسے کہتا اپنی

۔۔جگہ سے کھڑا ہوا تھا

۔۔چلو اٹھو اور اندر جاؤ اب شاباش

مجھے ابھی یہی بیٹھنا ہے۔۔بعد میں چلی جاؤں گی۔۔وہ سر جھکا کر بولی تو سنان

۔۔بے بھی تھوڑی دیر اسے اکیلا چھوڑ دینا ہی بہتر سمجھا

اس نے ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کی تھی اور پھر پلٹ گیا تھا۔۔سنائیہ نے اسے گھر سے باہر جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔اسکی نظریں اس جگہ پر جمی تھی

۔۔جہاں وہ اس طوطے کو دفنا کر گیا تھا

وہ سیدھا قبرستان آیا تھا۔۔مناہل کی قبر کو دیکھ ہے آنکھیں پھر سے نم ہو گئی تھی۔۔اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے پھر فاتحہ پڑھی تھی۔۔اور پھر آمین کہت ہوئے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا تھا۔آنکھیں بے اختیار بہنے لگی تھی۔۔وہ گھٹنوں کے بل گرنے کے انداز

۔۔اسکی قبر کے پاس بیٹھا تھا

خانیوال واپس جا رہا ہوں من۔پر میں وعدہ کرتا ہوں جب تک اللہ نے میری سانسیں لکھی ہیں میں آپ کے پاس آتا رہوں گا۔۔وہ اس کی قبر پر ہاتھ پھیرتا دل اس سے مخاطب تھا۔۔کیسے جیوں آپ کے بغیر۔۔۔وہ بڑبڑاتے ہوئے رو پڑا تھا۔۔چہرا جھکائے وہ ہچکیاں بھر رہا تھا۔۔آنسو زمین پر گر رہے تھے۔۔ بیٹا۔۔۔اچانک کسی نے اسے پکارتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔وہ کوئی بزرگ تھا جو اس قبرستان اپنے کسی عزیز کی قبر پر آیا تھا اور آبان کو اس قدر بلک کر روتا دیکھ بے ساختہ اس کے پاس آ گیا

۔۔تھا۔۔آبان نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا

میں

صبر کرو بچے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ایسے رو رو کر خود کو ہلکان

مت کرو۔ وہ اس کے پاس ہی

بیٹھ کر نہایت ہی شفیع انداز میں بولے تھے۔۔ان کے چہرے پر سفید داڑھی

تھی اور چہرا دودھ جیسا سفید تھا جس پر صاف نور جھلکتا تھا۔۔ سفید شلوار

قمیض میں وہ اللہ کے بڑے کوئی نیک بندے محسوس ہو رہے

تھے۔۔

کہاں۔۔سے لاؤ۔۔ صبر مجھے نہیں آرہا۔۔ صبر۔۔ صبر اتنا آسان تھوڑی ہے

۔وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اپنی بے بسی سے بھری مجبوری بتا رہا تھا۔۔ آواز

حد درجہ

بھاری تھی۔۔اللہ مانگو۔۔سے و۔۔صبر صرف وہ ہی دے سکتا ہے۔جب تم

سے صبر طلب کرو گے تو وہ ضرور عطا کرے گا۔انہوں نے اسکے کندھے پر

ہاتھ سے ہلکا سا دباؤ بڑھاتے

اللہ

سے

ہوئے کہا۔۔اللہ توان کو بھی مانگا تھا۔۔بہت صبر کے ساتھ رو رو کر۔۔اتنے

سالوں بعدان کو عطا بھی کر دیا تھا پھر چند ہی لمحوں کے بعد واپس بھی لے

لیا۔۔یہ کیوں ہوا میرے ساتھ۔۔اس نے سوال کیا تھا۔۔اللہ کی مصلحت

وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود ہی سمجھ آنے لگتی ہے۔۔بس یہ سوچو کہ اللہ

نے تمہارا اتنا لکھا تھا۔تمہاری خوشی تھوڑی دیر کی تھی اور جس خوشی کی عمر

تھوڑی ہو اس پر بڑا دکھ نہیں مناتے۔تم اپنے اس دکھ پر صبر مانگ لو۔۔

انہیں نے نرم اور شفیق انداز میں کہا تھا اور اس قبر کو دیکھنے لگے جو ابھی تک گیلی تھی

صبر

مانگ لو نگا اس سے۔۔اور مل بھی جائے گا۔۔پھر جب صبر ملے گا تو صبر آ بھی جائے گا۔۔پر چین کیسے آئے گا۔۔؟۔ایک کسک جو دل پر بھاری ضرب کی طرح آخری سانس تک لگتی رہے گی وہ کسک کیسے ختم ہو گی۔۔میرے دل کو چین کیسے آئے گا۔۔آہان نے انکی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔لہجہ ٹوٹا بکھرا تھا۔۔جس میں صاف تکلیف کا عنصر تھا۔۔اللہ کے فیصلوں پر یقین رکھو اس نے اگر کچھ لیا ہے تو کچھ سوچا بھی ہو گا تمہارے لیے وہ اپنے بندوں کو تنہا

نہیں چھوڑتا کبھی ویسے یہ ہیں کون تمہاری۔۔۔؟ مناہل کے نام کو دیکھتے

ہوئے انہوں نے کہتے ہوئے ہے

۔۔ساختہ سوال کیا تھا

لاحاصل محبت۔آہان کی جانب سے آنے والا جواب انہیں خاموش کر گیا

تھا۔۔انہوں نے نظروں کا رخ آبان

۔۔کی جانب کیا تھا۔۔وہ انہیں ہی دیکھ رہا تھا

میں

میں نے سنا تھا کہ محبت کا بچھڑ جانا انسان کو مار دیتا ہے۔۔تو میری سانسیں

کیوں چل رہی ہیں ابھی تک۔۔کیوں جی رہا ہوں۔۔مجھے موت کیوں نہیں

آتی۔۔مجھ سے میرے جینے کی وجہ دور ہو چکی ہے پر دیکھے نا میں پھر بھی جی

رہا ہوں۔۔حالانکہ میں نہیں چاہتا۔۔سانس بھی لیتا ہوں تو وہ جیسے سینے

میں اٹک جاتی ہیں پر پھر بھی وہ مجھے زندہ رکھے ہوئی ہیں۔۔ میری سانسیں

کیوں نہیں رک گئی ان کی سانسوں کے ساتھ۔۔۔ بتائیں۔۔ اس نے پھر سے

۔۔ سوال کیا تھا۔۔۔ لہجہ اذیت لیے ہوئے تھا

موت کی خواہش نہیں کرنی چاہیے بیٹا۔۔ زندگی اللہ

کی امانت ہے۔۔ تم اسے اپنی مرضی سے نہیں چلا سکتے۔ اللہ کی امانت میں

خیانت کا سوچ کر اللہ کو ناراض مت کرو۔۔ کیا تم چاہتے ہو اللہ تم سے ناراض

۔۔؟ ہو

نہیں پر مجھ سے جیا نہیں جا رہا۔۔ میں تھک گیا ہوں۔۔ اسنے سر جھکائے

۔۔ جواب دیا تھا

سب ٹھیک ہو جائے اللہ کی مدد ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے وہ تمہیں ہمت اور

طاقت دے گا۔۔ بس کبھی ناامید مت ہونا اس کی ذات سے۔۔ اب میں چلتا

ہوں۔خیال رکھنا اپنا۔۔انہوں نے کہتے ہوئے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا اور پھر ۔۔اٹھ گئے تھے

شکریہ آپ کا۔۔۔آہان نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شفیق اور مدہم سا ۔۔مسکرائے

اسیر محبت از قلم اینجل ثنا

اللہ تمہاری مدد فرمائے۔۔یہ کہتے ہوئے وہ لٹ گئے تھے۔ان کے قدم قبرستان سے باہر کی جانب تھے۔۔آہان کافی دیر وہی بیٹھا رہا تھا۔۔پھر جب واپس آیا تو سب تیاری کیے ہوئے تھے واپسی کی۔۔تقریباً دو بجے ہی سب ان سے ملتے ملاتے واپس آ گئے تھے۔۔۔سنان ابھی تک واپس نا آیا تھا۔۔اس کے ذکر پر اسے کال بھی کی گئی تھی پر اس کا نمبر بند تھا۔۔وہ سب اس سے

ملے بغیر ہی چلے گئے تھے۔۔ مرزا صاحب سنان کی اس حرکت پر بہت غصے

۔۔ میں تھے

کوئی ضروری کام ہو گا اسے اس لیے نہیں آپایا ہو گا۔ آپ غصہ تو مت

ہوں۔۔ عفت بیگم نے انہیں سمجھانے

یوں

کی کوشش کی تھی۔۔ ضروری کام بھی اسے ابھی یاد آنے تھے۔ اس بے

غیرت نے قسم کھا رکھی ہے ہر جگہ مجھے ذلیل کروانے کی۔۔ دیکھا نہیں

فوزیہ بھابھی کیا کہہ رہی تھیں۔۔ کہ میرے بیٹے کو ذرا بھی لحاظ نہیں گھر میں

مہمان ہیں اور وہ انہیں بھولے اپنی عیاشیوں میں لگا ہے۔ اتنا نہیں کہ اپنے

بڑوں کو خدا حافظ ہی کرنے آجاتا۔۔ کیا سوچے گے سب کہ یہ تربیت کی ہے

۔۔ میں نے اپنی اولاد کی۔۔۔ وہ غصے کی انتہا پر تھے

قدم نار کھے وہ نہیں تو مجھ سے برا کوئی

آآنہوں کے وارننگ دی تھی اور تب فن کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔

ج گھر میں نہیں ہو گا

پالے اور عفت بیگم دوسرے کو دیکھتی بس نفی میں سر ہلا کر رہ گئی

رات کے نو بجے وہ واپس آیا تھا۔۔وہ جب سے نکلا تھا تب سے ابھی تک سڑکوں پر بے مقصد گاڑی بھگاتا رہا تھا۔۔دل کی تکلیف جب برداشت سے باہر ہوتی تو وہ کہیں بھی کار روکتا جی بھر کر رو لیتا اور پھر سے کار سٹارٹ کرتا یہاں وہاں کہ چکر کاٹنے لگتا۔۔دل کا درد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔آنکھیں بے حد سرخ اور سوجی ہوئی تھیں۔بال ماتھے پر بے ترتیب بکھرے ہوئے

تھے۔۔ صبح کی پہنی پلیک شرٹ سلوٹوں سے بھر گئی تھی۔ چہرا مرجھایا ہوا

تھا۔ جہاں صاف کرب کی داستان تھی۔۔ وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو گھر

کچھ خالی خالی سا لگا تھا۔۔ وہاں خاموشی تھی۔ دل جیسے خوفزدہ سا ہو گیا تھا۔۔

۔۔اس کی موجودگی کا احساس محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا دل کو

سب چلے گئے تھے تو کیا وہ بھی چلی گئی تھی؟اس بغیر ملے اسے بغیر

بتائے۔۔۔؟ دھڑکنیں سست ہونے لگی تھی۔۔ آنکھیں جو پہلے ہی انتہائی

سرخ تھی ان

۔۔میں پھر سے نمی چھلکنے لگی تھی

سنان بیٹا کہاں تھے صبح سے تم۔۔ تمہارے بابا پتا ہے کتنا غصہ۔۔۔ عفت بیگم

جو پریشان سی بولتی اسکے پاس ہی آ رہی تھی اس کی حالت دیکھ کر باقی الفاظ

.منہ میں ہی رہ گئے تھے

سنان۔۔ میرا بچہ۔۔ وہ کچھ بول نا پائی تھیں کیونکہ سنان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔ وہ بلک پڑا تھا۔۔ سیڑھیوں سے نیچے آتی ساکت ھو گئی تھی سنان کی سسکیوں پر ۔۔

مم..

مماں۔۔۔ وہ بچوں کی طرح انہیں پکارتا وہی زمین گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا ۔۔

سنان میرے بچے کیا ہوا ہے۔۔؟ وہ تڑپ کر کہتی اسکے پاس آئی تھیں۔۔

مرزا صاحب جو سنان کا نام سن کر اسکی کلاس لینے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلے تھے سامنے اسے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا روتے دیکھ دنگ رہ گئے تھے۔۔ ان کا لاڈلا بیٹا رو رہا تھا۔۔ ان کے قدموں میں بے ساختہ تیزی آئی تھی وہ اسکے پاس آئے تھے۔۔ سنان میرا بیٹا۔۔ انہوں نے اسے پکارا تھا پر وہ ماں لگا کے سینے سے رو رہا تھا۔۔ وہ حیران رہ گئے تھے انہوں کبھی اسے

پریشان تک نادیکھا تھااور اسکا رونا تو جیسے وہم و گمان میں بھی نا تھا۔ آخری بار انہوں نے اسے روتے ہوئے تب دیکھا تھا جب وہ نو سال کا تھا۔ اور اس کا پسندیدہ کھلونا کوئی چھین کہ بھاگ گیا تھا۔۔ اور تب وہ اتنا رویا تھا کہ ان کے لیے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔۔ پر آج وہ حیران تھے کہ آج اس ایسا کیا چھن گیا تھا جو وہ ایسے بلک بلک کر رو رہا تھا۔۔ اور اب تو وہ کوئی بچہ بھی نا تھا وہ چوبیس سال کا ایک باہمت مرد تھا۔۔ تو ایسا بھی کیا ہو گیا تھا۔۔ وہ تشویش میں مبتلا تھے

سنان میرے بچے مجھے بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے۔۔ میری جان۔۔ کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہے ہو۔ عفت بیگم اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نم آنکھوں سے بولی تھیں ۔۔

سنان بابا کی جان ادھر دیکھو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ مرزا صاحب نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں تھام کر اپنے مقابل کرتے ہوئے کہا۔۔ آ۔۔ آپ لوگوں نے تو کہا تھا وہ۔۔ وہ میری ہے۔۔ پر وہ تو میری نہیں۔۔ ہے ڈیڈ۔۔ وہ تو کسی اور کی ہے۔۔ آپ نے کہا تھا وہ میری دلہن بنے گی۔۔ پر وہ تو کسی اور کی دلہن بنے گی ماما۔۔ آپ لوگوں نے مجھے ایسا کیوں کہا۔۔ وہ ہچکیوں میں بولا تھا۔۔ اسکی بات عفت پر بیگم اور مرزا صاحب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ مطلب سنان جان گیا تھا کہ آہان اور سنائیہ کے رشتے کی بات ہوئی تھی۔ پر ابھی تک میر صاحب کے گھر سے کوئی مثبت جواب تو نہیں آیا تھا۔۔ میرا بیٹا ہم۔ انہیں منالیں گے وہ تمہاری ہی ہے میں بات کروں گی بھائی صاحب سے وہ مان جائے گے تم پریشان مت ہو۔۔

عفت بیگم نے کہا تو سنان نے نفی میں

سر ہلایا تھا۔۔

آپ کوئی بات نہیں کریں گی ماما۔۔جو جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دیں پلیز وعدہ کریں مجھ سے آپ کچھ نہیں کہے گی انکل کو۔اس نے جلدی سے کہا تو وہ دونوں حیران رہ گئے۔۔

کیوں بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔مرزا صاحب قدرے نا سمجھی اور حیرانی سے بولے۔۔

میں جو بھی کہہ رہا ہوں صحیح کہہ رہا ہوں آپ لوگ ابھی پلیز کوئی بات نہیں کرنا ان سے۔۔بس جو ہو رہا ہے ٹھیک ہے یہی اچھا ہے۔۔وہ بھرائی آواز میں بامشکل

بولا تھا۔آنکھوں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔۔وعدہ کریں مجھ سے آپ

دونوں۔۔وہ ہاتھ پھیلائے ان

۔۔دنوں کو دیکھ کر بولا

۔۔۔میری جان

پلیز ڈیڈ آپ کو میری قسم۔مرزا صاحب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ انہیں

اپنی قسم دیتا خاموش کر گیا تھا۔۔ناچار انہوں نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا

تھا۔۔وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔عفت بیگم نم آنکھوں کو جھکا گئی تھی۔۔

ان کی سمجھ سے سب باہر تھا پتا نہیں وہ ایسا کیوں کر رہا تھا پر کچھ تو :

۔۔۔وہ ان سے چھپا رہا تھا

یالے سیڑھیوں پر ہی جم سی گئی تھی۔اسکی نظر سنان کی ان بھیگی آنکھوں پر

گئی تھی وہ اسے دیکھ

رہا تھا۔۔دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبوچ لیا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔۔سنان کی وہ شکوہ کرتی بھیگی نظریں اسے ساکت کر گئی تھی۔۔وہ اپنے بھائی کو رلانے کا سبب بنی تھی۔۔وہ روک سکتی تھی اسے۔۔اسے سب سچ بتا سکتی تھی پر اس نے نہیں بتایا تھا۔۔سنان نے اس پر سے نظریں ہٹالی تھی۔۔

یالے کے

دل کو کچھ ہوا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں شکوے کے ساتھ ساتھ اب ناراضگی تھی۔۔وہ ناراض ہو گیا تھا۔۔وہ تڑپ سی گئی تھی جبکہ سنان دوبارہ عفت بیگم ۔۔کے کندھے پر سر ٹکا گیا تھا

چلو بیٹا اٹھو فریش ہو جاؤ۔۔اور کچھ کھا کو کیا حالت کرلی ہے اپنی۔۔مرزا صاحب نے کہا تھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا اور خود کے ساتھ ساتھ ان

دونوں کے آگے اپنا ایک ایک ہاتھ کرتا ہوا بولا۔۔مجھے بھوک نہیں ہے

۔۔ڈیڈ۔۔آپ لوگ پریشان مت ہوں

میں بس ریسٹ

۔۔کرنا چاہتا ہوں

وہ

ہمم۔۔مرزا صاحب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔دونوں اسکا ہاتھ تھام کر ہی اٹھے تھے۔سنان ایک نظر انہیں دیکھتا کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

سیڑھیوں

سے

گزرتے ہوئے اس نے پالے کو ایسے اگنور کیا تھا جیسے وہ وہاں موجود ہی نا

تھی۔۔ پالے ساکت وجود کے ساتھ آنکھیں پھیلائے کھڑی کی کھڑی رہ گئی

تھی۔ آنکھوں سے چند آنسو لڑیوں کی صورت میں گالوں پر

بہہ گئے تھے۔۔

وہ فوراً واپس اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

Just get lost from here..i don't wanna talk

to you leave me alone please..

وہ جیسے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی سنان اسے گھورتے ہوئے

ضبط سے بولا تھا۔۔

بھائی۔۔ میری بات تو سنو۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔

کیا سنو یالے۔۔ میں کیا سنو ہاں یہی کہ میری بہن نے سب جانتے ہوئے مجھ سے سچ چھپایا۔۔ جان بوجھ کر مجھے اس راہ کا مسافر بننے دیا جس کی منزل موت تھی۔۔ میں مر جاؤں گا یالے۔۔ میں مر جاؤں گا۔۔ میں نہیں جانتا کب کیسے اور کیوں مجھے اس اتنی سے محبت ہو گئی کہ اب اس سے جدائی کا خوف میری جان لینے لگا ہے۔۔ وہ ہذیانی انداز میں چلایا تھا۔۔ سانسوں کی رفتار تیز ہونے لگی تھی۔۔ آنکھیں دھندلاہٹ کا شکار ہونے لگی تھی۔۔ یالے خاموشی سے کھڑی آنسو بہا رہی

تھی۔۔

پلیز چلی جاؤ یہاں سے اس وقت میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔۔ اس نے کہتے ہوئے آنکھوں کو تین چار بار جھپکا

تھا۔ دھندلے نظر آتے منظر کو صاف دیکھنے کے لیے۔۔ بھا۔۔۔ بھائی۔۔ پلیز میں نے کوشش کی تھی۔۔ بتانے کی۔۔ پر مجھ میں ہمت نہیں آ پائی تھی۔۔ پلیز۔۔۔ اس نے صفائی دینے کوشش کی تھی

تمہاری اس صرف کوشش نے مجھ سے میرا کل اثاثہ چھین لیا یالے۔۔ مجھ سے میری محبت لے لی۔۔ وہ میرا واحد اثاثہ ہے اسے کسی اور کے پاس دیکھوں گا تو میں جی نہیں پاؤں گا یالے۔۔ وہ رو دیا تھا۔۔ آنکھیں جھلملا گئی تھی۔۔ بتاؤ میں کیا کرو۔۔ وہ محبت نہیں کرتی تھی مجھ سے یہ تم جانتی تھی۔۔ تمہیں پتا تھا کہ وہ آ۔۔۔ آہان کو چاہتی ہے۔۔ پھر بھی تم نے مجھ سے سچ

چھپالیا۔۔ تم نے نہیں بتایا مجھے۔۔ وہ تو ڈرتی تھی گھبراتی تھی مجھ سے وہ نہیں بتا سکتی تھی مجھے پر تم۔۔۔ تم تو بتا سکتی تھی نا۔۔ کہہ سکتی تھی کہ سنان مت جاؤ

اسکے پیچھے وہ آہان کو چاہتی ہے۔۔اسکی محبت کوئی اور ہے۔۔وہ میری نہیں

ہے یالے۔۔یہ

احساس ہی جان لیوا ہے۔۔بتاؤں میں کیسے جیوں؟وہ

چلی گئی یالے سنان نے کھودیا اسے۔۔وہ چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔۔میں کہا

جاؤں میرا دل بند ہو جائے گا۔۔میں مر رہا ہوں یالے۔۔میں مر رہا

ہوں۔۔۔وہ شدت بولا تھا۔۔پھر بیڈ کے فٹ بورڈ

ضبط سے ہچکیوں میں کے ساتھ ہی نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔۔وجود شکست زدہ

تھا۔۔اس نے سر کو پیچھے کی جانب بیڈ پر ہی ٹکایا تھا اور چھت کی جانب دیکھا

تھا۔۔وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

بھائی پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔وہ اسکے پاس آکر بیٹھی تھی۔۔ہاتھ کو اسکے

کندھے پر رکھتی وہ ہچکیوں میں بولی تھی۔۔سنان نے نظروں کا زاویہ اسکی

۔۔جانب کیا تھا

میں محبت نہیں

قسمت غلطی تمہاری نہیں ہے۔۔میری تھی بلکہ محبت کی صورت میں روگ

لکھا تھا۔۔تم معافی مت مانگو۔۔مجھے اس سے محبت ہوئی یہ میری

خوش نصیبی تھی اور میری وہ محبت یک طرفہ رہ گئی یہ میری بد نصیبی تھی۔۔

یہ سب میرے نصیب میں لکھا تھا۔میں نہیں ہوں تم سے ناراض۔۔بس

مجھے اکیلا

چھوڑ دو۔۔میں اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔سنان نے اسکے آنسو اپنے ہاتھ سے

صاف کرتے ہوئے اسکا گال تھپتھپایا

تھا۔۔

یالے سر ہلاتی ہوئے اٹھی تھی اور باہر جانے کے لیے پلٹی

تھی۔۔جب سنان کی آواز پر اسکے قدم رکے تھے۔۔یالے۔۔وہ لڑکھڑاہٹ

کے ساتھ بولا تھا۔۔

یالے نے

کھڑے کھڑے واپس مڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔کہتے ہیں بہنوں کی بھائیوں کے حق میں کی جانے والی دعائیں پوری ہوتی ہیں۔۔میرے لیے دعا کرنا۔۔کہ مجھے صبر آجائے۔۔محبت نا ملنے کی تکلیف میری جان لے رہی ہے۔۔مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔۔اسکی آنکھوں میں بسا وہ آہان کا عکس بار بار میری نظروں کے سامنے آکر مجھے بے چین کر رہا ہے۔۔دعا کرنا مجھے سکون آجائے۔۔مجھے صبر آجائے۔۔کرو گی نا میرے لیے دعا۔۔؟اس نے

شکست خور لہجے میں کہتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔ یالے تڑپ گئی کیونکہ سنان

کی آنکھوں کے پور

پھر سے برس رہے تھے۔۔ اس نے سر جھکا کر ہچکیاں بھرتے ہوئے اثبات

میں سر ہلایا تھا اور باہر بھاگ گئی۔۔ وہ جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی تھی سامنے

کھڑی عفت بیگم کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔۔ قدم آگے بڑھانے کی ہمت نہیں

ہوئی تھی۔۔ عفت بیگم کی آنکھوں سے صاف نظر آرہا تھا وہ سب جان گئی

تھی

۔

۔۔ مماں۔۔۔ وہ انکی جانب بڑھی تھی

یالے میرا بیٹا۔۔ وہ کہتے ہوئے سسک پڑی تھیں۔۔ ان کا لاڈلا بیٹا تکلیف میں

تھا تو وہ کیسے سکون میں رہ

سکتی تھی۔۔ مماں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ آپ پریشان مت ہوں۔۔

۔۔ یالے نے انہیں کندھوں سے تھاما تھا

اللہ۔۔۔۔۔۔۔!! تبھی انہیں سنان کے کمرے سے ایک بے بس

سی پکار سنائی دی تھی۔۔ وہ درد سے چلایا تھا۔۔ وہ دونوں اس کے کمرے میں

۔۔ واپس نہیں گئی تھی۔۔ اور وہاں سے چلی گئی تھی

پیچھے وہ نا جانے کب تک اللہ کو پکارتا روتا رہا تھا۔۔ صحیح کہتے ہیں نا کہ جب دل

ٹوٹتا ہے نا تو سب سے

پہلے اللہ ہی یاد آتا ہے۔۔ آج جب اسکا دل ٹوٹا تھا تو اسے یاد آیا تھا کہ کوئی خدا

بھی ہے۔ جو دلوں میں رہتا ہے۔ جو تقدیریں لکھتا اور پھر اپنے بندوں کی

دعاؤں پر انہیں بدلتا بھی ہے۔۔ وہ اپنی دنیا میں وہ اپنی دنیا میں مگن رہنے والا

کبھی پانچ وقت کی نماز تک نا جانے آخری بار

کب پڑھی تھی آج بے بسی سے اللہ کو پکار رہا تھا۔۔اپنے ٹوٹے دل پر اللہ سے صبر مانگ رہا تھا۔۔اور بے شک اللہ کے ہی کام تھے۔ کسی سے لے کر آزمانا تو کسی کو دے کر آزمانا۔۔۔اسے خوب آتا تھا اپنے بھٹکے ہوئے بندوں کو اپنی طرف بلانا۔۔ہاں آج سے شاید وہ سنان مرزا دا فیمس سوشل میڈیا سٹار کو اپنی محبت کی

کنجی سونپنے والا تھا۔۔آج وہ اسے بتانے والا تھا کہ جب تمہارا رب میں ہوں تو تم مجھے چھوڑ کر کہاں بھاگے جا رہے تھے۔۔آج اللہ سنان مرزا کو بتانے والا تھا

کہ جب تم اللہ کی محبت کو چھوڑ کر لوگوں کی محبت کے پیچھے بھاگو گے تو ۔۔سوائے تکلیف کے اور کچھ نا حاصل کر پاؤں گے

اللہ جی۔۔۔۔۔!! وہ بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے ہچکیوں فریاد کر رہا تھا۔۔

پر صبر ایسے تھوڑی نا آجانا تھا۔۔ کیا صبر آسان انسان کو پتا تھا۔۔ صبر ہی اگر

آسانی سے آجائے تو

انسان کو پتا کیسے چلے کہ اللہ کی محبت اللہ کا ساتھ اور اللہ کی آزمائش کیا ہے۔۔

روتے روتے آنکھیں انتہائی سرخ اور سوج چکی تھی۔۔اب ان میں حد سے

زیادہ درد ہونے لگا تھا۔۔ دماغ کی رگیں جیسے اب پھٹنے والی تھی۔۔ وہ بیڈ سے

سر ٹکائے چھت کو کھالی کھالی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ سوچوں میں سنائیہ اور

اسکے ساتھ گرزا ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح دماغ کی سکرین پر چل رہا تھا۔

نا جانے کب آنکھیں برداشت کی

حد توڑتی بند ہو گئی اسے پتا بھی نا چلا تھا۔۔اللہ کرے تمہیں آہان بھائی کبھی نا

ملیں۔۔انہیں کبھی

تم سے محبت نا ہو۔اور اگر کبھی انہیں تم سے محبت ہو بھی جائے تو اللہ انہیں کبھی تمہارا نا کریں۔وہ نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے روتے ہوئے ۔۔کہہ رہی تھی

میں

دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ایک طرف دوست کی تکلیف تھی تو دوسری طرف بھائی کی وہ سسکیاں۔۔پر یہاں دوست کی محبت پر بھائی کی محبت غالب آگئی تھی وہ دوست کو دھوکہ دیتی اپنے بھائی کے حق دعائیں کر رہی تھی۔۔میں جانتی ہوں میں غلط کر رہی ہو۔میں تمہاری دوست ہو کر تمہیں بد دعا دے رہی ہوں۔ محبت نا ملنے کی بد دعا۔پر میں کیا کروں سنائیہ ؟میں اتنی مضبوط نہیں ہوں اپنے جان سے عزیز بھائی کو تمہاری محبت میں ٹوٹتا بکھرتا دیکھوں۔وہ آنکھوں کو سختی

۔۔سے میچتی ہچکیاں لے رہی تھی

میں مانتی ہوں میں اپنے بھائی کی محبت میں خود غرض بن رہی ہوں پر مجھے

معاف کرنا۔ تم اسے ملی تو وہ مر جائے گا۔ میں اپنے بھائی کو نہیں کھو

سکتی۔ اگر تمہیں آہان بھائی نا ملے تو تمہیں اور تمہارے دل کو میرا بھائی

سنبھال لے گا۔۔ وہ سب ٹھیک کر دے گا۔ لیکن اگر تم اسے نا ملی تو وہ ٹوٹ

جائے گا بکھر جائے گا۔ اور اسے سنبھالنے کے لیے کوئی نہیں ہے سنائیہ۔۔

اللہ تمہیں آہان بھائی کو کبھی نا دیں۔ اللہ تم دونوں کو کبھی ایک نا کریں۔ میرا

بھائی مر جائے گا سنائیہ۔۔ میرا بھائی تمہارے بغیر مر جائے گا۔۔ وہ روتے

ہوئے دعائیں کر رہی تھی۔ جس کی زبان پر ہمیشہ اپنی دوست کی خوشیوں کی

دعا ہوتی تھی آج بھی اس زبان پر دوست کے لیے دعا تھی پر اسکی خوشیوں کی

نہیں بلکہ اس کے ذریعے آج وہ اپنے بھائی کی خوشیاں رہی تھیں۔ اللہ آہان

بھائی کو تمہاری زندگی دور کر دیں۔ مجھے معاف کر دیں یا اللہ میں اپنی دوست کو دھوکہ دے رہی ہوں پر آپ تو سب جانتے ہیں نا آپ سنائیے اور آہان بھائی کو کبھی ایک مت کیجئے گا۔۔ کیا اسکی دعائیں اللہ سننے والا تھا۔۔ یہ تو اللہ ہی ۔۔ جانتا تھا

رات کے آخری پہر اسکی اچانک آنکھ کھلی تھی۔۔ اسکے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرے تھے۔۔ وہ بامشکل اپنی آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو رونے کی وجہ سے سوج چکی تھی اور اب درد کر رہی تھی۔۔ سر میں بھی شدید درد کی لہر دوڑ رہی تھی۔۔ پورے جسم میں درد تھا اور وجود جیسے کسی میں جل رہا تھا۔۔ اسے بخار ہو چکا تھا۔۔ افففف۔۔۔ آنکھیں میچ کر تکلیف سے کہتے ہوئے اس نے سر کو دائیں بائیں جھٹکا تھا۔۔ کھلی کھڑی سے اندر جھانکتا چاند اس کی اس حالت پر جیسے غمزدہ سا

تھا۔۔وہ بامشکل اٹھ بیٹھا تھا۔۔ پھر جب ارد گرد دیکھا تو یاد آیا کہ وہ زمین پر

بیٹھے بیٹھے ہی بیڈ کے فٹ بورڈ سے سر ٹکائے سو گیا تھا۔۔ کمر اکڑ چکی تھی۔۔

جسے سیدھا کرتے ہوئے بھی اب شدید تکلیف ہو رہی تھی۔۔ پر دل میں

ہوتی تکلیف کے آگے جیسے وہ بیرونی تکلیف تو کچھ بھی نا تھی اس کے لیے۔۔

۔۔دور مسجدوں سے آتی اذانوں کی آوازیں کان میں پڑی تو وہ چونکا

پھر بیڈ پر پڑے اپنے موبائل کو پلٹ کر اٹھایا۔۔ موبائل سکرین کے جلنے سے

اس نے آنکھیں اچانک ہی سختی

سے میچی تھی۔۔ روشنی آنکھوں کو تکلیف دے رہی تھی۔۔ چند لمحوں بعد

اس نے آنکھیں کھول کر دو تین بار جھپکا اور پھر وقت دیکھا۔۔ جہاں تین بج

کر سات منٹ ہو رہے تھے۔۔ اس نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔ پھر

موبائل کی سکرین اوف کر کے اسے واپس بیڈ پر اچھال

دیا تھا۔۔ نظریں سامنے کھڑکی کے پار کے منظر پر گئی تو وہ بے ساختہ اس چاند

کو دیکھتا اسکی جانب اٹھ کر قدم

بڑھا گیا۔۔ ریلینگ پر ہاتھ جما کر اس نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔ دسمبر کی

۔۔ راتیں تھی۔ ہوائیں سردی احساس دلا رہی تھیں

آہ آہان آہ۔۔۔!! کیا کہوں میں تمہیں۔۔ خوش نصیب یا پھر نصیب سے ہارا۔

یا پھر دونوں۔۔ ایک طرف تمہیں وہ نہیں ملی جس سے تمہیں محبت ہے

یہاں تم ہار گئے اپنے نصیب سے اور دوسری طرف تم سے وہ محبت

کرتی ہے جس سے مجھ۔۔۔ مجھے محبت ہے۔۔ اور یہ خوش نصیبی ہے تمہاری

کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے۔۔ اس نے دھیرے سے کہتے ہوئے ایک گہرا

سانس بھرا تھا۔۔ پھر چاند کو دیکھا۔۔ افففف۔۔ سنائیہ افففف۔۔۔ میں کیا

کروں۔۔ کیسے نکال تمہیں اپنے دل سے۔۔اس معاملے میں .اس معاملے

میں میرا دل بھی مجھ سے دغا بازی کر رہا ہے۔۔وہ نہیں سن رہا میری۔۔ نہیں

نکال سکتا تمہیں دل سے۔۔ اففففف اللہ۔۔۔!!!! ضبطرابی کیفیت میں

بڑ بڑاتے

ہوئے اس نے یک دم چلا

کر اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا تھا۔۔یا رب۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے میرے

ساتھ۔۔ میرے کیوں۔۔ میں نے تو نہیں چاہ تھا کہ مجھے اس سے محبت ہو

اس کا خیال آپ نے میرے دل میں ڈالا تو اب ایسا کیوں کیا میرے ساتھ۔۔

میں کیسے نکال سکتا ہوں اس کو اس دل سے۔۔ میرے بس میں نہیں ہے اللہ

۔۔۔!! میری مدد فرما۔۔وہ گھٹنوں کے بل وہی بیٹھ کر آسمان

کی جانب دیکھتا فریاد کر رہا تھا۔۔آنکھیں اشکبار

تھی۔۔

دل میں بے چینی تھی کہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔۔اچانک اس کی نظر لان میں جائے نماز بچھائے نماز ادا کرتے مرزا صاحب پر پڑی تھی۔۔سنان حیران ہوا۔۔یقیناً وہ تہجد پڑھ رہے تھے

چند ساعتے وہ وہی بیٹھا انہیں دیکھتا رہا جو اب سجدے میں گئے تھے۔۔سنان نے محسوس کیا تھا ان کا سجدہ عام نماز کے سجدوں سے کافی طویل تھا۔۔اسے اپنے دل کی دھڑکنیں بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔مرزا صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے تھے۔۔اس نے تو کبھی جمعہ کی نماز کے علاوہ اور باقی نمازیں ہی نہیں پڑھی تھی کافی وقت سے۔۔۔دل میں جاگا۔۔وہ اللہ سے سوال کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں۔۔۔اب جواب ملا تھا کیا وہ اس قابل تھا کہ اللہ اسے سنائیہ دے دیتا۔۔کیا وہ اس قابل تھا کہ اللہ اس کی

سنتا۔۔اللہ پر تو سب کی سنتا ہے۔۔گناہگاروں کی بھی۔۔دل سے جیسے جواب نکلا تھا۔۔وہ فوراً اٹھ کر واش روم میں گھسا تھا۔۔تقریباً پانچ منٹ بعد

وہ

وضو کر کے جائے نماز کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔ایک بار پھر اللہ کے سامنے جانے میں شرمندگی ہوئی تھی۔۔اسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اسکی جائے نماز کہا رکھی ہے۔۔یا اللہ مجھے معاف کر دیں۔۔۔اسنے دل کہا اور الماری چیک کرنے لگا۔۔دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی باہر آجائے۔۔ شاید روح بے تاب تھی اللہ کے آگے سجدہ ریز ہونے میں۔۔الماری سے
۔۔اسے جائے نماز مل گئی تھی

ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے اس نے نم آنکھوں کے ساتھ بالکنی کے پاس ہی جائے نماز بچھائی تھی۔۔اور اس پر کھڑا ہوا تھا۔۔اللہ اکبر۔۔۔اس نے

سینے پر ہاتھ باندھے تھے۔۔ نوافل ادا کرنے کے بعد وہ سجدے میں گرا رو رہا تھا۔۔ ناجانے کب اسکی ہچکیاں اسکی سسکیاں اور اللہ

سے ۔۔۔

کی گئی فریادیں۔۔ میں کہاں جاؤں یارب۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ پلیز مجھ پر اپنا کرم فرما۔ میں نہیں رہ سکتا۔۔ پر میں اس کی مرضی اور خوشی جانتے ہوئے بھی اس کو خود کی وجہ سے تکلیف نہیں دے سکتا۔۔ پلیز اللہ مجھے صبر دے دیں۔۔ اس کے حق میں جو بہتر ہے آپ وہ کر دیں۔۔۔ مجھے صبر دیں۔۔ میری تکلیف کم کر دیں۔۔ میری بے چینیاں کم کر دیں۔۔ مجھے سکون دے دیں۔۔ پلیز اللہ دعا میری سن لیں۔۔ میں گناہگار ہوں مجھے معاف کر دیں۔۔ اس کا وجود ہچکولے لے رہا تھا۔ کسی چیز کا ہوش نا تھا۔۔ بس یاد تھا تو اللہ اور دل کی تکلیف۔۔ فجر کی اذانیں گونجنے لگی تھیں۔۔ اس نے

سجدے سے سر اٹھایا تھا۔۔آنکھیں انتہا کی سرخ تھی کہ کوئی دیکھے توڈر ہی

جائے۔۔۔وہ دل کے مقام کو مسلتا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔

گردن جھکی ہوئی تھی۔۔اللہ۔۔۔۔!!بس االلہ کی پکار

۔۔ تھی جواب دل سے نکلتی ہی جارہی تھی

۔۔قضائے فجر سے ادائے تہجد کا سفر شروع ہو چکا تھا

جند لمحے وہ یونہی بیٹھا رہا تھا۔اذانیں ختم ہو چکی تھی۔۔وہ پھر بھی بیٹھا تھا۔۔

پورا وجود بخار سے تپ

چکا تھا۔۔ جسم میں شدید درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی۔۔آنکھیں اتنی تکلیف

میں مبتلا تھی کہ بس بند ہو جانا چاہتی تھی۔۔۔دماغ کی رگیں جیسے درد سے

پھٹ رہی تھی۔۔وہ بامشکل تکلیف دباتا اٹھا تھا اور ایک بار پھر نماز فجر کی

۔۔نیت کرتا اللہ اکبر کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ گیا تھا

ناجانے اللہ پاک کو آج اپنے اس نادان بندے پر کتنا پیار

آیا ہو گا۔۔ شاید اللہ مسکرایا ہو گا آج اسے اپنے سامنے دیکھ کر۔۔ جواب

سجدے میں گیا تھا۔۔ سجدہ طویل تھا۔۔ وہ دھیرے دھیرے نماز پڑھتا جارہا

تھا۔۔ دل سکون سا اٹھنے لگا تھا۔۔ ہاں اسے اللہ کی عبادت میں

سکون مل رہا تھا۔۔: اَلا بذکرِ اللہِ تَطمَئِنُ القُلُوبُ: (بے شک اللہ کے ذکر

(سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے

(۲۸: سورہ الرعد)

نماز کے بعد اس نے دعا مانگی تھی اور پھر بیڈ پر جا کر لیٹا تھا۔۔ چند سیکنڈز لگے

تھے آنکھوں کو بند ہونے میں۔۔ جو بڑے ضبط کے ساتھ اب تک کھلی ہوئی

تھیں۔۔ وہ سو گیا تھا

دو ماہ بعد ۔۔۔ بھائی صاحب یہ تو نصیب کے کھیل ہیں ۔۔ جہاں اللہ کی مرضی

ہو ۔۔ میری بہت خواہش تھی سنائیہ کو اپنی

بہو بنانے کی لیکن میری آپا نے جس طرح منت کی میری اور عنائیہ کا کہا تو

میں ان کو انکار نہیں کر پائی

تھی ۔۔ اس لیے میں کافی عرصہ پہلے ہی آہان کے لیے عنائیہ کو ہاں کر چکی

تھی آپا کو ۔۔ اب میں ان کا دل بھی تو نہیں توڑ سکتی تھی ۔۔ امی کے بعد آپا ہی

تو تھی جنہوں نے ہم بہن بھائیوں کو ماں بن کے پالا تھا۔ ان کے بہت احسان

ہیں مجھ پر بس میں بے بس سی ہو گئی تھی ان کے آگے ۔۔ ہماری سنائیہ ماشاء

اللہ ہے اس کے لیے تو کوئی بھی ہاں کر دے گا ۔۔ آپ بس ناراض مت ہونا

ہم سے ۔۔ اللہ کی مرضی کے آگے کیا کر سکتے ہیں ہم ۔۔ سب بڑے لاؤنج

میں بیٹھے باتیں کر رہے

تھے۔جہاں اچانک ہی رشتے کی باتیں شروع ہوئی تھیں۔۔اور جب سنائیہ اور آہان کے بابت ذکر ہوا تو فوزیہ بیگم نے میٹھے لہجے میں اپنی بات کو مکمل کیا۔۔پالے اور ہانی سیڑھیوں کے پاس چھپ کر ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔۔کچھ لوگوں کو چہرے جو تھوڑی دیر پہلے یک دم ۔۔سفید پڑ گئے تھے فوزیہ بیگم کی بات پر جیسے انہیں سکون سا ملا تھا

ارے نہیں بھابھی بالکل صحیح کہا آپ نے یہ تو نصیب کی بات ہے۔۔اللہ ہمارے بچوں کو ہمیشہ خوش رکھے بس۔۔عامر صاحب نے قدرے اطمینان سے کہا تو سب نے آمین بولا تھا۔۔سیڑھیوں پر بیٹھی وہ ان سب کی باتیں بڑے ضبط سے سن رہی تھی۔ساتھ بیٹھی پالے اور رہانیہ نے نم آنکھوں اس قسمت کی ماری کو دیکھا تھا جو خاموش ہی تھی۔۔آبان کا جواب تو اسے پہلے ہی انکار کی صورت میں اسے مل چکا تھا اب بس اس طرح سب کے سامنے رہ گیا

تھا آج وہ بھی سن لیا تھا۔۔ آہان اس کا نہیں تھا۔۔ دل جیسے پھٹ رہا تھا چیخ رہا

تھا پر پھر بھی وہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔ آہان کا رشتہ کہیں اور گیا تھا۔۔ وہ کسی

اور کا محرم بننے والا تھا۔۔ دل کر رہا چیخے چلائے اتنا شور کریں کہ ہر طرف

خاموشی چھا جائے۔۔ پر حیرت کی بات تھی اسکی آنکھیں ابھی تک ذرا سی بھی

نم نہیں ہوئی تھی۔ آنکھیں خشک تھی بے انتہا خشک اور کھالی ویران سی۔۔

اس کا دل بھی بنجر ہو چکا تھا جسے۔۔ یالے کو اپنی مانگی ہوئی دعا یاد آئی تھی اس

کی دعا سن لی گئی تھی۔۔ پر دل پر بوجھ بڑھ گیا تھا۔۔ اس کی دعا نے اس سے

اسکی دوست کی محبت لے لی تھی۔۔ ہانیہ ضبط سے آنکھیں بند کر کے پھر سے

کھولا تھا اور سنائیہ کو دیکھا تھا جو نا جانے کہاں کھوئی تھی۔۔ ان کے پاس زبان

تو تھی پر

الفاظ ساتھ نہیں تھے جو وہ اپنی اس زبان سے نکل سکتے۔۔اور اپنی دوست کو صبر کرنے کا یا ہمت کرنے کا کہہ سکتے۔۔وہ بے بسی سے سر جھکائے بڑوں کی آگے ہونے والی باتیں سن رہے تھے۔۔

بھائی صاحب ہم اگلے مہینے ہی آہان کی شادی کی ڈیٹ فکس کر رہے ہیں آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں۔۔مرزا صاحب نے پوچھا تو عامر صاحب سوچ میں پڑ گئے۔۔ویسے بھائی صاحب میں بھی سوچ رہا تھا اب ارحان کی رخصتی کے ساتھ ساتھ زین اور افغان کی بھی شادی ہو جانی چاہیے تو ایسا کرتے ہیں سب کا ایک ہی سوچ لیتے ہیں۔۔انہوں نے کہا تو سب نے پہلے ایک

دوسرے کو دیکھا۔۔ یہ تو اور اچھی ہے ارحان کی رخصتی اگلے ماہ کی دو تاریخ کو ہے تو تین تاریخ کو ہم ان تینوں کا نکاح رکھ لیتے ہیں اور چار کو ولیمہ ہو جائے گا سب کا ایک ساتھ۔۔ مرزا صاحب نے مشورہ دیا تھا۔۔

ہاں یہ صحیح ہے۔۔ اور آپ کا کیا خیال ہے بھائی صاحب ہم اپنی بیٹی لینے آ جائے نا پھر انہوں نے مرزا صاحب کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔۔

جی جی بھائی صاحب جب مرضی آئیں۔۔ آپ کی ہی بیٹی ہے وہ۔ مرزا صاحب نے خوشی سے کہا۔۔ حسین بھائی آپ کو بھی تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا۔۔

انہوں نے اب ہانی کے والد سے پوچھا تھا۔۔

نہیں بھائی صاحب مجھے کیا اعتراض ہو گا۔۔ بیٹیوں کے فرض جتنے جلدی ادا ہو جائے اتنا بہتر ہے۔۔۔ انہوں نے بھی مرضی دے دی تھی۔۔

چلیں بھائی سب ویسے ہی یہاں موجود ہیں اور مرزا بھائی اور عفت بھابھی کا

بھی جواب ہمیں مل چکا ہے تو مجھے بھی ایک بات کرنی تھی۔۔اچانک عفت

بیگم

نے کہا تو سب انکی جانب متوجہ ہوئے۔۔

جی بھابھی کہیے کیا بات ہے۔۔مرزا صاحب ایک نظر سب پر ڈال کر ان سے

بولے۔۔

مجھے اپنے سنان کی بھی شادی کرنی ہے سب کے ساتھ ساتھ۔۔میرا بیٹا کیوں

پیچھے رہے۔۔وہ جس انداز سے مسکرا کر کہنے لگی تو باقی سب بھی مسکرانے

لگے۔۔جی جی ماشاءاللہ یہ تو اچھی بات ہے۔۔عامر صاحب کے کہنے پر انہوں

نے ایک نظر مرزا صاحب پر ڈالی۔۔اور

وہ ایک نظر کیا کہہ رہی تھی وہ سمجھ گئے تھے۔۔تو اس کے لیے آپ ہمیں

ہماری بیٹی دے دیں سنان کے

لیے۔۔وہ جس انداز میں یقین کے ساتھ بولی تھی ایک پل کے لیے سب

خاموش ہی ہو گئے تھے۔۔ان کی آنکھوں میں یقین تھا جیسے عامر صاحب

انہیں کبھی منع نہیں کریں گے۔۔ سیڑھیوں پر بیٹھی ان تینوں کی آنکھیں

پھیل گئی تھیں۔۔ جن میں ایک کی آنکھوں اطمینان تھا جیسے وہ یہ بات پہلے

سے جانتی ہو۔دوسری کی آنکھوں میں حیرت تھی اور تیسری اسکی آنکھوں

میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔ایسا کیسے ہو

سکتا تھا وہ اور سنان۔۔ نہیں کبھی بھی نہیں۔۔دل

چیخا تھا۔۔بھائی صاحب آپ چپ کیوں ہو گئے ہیں کیا ہم اس قابل نہیں کہ سنائیہ کو اپنی بیٹی بنا کر لے جا سکیں۔۔ مرزا صاحب قدرے سنجیدگی سے بولے تو عامر صاحب نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔۔

ارے نہیں بھائی صاحب ایسی بات نہیں ہے۔۔ بلکہ یہ تو

بہت خوشی کی بات ہے میں بس یہ سوچ رہا تھا کہ میری بیٹی بھی اتنی بڑی ہو گئی ہے اب کہ اس کے اپنے گھر جانے کا وقت آ گیا ہے۔ وہ قدرے رنجیدہ سے ہو گئے تھے۔۔ سنائیہ کی آنکھیں اب نم ہونے لگی تھی۔۔ مطلب اسکا پاپا ہاں کہہ چکا تھا۔۔اس یقین اور مان سے کہ وہ ان کی مرضی پر راضی ہو جائے گی۔۔ وہ ان کا مان نہی توڑے گی۔۔ایک آنسو آنکھ سے نکلتا گال پر بہہ گیا تھا۔۔ وہ کیسے اپنے باپ کو انکار کرتی کیسے انکا مان یقین توڑتی۔۔۔ وہ بے بس ہو چکی تھی۔۔ارے کیسی باتیں کرتے ہیں بھائی صاحب یہ تو رین

ہے۔۔بیٹیاں بہانی توپڑتی ہیں ناورنہ کون ماں باپ اپنے لاڈلیوں کی خود سے

دور بھیجتا ہے۔۔مرزاصاحب نے

ان کا کندھا تھپتھپایا۔۔

بھائی صاحب جواب دیں پھر ہم سنان کی شادی کی تیاریاں بھی کریں کیا

ساتھ۔۔مجھے پوری امید ہے آپ

میری امید نہیں توڑے گے۔۔عفت بیگم نے کہا تو وہ مدہم سا مسکرائے۔۔

جی بھابھی مجھے تو بالکل بھی اعتراض نہیں اس رشتے سے سنان ہمارا ہی بیٹا ہے

ہمارے بچے ہیں سب۔۔بھلا کس کو اعتراض ہوگا پر میں ایک دفعہ سنائیہ اور

باقی سب سے بھی پوچھ کر بتادوں تو زیادہ بہتر ہے۔۔ویسے تو مجھے یقین ہے

میرے بچے کبھی نا نہیں کہیں گے مجھے پھر بھی بچوں کی مرضی ان کا حق

ہے۔۔تو میں ان سب سے بات کر کے بتاؤں گا۔۔ان کا اشارہ اپنے

سارے بچوں کی جانب تھا جن میں وہ بھی شامل تھی ۔۔ جس قدر یقین سے بولے تھے وہ کہ ان کے بچے انہیں کبھی نا نہیں کہیں گے ۔۔اب وہ کیسے انکا

وہ

یقین توڑتی جو وہ سب میں بیٹھے بڑے فخر سے کر رہے تھے ۔۔وہ بے بسی کے آخری دہانے پر کھڑی تھی ۔۔ نا مر سکتی تھی اور نا ہی جی سکتی تھی ۔۔ سائرہ نے سب کے لیے کھانا لگا دیا تھا ۔۔وہ تینوں بھی انکی مدد کر رہی تھیں پر سنائیہ کا ذہن کہیں اور الجھا یہ وہ سب نوٹ کر رہی تھیں ۔۔

سائرہ نے سب کے لیے کھانا لگا دیا تھا ۔۔وہ تینوں بھی انکی مدد کر رہی تھیں پر ۔۔سنائیہ کا ذہن کہیں اور الجھا تھا یہ وہ سب نوٹ کر رہی تھیں

کیا ہوا اسنائیہ سب ٹھیک ہے نا۔۔ کوئی پریشانی ہے کیا تمہیں؟ میں دیکھ رہی ہوں تم کافی کھوئی کھوئی اور الجھی ہوئی رہتی ہو۔۔ کیا بات ہے؟ سائرہ نے آخر کا

۔۔ پوچھ ہی لیا تھا

ہمیں وہ کیوں نہیں ملتا جو ہم چاہتے ہیں آپی۔۔ یہ نصیب ہمارے ساتھ ایسا کھیل کیوں کھیلتا ہے جس میں ہم چاہ کر بھی کبھی جیت نہیں سکتے۔۔۔؟ اس نے مدہم لہجے میں سوال کیا۔۔ پالے اور ہانی نے پہلے ایک دوسرے کو اور پھر ۔۔ ان دونوں کو دیکھا تھا۔۔۔ اور پھر باہر چلی گئی

سائرہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔ جو ہوا اسے بھول جاؤ۔ اگر ہر کسی کو اسکی محبت مل

جانے لگے تو پھر سب کچھ الجھ سا جائے گا۔ ضروری نہیں جس سے ہمیں

محبت ہو اسے بھی ہم سے محبت ہو جائے۔ بعض دفعہ جسے ہم چاہتے ہیں وہ

کسی اور کے خواب سجاتا ہے اور جس کے وہ خواب سجاتا ہے وہ کسی اور کو دل

میں بسا کر رکھتا ہے۔۔ یہ محبت کا نظام ہے اور محبت کا یہ نظام ایسے ہی چلتا رہتا

ہے۔ حس کو تم نہیں پا سکی اس کو اللہ نے کسی اور کے

لیے چنا ہے اور جو تمہیں پانے والا ہے اسے اللہ نے تمہارے لیے چنا ہے۔۔

۔۔اللہ کی رضا میں راضی ہو جاؤ۔ وہ ناانصافی نہیں کرتا

بھولنا آسان ہے کیا آپی۔۔؟ اس نے آبدیدہ لہجے میں

۔۔پوچھا

آسان تو کچھ بھی نہیں ہوتا میری جان۔۔ ہمیں کوشش کرنی پڑتی ہے۔۔ پھر جا کے سب آسان لگنے لگتا ہے۔۔ انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے اس کے گال پر ہاتھ رکھا

تھا۔۔

میرے لیے انہیں بھولنا آسان نہیں آپی۔۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے۔ کیا میں اتنی بری ہوں آپی کہ انہوں نے

مجھے اپنے لائق ہی نہیں سمجھا۔۔ سب جانتے ہوئے بھی میری محبت میرے منہ پر واپس مار دی۔۔ محبت تو بہت انمول ہوتی ہے آپی پھر میری محبت ان کی نظر اتنی بے مول کیسے ہو گئی۔۔

سنائیہ میری جان۔۔۔ میں نہیں جانتی آہان نے ایسا کیوں

کیا پر تم سنان کا سوچو۔۔شام کو بابا تم سے جواب مانگے گے تو تم ہاں کر دینا وہ تمہارا ہر غم بھلا دے گا۔۔وہ بہت اچھا ہے۔۔سائرہ کے کہنے پر سنائیہ نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھا۔۔کسی مرد کا ظرف اتنا بڑا کیسے ہو سکتا ہے آپی کہ وہ سب جانتے ہوئے بھی ایک ایسی لڑکی کو اپنی بیوی اور عزت بنا لے جو اس سے پہلے کسی اور مرد سے محبت کے خواب سجائے بیٹھی ہو۔انہیں سب پتا ہے انہوں نے میرے منہ سے میرے سامنے بیٹھ کر میری آہان سے محبت کے قصیدے سنیں ہیں۔۔تو بتائیں میں کیسے ان

کے طنز ان کے طعنے سہو گی۔۔میں تو ان کے سامنے روز جیتے جی پل پل مرو گی۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی تھی۔۔آنکھیں جھلملانے گی تھی۔۔ایک بار پھر وہ سنان

کے بارے میں خود سے رائے قائم کر گئی تھی۔۔ وہ ایسا نہیں ہے سمجھی

تم۔۔ میں نے اسکی آنکھوں تمہارے لیے سچے جزبات دیکھیں ہیں۔۔ اس

بات کی گواہی تو میں ہی دے سکتی ہوں کہ سنان ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ تم

خود سے اسکے لیے ایسی کوئی رائے مت قائم کرو۔۔ وہ تمہیں بہت خوش

رکھے گا۔۔ سائرہ نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ آپی مجھے ان سے شادی نہیں

کرنی۔۔ مجھ۔۔ میں اتنی بھی ہمت نہیں کہ ان کے سامنے جاسکوں۔ پوری

زندگی

۔۔ ان کے ساتھ رہنا میرے لیے اور بھی بہت دشوار ہے

پلیز مجھ۔۔ مجھے بچالیں۔۔ مجھے نہیں کرنی ان سے شادی اور چاہے جس

مرضی سے کردیں۔۔ میں کچھ بھی نہیں کہوں گی بس ان سے نہیں۔۔

۔۔ پلیز۔۔۔ اس نے بے ساختہ سائرہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

جو جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔ تم انکار کر کے بابا اور باقی سب کا دل مت توڑو۔۔

نصیب کا لکھا سمجھ کر سب قبول کر لو۔۔ وہ کہتے ہوئے کچن سے باہر نکل

گئی۔۔ سنائیہ نے آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت

سے رگڑا تھا۔۔

رات کے دس بج چکے تھے۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ آج بھی چھت پر کھڑی چاند

کو دیکھ رہی تھی۔۔ آنکھیں

آنسوؤں سے تر تھیں۔۔

اس نے چہرا موڑ کر آبان کے گھر کی جانب دیکھا تھا۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ پر

محسوس ایسا ہوتا تھا جیسے آج بھی وہ وہی کھڑا اسے دیکھ رہا ہو۔۔ تقریباً ایک ماہ

پہلے آہان سے ہوئی ملاقات آنکھوں کے سامنے آئی تو دل

میں

۔۔ سا ہونے لگا

ایک ماہ پہلے

وہ چھت پر کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی جب آہان کی آواز کانوں سے

۔۔ ٹکرائی

سنائیہ۔۔۔اس نے پکارا تھا۔۔وہ چونک کر پلٹی تھی اور

آہان کو انکی چھت پر دیوار کے پاس کھڑا دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔۔وہ کیا سوچے

گا یا کیا پوچھے گا کہ وہ رات کے تقریباً بارہ بجے یہاں اکیلی کیا کر رہی ہے۔۔

اور

۔۔اور وہ کیا جواب دے گی اس کے سوال کا۔۔وہ دل ہی دل میں ڈر رہی تھی

یہاں آؤ۔۔اسے وہی منجمد کھڑے دیکھ آہان نے پھر سے

بلایا۔۔

وہ ٹیبل سے نیچے اتری اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے پاس پہنچی تھی۔۔

جج۔۔جی۔۔وہ سر جھکا کر بولی لہجے میں صاف ڈر کی جھلک تھی جو آہان نے محسوس کی تھی۔۔ہمیشہ کی طرح اس کے جھکے سر کو دیکھ وہ مدھم سا مسکرایا تھا۔سوئی نہیں ابھی تک۔۔۔اس نے نارملی انداز میں پوچھا۔سنائیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا چاند کی روشنی میں اس کا وجیہہ چہرا دمک رہا تھا۔۔۔ساتھ میں اسکی وہ مدھم مسکراہٹ جان لیوا تھی

و۔۔وہ میں۔۔وہ۔۔بس۔۔اسے سمجھ نا آیا کیا بولے۔۔وہ بس تمہیں نیند نہیں آرہی تھی ہے نا۔۔وہ خود سے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے کہنے لگا۔تو سنائیہ نے فوراً تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔جج۔۔جی۔۔بس اس

لیے۔۔اس کے جلدی سے بولنے پر آہان نے مسکراتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔۔

اور نیند کیوں نہیں آرہی اس کی کیا وجہ ہے؟آہان نے واپس اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

سنائیہ نے جھکے چہرے کے ساتھ ہی پریشانی آنکھیں گھمائی تھیں۔۔اب کیسے اس سے کہے کہ نیند نا آنے کی وجہ آپ ہیں۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔وہ بغیر اسے دیکھے تیزی سے بولی۔۔

بیٹھ جاؤ یہاں کھڑے کھڑے تھک جاؤ گی۔۔اس نے دیوار پر ہی بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔سنائیہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

وہ اسے جانے کا نہیں بلکہ اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہہ رہا

تھالیکن کیوں۔۔؟دل میں انجانی خوشی بھی ہوئی تھی پر ڈر بھی تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔۔بغیر کسی وجہ کے تو وہ کبھی بھی رات کے اس وقت اپنے پاس رکنے کا نا کہتا۔۔ضرور اسے کوئی بات کرنی تھی۔۔کیا ہوا؟اسے خود کو حیرت سے دیکھتے پا کر آہان نے پوچھا تو سنائیہ نے چونکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور تھوڑا دور فاصلے سے پر دیوار پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔۔اس کے بیٹھتے ہی آہان بھی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔سنائیہ کا رخ بائیں جانب اور آہان کا رخ دائیں جانب تھا پر ان دونوں نے اپنے چہرے ایک

دوسرے کی جانب موڑے ہوئے تھے۔۔اس کو خود کی جانب دیکھتا پا کر سنائیہ نے گھبرا کر سامنے آسمان میں چمکتے چاند کی جانب چہرا کر لیا۔۔ہر خود پر اسکی نظریں ابھی بھی محسوس ہو رہی۔۔۔وہ نگاہیں غلط نہیں تھی شاید وہ

اسے دیکھتا سوچ رہا تھا کہ اپنی بات کیسے شروع کرے۔۔چند لمحے خاموشی ۔۔میں بیت گئے۔۔جب آہان کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ۔۔تھی

میری ادھوری محبت کی داستان سنو گی سنائیہ۔۔؟اس نے ناسمجھی سے چہرا آہان کی جانب کیا۔۔جج۔۔جی؟اس نے پوچھا۔۔اتنا تو وہ جانتی تھی کہ آہان کو کبھی کسی سے بہت محبت ہوئی تھی۔۔پر آج وہ اس کا ذکر کیوں کر رہا تھا۔۔ ناجانے کیوں پر دل میں ۔۔جیسے خوف نے بسیرا کرنا شروع کیا تھا

میں دل چاہتا ہے میں تمہیں اپنی محبت کی داستان سناؤ،کیا تم سنو گی۔۔؟اس نے پھر سے کہا تو ناجانے کس احساس کے تحت سنائیہ کا سر خود بخود ہاں میں

ہل گیا۔۔جی۔۔۔وہ یک دم بولی۔۔ہاں وہ سچ میں خود بھی جاننا چاہتی تھی اس

خوش نصیب لڑکی کے بارے میں جس سے آبان کو عشق سا ہو گیا تھا۔۔اس

کے بے تاب لہجے پر اس نے مدہم سا مسکرا کر ایک گہرا سانس بھرا۔ پھر ایک

۔۔ نظر اسے دیکھ کر چاند کو دیکھتے ہوئے بولا

تمہیں کبھی کسی سے محبت ہوئی سنائیہ۔۔؟ چاند پر نظریں ہٹا کر اسنے سنائیہ کو

گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں پوچھا۔۔اس کا سانس جہاں

ایک دم رکا تھا وہی آنکھیں پھٹی

کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔چہرے کا رنگ یک دم اڑ گیا تھا۔۔وہ اسکی جانب چہرا

موڑ کر دیکھ بھی نا پائی تھی۔۔یہ سوال کیسے اور کیوں کر لیا اس نے۔۔وہ تو

۔۔اپنی محبت کی داستان سنانے والا تھا

بولو۔۔۔ کیا تمہیں کبھی کسی سے محبت ہوئی ہے۔۔اس کی نظریں سنائیہ پر
۔۔جمی تھیں۔۔ جس نے ایک بار بھی پلک نا جھپکائی تھی

نن۔۔ نہیں۔تت۔۔تو۔۔کک۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ بالکل۔۔ بھی۔۔
نہیں۔۔وہ بغیر اسے دیکھے ہنوز ویسے آنکھیں پھیلائے پلکوں کو تیزی سے بار
بار جھپکتی بامشکل بولی۔۔اپنے اوپر اسے آہان کی نظریں ابھی تک محسوس ہو
۔۔رہی تھیں

اوہ۔۔ پھر تو تمہیں میری محبت اور محبت کے احساسات محسوس ہی نہیں
ہونگے۔۔کیونکہ محبت کے احساسات تو صرف وہ ہی محسوس کر سکتا ناہے
محبت کو جانتا ہو۔۔اسکی حالت کو غور ست ملے دیکھتا وہ قدرے لاپرواہی سے
بولا۔۔(پگلی) اتنا ڈر اس نے دل میں کہا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے
لگا۔۔وہ اسے دیکھتی اب جواب سوچ رہی تھی چہرے پر پریشانی تھی۔اس

بات کیا جواب دے شاید اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔اس کے چہرے کو دیکھ کر

۔آہان مسکرایا تھا

میں محسوس کر لونگی۔۔آپ بتائے تو صحیح ایک بار۔۔اسکے منہ میں جو آیا وہ

جلدی سے بول گئی۔۔آہان نے ایک بار پھر اسے دیکھا تو وہ چہرا جھکا گئی۔۔

آہان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے چاند کی جانب دیکھا تھا۔۔چند سیکنڈز بعد

اسکی آواز سنائی دی تھی۔۔وہ اپنی محبت کی داستان شروع کر چکا تھا۔۔سنائیہ

۔۔اسے دیکھتی سن رہی تھی

میں سٹڈی کے لیے لاہور میں ہوتا تھا تمہیں پتا ہے نا۔۔جب میرا سیکنڈ

لاسٹ سمسٹر سٹارٹ ہوا تھا تو تب وہ زندگی آئی تھی۔آنکھوں کے سامنے وہ

میری پہلی

ملاقات کا وہ منظر لہرایا۔۔ وہ جلدی سے اپنی کلاس کی جانب جا رہا تھا۔۔ جب کسی نرم سی آواز نے اس کے قدم روکے۔۔ سنیے۔۔۔ وہ پلٹا تھا اسی سے دو قدم کے فاصلے پر وہ بلیک آبائے میں ملبوس چہرے کو نقاب ڈھانپے اسکی آنکھوں میں پریشانی اور اضطراب سا تھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی آہان کی آنکھیں اسکی آنکھوں سے جا الجھی تھی۔۔ وہ کالی اضطراب ذدہ آنکھیں اسے مائل کر چکی تھی اپنی جانب۔۔ جی۔۔۔ وہ اس سے نظریں چراتا سنجید گی سے بولا۔۔

وہ فرسٹ سمسٹر کی میڈیکل کلاس کس طرف ہے۔ آپ بتا سکتے ہیں کیا۔۔؟

وہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا. یہاں سے رائٹ جائیں گی تو آگے جو راستہ آئے گا وہاں سے لفٹ لے لینا۔ سامنے ہی کلاس ہے۔۔ اس نے کہا اور جلدی سے پلٹ کر جانے لگا۔۔ وہ خود بھی آج لیٹ ہو

چکا تھا۔۔

سنیے۔۔۔اسکے ایک بار پھر بلانے پر وہ رکا تھا اور آنکھیں گھماتے ہوئے گہرا

سانس بھرا تھا۔۔جی سنایئے۔۔۔وہ زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر

۔۔ضبط سے بولا

وہ۔۔آپ میری ریگنگ تو نہیں کر رہے نا۔۔دیکھیں پلیز

میں پہلے بھی بہت لیٹ ہوں چکی ہوں آپ مجھے صحیح والا راستہ بتادیں۔۔

۔۔۔پلیز۔۔وہ پریشانی سے بولی تو آہان نے لب بھینچے اسے گھورا

دیکھیے مس۔۔۔مجھے کوئی شوق نہیں ہے ایسے فضول اور واہیات کام کرنے

کا۔۔آپ کو میری بات کا یقین کرنا ہے تو کریں نہیں تو کسی اور سے جا کر پوچھ

لیں۔۔وہ

خاصا طنزیہ کہتے ہوئے پلٹ کر آگے بڑھ گیا تھا۔۔مناہل کشمکش میں مبتلا وہی

کھڑی تھی کہ اسکے بتائے ہوئے راستے پر جائے یا نا جائے۔۔پر ناچار اسے جانا

ہی پڑا کیونکہ وہ پہلے ہی لیٹ تھی اور اب وہاں آس پاس کوئی اور تھا بھی نہیں جس سے وہ پوچھتی۔۔ آہان نے آگے جا کر نا جانے کیوں پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔ وہ اسی راستے پر ہی جا رہی تھی جو آہان نے بتایا تھا۔۔ ساختہ اس کے لب مدہم سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔ پھر وہ سر جھٹک کے جلدی جلدی قدم اٹھاتا اپنی کلاس کی جانب چلا گیا تھا

اس کے بعد وہ مجھے روز نظر آنے لگی۔۔ کبھی

یونیورسٹی گراؤنڈ میں تو کبھی کینٹین میں تو کبھی یونیورسٹی گیٹ پر پریشان سی کھڑی۔۔ میں نہیں جانتا کیوں پر پہلی ملاقات میں اسکی وہ پریشانی آنکھیں بار بار مجھے اپنے خیالوں میں نظر آنے لگا جب جب وہ مجھے نظر آتی۔۔

کچھ دن بعد جب وہ کلاس بنک کر کے گراؤنڈ میں بیٹھا تھا تو اسے وہ نظر آئی۔

جو گراؤنڈ میں بنے بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔ یہ وقت تو لیکچر کا تھا۔۔ تھا

وہاں اکیلی کیا کر رہی تھی۔۔ آہان نے سوچا اور بے

۔۔ ساختہ اسکی جانب قدم بڑھا گیا

وہ

جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا وہ وہاں بیٹھی رو رہی تھی۔ آہان کو

اسکی ہچکیاں سنائی دے

رہی تھی۔ اسے بلائے یا نا بلائے وہ سوچ رہا تھا۔۔ آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔؟

۔۔ سب خیریت ہے؟ آخر اس نے پوچھ ہی لیا

اپنے پاس کسی کی آواز سن کر مناہل نے سر اٹھایا تھا تو وہ بھیگی سنہری آنکھیں

بے ساختہ آہان کی کالی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔۔ چند لمحوں کے لیے ان کی

نظریں ملی تھی۔۔اور بس انہیں چند لمحوں کی مار کہ آہان کا دل ڈوب گیا تھا۔۔وہ سنہری آنکھیں

تھی

آہان میر کو اپنا اسیر کر گئی تھی۔۔و۔۔وہ۔۔۔وہ گھبرائی سی پریشان لہجے میں بولی۔۔آہان کی اپنے کندھے پر لٹکے بیگ کی سٹریپ پر اپنی پکڑ سخت ہوئی تھی۔۔اس نے گہرا سانس بھر کر آنکھوں کو جھپکا تھا۔۔ایک گلٹی گلے میں ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔اس نے لب ہلکے سے کھولے تھے کچھ کہنے کے لیے پر بول نا پایا۔۔وہ میری ایڈمیشن کی فیس گم گئی۔۔آج لاسٹ ڈیٹ ہے۔۔میری دوست بھی نہیں آئی۔۔میں کیا کروں سمجھ نہیں آرہا۔۔وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی۔۔اسکی آہان پر نظریں اور ایک ہی بار میں سب بتا دینا ۔۔صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ آہان کو پہچانتی تھی

کس قدر معصومیت تھی اس کی نظروں میں۔۔اس کے لہجے میں۔۔

آہان دل دے بیٹھا تھا اسکی اس معصومیت پر

تو اس میں رونے والی کیا بات ہے آپ رونا تو بند کریں نا۔۔اور مجھے بتائیں کتنی فیس ہے۔۔؟ با۔۔ بائیس ہزار۔۔وہ کہتے ہوئے ایک بار پھر رو پڑی تھی۔۔اتنی بڑی رقم وہ دوبارہ کہاں سے لاتی۔۔اور اگر آج اسکا ایڈمیشن نا ہوا تو۔۔یہ سوچ ہی اسے ہلکان کر رہی تھی۔۔آہان کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا اس کا یوں رونا۔وجہ اسکی وہ بھیگی آنکھیں تھیں جو اسے بار بار اپنی جانب مائل کر رہی تھیں۔۔اچھا آپ روئیں نہیں میں دے دیتا ہوں آپ کو فیس کے پیسے۔۔اس نے والٹ نکالتے ہوئے کہا۔۔آپ کیوں دیں گے پیسے۔۔؟میں نے آپ کو اپنی پریشانی

اس لیے نہیں بتائی کہ آپ مجھ پر ترس کھائیں اور میری جھولی میں اپنے پیسے ڈال دیں۔۔ صرف اس لیے

بتایا ہے کیونکہ پچھلی بار بھی آپ نے میری مدد کی تھی بس اس بار بھی کر دیں۔۔وہ گارڈ انکل مجھے باہر نہیں جانے دے رہے۔ان سے بات کر کے مجھے میرے گھر جانے میں میری ایک بار پھر مدد کر دیں پلیز۔۔پہلے جہاں وہ سنجیدگی سے ذرا سختی سے بولی تھی وہی آخر میں اس کا لہجہ پھر منت بھرا تھا۔۔

اسکی پہلی بات پر جہاں آہان کے ماتھے پر بل پڑے تھے اگلی بات سن کر وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا تھا۔۔اس لڑکی میں شاید دماغ نہیں تھا۔۔اوہلو مس۔۔ یہ اوپر والی کھوپڑی کھالی ہے کیا آپکی۔۔پہلی بات میں صرف ادھار دے رہا ہوں آپ کو۔۔میرے پیسے مفت کے نہیں ہے جو ایویں ہی مفت میں دے

دو کسی کو بھی۔۔اور دوسری بات یہ جو آپ میری مدد مانگ رہی نا یہاں سے

باہر جانے میں تو کیا وہ گارڈ میرا ماما

لگتا ہے جو میری بات مان لے گا۔۔اور بالفرض اگر میں اس گارڈ کے پاس جا

کر یہ کہہ بھی دوں نا کہ آپ کو باہر جانے دیں یہاں سے۔۔تو پتا ہے وہ کیا

سوچے گا آپ کے بارے میں۔۔اور مجھے تو اللہ معاف کرے وہ۔۔وہ گا. جو

کوئی شریف انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔۔اس نے اچھا خاصا طنز کیا تھا اس

پر۔۔کیا مطلب ہے آپ کا۔کیا سوچے گے وہ میرے اور آپ کو کیا سمجھے

گے۔۔وہ نا سمجھی سے سوں سوں کرتی بولی۔۔دیکھو مس۔۔۔وہ کہتے ہوئے

رکا۔۔سمجھ نہیں آیا اب اس لڑکی کو کیسے سمجھائے۔۔۔پلیز میری کلاسز مس

ہو رہی ہیں۔۔بس ایک آخری بار میری مدد کر دیں نا۔۔شکل سے اتنے اچھے

انسان لگتے ہیں۔ پر کسی کی مدد کرتے وقت پتا نہیں کیا ہو رہا ہے آپ کو۔۔ وہ آنکھیں جھپک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے

بولی..

اوہ میری توبہ۔۔ استغفر اللہ.. لاحول والا قوت۔۔۔ وہ جو

عادت سے مجبور ہر لڑکی کو میری بہن کہہ کر ٹال دیتا تھا اس کے لیے بھی وہی الفاظ منہ سے نکلتے دیکھ یک دم توبہ کرنے لگا۔۔ مناہل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔۔ وہ مدد مانگ رہی تھی اور جی وہ جانب توبہ استغفار پڑھ رہے تھے۔۔

دیکھیں مس اس وقت آپ گھر نہیں جا سکتی۔۔ اگر میں آپ کو لے کر ان گارڈ کے پاس گیا اور کہا کہ آپ فیس لینے گھر جانا چاہتی ہیں تو وہ آپ کا شمار ان لڑکیوں میں کر دے گا. جو گھر تو پڑھنے کا بول کر سے یہاں آتی ہیں پر یہاں

سے غلط کام کرنے کہیں اور چلی جاتی ہیں۔۔ ساتھ میں میرا کریکٹر بھی ان کی

نظروں میں

برا بن جائے گا کہ میں ملوث ہوں۔۔ اور میں اپنے اوپر یا اپنی وجہ سے کسی

بھی لڑکی کے اوپر غلط بات افورڈ نہیں کر سکتا۔۔ آپ یہ پیسے رکھیں۔۔ اپنی

فیس دیں۔۔ اور جب آپ کے آجائیں تو مجھے واپس کر دیجیے پاس پیسے گا۔۔

بات ختم۔۔ وہ ایک ہی سانس میں کہتا اس کے ہاتھ میں زبردستی پیسے رکھتا

اب اسے دیکھ رہا تھا۔۔ مناہل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی۔۔ جہاں

اب شرمندگی بھی تھی۔۔ پھر اپنے ہاتھ پر رکھے ان پیسوں کو دیکھا

جو آہان نے رکھے تھے۔۔ ایک بات جو اس نے صاف دیکھی تھی آہان نے

اسکے ہاتھ میں پیسے رکھتے ہوئے اتنی احتیاط ضرور کی تھی کہ اس کا ہاتھ ذرا بھی

مناہل کے ہاتھ سے ٹچ نہیں ہوا تھا۔۔

وہ شرمندہ بھی تھی کہ یہ بات اس کے ذہن میں کیوں نہیں آئی کہ یہاں ایسا بھی ہوتا ہے۔۔وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی۔۔اب کیا یہی کھڑے رہنا ہے آپ نے۔۔؟اسے خاموش کھڑا دیکھ آہان نے پوچھا۔۔تو اسکے چونک کے سر اٹھایا۔۔نن۔۔نہیں۔۔سوری وہ مجھے نہیں پتا تھا یہاں ایسا۔۔بھی ہوتا ہے۔۔اور ان کے لیے بہت شکریہ۔۔میں کل تک واپس کر دونگی۔۔۔وہ جلدی سے شرمندہ سی بولی۔۔آنکھوں میں تشکر تھا آہان کے لیے۔اگر وہ نا آتا تو وہ کس سے مدد مانگتی۔۔اٹس اوکے مس۔۔۔؟وہ رکا۔۔آئیر وز کو آچکا کر وہ اسے دیکھنے لگا۔۔اس کا مطلب سمجھتی وہ فوراً بولی۔۔

مناہل۔۔۔مناہل اشفاق نام ہے میرا۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔بظاہر تو عام نام۔ تھا پر اسے بہت خوبصورت اور خاص لگا تھا۔۔

من۔۔۔وہ بڑبڑایا۔۔۔

جی۔۔؟مناہل نے نا سمجھی سے کہا شاید وہ سن نہیں پائی اس نے کیا کہا تھا۔۔

امم۔۔کچھ نہیں۔۔میرا نام آہان ہے۔۔آہان میر۔۔وہ کہہ کر ایک مدہم

سی مسکراہٹ اس پر اچھالتا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔مناہل ساکت سی کھڑی

اسے دور جاتا

دیکھ رہی تھی۔۔بلاشبہ وہ مسکراتے ہوئے بے حد حسین لگا تھا۔۔اس نے

نوٹ کیا تھا جیسے وہ مسکرایا تھا اسکی وہ کالی آنکھیں بھی اسکی مسکراہٹ کے

ساتھ چمکی تھیں۔۔اور یہ منظر بہت خوبصورت تھا۔۔ہائے میں صدقے

جاواں۔۔کوئی ہنستے ہوئے اتنا پیارا لگتا ہے کیا۔۔وہ اپنے خیالوں میں کھوئی

دھیرے

سے بڑبڑائی تھی۔۔استغفر اللہ یا اللہ مجھے معاف کرنا۔۔یہ میں کیا سوچ رہی

ہوں ایک نامحرم کے بارے میں۔۔یا اللہ میرے نفس کو مجھ پر حاوی نا

ہونے دینا۔۔وہ ایک دم ہوش میں آتی خوف سے بولی تھی۔۔اور وہاں سے

واپسی کلاس کی جانب پلٹ گئی تھی۔

اگلے ہی دن اس نے آبان کو اس کے پیسے لٹا دیے تھے۔۔آپ کا بہت بہت

شکریہ۔۔آپ نے مشکل وقت میں میری

۔۔مدد کی اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا

آبان نے بس سر ہلایا تھا۔۔اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔اب میں چلتی ہوں کلاس کا

۔۔ٹائم ہو گیا ہے۔۔اس نے کہا تو آبان نے آنکھیں جھپکی

جی۔۔پھر ملیں گے۔۔۔وہ بولا تو مناہل نے نا سمجھی سے

پھر کیوں۔۔ اسے دیکھا؟۔۔۔

پتا نہیں پر میرا دل کہتا ہے ہمارا نصیب ہمیں ملائے گا اور بار بار ملائے گا۔ وہ

کندھے اچکا کر کہتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ منابل اسکی بات میں الجھتی اپنی

کلاس میں چلی گئی تھی۔۔

وہ لڑکا کون تھا۔۔ اسکی دوست کشف نے پوچھا تو منابل نے اسے دیکھا۔۔

کون لڑکا۔۔؟ مناہل نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔۔ بریک ٹائم تھا وہ دونوں

یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں بیٹھی

تھی۔۔

وہی جس سے صبح بات کر رہی تھی۔۔ کشف نے یاد

دلایا.. اوہ اچھا وہ۔۔ وہ وہیں ہیں جنہوں نے میری کل مدد کی تھی تمہیں بتایا

تو تھا میں نے۔۔ مناہل کہنے پر کشف نے شریر نظروں سے اسے دیکھا۔۔

۔ہینڈسم ہے ناوہ بہت۔۔؟اسنے پوچھاتو مناہل نے اسے آنکھیں دکھائی

ہو گا مجھے کیا۔۔ فضول بکواس ناکرو۔۔اس نے دانت

پیسے

یار ویسے آپس کی بات ہے میں نے کافی چرچے سنے ہیں اس کے وہ یہاں کاٹاپر

ہے۔۔اور یہاں کی کافی لڑکیاں اسکی لکس اور پر سنیلٹی پر مرتی ہیں۔۔

کیونکہ

وہ سب سے ڈفرنٹ ڈریسنگ کرتا ہے۔۔اور اوپر سے اسکے ایٹیٹیوڈ نے تو اور

۔۔۔ہی زیادہ جگہ بنائی ہوئی ہے لڑکیوں کے دلوں میں

ایٹیٹیوڈ نظر تو نہیں آتا ان میں۔۔؟اسکی بات سن کر مناہل نے تبصرہ کیا

کیونکہ روز ہی وہ اسے کہیں نا کہیں ہنستا مسکراتا نظر آتا اور اسکے ساتھ

ملاقاتیں ہوئی ان میں بھی وہ بڑا نارملی اور نرمی سے بات کر رہا تھا۔۔اور رہی بات اس کی ڈریسنگ کی تو ہاں سچ میں اسکی ڈریسنگ الگ سی ہوتی تھی سب سے۔۔وہ بھیڑ میں کھڑا بھی سب سے الگ اور منفرد نظر آتا تھا۔۔جہاں باقی سب لڑکے جینز پینٹس اور سر ٹس وغیرہ پہن کر خود کو وجیہہ شو کرواتے تھے۔۔وہی وہ شلوار قمیض پہنتا تھا۔۔اور ساتھ میں ایک مفلر کو گلے میں لپیٹ کر رکھتا تھا۔۔وہ زیادہ تر وائٹ یا بلیک شعار قمیض میں نظر آتا تھا۔۔اور کوئی شک نہیں تھا کہ یہ دونوں رنگ اس پر کتنے جچتے تھے۔۔ان سب رنگوں کے علاوہ ایک رنگ تھا جو اس پر اور بھی زیادہ جچتا تھا پر شاید وہ خود یہ جانتا نہیں تھا اور وہ تھا ڈارک براؤن کلر اس رنگ میں وہ سچ ۔میں بہت خوبصورت لگتا تھا۔۔ایسا منابل کو لگ رہا تھا

ایٹیٹیوڈ ان لوگوں کے لیے نہیں جو اسے اچھے لگتے ہیں۔۔ ورنہ وہ دو منٹ

میں ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے اگلے

کو۔۔ اور پتا ہے میں نے سنا ہے اکثر جب لڑکیاں اس کے ساتھ فرینڈشپ

کرنے کی یا فری ہونے کی کوشش کرتی ہیں تو وہ آگے سے ان کو میری بہن جی

۔۔ کہہ کر دو منٹ میں انکی عزت کا فالودہ کر دیتا ہے

تو کیا وہ اسے اچھی لگی تھی اس لیے اس نے اس اتنے نارملی انداز میں بات کی

تھی۔۔ اس نے اسے عزت کے ساتھ آپ مخاطب کیا تھا۔۔ اس کے رویے،

لہجے، نظریں سب میں مناہل کے احترام تھا۔۔ مناہل اپنی سوچوں میں گم ہو

گئی تھی۔۔ کشف کچھ اور بھی کہہ رہی تھی پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس

مغرور شہزادے کے خیالوں میں کھو گئی

تھی۔۔

وقت گزرتا چلا گیا۔۔وہ اسے روز دیکھتی تھی۔۔ کئی دفعہ ان دونوں میں

بات چیت بھی ہوئی۔۔اور ہر بار آبان کی وہ چمکتی آنکھیں اسے اٹریکٹ کرتی

تھی۔۔وہ

ان آنکھوں کا عکس اپنی آنکھوں میں سجانے لگی تھی۔۔ایک سال گزر گیا

تھا۔۔بہت لمبا وقت تھا۔۔اور اس ایک سال میں وہ آبان کو اپنے دل میں بسا

بیٹھی تھی۔۔ناچاہتے ہوئے بھی۔۔وہ اس سے محبت کر بیٹھی

تھی۔۔اس نے ناجانے کتنی دعائیں کی تھی آبان کے خیال کو دل سے نکال

دینے کی پر جتنا وہ دعائیں کرتی

اتنا آبان کا عکس اس کا خیال اس کے وجود میں اترنے

لگتا۔۔وہ ہار گئی تھی۔آبان کی آنکھوں نے اسے اپنا اسیر کر لیا تھا۔۔قصور اس کا نہیں تھا۔۔بالمقابل وہ مغرور شہزادہ تھا ہی ایسا کہ انسان خود بخود اس کے محبت کے پنجرے میں قید ہو جاتا تھا۔۔وہ اپنے لہجے

اپنے اخلاق اور اپنی لبوں پر رقص کرتی اس مدہم مسکراہٹ سے سب کو اپنا اسیر کر لیتا تھا۔۔لڑکیاں ایسے ہی تو نہیں دیوانی تھی اسکی۔۔وہ تھا ہی محبت کیے جانے کے قابل۔۔اس سے خو بخود محبت ہو جاتی

تھی۔۔اس ایک سال میں مجھے اس سے کتنی محبت ہو گئی یہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا سنائیہ۔۔پہلے وہ میری نظروں کے سامنے آئی۔۔پھر انہیں نظروں کے راستے سے گزر کر اس نے کب میرے دل میں اپنا گھر تعمیر کیا مجھے پتا ہی نہیں چلا۔۔میں اسے چاہنے لگا۔۔پھر ایک دن میں نے اسے بتا دیا کہ میں

اسے محبت کرتا ہوں۔۔چند لمحے تو وہ جیسے منجمد ہو گئی تھی۔۔میں نے دیکھا تھا وہ رو رہی تھی۔۔اور اس وقت مجھے

پہلی بار ان نم آنکھوں میں اپنا عکس نظر آیا تھا۔شاید نہیں یقیناً میں نے اسے بے چین کیا ہوا تھا۔۔۔وہ رو رہی تھی اسکے پاس الفاظ نہیں تھے اس وقت جو وہ مجھے کہتی۔۔۔

من... کیا ہوا ہے۔۔اس نے پکارا۔۔

آپ بہت برے ہیں۔۔آپ کو ذرا بھی شرم نہیں آتی اپنی وجہ سے کسی کو پریشان کرتے ہوئے۔اپنی ان آنکھوں کو چشمے سے ڈھانپ کر رکھا کریں۔۔یہ بہت ظالم ہیں اتنی ظالم کہ کسی سے اس کی راتوں کی پر سکون نیندیں چھین کر انہیں بے چین کر دیتی ہیں۔۔اور یہ جو ہر وقت مسکراتے رہتے ہیں نا۔۔اپنی یہ مسکراہٹ بھی کسی کو مت دکھایا کریں۔۔آپ کی یہ

مسکراہٹ کسی کو بغیر وجہ کے رلا بھی سکتی ہے۔۔وہ ضبط سے گیلی سانسوں کو اپنے حلق میں اتارتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔آہان کو سمجھ نا آیا اب وہ اس کو کیا ہے۔۔

من۔۔۔ہے۔۔ادھر دیکھیں میری طرف... آئندہ نا تو یہ آنکھیں آپ کی نیندیں لے کر آپ کو بے چین گی اور نا ہی یہ مسکراہٹ آپ کو رلائے گی۔۔ آپ بس ایک بارہاں

کر دیں۔۔بتائیں مجھ سے شادی کریں گی۔۔؟اس کے سوال پر چند لمحے وہ یونہی ہچکیاں لیتی اسے دیکھتی رہی۔۔پھر ہچکیوں سمیت سر جھکا کر بولی۔۔

جج..جی...

اور بس اتنا سننا تھا کہ مجھے لگا میں نے دنیا فتح کر لی۔۔ میں بہت خوش تھا۔۔ بہت خوش۔۔ مجھے میری محبت ملنے والی تھی۔ میری زندگی جیسے مکمل ہونے والی تھی۔۔

وقت گزرنے لگا۔۔ میری اس سے بات چیت ہونے لگی۔۔ پر بہت زیادہ نہیں کبھی کبھی۔۔۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا

تھا کہ یونیورسٹی میں کوئی اسے میرے ساتھ روز دیکھ کر یا مجھ سے باتیں کرتا دیکھ کر اس کے بارے میں کچھ غلط سوچے۔۔۔

تمہیں پتا ہے میں ہفتے میں ایک بار اس سے بات کرتا تھا۔۔ صرف ایک بار وہ بھی چند منٹس۔۔ اور وہ ان چند منٹس کی بات چیت میں اتنا خوش ہو جاتی تھی کہ میں حیران رہ جاتا تھا۔۔

وہ بہت معصوم تھی۔۔ایک دن مجھے کہتی کہ آپ نے ابھی تک میرا نمبر نہیں مانگا۔۔ کیا آپ کا دل نہیں کرتا مجھ سے بات کرنے کا۔ آپ چاہیں تو میرا نمبر لے سکتے

ہیں۔۔ وہ خود سے مجھے اپنا نمبر دے رہی تھی۔۔مجھے آپ کا نمبر نہیں چاہیے من۔۔ اگر آپ کا نمبر میرے

پاس آگیا تو ہماری روز روز باتیں شروع ہو جائیں گی۔۔ پھر میرا دل کرے گا میں آپ کو دیکھو آپ سے چیٹنگ کروں۔۔ منٹ منٹ بعد آپ کو کال کروں۔۔اور اگر ایسا ہوا تو ہماری محبت گناہ بن جائے گی۔۔اسے ایسے ہی پاکیزہ رکھتے ہیں۔۔ ہم روز ایک دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں اور ایک آدھ دفعہ نارملی تھوڑی ہی سہی پر بات بھی آمنے سامنے ہو جاتی ہے یہی بہت ہے۔۔ بس کریں اللہ ہمیں جلد ہی ایک دوسرے کا محرم بنادے..

بھمم...

ہائے میں صدقے جاواں۔۔۔اس کی سوچ اور اسکی بات پر بے ساختہ وہ دل

پر ہاتھ رکھتے ہوئے معصومیت سے بولی تو آبان چونکا۔اور آپ کے اس

صدقے جاواں پہ ہائے میں مر جاواں۔۔وہ آنکھوں کو جھپکتا گھمبیر لہجے میں

کہتا ہمیشہ کی

طرح اسے حیاء سے سرخ کر گیا تھا۔۔

آبان نے بغور اسے دیکھا کو فورا نظریں جھکا گئی تھی۔۔وہ جب جب شرماتی

تھی نظریں جھکا لیتی تھی۔۔۔وہ مسکرایا تھا اور اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔سچ

سچ بتائیں دن میں کتنی دفعہ میرے صدقے واری جاتی ہیں آپ۔۔۔؟اس

نے آئبروز اچکا کر پوچھا۔۔دل

میں ناجانے کیوں پر اسکی اس ادا نے الگ ہی مقام بنالیا تھا۔۔جب جب وہ اس کے سامنے آکر کوئی بات کرتا تو وہ کسی ایک بات پر یا اسکی مسکراہٹ پر ایسا کہہ دیتی تھی۔۔اکثر تو آبان کو خود انتظار میں ہوتا تھا کہ وہ کب ایسا بولے گی۔۔

مم۔۔مجھے نہیں پتا۔۔میں چلتی ہوں۔۔۔وہ گھبرا کر کہتی وہاں سے کلاس کی جانب تیز تیز قدم بڑھا گئی تھی۔۔اسکی سپیڈ دیکھتا آبان نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

میں نے کبھی اس کا چہرا نہیں دیکھا تھا۔۔مجھے اس کے پردے سے عشق تھا سنائیہ۔۔۔اس کا پردہ بہت اٹریکٹ

کرتا تھا مجھے۔۔۔وہ کسی بھی لڑکے سے بات نہیں کرتی تھی۔۔میں نے کبھی کسی لڑکے کو اسکے آس پاس نا دیکھا تھا۔۔وہ بہت الگ تھی سب سے الگ۔۔

وقت ایک بار پھر پر لگا کر اڑے لگا۔۔ دو ماہ بعد ہمارے اگزیمز ہونے والے تھے۔۔ میں چاہتا تھا کہ پیپیرز کے فوراً بعد ہماری شادی ہو جائے۔۔ شادی کے بعد چاہے وہ اپنی سٹڈی جاری رکھ لیتی۔۔ پر میں نام اس کے نام کے ساتھ جوڑنا چاہتا تھا۔۔ میں اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔۔ میں خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اس کو۔۔ اس لیے میں نے گھر میں مماں سے بات کی۔۔

میں نے انہیں مناہل کے بارے میں بتایا۔۔ تو ماما نے اس کی پک مانگی تھی پر میرے پاس اسکی تصویر نہیں

تھی کوئی۔۔۔ پھر اسی دن ہی جب وہ گراؤنڈ میں بیٹھی تھی میں نے اسے بغیر بتائے ہی اسکی تصویر لے کر مماں کو دیکھا دی تھی۔۔

مماں نے جب یہ پوچھا تھا کہ اس کا چہرہ تو نظر ہی نہیں آرہا تو میں نے ان سے

یہی کہا تھا کہ میں کے خود آج تک من کا چہرا نہیں دیکھا۔۔

اور پتا ہے اس بات پر انہیں خوشی نہیں ہوئی تھی شاید انہیں بس حیرانی ہوئی

تھی۔۔ پھر دو دن بعد جو انہوں نے مجھ سے کہا وہ میرے لیے بہت عجیب تھا

کیونکہ میری ماما نے ایسا کہا تھا۔۔

اور پتا ہے انہوں نے کیا کہا تھا۔۔ اسنے چاند پر سے

نظریں ہٹا کر سنائیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ پر وہ چونکا۔۔ چاند کی روشنی میں اسکی

نمی سے بھرپور آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ ضبط کی انتہا پر بیٹھی اس سے اسکی

محبت کی داستان سن رہی تھی۔۔۔ شاید اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اپنے

محبوب کے منہ سے اس کے محبوب کی باتیں سننا۔۔ پر پھر بھی اس نادان

لڑکی کی ہمت تھی جو آبان کے منہ سے اس کی من کے لیے اظہار محبت سن رہی تھی۔

کیا۔۔؟ وہ بولی تو آبان فوراً ہوش میں آیا۔۔اور اس پر نظریں ہٹا کر چاند کو دیکھنے لگا۔۔سے مماں نے کہا تھا کہ ۔۔وہ اچھی نہیں۔۔میری من اچھی لڑکی نہیں۔۔میں حیران ہوا انکی بات پر۔۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مماں۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔میں جانتا ہوں اسے۔۔اچھی طرح جانتا ہوں۔۔ اور آپ کے لیے اتنا کافی نہیں کہ آپ کا بیٹا اسے جانتا ہے۔۔نہیں بیٹا یہ کافی نہیں ہے۔۔اس نے تمہیں اپنے جال میں جو پھنسایا ہے۔۔اس جیسی لڑکیاں ایسا ہی تو کرتی ہیں پہلے امیر لڑکوں کو اپنے پردے سے اور معصومیت سے اپنے جال میں پھنسا کر انہیں لوٹتی ہیں پھر کسی اور امیر لڑکے کو ڈھو۔۔۔وہ کہہ ہی رہی تھی کہ آبان نے انہیں بیچ میں ٹوکا۔۔

مماں پلیز۔۔۔وہ ایسی نہیں ہے۔۔ بالکل بھی نہیں ہے۔۔آپ ایک باحیا لڑکی کے بارے میں ایسا مت بولیں پلیز۔۔آپ اچھی نہیں لگ رہی ایک لڑکی کے بارے میں ایسا کہتے ہوئے۔۔آپ میری ماما ہیں یار رر۔۔نہیں کہیں ایسا آپ کا بیٹا اسے اچھی طرح جانتا ہے۔اس نے منت کی تھی۔۔پر میرے بچے میں تمہاری ماں ہوں تمہاری خوشیاں ہی چاہتی ہوں میں کچھ غلط کیوں کہوں گی۔۔

پلیز مماں مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی۔۔آپ اور بات ایسے نہیں .کریں تو میں غصہ ہو جاؤں گا اور

.غصے میں بتمیزی سے پیش آجاؤں گا آپ سے۔۔آپ جانتی ہیں نا آپ میں سے بدتمیزی نہیں کرسکتا۔۔اس نے سچ میں التجا کی تھی۔۔وہ کبھی بھی اپنی

ماں سے بتمیزی تو دوران سے کبھی ذرا سی سخت آواز میں بھی بات نہیں کر سکتا تھا۔۔وہ فرمانبر دار تھا اپنی ماں کا۔۔اپنے باپ کا۔۔اس نے آج تک کبھی ان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کیا تھا۔۔پر فوزیہ بیگم نے صاف محسوس کیا تھا اس بار وہ پہلی بار کسی کے لیے ضد بھی کر رہا اور انکی مرضی کے خلاف بھی جا رہا تھا۔۔

میں نے ماما کی باتوں کو ذرا بھی سیریس نہیں لیا تھا۔

اگلے دن جب یونیورسٹی میں بریک کے وقت میں نے اسے گراؤنڈ میں کسی لڑکے کے ساتھ کھڑا دیکھا۔۔میں اس لڑکے کی شکل نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ مجھے لگا شاید اس لڑکے کو کسی ہیلپ وغیرہ کی ضرورت ہو گی۔۔ نہیں تو من کبھی خود سے کسی لڑکے کے پاس نا جائے۔۔پھر یہ سلسلہ روز ہونے لگا۔۔وہ اکثر اس لڑکے کے ساتھ مجھے کہیں نا کہیں کھڑی نظر آنے لگی۔۔اللہ گواہ ہے می

میرے دل میں اس کے لیے کبھی کوئی غلط خیال نہیں آیا۔۔ میں اگنور کر دیتا

تھا اس بات

کو

پھر ایک دن جو میں نے دیکھا وہ مجھے بے چین کر گیا میں نے اس لڑکے کو

دیکھا تھا جس نے من کا ہاتھ

پکڑا ہوا تھا۔۔ میں حیران ہو گیا تھا۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا اس کا یوں

من کو ہاتھ لگانا۔۔ ایسا تو کبھی میں نے بھی نہیں کیا تھا۔۔ وہ پاکیزہ تھی۔ میں

اپنے ہاتھ لگا کر اسے میلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ میں جب تک ان کے پاس پہنچا

تھا تب تک وہ لڑکا وہاں سے جا چکا تھا۔۔ کیا ہوا من... اس کے پکارنے پر وہ

فوراً پلٹی تھی۔۔ آنکھوں میں خوف سا تھا۔۔ اتنی پریشان کیوں ہیں اور وہ لڑکا

کیا کہہ رہا تھا آپ کو۔۔ اسے خاموشی سے خود کو دیکھتا پا کر آبان نے پھر سے

سوال کیا۔۔ نہیں۔۔ تو۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔ وہ بس نوٹس کا پوچھ رہا تھا۔۔ کشف نہیں آئی نا اس کے پاس تھے۔۔ تو اس لیے۔۔ اس کے لہجہ سے صاف محسوس ہوا تھا اس نے

جھوٹ بولا تھا۔ آبان خاموش کھڑا اسے لگا۔۔ کک۔۔ کیا ہوا۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ آبان کی گہری نگاہیں خود پر جمی دیکھ وہ گھبراہٹ کا شکار ہو گئی

تھی۔۔

کچھ نہیں۔۔ مجھے میری من پر یقین ہے وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپائیں گی۔ کوئی بھی پریشانی ہو آپ مجھے بتایئے گا میں سب ٹھیک کر دونگا۔۔ اپنے آبان پر یقین ہے نا۔۔؟ وہ اسکی جانب تھوڑا جھک کر نرمی سے بولا.

جی۔۔وہ محض اتنا کہہ پائی تھی۔۔آنکھوں کے پوروں آبان کو صاف نمی محسوس ہو رہی تھی۔۔وہ کچھ پوچھ نہیں پایا تھا۔۔وہ چاہتا تھا وہ خود بتائے۔۔ سوال کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہ لڑکا روز آپ کے آس پاس کیوں پایا جاتا ہے یا ابھی اس نے آپ کو ہاتھ کیسے لگایا تھا۔۔پر وہ خاموش تھا۔۔ایسے سوال کر کے وہ اسکے دل میں کوئی بدگمانی نہیں ڈال سکتا تھا۔۔میں چلتا ہوں۔۔خیال رکھیے گا۔۔وہ کہہ کر پلٹ گیا تھا۔۔دل بے چین تھا۔۔وہ کیوں چھپا رہی تھی کچھ اس سے۔۔ سمجھ نہیں آیا۔۔

چند دن اور گزرے۔۔یہ روز کا نہیں تو ہر دوسرے دن کا معمول بن گیا تھا۔۔اور مجھے یہ سب اب برا لگنے لگا تھا۔۔وہ پھر سے گراؤنڈ کی ایک سائڈ پر اس کے ساتھ کھڑی کچھ کہہ رہی تھی۔۔

اس لڑکے نے ایک بار پھر من کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔مجھے اس لڑکے کے عمل سے تکلیف کم ہوئی تھی پر من کے ریایکشن نے میرے دل کے ٹکرے کر دیے تھے۔۔اس نے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑوایا تھا۔۔وہ خاموشی کھڑی اس کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو

دیکھ رہی تھی۔۔اور میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے نکال نہیں پایا۔۔۔میں وہاں ایک منٹ بھی اور نہیں رکا تھا۔۔اس سب کے بعد میرے دل میں نا جانے کیوں ایک آگئی۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا تھا میں کیا کروں۔۔ منابل روز نظر آتی تھی پر کھوئی کھوئی۔۔میں نے کئی بار پوچھا پر اس نے مجھے کچھ نا بتایا۔۔لاسٹ سمسٹر کے اگزیمز کو ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔۔ہماری یونی میں اسی لیے پارٹی رکھی گئی تھی۔۔ جن میں کوالی نائیٹس بھی شامل تھی۔۔لاسٹ کوالی میں وہ بھی آئی تھی۔۔بہت مشکل سے اپنی امی سے اجازت لے کر میں

بہت خوش تھا۔۔دو سال میں پہلی بار میں نے اسے بلیک آبائے کے ساتھ سفید حجاب سے نقاب کیے دیکھا تھا۔۔

میں جھانکتی وہ کالی آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں۔۔وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔فنکشن سٹارٹ ہو

چکا تھا۔۔

فنکشن چل رہا تھا۔ہر طرف شور شرابا سا تھا۔۔وہ میرے سامنے بیٹھی تھی پھر کچھ ہی دیر میں وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تھی۔۔وہ مجھے کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔وہ اسے ارد گرد ڈھونڈ رہا تھا۔۔اور نا جانے کب وہ یونی کی بیک سائیڈ پر آگیا اسے پتا ہی نہیں چلا۔۔وہ جیسے ہی دائیں جانب مڑا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔۔

نظریں ساکت ہوگئی تھیں۔۔دل جیسے پھٹ جانے کے قریب تھا۔۔وہ بے یقین سا آنکھیں پھیلائے سانسوں کو روکے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اس کی من تھی۔۔دیوار سے پشت ٹکائے بے نقاب اپنے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔۔وہاں مدہم

اندھیرا تھا وہ دونوں صاف نظر آرہے تھے۔۔۔مناہل کے چہرے کی ایک سائیڈ صاف نظر آرہی تھی وہ بے نقاب تھی۔۔آہان کی تو جان جیسے چلی گئی تھی۔۔اسکی من کا چہرا کوئی غیر محرم اس کے اتنا قریب کھڑا ہو کر اس کے دونوں اطراف بازوؤں کی دیوار بنائے دیکھ رہا تھا۔۔آہان کا وجود ساکت رہ گیا تھا۔۔جس پردے سے اس نے عشق کیا تھا آج وہ پردہ کسی

اور کے آگے ٹوٹ چکا تھا۔۔وہ سانس نہیں لے پا رہا تھا۔۔سانسیں سینے میں اٹکنے لگی تھیں۔۔

تبھی اچانک منابل کی نظر جب بے سدھ حیرت کا مجسمہ بنے آبان پر گئی تھی

تو وہ خود بھی اس کے ساتھ پتھر کا مجسمہ ہو گئی۔۔

ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر تھیں۔۔ایک کی نظروں میں اعتبار

کے ٹوٹ جانے کی کرچیاں تھیں۔۔اس کا وجود اسکی زبان یا اس کا دل نہیں

آج اسکی وہ کالی آنکھیں چیخ رہی تھیں۔۔وہ سوال کر رہی تھی اس سے۔۔کہ

ان آنکھوں پر اعتبار کی پٹی باندھ کر اب ان آنکھوں کو اس کے وجود سے الگ

کیوں کر دیا۔ تم نے تو سچ میں ہم سے ہماری بینائی چھین کر ہمیں کر دیا۔۔بتاؤ

ہمارا قصور کیا تھا صرف محبت یا محبت

کی پہلی سیڑھی جس کا نام اعتبار تھا اس پر رکھا ہمارا قدم۔۔۔وہ آنکھیں چیخ رہی

تھیں۔۔ مناہل کی روح کو

کو جھنجھوڑ رہی تھی۔ مناہل کی آنکھوں میں التجا تھی۔۔وہ سمجھانا چاہتی تھی جو اسکی آنکھوں نے دیکھا وہ سچ نہیں ہے۔۔پر لبوں کچھ کہنے سے انکاری تھے۔۔۔

مناہل کی نظروں کے تعاقب میں جب اس لڑکے کی نظر پڑی تھی تو وہ فوراً اس سے دور ہوا تھا اور ایک نظر ان دونوں کے ساکت وجودوں پر ڈالتا وہاں سے دوسری جانب بھاگ نکلا تھا۔۔

آ...آبا...ن... وہ روتے ہوئے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اسکی جانب آ رہی تھی... آبان کا ساکت وجود ڈھیلا پڑا تھا۔ کندھے اعتبار ٹوٹ جانے کی بھاری کرچیاں اٹھا کر ہمت ہارتے ہوئے جھک گئے تھے۔۔وہ بے ساختہ لڑکھڑایا تھا۔اور دو قدم پیچھے ہوا تھا۔آ...آبان..ا۔ایسا۔۔ن...

نہیں ہے۔۔جج۔۔جو آ۔۔آپ نے۔۔دیکھا وہ۔۔ سس۔۔سچ نہیں ہے۔۔

وہ اس کے قریب

پہنچی تھی۔۔

اتنا بڑا دھوکا.....یااللہ...اتنا بڑا دھوکا۔۔وہ بڑبڑاتے ہوئے گھٹنوں کے

بل زمین پر گرا تھا۔۔

مناہل کی نظروں کے تعاقب میں جب اس لڑکے کی نظر پڑی تھی تو وہ فوراً

اس سے دور ہوا تھا اور ایک نظر ان دونوں کے ساکت وجودوں پر ڈالتا وہاں

سے دوسری جانب بھاگ نکلا تھا۔۔

آ۔۔۔آہا۔۔۔ن۔۔۔وہ روتے ہوئے لڑکھڑانے قدموں کے ساتھ اسکی جانب آرہی تھی۔۔۔آہان کا ساکت وجود ڈھیلا پڑا تھا۔۔اعتبار ٹوٹ جانے کی بھاری کرچیاں اٹھا کر ہمت ہارتے ہوئے کندھے جھک گئے تھے۔۔وہ بے

ساختہ

لڑکھڑایا تھا۔۔اور دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔آ۔۔۔آہان۔۔ا۔۔

ایسا۔۔۔نن۔۔۔نہیں۔۔ہے۔۔جج۔۔جو آ۔۔آپ نے۔۔دیکھا وہ۔۔

سس۔۔سچ نہیں ہے۔۔وہ اس کے قریب

پہنچی تھی۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔۔۔۔یا اللہ۔۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔۔وہ بڑبڑاتے ۔۔ہوئے گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا

نن۔۔ نہیں آہان۔۔ میری بات۔۔۔اللہ۔۔۔۔!!!اللہ۔۔۔۔!!یا

خدایا۔۔۔اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اپنے سینے کو مسلتا چلا یا تھا۔۔

۔۔اسے بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

مم۔۔۔ من۔۔۔اسکی آواز کپکپا گئی

۔آنکھیں

جھلملانے لگی تھیں۔۔اتنا بڑا۔۔۔دھو۔کا۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔ایسا کیسے کر

۔سکتی ہیں

۔۔وہ شدت ضبط سے بول نہیں پا رہا تھا

ایسا نہیں ہے آہان پلیز یقین کریں میرا۔۔وہ اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے

۔۔بولی

یقین۔۔۔آپ اس قابل ہیں آپ کا یقین کیا جائے۔۔۔جھوٹی ہیں آپ۔۔

آپ نے میرے جذبات کے ساتھ یہ کیسا گھٹیا

کھیل کھیلا ہے۔۔آپ کو ترس نہیں آیا۔۔اللہ کا خوف نہیں آیا۔۔ایک

نامحرم کے سامنے بے پردہ ہوتے ہوئے۔۔یہ چہرا چھپائیں اپنا شکل نہیں

۔۔دیکھنی مجھے آپ کی

وہ ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت میں دبائے ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہہ رہا

تھا۔۔مناہل اس کے لفظوں پر ساکت رہ گئی تھی۔۔وہ اتنا بے اعتبار ہو چکا تھا

کیا۔۔وہ بول بھی نا پائی تھی۔۔بس اس کی درد بھری آواز اور سسکیاں سن

رہی تھی۔۔۔آپ دھوکے باز اور مکار ہیں۔۔آپ نے میرے اعتبار کی

دھجیاں اڑا دی۔۔یہ کیا کر دیا آپ نے۔۔اللہ۔۔۔وہ روتے ہوئے کہہ رہا

۔۔تھا

میں

نے کچھ نہیں کیا آہان ۔۔ میرا اعتبار کریں ۔۔ آپ کی من آپ کو دھوکہ

نہیں دے سکتی ۔۔ آپ تو مجھ سے

محبت کرتے نا ۔۔۔ ہیں محبت ۔۔۔ آہان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے

ہوئے

اسکی بات کاٹی ۔۔ آپ اس قابل ہیں آپ سے محبت کی جائے ۔۔ آپ تو

آبان میر کی نفرت کے بھی قابل نہیں رہی اب ۔۔۔ مجھے آپ زیادہ آپ

کے اس چھپے چہرے سے محبت تھی ۔۔ اس چہرے سے جو پردہ ہٹا ہے نا یہ

میری آنکھوں سے محبت کا پردہ بھی اتار گیا ہے اپنے ساتھ ساتھ ۔۔ جائیں

اس گھٹیا بے غیرت انسان کے پاس۔۔ جس کے ساتھ یہاں کھڑی ہو کر

آپ نے آہان کو جیتے جی قیامت کا منظر دیکھایا ہے۔۔۔ چلی جائیں۔۔۔ وہ

ہچکیوں میں چلایا تھا۔۔۔ صد شکر تھا وہاں کوئی نہیں تھا نہیں تو آج اس مغرور

شہزادے کو ایسی ٹوٹی بکھری حالت میں روتا ہوا دیکھنے تو یقین نا کر پاتے۔۔۔

آ۔۔ آہان نہیں پلیز۔۔ میری بات سنیں۔۔۔ اس نے بے ساختہ آہان کے

۔۔۔ ہاتھ تھامنے چاہے تھے۔۔ پر آہان اپنے ہاتھ پیچھے کر گیا تھا

چلی جائیں خدا کے لیے چلی جائیں من۔۔ نہیں تو میں یہی مر جاؤں گا۔۔۔

اللہ۔۔۔۔ ! ! اسنے تڑپ کر اللہ کو پکارتے ہوئے ایک بار پھر اپنے دل کے

مقام کو مسلا تھا۔۔ نہیں میں نہیں جاؤں گی۔۔ آپ کو چھوڑ کر خدا کے لیے

میری بات کا یقین کریں۔۔ میں نے نہیں کیا وہ سب اس نے۔۔۔ وہ روتے

ہوئے آگے بول نا پائی تھی ۔۔ نفرت کرتا ہوں میں آپ سے سنا آپ نے ۔۔

نفرت ہے مجھ ۔آپ سے ۔۔۔ من آپ نہیں محسوس کر سکتی اس وقت

میرے دل پر کیا قیامت برپا ہے ۔۔ میری آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر

نہیں جا رہا من ۔۔ اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں پلیز خدا کے لیے اسے ویسے ہی

پہلے جیسا پردہ دے دیں ۔۔۔ نہیں تو یہ میری سانسیں روک رہا ہے ۔اس

نے چہرا دوسری جانب موڑتے ہوئے شکست خوردہ لہجے میں فریاد کی

تھی ۔۔

اس کی تڑپ پر مناہل نے فوراً کپکپاتے ہاتھوں سے

چہرے کو نقاب سے ڈھانپا تھا ۔۔ آہا ۔۔ن میں نے کچھ نہیں کیا ۔۔۔ وہ پھر

سے بولی تھی ۔۔

بے بسی سے ۔۔

کچھ نہیں کیا۔۔۔سچ میں کچھ نہیں کیا۔۔۔آپ نے دھوکہ دیا مجھے۔ من۔
دھوکہ محبت کا جھوٹا کھیل کھیلا میرے ساتھ۔۔کیوں آخر کیوں۔۔۔میرا کیا
قصور تھا۔۔کیوں میرے دل کا قتل کر دیا آپ نے۔۔۔دفع ہو جائیں
یہاں۔۔۔چلی جائیں۔۔وہ شدت ضبط سے چلاتا ہوا زمین پر سے کھڑا ہوا
تھا۔۔من بھی اسکے پیچھے ہی اٹھی
تھی۔۔

ایسا نہیں ہے اللہ جانتا ایسا کچھ نہیں جیسا آپ ہے سمجھ رہیں ہیں۔۔ایک بار
میری پوری بات تو سنیں۔۔کچھ نہیں سننا مجھے سنا آپ نے۔۔الوداع
من۔۔ہم جدا آج سے۔۔پھر کبھی نا ملنے کے لیے۔۔مر گیا آہان

ہوتے ہیں مر گئی محبت۔۔ وہ ایک آخری مان ٹوٹنے کے بعد ٹوٹے مان کی

کرچیوں کو آنکھوں میں بسائے اسے وہی روتا بلکتا چھوڑ کر چکا گیا تھا۔۔ وہ

اسے خود سے دور کر آیا

تھا۔۔

چار پانچ دن تک وہ سخت بخار میں تپتا رہا تھا۔۔ پھر اس کے بعد جب پیپر کے

دن یونی ورسٹی آیا تو پیپر ہو جانے کے بعد اسے اس کی دوست کشف ملی

تھی۔۔ اسلام

وعلیکم السلام۔۔ جی کہیے۔۔ وہ قدرے سنجیدگی سے بولا۔۔ اسے لگا وہ مناہل

کی سفارش کرنے آئی ہو گی وہاں پر اسکی بات سن کر چونکا۔۔

مناہل سے میرا رابطہ نہیں ہو پا رہا۔۔ اتنے دنوں سے وہ یونیورسٹی نہیں آئی

اور آج پیپر تھا وہ بھی نہیں دیا

اس نے۔۔آپ کو کوئی خبر ہے اسکی۔۔

نہیں مجھے نہیں پتا۔۔وہ لاپرواہی ظاہر کرتا کہہ کر جانے لگا جب کشف کی اگلی بات پر رکا۔۔آپ دونوں کا کوئی جھگڑا ہوا ہے کیا بھائی۔۔جس رات یونی میں فنکشن تھا اس رات وہ واپسی پر بہت پریشان تھی اور رو رہی تھی۔۔بار بار آپ کا نام لے رہی تھی۔۔اس رات کے بعد نا وہ یونی آئی اور نا ہی آپ۔۔آج پیپر تھا۔۔وہ آج بھی نہیں آئی یہ جانتے ہوئے بھی اسکا کتنا بڑا لوس ہو چکا ہے اس وجہ سے۔۔اسے پڑھنے

کا کتنا شوق ہے اس تعلیم کی وجہ سے تو وہ اتنی مصیبتیں برداشت کر رہی تھی ساتھ میں اپنے اس گھٹیا کزن کو بھی۔۔مجھے ڈر ہے اس کے کزن نے کہیں کچھ کر نا دیا ہو اسے۔۔وہ پریشان سی بولی رہی تھی۔۔

کون کزن ناچاہتے ہوئے بھی آبان پوچھ بیٹھا۔۔وہ اس کا کزن عدیل۔یہی

پڑھتا ہے۔۔میں نے مناہل کو بولا بھی تھا کہ آپ کو بتادے پر وہ ڈر رہی تھی

آپ کو بتانے سے۔اس نے مجھے بھی روکا تھا پر اب میں آپ کو بتا رہی ہوں۔

آج سے تقریباً دو ماہ پہلے اس کی ماما کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔انہیں

مائیز ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔انہیں ہارٹ پروبلم ہے۔ من کے پاس ان کے

علاج کے لیے

پیسے نہیں تھے۔آپ کو پتا تو ہے نا اس کا کوئی بڑا بھائی یا بابا تو ہیں نہیں جو وہاں

ہوتے۔۔اسکا وہی کزن انہیں ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔ان کے علاج پر کافی پیسے

استعمال ہوئے تھے جو کہ اس کے کزن نے ہی دیے تھے۔۔پر۔۔۔وہ

رکی۔۔۔اور آہان کو دیکھا جس کا چہرا سپاٹ پر اس نے آپریشن کے پیسے

دینے سے پہلے مناہل سے شادی کی شرط رکھی تھی۔۔وہ چہرا جھکا کر بولی۔۔

جبکہ آہان کے ماتھے پر شکنیں ابھری تھی۔

شاید آپ

۔سے رابطہ کرنا چاہتی تھی وہ پر ہو نہیں پایا۔۔اپکا نمبر نہیں تھا اس کے

پاس۔۔۔اس نے وجہ بتائی اور آج آہان کو اپنا نمبر نا دینے کا دکھ شدت سے

ہوا

تھا۔۔

اس وقت آنٹی کا ٹریٹمنٹ ضروری تھا تو اس نے مجبوراًہاں کردی تھی۔ وہ اس

کے اگلے دن ہی اپنے پیرنٹس کو لے کر من کے گھر پہنچ گیا تھا۔۔انہوں نے

شروع سے مناہل اور اسکی ماں پر بہت احسانات کیے تھے۔۔ ایون مناہل کا

اس یونی میں ایڈمیشن بھی اس کے کزن کے والد نے اپنے پیسوں سے کروایا

تھا۔ وہ انہیں

ہر طرح سے اپنا مقروض کر چکے تھے۔۔ اور مناہل کی امی نے مناہل سے

پوچھے بغیر ہی اس کی منگنی کر دی تھی۔۔ کیونکہ عدیل انہیں یہ کہہ چکا تھا کہ

مناہل اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔

مناہل سے پوچھا بھی نہیں گیا تھا۔۔۔ اور جب اس نے اپنے کزن کو منع کرنا

چاہا تو وہ اسے بلیک میل کرنے لگا کہ وہ اسے یونی سے نکلوا دے گا اس پر بہتان

لگوا کر اور وہ پیسے واپس مانگنے لگا جو اس نے آنٹی کے علاج اور اس کے

ایڈمیشن وغیرہ میں دیے تھے جو کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب تھے۔۔ اور تو اس

نے کہا تھا کہ وہ اسکی ماما کو بتا دے گا کہ مناہل یونی میں کسی سے چکر چل رہا

ہے۔۔ مناہل نہیں جانتی تھی کہ اسے کیسے پتا چلا وہ آپ کو پسند کرتی ہے۔۔

وہ اسے بہت پریشان کرنے لگا تھا۔۔ نا تو اس کے پاس پیسے تھے اور نا آپ کو

سب بتا پارہی تھی۔۔۔ بس خود کی اس ذلیل انسان کو برداشت کر رہی تھی

جو آئے دن اس کے ساتھ

بد تمیزی کرتا۔۔ کبھی اس کا ہاتھ پکڑ لیتا تو کبھی ان سے بھی چیپ حرکتیں

کرتا۔ایون ایک دو دفعہ تو اس

نے مناہل کا نقاب تک اتارنے کی کوشش کی تھی

۔۔۔ ارلی نائٹ بھی وہ اسے پریشان کر رہا تھا۔۔ اور پتا ہے کیا کہہ رہا تھا اسے

کہ آج وہ من کا چہرا دیکھ کر ہی گا رہے جسے وہ ہمیشہ چھپا کر رکھتی ہے۔۔ من

اس سے ڈر کر آپ کے سامنے والی چیئر پر ہی بیٹھ گئی تھی۔۔ پھر جب میں ہم

واش روم کے لیے گئے تو وہ پتا نہیں

کہاں چلی گئی۔۔ مجھے لگا وہ واپس حال وہ واپس حال میں آ گئی ہو گی پر جب میں

حال میں آئی تو وہ وہاں نہیں تھی۔۔ کافی دیر بعد وہ مجھے ملی تھی روتے

ہوئے۔۔۔ وہ بہت

رو رہی تھی اور بار بار آپ کا نام لے رہی تھی۔۔ میں اسے گھر چھوڑ آئی تھی

پر اسکی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔ وہ جیسے جیسے بتا رہی تھی آہان ساکت رہ

گیس تھا۔ اتنا سب کچھ ہوتا رہا اسکے ساتھ اور وہ بے

خبر رہا۔ وہ زلزلوں کی زد میں تھا۔۔ اس کا وجود جیسے سن ہو گیا تھا۔۔ یہ

کیا کر دیا تھا اس نے۔۔ اس نے کیوں نہیں سنی تھی من کی التجائیں۔۔۔ وہ

لڑکھڑایا

تھا۔۔آپ پلیز اس کا پتا کر دیں۔ وہ پتا نہیں کیسی ہو گی۔۔۔ کشف اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی پر وہ سن کہا رہا تھا۔۔۔ وہ آنکھیں پھیلائے وہی منجمد ہو گیا تھا۔۔۔اس کی من اتنی پریشانیوں میں مبتلا تھی اور

وہ جان ہی نا سکا۔۔ دل میں ملال جاگا تھا۔۔

اس نے چاند پر ایک بار پھر نظریں ہٹا کر سنائیہ کو دیکھا۔۔ وہ بڑی محویت سے اسے سن رہی تھی۔۔۔اس کی خاموشی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ اس کا درد اسکی فیلنگز محسوس کر رہی تھی۔۔۔اس کے گھر بھی گیا تھا۔۔ میں شرمندہ تھا۔۔ ملال جینے نہیں دے رہا تھا۔۔ اس کے گھر کے باہر تالا لگا تھا۔۔

وہ وہاں نہیں تھی۔۔۔ نمبر بھی بند جا رہا تھا۔۔۔ وہ مجھے نہیں ملی۔۔ پیپیرز گزر گئے۔۔ میں واپس یہاں آ گیا پھر واپس کئی بار جا کر پتا کیا وہ نہیں تھی۔۔۔ وہ گھر چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔۔ نا جانے کہاں۔۔ آس پاس لوگوں سے پوچھا کوئی

نہیں بتا رہا تھا۔۔۔چار سال بیت گئے۔۔اللہ سے بہت دعائیں کی۔رو رو کر

تہجدوں میں گڑگڑا کر۔۔اسے مجھ پر مان تھا اور میں نے وہ مان توڑ

دیا تھا۔۔مجھے محبت ملی تھی پر میں اسے سنبھال نہیں پایا لیکن جب وہ محبت مجھ

سے بچھڑی تو میں سنبھل بھی نہیں پایا تھا۔۔۔میں اسے نہیں بھول پایا۔۔

پھر وہ ملی۔۔۔؟آہان کے خاموش ہوتے ہی سنائیہ نے

بے تابی سے پوچھا۔۔ویسا ایک بات بتاؤ فور ایگزیمپل اگر وہ مجھے نہیں ملی ابھی

تک تو اتنا سب جاننے کے بعد تم کیا چاہو گی وہ مجھے مل جائے یا نہیں۔۔۔؟

آہان نے اچانک ہی سوال کر دیا۔۔

ایک پل کے لیے تو وہ خاموش ہی ہو گئی۔۔پھر بولی مسکرا کر۔۔۔آہان نے

غور سے اسکی نم آنکھیں دیکھی۔۔ہاں ضرور جو ہوا نصیب کا کھیل تھا میں

ضرور چاہوں

گی وہ مل جائے تاکہ آپ کی اذیت اور تکلیف کم ہو

جائے۔۔

تو تم دعا کرو گی کیا میرے لیے۔۔۔آہان نے پھر سے مدہم آواز میں بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔وہ سانس نہیں لے پائی۔۔وہ ستم گر سچ میں ستم ہی ڈھا رہا تھا اس پر۔۔ بڑی ہمت چاہیے تھی اپنے ہی محبوب کے مل جانے کی دعا کرنے کی۔۔۔اس کی آنکھوں کے پور گیلے ہوئے تھے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

بڑی ہمت چاہیے تھی اپنے ہی محبوب کے مل جانے کی دعا کرنے کی۔۔۔اس کی آنکھوں کے پور گیلے ہوئے تھے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔جی۔۔میں دعا کرونگی۔۔۔ ہر نماز میں اللہ آپ کو آپکی من دے

دیں۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔۔ بہت ضبط کہا تھا۔۔سے دل رک رک کر

دھڑک رہا تھا۔۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی

جس کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ ابھری تھی۔۔ وہ مجھے مل گئی تھی

سنائیہ۔۔۔ اللہ نے مجھے اس کو دیا پر صرف چند گھنٹوں کے لیے۔۔ اور پھر

لے بھی ہمیشہ کے لیے۔۔ اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔۔ سنائیہ نے نا سمجھی سے

اسے دیکھا۔۔ تو اس نے ملتان میں من سے ہونے والی ملاقات سے لے کر

اس کی قبر پر بیٹھ کر رونے تک سب بتایا۔۔ یہ سب بتاتے ہوئے وہ کس

تکلیف تھا میں یہ وہ محسوس نہیں کر پا رہی تھی کیونکہ وہ خود جو اس تکلیف سے

نہیں

گزری تھی۔۔ اپنی محبت کو سفید کفن میں لپٹے دیکھنا دنیا کا سب سے مشکل لمحہ

ہوتا ہے جو سانسیں روک کر کہتا ہے سانس لو۔۔۔ وہ رو رہی تھی اسے درد ہو

رہا تھا پر آہان جو درد کر رہا تھا وہ تو اس سے کئی گنا زیادہ تھا۔۔ ساختہ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

میں اسے نہیں بھول سکتا سنائیہ۔۔ مجھے ان سے بہت محبت ہے آج بھی کل بھی اور اپنی آخری سانس تک بھی۔۔ میری منزل من ہیں۔۔ وہ کہتے ہوئے رکا اور سنائیہ کی جانب دیکھنے لگا۔ شاید وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔۔ سنائیہ صاف محسوس کر رہی تھی۔۔

تمہیں پتا ہے سنائیہ۔۔۔؟ تم بہت اچھی ہو۔۔ بہت زیادہ اچھی۔۔ اتنی کہ کوئی بھی تم سے محبت کو اسیر ہو جائے۔۔ میں اسیر ہوں تمہارا۔۔ تمہاری معصومیت کا۔۔ تمہاری اس چاند سے محبت کا۔۔ اس نے چاند کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔ تمہاری باتوں کا۔۔ تمہاری ان خاموش نظروں کا۔۔ وہ

جیسے جیسے کہہ رہا تھا سنائیہ کا سانس سوکھ رہا تھا۔۔دھڑکنیں خوف سے بڑھنے لگی

تھیں۔۔

مجھے تم بہت اچھی لگتی ہو۔۔بہت زیادہ۔۔وہ کہہ نہیں پایا تھا کہ اسے سنائیہ

سے محبت بھی ہے۔۔پر

ضروری تو نہیں ہوتا نا جو اچھے لگتے ہوں ان سے محبت بھی ہو یا جن سے ہمیں

محبت ہو انہیں بھی ہم سے محبت ہو جائے۔۔۔؟اس نے دھیرے دھیرے

سے کہا پر بالمقابل وہ آنکھیں پھیلائے سانس نہیں لے پائی تھی۔۔سانسیں

سینے میں ہی اٹک گئی تھی۔۔تو وہ جانتا تھا۔۔۔یہ احساس ہی نا جانے کیوں

دھڑکنیں روک رہا تھا۔۔

میں

تمہاری منزل نہیں ہوں لٹل انو سینٹ اینجل۔۔۔وہ بڑے پیار سے بولا تھا

چہرا تھوڑا سا اس کی جانب گھمائے اس کی نم حیرت سے بھری آنکھوں میں

دیکھتا وہ اس سے اسکی سانسیں چھین رہا تھا۔۔

تمہارا نصیب کوئی اور ہے۔۔کوئی ایسا جو تمہیں ہر خوشی دے گا۔۔تمہاری

سوچ سے بڑھ کر تمہیں محبت دے گا۔۔مجھے اپنے دل سے نکال دو۔۔۔

میرے بس میں نہیں تمہیں وہ دینا جو تم چاہتی ہوں۔۔وہ بے بسی سے بولا

تھا۔۔

آپ کو اپنے دل سے نکال دوں مطلب اپنا دل ہی اپنے وجود سے جدا کر

دوں۔۔؟وہ تلخی سے بولی تھی۔۔ایسا

ہی ہو گا اسکی محبت اس کے منہ پر واپس مار دی جائے گی وہ جانتی تھی۔۔

یکطرفہ محبت میں یہی تو ہوتا تھا۔۔یکطرفہ محبت کی کیا اہمیت ہوتی ہے آج

دیکھ لیا تھا۔۔اسکی یکطرفہ محبت قبول نہیں کی گئی تھی۔۔ کیونکہ یکطرفہ محبت قبول کرنے کے لیے ہوتی ہی نہیں۔۔۔سنائیہ۔۔۔۔آہان نے پکارا تھا۔۔۔کچھ مت کہیں میں سب جانتی تھی یہی ہوگا مجھے پتا تھا سب جانتے ہوئے بھی میں اپنے دل کو روک نہیں

پائی تھی آپ کی طرف جھکنے پر۔۔ میرے دل نے اس معاملے میں مجھ سے میرے اختیارات چھین لیے تھے۔۔

آپ کچھ مت کہیں۔۔ مجھ سے بغاوت کرنے کی سزا مل رہی ہے میرے دل کو۔۔اسے بھی تو پتا چلے جب سب

اپنی مرضی کے مطابق سوچنے لگ جاؤں تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔۔ سوائے چند پل کے خوشکن احساس

کے۔۔۔وہ ضبط سے گہرا سانس بھر کر بولی تھی۔۔آنکھیں جھلملا گئی تھیں۔۔۔وہ خود کو رونے سے بعض رکھے ہوئے تھی۔۔پر دل میں اٹھتی تکلیف کو کیسے روکتی۔۔۔وہ دل جو چیخ رہا تھا اپنے ٹوٹ جانے پر۔۔۔اسے کیسے چپ کراتی۔۔

سنائیہ سویٹی۔۔۔پلیز لسن ٹو می۔۔۔آہان نے اسے پکارا پر وہ وہاں سے اتر کر نیچے بھاگ گئی تھی وہ اس کے سامنے نہیں روئی تھی پر پوری رات جو اس کے دل نے

شور مچایا تھا اسے سنتی رو رو کر صبر مانگتی رہی

تھی۔۔اس کے دل کی کرچیاں اس کے وجود کو زخمی کر رہی تھیں۔۔۔اگلی صبح وہ سب کو بخار میں تپتی ملی تھی۔۔کوئی اس کے دل کی حالت نا جان پایا تھا۔۔سب کو وہ بس موسمی بخار لگا تھا۔۔اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا ہمیشہ

کی طرح۔۔۔محبت اس کے دل نے کی تھی تو محبت نا ملنے کی تکلیف بھی دل

ہی

سہہ رہا تھا۔۔۔چند دن وہ یونہی بخار میں مبتلا رہی تھی۔۔۔پہلے تو بہت روئے

تھی پھر ایک دم خاموش ہو گئی تھی۔۔دل روز چیختا تھا۔۔۔روتا تھا کا پر وہ

پتھر مجسمہ بن گئی تھی جو کچھ سن نہیں سکتا تھا۔۔وہ کھڑی چاند کو دیکھ رہی

تھیں۔۔۔آنکھوں سے آنسو تھم چکے تھے۔۔۔آہان سے اس دن کے بعد

آج تک کوئی سامنا نا ہوا تھا۔۔

ایک سوال جو دل چیخ چیخ کر کر تھا کہ جا کر اس ستم گر سے پوچھو کہ اس نے تو

کہا تھا کہ اسکی منزل اسکی من ہے تو اب کسی اور سے شادی کیوں کر رہا

ہے۔۔اس سے پوچھو جب کسی کو اپنا سکتا ہے تو

مجھے کیوں نہیں میری محبت کو جانتے ہوئے بھی مجھے کیوں دھتکار دیا اس

نے۔۔اس سے پوچھو کیوں کر رہا ہے میرے ساتھ ایسا۔۔میرے جزبات

سچے وہ کیوں نا پہچان سکا ان کو۔۔اسے اس کی محبت نہیں ملی تو مجھ سے میری

محبت کیوں چھین لی اس نے۔۔وہ اتنا پتھر دل کیوں ہے۔۔۔دل کی آہیں

اب برداشت سے باہر ہو گئی تھیں۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔!!!!اس نے آسمان کی

جانب سر اٹھا کر بے بسی سے پکارا تھا۔۔۔یا اللہ مجھے صبر دے دیں۔۔۔اللہ

میرا دل میری نہیں سن رہا اس کو سمجھا دیں۔۔۔اسے صبر دے دیں۔۔وہ

روتے ہوئے بولی تھی اور وہی ٹیبل پر بیٹھ گئی تھی۔۔

یااللہ مجھے صبر دے دیں.... اللہ میرا دل میری نہیں سن رہا اس کو سمجھا

دیں... اسے صبر دے دیں۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی اور وہی ٹیبل پر بیٹھ

گئی تھی۔

ہوٹھ میں چھپ کے دیکھ رہے تھے ;

چاند کے پیچھے پیچھے تھے ; وہ چاند کو دیکھتا گنگنا رہا تھا۔۔ آنکھوں کے سامنے

سنائیہ کا مسکراتا چہرا لہرا رہا تھا۔۔

سارا جہاں دیکھا، دیکھا نا آنکھوں میں ; پلکوں کے نیچے تھے ;

بلاشبہ اس کی آواز بہت خوبصورت تھی۔۔ لوگ ایسے ہی تو دیوانے نا تھے

اس کے.. وہ سنگنگ بھی بہت خوبصورت کرتا تھا کہ لوگ محویت سے اسے

سننے میں مگن ہو جائیں۔

چل دے کہیں سمعیں سے پرے ;

سمعیں سے پرے چل دے کہیں ;

تو بھی اکھیوں سے کبھی میری اکھیوں کی ; سریلی اکھیوں والے سنا ہے تیری

اکھیوں بہتی ہیں نیندیں اور نیندوں میں

سپنے

سنائیہ کی وہ پانی سے بھری بھوری آنکھیں دماغ کی سکرین پر ابھر کر اپنی

موجودگی کا احساس دلا رہی

تھیں۔۔ وہ اسے مس کر رہا تھا۔ اس نے خاموش ہوتے چاند پر ایک گہری نگاہ

ڈال کر گہرا سانس ہوا کے سپرد

۔ کیا تھا

وہ چاند کو دیکھ رہا تھا۔۔ معمول کے حساب سے.. تم بھی کمال ہو یار اپنے اندر

ہمیں ہمارے محبوب کا عکس دکھاتے ہو.. پہلے مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ

وہ کیوں دیکھتی ہے تمہیں کیوں باتیں کرتی ہے تم سے۔۔پر اب سمجھ آیا کہ تم تو سہارا بن جاتے ہو دلوں کا۔جب محبوب کی یاد ستائے تو تم اس کا عکس دکھا کر ہم سے باتیں کرتے ہو۔تم تو محبوب کا عکس ہو چاند... وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔۔آنکھیں نم تھیں۔چہرا پر نور تھا۔داڑھی بہت زیادہ نہیں پر تھوڑی سی گھنی اور بڑھی ہوئی تھی بلیک ٹراؤزر اور سکن ٹی شرٹ میں بالوں کو ماتھے پر بے ترتیب پھیلائے وہ مغرور نہیں معصوم سا شہزادہ لگ رہا تھا۔کہ جو بھی اسے دیکھے اس معصوم شہزادے پر اسے پیار آجائے۔۔رات کا ایک بجنے والا تھا۔۔وہ ناجانے کب سے وہاں بیٹھا تھا... اسکی یادوں کو آنکھوں کے پردے پر لہرائے وہ ان لمحوں میں کھویا تھا۔۔۔اٹھارہ دن پہلے ہی تو وہ آئی تھی.. جب عفت بیگم کی طبعیت خرابی کا سنا تھا اس نے۔لاؤنج میں بیٹھی وہ عفت بیگم سے باتیں کر رہی تھی جب وہ

کام تھکا ہارا گھر آیا تھا۔ایک پل کے لیے تو وہ یقین نا کر پایا سفید سمپل سے

سوٹ میں بالوں کا جوڑا بنائے سرخ دوپٹے کو گلے میں ڈالے وہ وہی بیٹھی

تھی۔۔دل اسے دیکھتا اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ سنان نے اپنے دل کے مقام

۔۔کو تھپکا تھا

وہ اب تمہاری نہیں ہے۔اسے دیکھ کریوں اچھل کو دمت کیا کرو۔تمہارا اس

کو دیکھ کر اسے محسوس کر کے اس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح دھڑکنا

مجھے تکلیف دیتا ہے۔وہ دل کو سمجھا رہا تھا۔۔پر کیا اس

معاملے میں دل پر کسی کا بس چلا ہے جو اس کا چلتا... وہ بھی بے بس تھا دل کو

اپنے اختیار میں نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔ارے سنان بچے وہاں کیوں کھڑے ہو

آجاؤ... عفت بیگم کی جب اس پر نظر پڑی تو پہلے تو چند لمحے خاموشی سے

اسے اور اسکی حالت کو دیکھتی رہی۔پھر بولی تو وہ ہوش میں آتا ان کی جانب

قدم بڑھا گیا۔۔سنائیہ نے اسے دیکھتے ہی سر پر دوپٹا لیا تھا۔پیالے کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔اسلام علیکم... وہ سلام کرتا ان کے سامنے والے صوفے پر ہی جا کر بیٹھ گیا۔۔۔لہجہ سنجیدہ سا تھا۔۔سنائیہ ن تعجب سے اسے دیکھا یہ لہجہ سنان مرزا کا تو پہلے کبھی نہیں تھا۔اسے اس کے چہرے پر صاف تھکان کے آثار دیکھائی دیے تھے۔سنائیہ کو وہ بہت زیادہ بدلا ہوا لگا تھا۔۔ چہرے پر سنجیدگی اور آنکھیں جو شرارتوں سے چمکتی تھی وہ چمک اب نہیں تھیں۔۔اور اس کے چہرے پر پھیلی وہ مسکراہٹ وہ کہا تھی

وقت سب کو بدل دیتا ہے۔کوئی بھی چیز ہو یا انسان پہلے جیسا کبھی نہیں رہتا۔ وقت کا اصول ہے جب وہ گزرتا ہے تو کچھ دے کر اس کے بدلے کچھ نا کچھ تو لے کر ضرور جاتا ہے۔۔خوشی کے بدلے غم اور غم کے بدلے خوشی، مسکراہٹ کے بدلے آنسو اور آنسوؤں کے بدلے

مسکراہٹ محبت کے بدلے نفرت اور نفرت کے بدلے محبت پر جب بات

یکطرفہ محبت کی آجائے تو وقت کا سودا بڑا جان لیوا ہوتا ہے وہ یکطرفہ محبت

کے بدلے سکون چین خوشی، آنکھوں کی چمک سب لے کر صرف ایک

کبھی نا دکھنے والی تکلیف دے جاتا ہے۔ وقت کا یہ یہ پروسیس چلتا رہتا ہے

جس نے جو پایا ہے اس نے اس کے بدلے کبھی کچھ تو کبھی بہت کچھ کھویا بھی

ہے۔

وہ چند منٹ وہاں بیٹھا تھا سنائیہ سے کوئی زیادہ بات نا کی تھی سوائے گھر والوں

کے حال حوال پوچھنے کے۔۔ پھر اٹھ کر کمرے میں چلا گیا تھا۔۔ گلے دن کام

سے واپسی پر پتا نہیں کن سوچوں میں وہ گم تھا کہ ان کے لیے نا جانے کتنی

کھانے کی چیزیں لے آیا تھا ..

وہ تینوں حیران سی ٹیبل پر پڑے چیزوں کے شاہر دیکھ رہی تھیں۔۔ سات آٹھ بڑے بڑے شاپر تھے جو لیز، کر کرے، سالنٹیز بسکٹس، چاکلیٹس اور نا جانے کون کون سی چیزوں سے فل بھرے ہوئے تھے۔۔ بھائی چیز مانگی تھی پر اتنی زیادہ بھی نہیں مانگی

تھی۔ ہم نے یہاں دکان تھوڑی کھولنی ہے۔۔ پالے اپنے سامنے بیٹھے سنان کو دیکھ کر بولی جو خود کبھی ان دونوں کو دیکھتا تو کبھی عفت بیگم اور اتنی ساری چیزوں کو تمہیں کیا مسئلہ ہے میں نے اپنے پیسوں سے لے کر دی ہے نا کھانی ہے تو کھاؤ نہیں تو محلے کے بچوں میں بانٹ دو. وہ منہ بگاڑ کر بولا.. جب سے آیا تھا سر ہی کھا گئی تھی پالے۔۔ جب کے سنائیہ خاموش آنکھوں میں حیرت کے آثار لیے بیٹھی تھی۔ بھائی ویسے کتنے پیسوں کی ہو گی یہ ساری چیزیں

یالے نے ایک لیز اٹھا کر کھولتے ہوئے سوال کیا۔۔دس بارہ ہزار کی وہ گہرا سانس بھرتے ہوئے بولا۔دس بارہ ہزار کی... سنائیہ آنکھیں پھاڑ کر یکدم حیرت لفظوں کو کھینچ کر بولی اتنی فضول خرچی اسے ہضم نہیں ہوئی تھی۔

جبکہ سنان اس کے اس انداز پر اسے بس دیکھتا رہ گیا تھا۔۔اس کی وہ معصومانہ ادائیں سچ میں جان لیوا تھیں۔اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے۔۔ وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔آپ کے پاس اتنے پیسے آئے کہاں سے...؟بے ساختہ سنائیہ کے منہ سے سوال نکلا۔اور اگر میری بیوی ناول پڑھتی ہوئی ۔تو۔۔سنان نے دوبدو پوچھا

...سنائیہ نے چڑ کر اسے دیکھا..اور پالے سے لیز لے کر کھانے لگی

اللہ کرے وہ اتنے ناولز پڑھتی ہو کہ روز آپ کو ان ناولز کی کہانیاں سنا سنا کر

آپ کا سر کھا جائے۔۔لیز کھاتے ہوئے نا جانے اس نے کون سی دل کی

بھڑاس نکالی تھی

سنان سمجھ نا پایا تھا۔۔بلکہ وہ مسکرا کر اسے دیکھنے

۔لگا

چاند کو کیوں دیکھتی ہو تم...وہ چھت پر کھڑی تھی جب سنان نے اس کے

پاس آتے ہوئے پوچھا۔۔ایک بات جو اس نے محسوس کی تھی اس بار سنائیہ

۔پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی پریشان سی اور کھوئی کھوئی سی تھی

ایسے ہی بس اس کو دیکھنا اچھا لگتا ہے مجھے..اس نے اپنے برابر آ کر کھڑے

ہوتے ہوئے ستان کو ایک نظر دیکھ کر کہا۔۔۔سنان نے بغور اسکے چہرے کو

دیکھا۔۔الجھی ہوئی چاند پر جمی کھالی نگاہیں اور ایک آسودہ سی لبوں پر موجود

مسکراہت ناجانے کیا تھا جو وہ بتا نہیں پا رہی تھی کسی کو۔ ویسے میں نے کہیں

پڑھا تھا کہ چاند وہ لوگ غور سے دیکھتے ہیں جن کا زمین پر کچھ کھو گیا ہو۔۔ کیا

سچ

میں

ایسا ہے۔ تمہارا ابھی کچھ کھو گیا ہے کیا زمین پر؟ سنان کے سوال پر اس نے چاند

سے نظریں ہٹا کر مکمل رخ سنان کی جانب موڑا...

میں نے ابھی پایا ہی نہیں تو کھوئے گا کیسے۔۔ وہ زبردستی مسکرا کر بولی.

مطلب کچھ ایسا ہے جسے تم پانا چاہتی ہوں۔ وہ اسکی

ویران آنکھوں میں دیکھ کر بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔ سب جانتے ہوئے

بھی انجان بنا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ کچھ پانے کی چاہت کسے نہیں ہوتی۔۔

اس نے الٹا سوال کیا تو وہ اسے دیکھنے لگا پھر اس کے چہرے کے پاس تھوڑا

جھک کر بولا ۔۔

ہمم تو تمہاری چاہت کیا ہے ؟ پوچھ تو لیا تھا پر بڑی ہمت چاہیے تھی اب اس کا

جواب سننے کی دل کی دھڑکنیں جیسے رک رک کر چلنے لگی تھی ۔۔ وہ اسے

دیکھ رہی تھی جیسے سوچ رہی ہو اسے کیا جواب دے. پھر پلٹ کر چاند کو

دیکھنے لگی اور بھاری لہجے میں بولی ۔ میری چاہت یہی کہ جس چاند کو میں

دیکھتی ہوں وہ

مجھے مل جائے .. اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے نم آنکھوں سے سنان کی جانب

دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔ ساکت سا... دھیرے دھیرے سانس لیتا..

تو کیا تم نے اس چاند کو بتایا کہ تم چاہتی ہو وہ تمہیں مل جائے ۔۔ اس نے پوچھا

تھا ۔۔

میں نے نہیں بتایا پر وہ رکی اور سنان کو دیکھا.. سنان کی نظریں اسی پر تھی۔ وہ کشمکش میں مبتلا ہو گئی تھی اسے اپنے دل کا حال بتائے یا نا۔۔ مجھے اپنا کزن نہیں اپنا دوست سمجھ کے اپنے دل کا حال بتادو تمہارا راز میرے دل میں ہی رہے گا۔ میں راز رکھنا جانتا ہوں یار اس نے عام سے انداز میں کہتے ہوئے اسے یقین کی ڈور تھمادی تھی۔ سنائیہ نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا تھا۔۔ پر وہ چاند خود سے ہی جانتا ہے میری خواہش... وہ بولی تھی۔ آنکھوں کو دو تین پر جھپک کر۔۔ یہ سنان کے دل میں درد سا اٹھا تھا۔ پر وہ اپنے اس درد کو دبا گیا تھا.

؟.. پھر اس چاند نے کیا کہا

وہ کہتا ہے میں تمہاری منزل نہیں ہوں۔۔ مجھے بھول جاؤ... تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو پر اس کا یہ مطلب نہیں ہے: کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

میری محبت کوئی اور تھی وہ چلی گئی مجھے چھوڑ کر پر میں پھر بھی اسکی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا۔ان کی نظر میں میرے احساسات کی کوئی اہمیت نہیں شاید وہ بھرائی آواز میں بولی تھی۔۔آنکھوں کے پور گیلے ہو چکے تھے۔۔سنان ساکت ہو گیا تھا۔۔۔وہ کچھ بول نا پایا تھا۔۔اس معصوم لڑکی کے احساسات جانتے ہوئے بھی وہ کیسے کر سکتا تھا اس کے ساتھ ایسا۔۔کیا سچ اس کے دل میں سامنے کھڑی اس لڑکی کے لیے کوئی احساس نہیں جاگا۔۔وہ تو تھی ہی ایسی ہر کسی کو خود کا اسیر کر لینے والی... تو آبان میں کیوں نہیں پگھلا اس کی معصومیت کے آگے۔۔اس کا دل اتنا پتھر نا نہیں ہو سکتا۔۔اتنی محبت کرتی

ہو اس سے۔۔۔؟سنان نے بے ساختہ

کی نہیں خود ہو گئی۔میرے دل پر میرا اختیار نہ رہا تھا۔۔میرے دل نے خود انہیں چن لیا تھا محبت کے لیے۔۔۔وہ چاند کو دیکھ کر بولی۔اتنا اچھا لگتا ہے

وہ...اس نے پھر سے پوچھا۔۔دل میں تکلیف تو رہی تھی پر پھر بھی وہ اس سے اسکے محبوب کی باتیں سن رہا تھا۔۔بہت زیادہ ان کا لہجہ ،ان کی آنکھیں، انکی وہ مدہم مسکراہٹ ان کی باتیں ان کا میری جانب دیکھنا،ان کا میرے سامنے گزرنا،ان کا مجھے مخاطب کرنا سب ،وہ محبت کیے جانے کے قابل ہیں۔ان سے محبت کی نہیں میں نے ،ان سے محبت ہو گئی مجھے۔۔وہ چاند میں آبان کا عکس دیکھتے ہوئے کھوئی ہوئی بول

رہی تھی۔

بات کرو کیا اس سے۔۔؟سنان نے پوچھا۔۔نہیں۔۔وہ یک دم بولی محبت کسی پر زبردستی مسلط ہونے کا نام نہیں ہے۔میری محبت یک طرفہ تھی۔اور یک طرفہ ہی رہ گئی۔۔اور یک طرفہ محبت مل جائے ایسا ضروری تو نہیں ہوتا نا۔۔وہ بڑے ضبط سے بولی تھی۔۔پر یک طرفہ محبت مل بھی تو جاتی ہے نا۔

ہو سکتا ہے تمہیں بھی مل جائے۔سنان نے کہا۔۔آپ نہیں سمجھے گے

سنان..وہ تلخی سے مسکرا کر بولی

میں کیوں نہیں سمجھوں گا....؟اس نے فوراً سوال کیا۔آپ جانتے ہیں

محبت کیا ہے۔۔۔؟اسکے سوال پر وہ کہہ نہیں پایا تھا کہ ہاں وہ جانتا ہے محبت

کیا ہے ہاں وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یک طرفہ محبت کس اذیت کا نام ہے پر وہ

۔۔خاموش کھڑا اسے سن رہا تھا

اپ کیا جانیں محبت کی آپ نے تھوڑی نا کسی کو حد سے زیادہ چاہا ہے۔وہ

بول نہیں پایا تھا کہ ہاں سنائیہ میں نے تمہیں حد

زیادہ چاہا ہے پر میرا نصیب دیکھو تم نے کبھی میری چاہت محسوس ہی نہیں

کی۔۔آپ کیا جانیں محبت کی ;کو آپ تھوڑی نا کبھی محبت میں بے بس

۔ہوئے ہیں

دل چیختا تھا تم سے محبت ہونے کے باوجود اظہار نہیں

کر پا رہا اس سے زیادہ بے بسی کیا ہو گی سنائیہ ۔۔۔ آپ کیا جانیں محبت کی ; کو

آپ تھوڑی نا کبھی کسی کے لیے تڑپیں ہیں ۔۔ وہ کہنا چاہتا تھا جب سے اسے

پتا چلا کہ اسکی محبت تو یک طرفہ ہے تب سے اس کا دل تمہارے لیے روتا ہے

۔۔ چیختا چلاتا ہے ۔ پر تمہیں حاصل نہیں کر پا رہا یہ تڑپ نہیں تو کیا ہے

جب محبت کا ہی نہیں پتا تو یک طرفہ محبت کی اذیت کا کیسے پتا ہو گا آپ کو اسکی

آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے ۔۔ آہ ...... !! اور سامنے کھڑا وہ شخص سب

اسے کیا بتاتا کہ یہ جیتے جی مرنا حد سے زیادہ چاہنا، بے بسی اور تڑپ تو بہت دور

ہیں وہ کیا جانیں اس تکلیف کو اس اذیت کو جو وہ اپنے محبوب کے منہ سے اس

کے محبوب کی باتیں سن کر برداشت کر رہا تھا ۔۔ دل چیخ رہا تھا کہ جو محبت وہ

آبان سے کرتی ہے مجھ سے کیوں نہیں کر سکتی ... کیا جیسے آبان نے اس کی

محبت قبول نہیں کی وہ میری محبت بھی قبول نہیں کرے گی۔۔میرا کیا قصور

ہے صرف اتنا کہ میں محبت کر بیٹھا ہوں۔محبت کوئی گناہ تو نہیں ہے جس کی

سزا اسے یوں دی جا رہی ہے۔۔دل کی سسکیوں کو دباتے ہوئے اس نے گہرا

سانس بھرا تھا آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔۔جسے وہ سختی سے آنکھیں جھپکتا

واپس اندر دھکیل گیا

تھا۔۔

بھائی... وہ انہی خیالوں میں کھویا تھا جب پالے کی آواز نے اسے ماضی سے

باہر نکالا۔اس نے پالے کی جانب دیکھا تھا جو اس کے پاس آکر رکی تھی. وہ

ستان کی

آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جو نمی سے بھری ہوئی

تھی۔۔بھائی کو ایسے دیکھ کر نا جانے کب اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

اسے پتا ہی نہیں چلا۔تم سوئی نہیں۔۔۔اس نے سوال کیا۔نیند نہیں آرہی

تھی آپ بھی تو جاگ رہے ہیں۔پالے نے سرد سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔

مجھے وہ سونے نہیں دیتی۔۔۔وہ صاف گوئی سے بولا

تھا۔

کیوں بھاگ رہے ہو اس کے پیچھے؟ کیوں کرتے ہو اس

کو جو وہ اپنے محبوب کے منہ سے اس کے محبوب کی

باتیں سن کر برداشت کر رہا تھا۔دل چیخ رہا تھا کہ جو محبت وہ آبان سے کرتی

ہے مجھ سے کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔کیا جیسے آبان نے اس کی محبت قبول

نہیں کی وہ میری محبت بھی قبول نہیں کرے گی۔میرا کیا قصور ہے صرف اتنا

کہ میں محبت کر بیٹھا ہوں۔ محبت کوئی گناہ تو نہیں ہے جس کی سزا اسے یوں

دی جارہی ہے۔۔دل کی سسکیوں کو دباتے ہوئے اس نے گہرا سانس بھرا تھا

آنکھوں میں نمی چھلکی تھی۔جسے وہ سختی سے آنکھیں جھپکتا واپس اندر دھکیل

گیا

۔تھا

بھائی... وہ انہی خیالوں میں کھویا تھا جب پالے کی آواز نے اسے ماضی سے

باہر نکالا۔۔اس نے پالے کی جانب دیکھا تھا جو اس کے پاس آکر رکی تھی۔۔

وہ سنان کی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی جو نمی سے بھری ہوئی تھی۔۔بھائی کو

ایسے دیکھ کر نا جانے کب اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی اسے پتا ہی نہیں

چلا۔۔تم سوئی نہیں۔۔۔اس نے سوال کیا۔نیند نہیں آرہی تھی آپ بھی تو

جاگ رہے ہیں۔۔ یالے نے سرد سانس بھرتے ہوئے کہا۔۔ مجھے وہ سونے

نہیں دیتی۔ وہ صاف گوئی

.. تھا

سے بولا

کیوں بھاگ رہے ہو اس کے پیچھے؟ کیوں کرتے ہو اس

سے اتنی محبت یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے دل پر کوئی اور قابض ہے.. وہ

تھکے ہوئے لہجے میں بولی

تھی۔ یقین کرو پالے میں نے جان بوجھ کر نہیں کی۔۔ خدا کی قسم خود بخود ہو

گئی اور پھر ہوتی چلی گئی۔ اب میرا انا مجھ پر اختیار رہا ہے اور نا ہی میرے دل پر

جو بس اس سے محبت کرنا جانتا ہے اور کچھ نہیں۔۔ اور میں اس دل کو روک

نہیں سکتا اس سے محبت کرنے سے یہ میرے بس میں نہیں۔۔ نم آنکھوں

۔۔سے کہتا وہ نیچے کی جانب بڑھ گیا تھا

پیچھے کھڑی پیا لے اس کی پشت کو دیکھ کر رہ گئی۔۔ کیا ظرف رکھتا تھا وہ کہ

اپنے ہی محبوب کے منہ سے اس کے محبوب کی باتیں سنتا تھا اور پھر مسکرا دیتا

سے

ہے۔۔اس نے ایک بے بسی سے بھرپور سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے نم

آنکھوں سے آسمان کو دیکھا تھا۔۔ کانوں میں سنائیہ کی سسکیاں گونجنے لگی تو

آنکھوں آنسو گال پر کب بہہ نکلے پتا ہی نا چلا۔۔یا... پالے.. و... وہ...

ایسا... کک... کیسے کر سکتا ہے۔۔و.. وہ.. شش۔۔ شادی کر رہا ہے۔۔

وہ۔۔ کسی اور کو اپنی دلہن بنا رہا ہے۔۔ وہ۔۔ وہ۔۔ جانتا تھا.. اسے سب بتا

تھا۔۔مجھے اس سے.. مم... محبت... ہے.. پھر وہ کسی اور سے شادی کیسے کر

سکتا ہے... وہ اتنا پتھر دل تو نہیں ہو سکتا۔۔ پالے۔۔ میں کیا کروں۔ کہا

جاؤں۔ وہ زمین پر بیٹھی ہچکولے لے رہی تھا۔۔۔اس کا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

پالے پاس بیٹھی

بس بے بسی سے اسے گلے سے لگائے بیٹھی تھی۔ مم... میں کیسے رہوں

گی۔۔اس نے تو مجھے... جیتے جی مار دیا۔۔ میری اس یک طرفہ محبت نے مجھے

کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اپنے دوپٹے کو مٹھیوں میں دبوچے وہ بچوں کی طرح بلک

بلک کر رہ رہی تھی۔ سنائیہ میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ صبر کرو۔۔

پالے نے اس کا سر تھپکتے ہوئے کہا تھا۔ پر وہ سن کہا رہی تھی۔ وہ تو اپنی تکلیف

میں مبتلا تھی۔ وہ کسی کو اپنا محرم بنائے گا۔۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔ اس کی

دلہن تو مجھے بننا تھا۔ اس کا محرم مجھے بننا تھا.. میں کیا کرو۔ میں کہاں جاؤں

میری یک طرفہ محبت نے مجھے میرا سب کچھ لے لیا۔ مجھ سے ان کو بھی لے

لیااللہ۔۔۔! وہ ہچکیوں میں التجائیں کر رہی تھی۔ دروازے پر کھڑا انسان ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے بڑے ضبط سے اندر سے آتی اسکی سسکیاں سن رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی جان دے کر اسے

اس کی خوشیاں دے دیتا. وہ اپنے قدم وہاں سے واپس لے گیا تھا۔ اس کا ارادہ موقع ملتے ہی آبان سے بات کرنے کا تھا۔ وہ سنائیہ کو اس تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا کبھی بھی۔ جیسی آپکی مرضی بابا۔۔ اگلے دن صبح کے وقت ہی اس نے سر جھکائے اپنی رضامندی دے دی تھی۔ سب خوش تھے اگر کوئی خوش نہیں تھا تو وہ تھی صرف وہ۔۔ اسکے دل کی حالت کوئی نہیں محسوس کر سکتا تھا۔۔ جہاں ارمانوں کا جنازہ پڑا تھا۔ اسکی خاموشی سب نوٹ کرتے تھے پر اسے بس اس کی جھجک اور سب کو چھوڑ کر جانے کی وجہ سمجھتے تھے۔ کوئی اسکی اندرونی حالت نہیں جان سکا تھا۔۔ لبوں پر قفل سجائے وہ اپنی شادی کی

تیاریوں کو دیکھ رہی تھی۔سنان نے کیوں اس رشتے سے اعتراض نا کیا وہ

کیوں اور کس وجہ سے مانا یہ سوچیں آتی تھی پر خود ہی چلہ جاتی تھی۔اس

وقت دل یک طرفہ محبت نا ملنے کا سوگ منا رہا تھا۔۔وہ جائے نماز پر بیٹھی

نا جانے کن کن سوچوں میں کھوئی تھی اسے خود بھی احساس نہیں تھا۔سنان

بیٹا اذان کا وقت ہو چکا ہے تم نے ابھی تک اذان نہیں دی۔مسجد میں بیٹھے

مولونا حبیب صاحب نے سوچوں میں گم دیکھ کر پوچھا۔۔جی... مولانا

صاحب کے کندھا بلانے پر اسنے چونک کر

انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔بیٹا اذان کا وقت ہو گیا ہے اذان نہیں دی تم

نے۔۔انہوں نے اس کے پریشان سے چہرے کو دیکھتے ہوئے نرمی سے

کہا..وہ مغرب کی نماز کے بعد سے مسجد میں ہی بیٹھا تھا مولانا صاحب جانتے

تھے۔۔

اسکا

جی وہ معزرت مولانا صاحب میں ابھی دیتا ہوں اذان وہ کہہ کر جلدی سے مائیک کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ایک گہرا سانس بھر کر اس نے عشاء کی اذان دینا شروع کی تھی۔ہر طرف اسکی ٹھہری ہوئی خوبصورت آواز میں اذان کی گونجنے لگے.. مولوی صاحب اسے دیکھتے محویت سے اذان سنتے جواب دے رہے تھے۔۔ماشاءاللہ مرزا بھائی صاحب کا بیٹا کتنی خوبصورت اذان دیتا ہے۔۔دل کرتا ہے بندہ سنتا رہے۔جی ماشاءاللہ بڑا ہی نیک اور فرمانبردار بچا ہے۔۔مرزا بھائی نے بہت اچھی تربیت کی ہے اپنے بچے کی۔۔وہ دونوں ۔۔بزرگ نماز کے لیے مسجد کی طرف جاتے ہوئے تبصرے کر رہے تھے جبکہ ان کے پیچھے چلتے مرزا صاحب اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے مسکرا رہے تھے..انہیں اپنے بیٹے میں آنے والا

یہ بدلاؤ بہت پسند آیا تھا۔۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا روز قرآن پاک کی تلاوت کرنا جو وہ اکثر مسجد میں بیٹھ کر ہی کیا کرتا اور مسجد میں بیٹھے لوگ نا جانے کتنی دیر تک اس کی تلاوت قرآن سنتے رہتے۔۔ اذان کے بعد جماعت ہوئی تھی۔۔ مرزا صاحب اور وہ

صف ایک ہی میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔۔ سنان بیٹا گھر نہیں چلتا کیا۔ نماز کے بعد اسے وہی بیٹھا دیکھ مرزا صاحب نے پوچھا۔۔ تھوڑی دیر تک آتا ۔۔۔ ہوں بابا... اس نے کہا تو وہ سر ہلا کر باہر چلے گئے

ہاں تو برخوردار کیا بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے۔۔ میں کافی دنوں سے دیکھ رہا تھا تم بہت الجھے الجھے اور کھوئے ہوئے ہو۔ مولانا صاحب اس کے پاس بیٹھتے ہوئے شفیق لہجے میں بولے.. چند لمحے تو وہ ان کے پر نور چہرے کو غور سے دیکھتا رہا پھر دھیمی آواز میں بولا ۔۔

آپ کو یاد ہے مولانا صاحب.. آج سے تقریباً دو ماہ پہلے جب میں یہاں دل

شکستہ حالت میں آیا تھا تو آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ تم پہلا سجدہ اللہ کی چاہت

میں کرو گے تو دوسرے سجدے میں اللہ تمہیں وہ عطا کر دے گا جو تمہاری

چاہت ہے۔۔۔وہ انہیں ان کی کہی

۔ہوئی بات یاد دلاتے ہوئے بولا۔۔بے شک وہ متفق ہوئے

آپ جانتے ہیں مولانا صاحب اللہ نے میری سن لی.. اللہ نے مجھے میری

چاہت عطا کر دی... تقریباً آٹ

ھارہ دن

بعد میرا نکاح ہے اس سے۔۔پر مجھے کچھ محسوس نہیں ہو رہا نا خوشی تا بی غم

۔۔میں کیا کروں۔۔؟ وہ بے چین سا بولا تھا

اور اسکی وجہ کیا یہی ہے کہ وہ بچی کسی کو اور پسند کرتی ہے۔ پر اس کو وہ نہیں

مل پایا جو وہ چاہتی تھی۔۔ اور تمہیں اب اس بچی کی تکلیف چین نہیں لینے

دے رہی. انہوں نے پوچھا تو وہ سر ہلانے لگا۔ اس کی خوشی نہیں ہوں میری

وجہ سے اسے وہ نہیں ملا جو وہ چاہتی تھی یہ احساس تکلیف دے رہا ہے

مجھے۔۔ وہ سر جھکا کر بولا تھا

میں

پر یہ سب تمہاری وجہ سے تو نہیں ہے بیٹا۔۔ یہ تو اللہ

کے کام ہیں۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے بندے کے لیے کیا صحیح ہے اس

لیے اللہ نے اس بچی کے لیے تمہیں چنا کیونکہ تم اسے صحیح لگے.. مولانا

صاحب نے نرم سی آواز میں اسے سمجھایا۔ پر اگر اسے اللہ نا

میں

سے تا مانگتا تو پھر اللہ اسے وہ دے دیتا نا جو وہ چاہتی تھی... وہ آپ بھی بے

چین

۔۔ تھا

سے

ایسا نہیں ہے بچے۔۔ تم مانگتے یا نا مانگتے پھر بھی اللہ وہ کرتا جو اس بچی کے حق میں بہتر ہوتا۔۔ اور تم خود بتاؤ اگر اس بچی کی چاہت اس کے حق میں بہتر ہوتی تو اللہ کیا تمہارے دل میں دعا کی توفیق ڈالتا.. اللہ بہتر جاننے والا ہے۔ تم نے اللہ مانگا کیونکہ اللہ نے سے تمہیں مانگنے کی توفیق دی۔ ہم انسان بس اللہ مانگ ہی تو سکتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم تھوڑی نا ہوتا ہے کہ جو ہم مانگ رہے ہیں وہ ہمارے لیے صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ اللہ جانتا ہے۔ ہم کبھی نہیں جان سکتے۔۔ تم نے بس یہ کیا کہ تم اپنے اور ان دونوں کے درمیان اللہ کو

لے آئے اور اس پر چھوڑ دیا کہ وہ جو چاہے گا کر دے گا۔۔اس نے بھی مانگا تم نے بھی مانگا اور اللہ نے وہ کیا جو تم تینوں کے حق میں بہتر ہے۔۔تم کسی ملال میں مت رہو۔اللہ کبھی اپنے بندوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔انہوں کے پیار سے کہا تو وہ سر ہلا کر انہیں دیکھنے لگا۔۔کیا ہوا۔۔اسے خود کو تکتا پا کر مولوناصاحب نے سوال

۔کیا

کسی کے دل میں اپنی محبت ڈالنی ہو تو کیا کرنا چاہیے... ؟اس سے محبت کا اظہار کرو، بار بار ہزار بار اسے اپنی موجودگی کا احساس دلاؤ۔اپنے ہر عمل میں محبت

W

دکھاؤ.. حضرت علی کا فرمان ہے۔۔اگر تمہیں کسی سے محبت ہے تو اسے بتاؤ

تاکہ اس کے دل میں بھی تمہارے لیے محبت پیدا ہو۔اور اپنے محرم سے

محبت کا اظہار تو اللہ کو اور بھی پسند ہے.. عورت تو ویسے ہی نادان اور نازک

ہے۔جب تم اسے اہمیت دو گے عزت دو گے،اسے محبت دو گے تو وہ خود بخود

تمہاری اسیر ہو جائے گی۔۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات۔جی مولانا صاحب.

بہت شکریہ اب میں چلتا ہوں کافی دیر ہو گئی ہے۔۔اس نے مسکرا کر کیا اور

ان سے

مصافحہ کرتا مسجد سے باہر نکل گیا تھا۔۔پیچھے کھڑے مولانا صاحب اسکی

پشت کو دیکھ کر مسکرائے اور پھر آسمان کی جانب چہرا اٹھا کر بولے۔۔واہ

رے اللہ تیری خدائی بے شک تو ہی سب جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔۔

۔۔۔ہدایت دینے پر بھی اور ہدایت لے لینے پر بھی

من..... رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب وہ اسے پکارتے ہوئے ایک دم اٹھ بیٹھا۔۔ گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے وہ ٹھنڈے کمرے میں بھی

۔۔ پسینے سے شرابور تھا

۔۔۔ دل کی دھڑکنیں اتنی تیز تھی جیسے دل ابھی سینا چیر کر باہر نکل آئے گا

من..... نم آنکھوں سے وہ دھیرے سے بڑبڑایا تھا اتنا دھرے کہ صرف لبوں کی جنبش محسوس ہوئی تھی۔ جب سے وہ چھوڑ کر گئی تھی تب سے ہی تو یہ خواب آتا تھا۔۔۔ وہ کچھ کہتی تھی پر کیا آبان سمجھ نہیں پاتا تھا۔۔۔ بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔ آنکھوں کی نمی کب بڑھ کر آنسوؤں کی صورت میں آنکھوں سے بہنے لگی پتا ہی نا چلا... وہ بیڈ سے اٹھا تھا اور سیدھا فوزیہ بیگم اور میر صاحب کے کمرے کی جانب گیا تھا۔۔ اور بغیر سوچے سمجھے ان کا دروازہ

۔۔ کھٹکھٹانے لگا

میر صاحب نے جب دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے آبان کو دیکھ کر چونک

گئے۔۔

وہ اور اس وقت وہ بے چین سا کھڑا اب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا بولنے کے لیے۔۔

آنکھوں کو بار بار جھپکتا وہ

کوئی معصوم سا بچہ لگا تھا میر صاحب کو کیا ہوا بچے۔۔سب ٹھیک ہے نا۔۔

تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے اتنے پریشان کیوں ہو۔وہ اسکا ہاتھ تھام کر پیار

سے

بولے۔۔میرا دل گھبرا رہا ہے آپ کے پاس سو جاؤں۔۔پلیز۔۔وہ بھرائی

آواز میں بولا میر صاحب ساکت رہ گئے اسکی

آنکھوں کے گیلے ہوتے پوروں پر۔۔اسکی حالت پر۔جی میرے بچے.

آجاؤ..اس میں پوچھنے والی کیا بات

ہے میری جان۔۔انہوں نے شفقت سے کہتے ہوئے اسے کمرے کے اندر

۔آنے کا راستہ دیا تو وہ فورا تیز تیز قدم لیتا اندر آیا تھا

میرا دل گھبرا رہا ہے آپ کے پاس سو جاؤں۔۔پلیز۔۔وہ بھرائی آواز میں

بولا۔۔میر صاحب ساکت رہ گئے اسکی آنکھوں کے گیلے ہوتے پوروں پر۔۔

اسکی حالت پر۔۔جی میرے بچے۔۔آجاؤ۔۔اس میں پوچھنے والی کیا بات

ہے میری جان۔۔انہوں نے شفقت سے کہتے ہوئے اسے کمرے کے اندر

۔۔آنے کا راستہ دیا تو وہ فورا تیز تیز قدم۔لیتا اندر آیا تھا

فوزیہ بیگم بھی جاگ رہی تھیں۔۔ مماں۔۔۔وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا

تھا۔۔آہان بچے کیا ہوا۔۔۔انہوں نے اس کے چہرے ہو ہاتھوں لے کر

پوچھا۔۔تب تک مرزا صاحب بھی دروازہ بند کرتے ان کے پاس آ چکے

تھے۔۔ مجھ۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔وہ سچ میں سہمے ہوئے

۔۔لہجے میں بولا تھا

میں

آپ دونوں کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا پر ایسا لگ رہا ہے میں چلا جاؤں گا۔۔

آپ سب سے بہت دور۔۔اس نے گہرے سانس بھرتے ہوئے کہا پر

بالمقابل وہ دونوں دنگ رہ گئے تھے۔۔کیسی باتیں کر رہے ہو آہان۔۔۔کوئی

برا خواب دیکھا ہے

کیا تم۔۔میر صاحب نے پریشانی سے پوچھا۔۔اسکی پسینے سے شرابور حالت تو

۔۔یہی بتا رہی تھی کہ وہ کسی خواب سے ڈرا تھا

خواب دیکھا ہے پر برا نہیں۔۔۔ان سے جڑا کوئی بھی خواب برا نہیں ہوتا بلکہ

خوبصورت ہوتا ہے۔۔وہ بولا رو کوئی دیوانہ لگا۔۔وہ دونوں جانتے تھے وہ

من کا ذکر کر

رہا تھا۔۔تم ادھر آؤ آ کے سو جاؤ۔۔میں آیت الکرسی پڑھ دونگا نا تو تمہاری

گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔۔میر صاحب نے اسے اپنے پاس ہی لیٹنے کا اشارہ

کرتے ہوئے

۔۔۔کہا

وہ ان دونوں کے درمیان میں لیٹا ہوا تھا۔۔دائیں جانب بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائے بیٹھی عفت بیگم نم آنکھوں

سے اسے دیکھتی اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہی تھیں۔۔ جبکہ بائیں جانب بیٹھے میر صاحب کوئی آیات پڑھتے اس پر دم کر رہے تھے۔۔۔ چند لمحے وہ ان دونوں کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔ میں اچھا بیٹا نہیں ہوں نا مماں۔۔ میں آ دونوں کو اپنی وجہ سے بہت تکلیف دیتا ہوں نا۔۔ وہ نم آواز میں بولا تھا۔۔ان ۔۔دونوں نے تڑپ کر اسے دیکھا

ایسا نہیں ہے میری جان۔۔ تم تو فرمانبردار بچے ہو ہمارے۔۔ ہم تو خوش نصیب ہیں اللہ نے ہمیں تمہارے جیسے بیٹے سے نوازا۔ وہ اس کا ماتھا چوم کر محبت سے بولیں۔۔ایک بات کہوں۔۔۔۔؟اس نے سن دونوں کے ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے پوچھا۔۔جی میرے بچے کہوں۔۔ میر صاحب کی شفیق آواز ابھری۔۔ میں اپنی وجہ سے آپ دونوں کو کبھی کوئی دکھ نہیں دینا چاہتا۔۔اس لیے میں جینا چاہتا ہوں۔۔ آپ دونوں کی ہر بات

ماننا چاہتا ہوں پر۔۔وہ رکا تھا۔آواز بھاری ہو گئی تھی۔۔فوزیہ بیگم اور میر صاحب نا سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔۔پر مجھے لگ رہا ہے میں مر جاؤں گا۔۔میں وہ نہیں کر پاؤں گا جو آپ دونوں چاہتے ہیں۔۔میں بے بس ہو گیا ہوں میرے اختیار میں کچھ نہیں رہا۔۔پتا نہیں کیوں پر محسوس ہوتا ہے جیسے میری سانسیں کم ہوتی جا رہی ہیں۔کوئی میری سانسوں کو اپنی جانب کھینچ رہا ہے۔۔زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ناماں ۔ڈیڈ۔۔اس نے نم آنکھوں کے ساتھ لبوں پر مدہم

مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھا۔۔ایسی باتیں مت کرو بیٹا۔۔کیوں بوڑھے ماں باپ کو ایسا بول کر تکلیف دے رہے ہو۔۔مت کہوں ایسا میری جان۔۔اللہ تمہیں ہماری عمر بھی لگا دے۔۔فوزیہ بیگم روتے ہوئے بولی تو وہ پریشانی سے انہیں دیکھنے لگا۔۔مت روئیں ناماما۔۔مجھے سن لے۔۔میں جو کہنا چاہتا

ہوں وہ سن لیں۔۔ میرا دل کر رہا ہے آج آپ دونوں سے

بہت ساری دل کی باتیں کروں۔۔ اس نے جیسے التجا کی تھی۔۔ میر صاحب

نے اضطرابی کیفیت میں اسے دیکھا۔۔ وہ کیوں اتنی بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

۔۔ سمجھ سے باہر تھا

میں

عنائیہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا پر آپ کی خوشی کے لیے مان گیا۔ من

کے جانے کے بعد میں جینا نہیں چاہتا تھا پر میں جیا کیونکہ آپ دونوں کو میں

اپنی وجہ سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔۔ میں چاہتا ہوں میں آپ کا

فرمانبردار بیٹا بنوں۔۔ میں جینا چاہتا

ہوں آپ دونوں کے لیے آپ لوگوں کی جو مجھ سے امیدیں جڑی ہیں ان کو

پورا کرنے کے لیے۔۔ پر مجھے

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ختم ہو رہا ہوں۔۔اگر مجھے کچھ ہو جائے تو آ

دونوں اپنا خیال رکھیے گا۔۔میری وجہ سے پریشان مت ہوئیے گا۔۔۔وہ نا

جانے کیا کیا کہہ رہا تھا۔۔پر وہ دونوں دنگ تھے۔۔فوزیہ بیگم نے اسے چپ

کرانا چاہا تھا پر وہ بولتا گیا۔۔یہاں تک کہ وہ رو پڑا۔۔اور میر صاحب اور عفت

۔بیگم کی بھی رلا گیا

ناجانے کون کون سی باتیں تھی جو وہ انہیں بتا رہا تھا۔۔پر اسکی ہر بات میں دو

لوگوں کا ذکر ہر بار تھا۔۔ایک مناہل کا اور دوسرا اسنائیہ کا۔۔وہ آخری بات جو

اس نے سونے سے پہلے کی تھی وہ سنائیہ سے جڑی

۔۔تھی

سنائیہ کا خیال رکھیے گا اس لیے نہیں کہ وہ آپ کی بھانجی ہے۔۔بلکہ اس لیے

کہ وہ آپ کے بیٹے کے لیے بہت خاص ہے۔۔آپ کے بیٹے کو اپنی اس

انو سینٹ اینجل سے بہت محبت ہے۔۔ من کے بعد وہ ہے جسے آپ کے بیٹے نے دل سے چاہا ہے۔۔۔ وہ دونوں حیران رہ گئے تھے۔۔ اگر وہ اس سے محبت کرتا تھا تو اس نے سنائیہ سے شادی سے انکار کیوں کیا تھا۔۔ کسی کے پاس کوئی جواب نا تھا۔۔ وہ تو ماں باپ کے آغوش آ کر پر سکون ہو گیا تھا پر ان کی نیند ان کا سکون سب لے

گیا تھا۔۔ وہ مایوں کا پیلا جوڑا پہنے چاند کو دیکھتی آخری بار اس ستم گر کی یادوں کو محسوس کر رہی تھی۔ کل

مہندی تھی اور ساتھ ساتھ پالے اور رہانیہ کی بارات بھی۔ ارحان کی دلہن کو وہ آج ہی رخصت کر کے لے آئے تھے۔۔ بس ایک دن اور گزرنے کے بعد سب کچھ بدل جاتا۔۔ یک طرفہ محبت کا ادھورا رہ جانا سچ میں

جان

کا عذاب بن جاتا ہے۔۔اسے خوف آرہا تھا سنان کا ہونے سے۔۔اس کی

دسترس میں آنے سے۔۔پتا نہیں وہ کیسا سلوک کرے گا اس کے

ساتھ۔۔اس سے ایک بار بھی بات نا ہوئی تھی۔۔پالے اس کے متعلق

پوچھنے پر بھی پالے نے بات کو گھما دیا تھا۔۔وہ بہت ڈری ہوئی نم آنکھوں

سے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔ملتان میں پالے کی مہندی کا فنکشن تھا اور یہاں

آج ہانی افنان اور زین کی مہندی کا۔جو تھوڑی

دیر پہلے ہی اختتام کو پہنچا تھا۔۔سب تھک ہار کر کمروں میں سو رہے تھے۔۔

مبارک باد نہیں دو گے کیا مجھے۔وہ ہنوز چاند پر نظریں جمائے کسی اور سے بولی

تھی۔۔اور وہ کسی اور کوئی اور نہیں آہان تھا۔۔جو نا جانے کب سے کھڑا اسے

دیکھ رہا تھا۔۔سنائیہ نے چاند سے نظریں ہٹا کر سامنے مدھم اندھیرے

کھڑے آہان کو دیکھا جواب بھی ویسے ہی

خاموش کھڑا تھا۔۔ کیا تم مجھ سے ناراض ہو سنائیہ ۔۔اس نے سوال کیا۔۔

سنائیہ اس کے قریب دیوار کے پاس جا کر رکی تھی۔۔ کیوں ناراض ہو نگی

آپ سے۔۔؟ وہ سنجیدہ سے

میں

تاثرات سے بولی۔۔ میرا دل بے چین ہے سنائیہ ۔۔ آہان اپنی وجہ سے

تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ ابھی تمہیں سمجھ نہیں آئے گا پر

ایک وقت آئے گا جب تمہیں خود پتا چل جائے گا نے ایسا کیوں کیا۔۔ بس اتنا

جان لو آہان میر سنائیہ کو کبھی تکلیف نہیں دے سکتا۔ میں نے جو کیا ہے وہی

۔۔ تمہارے لیے صحیح ہے۔۔ وہ مدہم آواز میں بولا

۔جی میں جانتی ہوں۔۔ میں نے قرآن پاک میں پڑھا تھا

تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو تمہیں دے ;

اس پر اتراؤ نہی ;(سورت حدید

(23) آیت

جو نصیب ہوتا ہے وہ مل کے رہتا ہے۔ ہمارے افسوس کرنے سے آہ کاش

کہنے سے وہ ہمیں مل تو نہیں سکتا نا۔ کیونکہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم نہیں۔۔۔

وہ نرمی سے بولی تھی۔۔ وہ لاجواب ہو گیا تھا۔۔ چند لمحے وہ کچھ

بول نا پایا تھا۔۔ وہ نادان لڑکی سمجھ بوجھ رکھتی تھی۔۔ اسے اللہ کے فیصلوں پر

سچا یقین تھا۔۔ بس آہان میر کو بھی اب سکون مل گیا تھا۔ یہ آیت اس کے

لیے بھی ایک جواب تھی۔۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔ تم بہت سمجھدار

ہو سنائیہ۔۔ وہ نرم لہجے میں بولا

تھا۔۔وہ خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔اللہ کی رضا میں راضی تھی پر

سامنے کھڑے اس انسان کو دل سے نکالنے میں وقت درکار تھا۔جو ابھی تو

آسان نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ ضبط کیے کھڑی تھی۔۔چند لمحوں کی خاموشی

دونوں میں حائل ہوئی تھی۔الفاظ تو بہت تھے پر زبان سے ادا نہیں ہو رہے

تھے۔۔میرے لیے دعا کرتی رہنا سنائیہ۔۔میں رہوں نا رہوں مجھے اپنی

۔۔دعاؤں میں شامل رکھنا

ایسی باتیں نہیں کرتے اللہ ناراض ہوتا ہے۔اس جیسے

۔۔بڑے پتے کی بات بتائی تھی

۔۔آبان مسکرایا

اچھا نہیں کرتا میں ایسی باتیں۔۔تم جاؤ اب جا کہ سو جاؤ۔وقت بہت ہو گیا

۔ہے

۔۔جی۔۔۔فی امان اللہ۔۔۔اپنا خیال رکھیے گا

ہمم تم بھی خیال رکھنا اپنا۔۔اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔۔آہان نے مدہم آواز میں کہا تو وہ بس سر ہلا کر

۔۔کہہ کر نیچے چلی گئی تھی

اگر اس دنیا کے تمام نابینا لوگوں کو آنکھیں دے دی جائیں نا یا لے پھر بھی دو لوگ نابینا ہی رہ جائیں گے۔ایک وہ جسے میری محبت نظر نہیں آتی اور ایک جسے اسکے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔یکطرفہ محبت میں زبردستی نہیں چلتی۔۔ میں دعا کرتا تھا کہ وہ جہی رہے خوش رہے۔میں نے ہمیشہ اسکی خوشیوں کی دعا کی۔اور اب جب وہ مجھے مل رہی ہے تو میں تو بہت خوش

ہوں۔پر وہ بھی خوش ہو گی ایسا نہیں ہو گا۔۔وہ ناخوش ہے۔ مجبور و بے بس

ہے۔اس لیے خاموش ہے۔۔اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔پر کر نہیں

پایا۔۔آہان نے بھی میری بات نہیں مانی۔۔کل وہ آئے گا یہاں

میں ایک بار پھر کوشش کرونگا۔۔ہو سکتا ہے وہ مان جائے۔اور سنائیہ کو اسکی

خوشی مل جائے۔۔لان میں مہندی فنکشن کے لیے تیار کیے گئے جھولے پر

پالے کے ساتھ بیٹھا وہ اس سے کہہ رہا تھا۔۔آپ ایسا کچھ نہیں کرے گے

کیونکہ آہان بھائی نہیں مانے گے۔۔۔اگر انہوں نے ماننا ہوتا تو وہ مان چکے

ہوتے

اب تک۔۔آپ یوں بار بار ان سے بات کر کے سنائیہ کی سیلف ریسپکٹ کو کم

کرے گے ان کی نظروں۔۔جو جس کو جتنا اویلیبل ہوتا ہے اسکی اہمیت اتنی

ہی کم ہوتی ہے۔۔اور رہی بات آپ کی تو مجھے یقین آپ اس کے دل میں اپنی

محبت قائم کرلو گے۔۔سنائیہ کہتی ہے ہماری زندگی میں ہر انسان اپنے حصے کی

محبت کا

حقدار ہوتا ہے۔اور اسے اسکے حصے کی محبت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

آہان بھائی اس کا ماضی اور آپ حال ہو۔۔آہان بھائی پیچھے رہ جائیں گے اور

جب

آپ اسکی زندگی میں آئیں گے تو اس کے دل میں خود بخود آپ کے حصے کی

محبت آجائے گی۔۔نکاح تو وہ پاک رشتہ ہے جس میں دو دلوں میں محبت نا ہو

تو اللہ ڈال دیتا ہے۔آپ پریشان مت ہوں۔۔وہ اسے سمجھا رہی تھی۔۔

جبکہ وہ خاموشی سے بیٹھا اسے سن رہا تھا۔آج کی رات وہ دونوں وہی پر

گزارنے والے

تھے۔کیونکہ کل یالے نے چلے جانا تھا اپنے سسرال۔۔اور سنان کو یہ بات بہت محسوس ہو رہی تھی کہ اسکی پیاری بہن کل اس سے دور ہو جائے گی۔۔ رات آہستہ آہستہ سرکتی چلی گئی تھی۔۔۔ صبح سب تیاریوں میں مگن تھے۔۔ ہر طرف افرا تفری کا ماحول تھا۔۔ پچھلے ایک ہفتے سے گھر میں کافی مہمانوں کو بسیرا تھا۔۔ تقریباً ایک بجے ہی زین کی بارات گھر سے نکلی تھی۔۔سنائیہ ہانیہ کے گھر اس کے پاس تھی۔یالے اور اسکی بارات ایک ہی دن تھی اس لیے پہلے زین کی بارات ملتان جارہی تھی پالے کی رخصتی کے لیے اور پھر ۔۔واپسی ہانیہ کی رخصتی ہوئی تھی

بیوٹیشن ہانیہ کو تیار کرنے پہنچ چکی تھی۔۔شام کے تین بج چکے تھے اور ملتان میں اس وقت یالے

اور زین کے نکاح کی رسومات ہو رہی تھیں۔۔ وہ بہت نروس تھی۔۔ تین بار قبول ہے کہہ کر وہ ہمیشہ کے لیے زین کی دسترس میں آگئی تھی۔۔زین نے بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے اپنی شریک حیات کی صورت قبول کیا تھا۔۔چند گھنٹوں بعد رخصتی کا وقت آیا تو وہ اتنا اپنے ماں باپ کے گلے لگ کر نہیں روئی تھی جتنا سنان کے گلے لگ کر رو رہی تھی

اچھا اب بس بھی کرو۔۔ رو تو ایسے رہی ہو جیسے کوئی جنگ لڑنے جا رہی ہو۔۔ سنان نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔۔ تو پالے نے سرخ آنکھوں سے اسے گھور کر دیکھا۔۔ بدتمیز بندر۔۔۔ وہ غصے سے بولی۔۔ہاں اور تم میک اپ سے بھری باندری۔۔ سنان نے بھی دو بدو جواب دیا تھا۔۔ مماں دیکھ لیں آج کے دن بھی مجھ سے لڑ رہے ہیں بھائی۔۔ وہ عفت بیگم کو دیکھتی شکایتی انداز ۔۔ میں بولی

شرم کر لے۔۔ بہن رخصت ہو کر جا رہی ہے اور تو دانت نکال رہا ہے۔۔

۔۔ آہان نے اسے شرم دلانی چاہی تھی جو بار بار ہنس کر پالے کو دیکھ رہا تھا

تو میں کیا عورتوں کی طرح روتے ہوئے دوپٹے کے پلو کو دانتوں میں دبا کر

چیخنا شروع کر دوں۔۔؟ وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔۔ آہان بس نفی میں سر

ہلا کر رہ گیا۔ جبکہ باقی سب کے قہقہے وہاں گونج اٹھے تھے۔۔ اس کا

کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ اس کا محبت کرنے کا اپنا

سٹائل تھا۔۔ شام کے سات آٹھ بجے زین کی بارات واپس آئی تھی۔۔ پالے

اور زین کو لاؤنج میں بیٹھایا گیا تھا۔۔ پھر شور اٹھا تھا ہانیہ کی بارات کا۔ پالے

اور سنائیہ بھی ساتھ گئی تھی پالے کو رخصت کروانے۔۔ وہ تینوں دوستیں

ایک دوسرے کی شادی بڑے مزے سے انجوئے کر رہی

تھیں۔۔

ارے واہ نئی نویلی دلہن اور ہونے والی دلہن آئیں ہیں۔وہ جیسے ہی ہانی کے کمرے میں داخل ہوئی تو امبر ہانی کی چھوٹی بھابھی ہنس کر انہیں چھیڑتے ہوئے بولی۔۔

چلو بھابی جی بہت عیش کرلی تم نے یہاں۔۔سنائیہ نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

بھولوں مت کل تم بھی فر ہو جاؤ گی یہاں سے۔۔ہانیہ نے منہ چڑایا۔۔۔

نکاح خواں آرہا ہے اندر۔۔ہانیہ کو گھونگھٹ اوڑھا دو۔۔ہانیہ کی والدہ نے جلدی سے کمرے میں آکر کہا۔۔جی قبول ہے۔۔۔اس نے آج افنان کو قبول کرلیا تھا۔دل کی دھڑکنیں بڑھنے لگی تھیں۔۔

افنان کی طرف سے بھی ایجاب و قبول کے مراحل طے ہو چکے تھے۔۔پھر کچھ ہی دیر میں ہانیہ کی بھی

۔۔رخصتی ہوگئی تھی

وہ تینوں لاؤنج میں بیٹھی تھی۔جسے بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

سنائیہ کے ساتھ اسکی مہندی کی رسومات ہورہی تھی جبکہ پالے زین اور رہانیہ

افنان کے ساتھ دوسری رسومات ۔۔بہت ہی خوبصورت منظر تھا جو وہ لوگ

آہان کو قیمرہ مین بناکر موبائل میں قید کروارہے تھے۔۔وہ خوش تھا سنائیہ

کے لیے۔۔اس لیے اس کے چہرے سے مسکراہٹ دور نہیں ہورہی

تھی۔۔وہ ان سب کی شادی بہت خوشی سے

انجوئے کررہا تھا۔۔سنائیہ نے دیکھا تھا وہ اسے بار بار دیکھ رہا تھا مسکرا کر۔۔

اسکی نظریں گہری تھی جیسا کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔پر وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔

چلو بچوں وقت بہت ہوگیا ہے تھک گئے ہونگے سب اب

آرام کرو جا کر۔۔ سائرہ مناہل جاؤں بچیوں کو ان کے کمروں میں چھوڑ دوں۔ فوزیہ بیگم کے کہنے پر انہیں

ان کے کمروں میں بھجوادیا گیا تھا۔۔ سنائیہ بھی چینج کرنے کی غرض سے اپنے کمے میں چلی گئی تھی۔۔ جبکہ افنان اور زین کے گرد آہان اور باقی سب کزنز سوائے سنان کے ڈیرہ جمائے ان سے چھیڑ چھاڑ کر رہے

تھے۔۔ یار سنان کو بھی ہونا چاہیے تھا ساتھ۔۔ زین نے منہ بگاڑ کر کہا۔۔ اسے کچھ زیادہ ہی یاد آ رہی تھی اسکی۔۔ کیوں شادی کی پہلی رات ہی اپنے سالے سے اپنی درگت بنوا کر کمرے میں جانا تھا کیا۔۔ ارحان نے مزاق اڑانے والے انداز میں کہا تو زین اسے گھورنے لگا۔۔ ابے چل تو تو جل جل کے مرے گا۔۔ تیرے سالے میرے سالے جیسے نہیں ہیں نا تو تو اس لیے دل کی بھڑاس نکال رہا ہے مجھ

پر

سالے جیسے نہیں ہیں ناتو تو اس لیے دل کی بھڑاس نکال رہا ہے مجھ پر۔۔زین اکڑ کر بولا۔۔۔ابے چل بڑا آیا تیرا سالہ۔۔۔دو چپیڑیں لگاؤں تو منہ الٹا ہو۔۔جائے اسکا۔۔افنان نے طنز کیا

بیٹا یہی بات اس کے منہ پر کرنا تو پھر تجھے بتائے وہ۔۔تو زین کے سالے کا منہ الٹا کرے نا کرے لیکن زین کا سالا تیرے اس لنگور سالے کا منہ الٹا ضرور کر چکا ہے۔۔اب کی بار آبان بولا۔۔ہاں اور وہ بھی صرف دو چپیڑوں سے نہیں بلکہ لاتوں، مکوں سے۔۔۔استغفراللہ کیا حال کیا تھا ویسے۔۔زین نے بتاتے ہوئے ایک دم جھرجھری لی۔۔اچھا چھوڑو۔۔یہ باتیں۔۔میں جا رہا ہوں اب۔۔افنان صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔چلو یار میں بھی چلتا ہوں اب ٹائم بہت ہو گیا ہے۔تھک گیا ہوں میں بھی ان نمونوں کی شادی کی تیاریاں

کر کر کے ۔۔ سفیان بھی کہتے ہوئے چلا گیا تھا ۔۔ جبکہ آج کے دن بھی اپنے

۔۔ لیے نمونہ لفظ سن کے وہ دونوں منہ بگاڑ کر رہ گئے

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا یالے کو اپنے انتظار میں پایا تھا ۔۔ گھونگٹ

اوڑھے اس نے ہاتھوں کی مٹھیوں کو بھینچا ہوا تھا ۔۔ امم ۔۔ ہمم ۔۔ زین نے

اپنا گلا کھنکارا ۔ اس کی آواز اپنے پاس

محسوس کرتے وہ نروس سی ہوتی گہرے سانس لے

رہی تھی ۔۔ اسلام علیکم ۔۔۔

و.. وعلیکم ۔۔ اسلام ۔۔ بہت ہی مدہم آواز میں زین کے سلام کا جواب دیا گیا

تھا ۔ جس پر وہ مسکرایا ۔۔ اور آگے بڑھ کر اسکے چہرے سے گھونگٹ کو ہٹا

دیا ۔۔ ماشاءاللہ ۔۔ اس دیکھتے ہوئے وہ مدہم آواز میں بولا اور جھک کر اسکی

پیشانی پر نرمی سے لب رکھے ۔ اس کے دور ہونے پر یالے نے سختی سے میچی

ہوئی آنکھوں کو کھولا تھا۔۔اور اسے دیکھنے لگی جس نے دراز سے ایک

جیولری باکس نکالا تھا۔۔اس نے پالے کے آگے اپنا ہاتھ کیا جس رہ سمجھتی وہ

اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے گئی۔زین نے اسکی کلائی میں خوبصورت سا

بریسلٹ پہنایا تھا۔۔اور پھر اسکے ہاتھ پر لب رکھے تھے۔۔پالے کا چہرا بار بار

سرخ ہو رہا تھا۔۔

بب۔۔بہت خوبصورت ہے۔۔وہ خود سے بریسلٹ کو

دیکھتے ہوئے بولی۔۔ہمم۔۔کیونکہ جس کے ہاتھ کی یہ زینت بنا ہے وہ میری

بیوی کا ہاتھ ہے اس لیے یہ خوبصورت ہے۔۔زین اسکے سامنے لیٹتے ہوئے

کہنی پر چہرا ٹکا کر اسے محویت سے دیکھتے ہوئے بولا۔جبکہ پالے حیا سے سرخ

پڑتی چہرا جھکا گئی۔۔

آئی لو یو پالے۔ میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔ بہت خاص ہو تم میرے

لیے۔۔ اس نے پالے کا ہاتھ تھامتے ہوئے

گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔ جبکہ پالے سے اب پلکیں اٹھانا مشکل ہو گیا تھا۔۔ ایک

۔۔ شرمیلی سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا

شکرانے کے نوافل پڑھیں۔۔ زین نے پوچھا تو پالے نے اثبات میں سر

ہلایا۔۔ چند لمحوں کے بعد ہی وہ زین کی امامت میں کھڑی شکرانے کے نوافل

ادا کر رہی تھیں۔ ہوہانیہ میڈم اور کام کوئی عقل مندوں والا کر لیں بھلا

ایسا

ہو سکتا ہے۔۔ وہ بڑبڑایا۔۔ کیا کہاں آپ نے۔۔؟ وہ جب سے کمرے میں

آیا تھا سوں سوں کرتی ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔ اور جب افنان نے پریشان

۔ ہوتے ہوئے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو ہانیہ میڈم کا جواب یہ تھا

دیکھیں مجھے پتا ہے آپ کو ناولز پڑھنے والی لڑکیاں نہیں پسند۔پر میں تو ناولز

پڑھتی ہوں۔اور پڑھتی

رہوں گی۔میں نے سنا تھا کہ شادی کی پہلی رات ہسبینڈ ساری باتیں مانتے

ہیں۔اس لیے میں آپ کو ابھی بتا رہی ہو۔آپ مجھے ناولز پڑھنے سے کبھی

نہیں روکنا ۔۔

میں

کہہ رہی ہوں ہاں۔تو تم چاہتی ہو میں تمہیں وہ فضول ناولز پڑھنے سے

روکوں؟افنان نے آئیر وز اچکا کر پوچھا۔وہ فضول نہیں ہیں۔۔ہانیہ نے اپنے

لفظوں پر زور دیا ۔

ہاں سہی کہا وہ صرف فضول نہیں فضول ترین ہیں۔۔افنان نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔۔آپ کبھی سمجھ ہی نہیں سکتے ناولز ہیں کیا۔۔۔وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔۔۔

اور مجھے سمجھنا بھی نہیں ہے۔آئی سمجھ۔۔وہ جان چھڑوانے والے انداز میں بولا۔۔

ہاں کبھی کتابیں پڑھیں تو جانے نا دنیا کتنی بڑی اور انسان کتنا گہرا ہے۔وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی دوسری جانب دیکھ کر بولی۔۔ہائے ایڈم کتنی پیاری باتیں کرتے ہو تم تمہاری وجہ سے میں اتنی اچھی بات بتا رہی ہوں اپنے شوہر کو)دل میں ایڈم کو دعا دی۔کتابوں اور ناولز میں فرق ہوتا ہے میری جان۔کتابیں پڑھنی چاہیں وہ نالج دیتی ہیں پر ناولز کونسی نالج دیتے ہیں۔۔وہ اٹھ کر اپنی شیروانی کے بٹن کھولتا اسے اتار کر صوفے پر رکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔

ناولز بھی نالج دیتے ہیں۔ سمجھے آپ۔۔وہ جزباتی انداز میں بولی۔۔پر اس کے منہ سے میری جان سن کر دل دو سو کی سپیڈ سے دھڑکا تھا۔۔ہاں تمہارے ناولز تمہیں رومینس کا نالج دیتے ہیں ہے

نا۔۔وہ اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے بولا۔استغفر اللہ۔۔کتنے گندے ہیں آپ۔۔ہانیہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔جبکہ چہرا ایک دم سرخ ہوا تھا۔۔

ہانیہ پلیز شادی کی پہلی رات کپلز پیار محبت کی باتیں کرتے ہیں اور تم فضول ٹاپک شروع کر کے میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔۔یہ فضول باتیں آگے کی ساری زندگی بھی کی جاسکتی ہیں۔۔وہ سنجیدہ ہوا تھا۔اگر آپ نے مجھے روکا تو میں آپ سے پیار نہیں کروں گی کبھی۔۔اس نے نم آنکھوں سے پھر اپنے مطلب کی بات کی تھی۔افنان اس کے انداز پر ایک پل کے لیے خاموش ہو گیا۔۔

اور اگر میں نے تمہیں ناولز پڑھنے سے نا روکا تو تم مجھ سے پیار کرو گی۔۔؟

سیریسلی اگر اس کے بعد میں تمہیں کچھ ایسا بتا دوں جس کے بعد تمہیں مجھ سے نفرت ہونے لگے پھر بھی؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بالکل سنجیدہ تھا۔۔

مم... مطلب۔۔۔؟ وہ گھبرا کر نا سمجھی سے بولی۔۔ افنان نے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور اس کے اور نزدیک ہو کر بیٹھا۔۔

مطلب کچھ ایسا جو میرے ماضی سے جڑا ہو اور تمہارے نزدیک وہ بہت غلط اور برا بھی ہو پھر؟ وہ ہنوز اس کے خوبصورت سراپے پر نظریں جمائے بولا۔

ہوا اچھا ہو یا برا ہو۔ ماضی تو ماضی ہوتا ہے نا۔ میرا نہیں خیال کسی کے ماضی کی وجہ ہمیں اس کا حال خراب کر دینا چاہیے۔ وہ آپ کا ماضی تھی اور آپ کا حال اور مستقبل۔۔ محبت پر زور تھوڑی چلتا ہے۔ آپ کو اس سے ہو گئی تو کیا ہوا۔ محبت کرنا کوئی غلط کام نہیں ہے۔ مجھے بس اتنا پتا ہے کہ اب میں ہوں

آپ کے پاس آپکی محرم کی صورت میں۔۔میں اپنی جگہ بنالونگی آپ کے دل

میں۔۔وہ مسکرا کر بولی

تھی۔اور افنان بغیر اسے دیکھتا اور سنتا رہ گیا تھا۔تمہیں کیسے پتا چلا کہ مجھے کسی

سے محبت ہوئی

تھی۔؟وہ حیران سا بولا۔۔

جب

آپ کی آنکھوں سے۔۔میری آنکھوں سے کیسے۔۔۔؟وہ حیران ہوا۔کسی کو

کسی سے محبت ہو جاتی ہیں ناتوان کی آنکھیں اس محبت کی گواہی دینے لگ

جاتی ہیں۔۔مجھے بہت پہلے ہی پتا چل گیا تھا اس لیے آپ پریشان مت

ہوں۔۔میں خوش ہوں آپ کے ساتھ بلکہ بہت زیادہ خوش۔۔وہ نرمی سے

بولی۔۔

مجھے تم سے کبھی بھی اتنی عقل مندی کی امید نہیں تھی ھانیہ یار۔۔آئی سوئیر میری راتوں کی نیندیں اڑی ہوئی تھی کہ تم کیا سوچو گی۔۔میں تمہیں کتنا ہرٹ کردونگا۔۔پر اب تم نے مجھے لاجواب کردیا ہے۔۔تم بس کام پاگلوں والے کرتی ہو پر سمجھدار بھی ہو۔۔آئی ایم امپریسڈ۔۔وہ داد دیتی نظروں سے بولا تھا پر ھانیہ کو سمجھ نا آیا یہ تعریف تھی یا وہ طنز کر رہا تھا۔۔تم بہت اچھی ہو۔مطلب مجھے بہت اچھی لگتی ہو۔یہ

میں

تمہارے لیے لایا تھا اور رہاں اب میں سچ میں تمہیں ناولز پڑھنے سے نہیں روکوں گا کبھی۔وہ اس کے گلے میں ایک خوبصورت سا ہارٹ شیپ لاکٹ پہناتے ہوئے بولا تھا۔۔جبکہ وہ خاموشی سے تب تک سانس روکے رہی جب تک وہ لاکٹ پہنا کر اس سے دور نا ہوا تھا۔۔شکریہ۔۔وہ نظریں

جھکائے بولی پر اپنے ماتھے پر افنان کے لبوں کا لمس محسوس کر کے ایک بار پھر سانس

روک گئی۔ آ جاؤ شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں۔۔اس نے اٹھتے ہوئے اسکے آگے اپنا ہاتھ پھیلایا۔۔جسے ہانیہ نے فوراً تھاما

تھا۔۔

رات گزر گئی تھی۔۔شام کے چار بج چکے تھے وہ دلہن بنی کمرے میں بیٹھی تھی۔۔جب پالے اور ہانیہ اس کے پاس آئی۔۔

ماشاءاللہ۔۔ان دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔۔اللہ بری نظر سے بچائے بہت ہی خوبصورت لگ رہی ہو یار۔۔پالے اس کے گال کو چوم کر بولی۔۔قسم سے یار سنان بھائی تو دیکھتے ہی دل ہار بیٹھیں گے۔۔ہانیہ بھی اس کے پاس آکر بولی۔۔

دل تو وہ بہت پہلے سے ہی ہار بیٹھا ہے۔۔ یالے کے منہ

سے بے ساختہ نکلا تو سنائیہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ جبکہ ہانیہ بس مسکرائی

تھی پالے اسے پہلے ہی سب بتا چکی تھی۔۔

کیا مطلب۔۔۔؟ سنائیہ نے پوچھا۔۔ تو وہ اسے دیکھنے

لگی۔۔ مطلب صاف ہے کہ میرا بھائی تم سے بہت محبت کرتا ہے تو یہ جو

فضول وہم پال کے بیٹھی ہوا نہیں نکال دو دل سے۔ وہ بہت خوش ہے تمہیں

پا کر۔۔ اور تم بھی ہو جاؤ۔۔ اپنا ماضی پیچھے چھوڑ کر ایک نئ زندگی شروع

کرو۔۔ یالے نے سنجیدگی سے کہا۔۔ میرے لیے آسان نہیں پالے۔ میری

سانس رک رہی ہے۔ وہ چند لمحے بعد بھرائی آواز میں بولی تھی۔ آنکھوں کے

پور گیلے ہونے لگے تھے۔۔

کیا ہوا ہے سنائیہ۔۔سائرہ کمرے میں داخل ہوتی اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر بولی۔۔مم۔۔۔مجھے۔۔ڈر لگ رہا ہے آپی۔۔وہ روتے ہوئے ان کے گلے لگ کر بولی۔۔

ایک بات کہوں میری جان۔سائرہ اس کا کندھا سہلاتے ہوئے بولی۔۔تو اس نے محض ہچکیوں میں سر ہلایا۔۔

اگر من چاہا نا ملے نا تو رب چاہے کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہیے۔کیونکہ بنانے والا بہتر جانتا ہے کہ میری چیز کس کے ساتھ بہترین رہے گی۔۔تم ہر خوف کو دل سے نکال کر رب کی رضا کو قبول

قبول کر لینا چاہیے۔کیونکہ بنانے والا بہتر جانتا ہے کہ میری چیز کس کے ساتھ بہترین رہے گی۔۔تم ہر خوف کو دل سے نکال کر رب کی رضا کو قبول

کرو۔۔اس پر یقین رکھو۔۔وہ تمہاری سنان اور آہان تینوں کے دل کی حالت

جانتا ہے۔۔وہ جو کر رہا ہے وہی سہی ہے۔۔وہ ایک

۔۔دوست کی طرح سمجھا رہی تھی

چلو اب رونا بند کرو۔دیکھو سارا میک اپ خراب ہو رہا ہے۔۔میں بتانے آئی

تھی کہ بارات پہنچنے والی ہے بس۔۔انہوں نے کہا تو سنائیہ کے دل کی

دھڑکن ایک بار پھر

بڑھنے لگی۔۔بھابھی بارات آگئی ہے چلیں سب ویلکم نہیں کرنا کیا۔۔زین

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔پہلی نظر اسکی یالے پر گئی تھی جو سلور

میکسی پہنے ہلکے پھلکے میک آپ کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔وہ

مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔اسکی نگاہوں سے گھبراتی یالے ہانیہ کا ہاتھ پکڑے

جلدی سے کمرے سے باہر نکل

گئی۔۔اس کے جاتے ہی زین کی نظر سنائیہ پر گئی تھی جو پلکوں کو جھپکتی اپنے آنسو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔سانی بھائی کی جان کیا ہوا ہے ۔۔روکیوں رہی ہو۔۔وہ فوراًاس کے پاس آتے ہوئے بولا

بھابھی بارات آگئی ہے چلیں سب ویلکم نہیں کرنا کیا۔زین کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔پہلی نظر اسکی پالے پر گئی تھی جو سلور میکسی پہنے ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔وہ مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔اسکی نگاہوں سے گھبراتی پالے پانیہ کا ہاتھ پکڑے جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی اس کے جاتے ہی زین کی نظر سنائیہ پر گئی تھی جو پلکوں کو جھپکتی اپنے آنسو روکنے کی کوشش میں پلکان ہو رہی تھی۔سانی بھائی کی جان

کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو۔۔ وہ فوراً اس کے پاس آتے ہوئے بولا۔ کچھ نہیں

بس تھوڑی گھبرائی ہوئی ہے۔۔ پریشان مت ہو تم۔۔ سائرہ نے سنائیہ کو

ایک نظر دیکھ کر اس سے

کہا۔۔ یار گھبرانے والی کیا بات ہے خالہ جانی کے گھر جا رہی ہو تم۔ کہیں اور

تھوڑی جا رہی ہو۔ سب کو جانتی ہو۔ سنان کو بھی۔ سب کتنا پیار کرتے ہیں تم

سے۔۔ پلیز رو مت ایسے.. وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے آنسو صاف کرتے

۔ ہوئے پیار سے بولا

ہم۔۔۔ وہ سر ہلا کر ہچکیوں میں بولی۔ بھابھی آپ باہر جائیں سفیان بھائی بلا

رہے ہیں۔ میں ذرا ان محترمہ کا میک اپ سیٹ کر لوں جو رو رو کر خراب کیا

ہوا ہے اس سے.. پانیہ نے اگر کہا۔ زین اور سائرہ دونوں کمروں سے جا چکے

تھے۔۔ جبکہ بانیہ اسے زبردستی شیشے کے سامنے بٹھاتی اس کا میک اپ

۔۔سیٹ کرنے لگی

۔۔سنائیہ پریشان مت ہو یار۔۔وہ اس کے خوف زدہ تاثرات کو دیکھ کر بولی

مجھے ڈر لگ رہا ہے بانی. کوئی مجھے ہی نہیں رہا کہ میرے اندر اس وقت کونسی

توڑ پھوڑ ہو رہی ہے۔۔سب آکر کہتے ہیں یہ کر وہ کرو۔پر میرا دل قبول

نہیں کر یار با اتنی جلدی یہ سب میں کیا کروں۔وہ شکست زدہ سی بولی بانیہ

نے گہرا سانس بھرا۔۔کچھ مت کرو تم سنان بھائی

پر چھوڑ دینا سب وہ سب ٹھیک کر دیں گے۔آئی سمجھ۔اور اس دل کو سمجھالو

اب اس کے پیچھے ما بھاگے جو اس کا نہیں ہے۔تم آج کسی اور کی دسترس میں

جا رہی ہو۔اور آج کے بعد آبان بھائی کو سوچنا خود پر حرام سمجھنا۔کیونکہ

تمہارے لیے تمہارا محرم تمہارا شوہر یعنی سنان بھائی ہونگے۔۔اور کل آبان

بھائی کا نکاح ہے پھر وہ کسی اور کے ہو جائیں گے۔آئی

سمجھ

اللہ۔۔۔!!وہ کیوں آئے میرے دل میں میری محبت کو مجھ پر عذاب بنا دیا

انہوں نے ان کو دیکھتی ہوں تو میرا دل روتا ہے اس لیے میں بہت خوش

ہوں کہ آج کے

بعد وہ بہت دور چلے جائیں گے مجھ سے میں یہی چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے دور

چلیں جائیں اور دیکھو اب وہی ہو رہا ہے۔۔وہ دور چلے جائیں گے۔وہ

بھرائی آواز میں کہتی کپکپاتے لبوں کو آپس میں سختی سے بھینچ گئی۔۔اور باہر

کھڑا آبان ضبط سے لب بھینچے اسے سنتا رہا تھا۔۔میں جانتا ہوں میں تمہارے

آنسوؤں کی وجہ بنا ہوں سنائیہ پر اللہ نے میری جگہ تمہیں وہ دیا ہے

تمہارے آنسوؤں کو چھو کر انہیں موتی بنا دے گا۔مجھے معاف کرنا۔میں

تمہیں پانا چاہتا تھا۔میں تمہارا اسیر ہوں۔میرا دل تمہیں چاہتا ہے پر میں

محبت نا ملنے کے درد سے واقف ہوں میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ سنان اس تکلیف

سے گزرے جس نے مجھ سے میرا سکون میری نیندیں میرا سب کچھ چھین

لیا۔۔ تم بھولی ہو تم بھول جاؤ گی۔ پر وہ نہیں بھول پاتا تمہیں میں اسے مرتا

ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ اسکی

آنکھوں میں بسا وہ درد میرے ہاتھ پیر باندھ کر مجھے بے بس کر گیا تھا۔ میں

اسے اس درد میں نہیں رہنے سے

سکتا تھا۔۔ وہ دل میں سوچتا پلٹ کر واپس چلا گیا تھا۔ اندر جانے کی ہمت نا

ہوئی تھی۔ وہ کسی اور کی

خوشی کے لیے اپنی محبت سے دستبردار ہو گیا تھا۔ سنائیہ عامر ولد عامر اعجاز

آپ کا نکاح سنان مرزا ولد مرزا علی سے دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے

پایا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے.. قاضی نے کلمات کہے تھے۔

۔گھونگھٹ میں چھپی وہ کانپ رہی تھی۔الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری تھے

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے.. قاضی نے دوبارہ کہا۔۔اسے کچھ نا بولتے دیکھ

عامر صاحب نے اسکے سر پر شفقت سے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔بولو بیٹا. جج..

جی... قبول ہے.. وہ بامشکل لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔میں نہیں جانتی

یہ سب کیسے اور کیوں ہو گیا پر میں وعدہ کرتی ہوں میں آج سے آپکی ہوں اور

(آپکی وفادارریوں کی

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔سانس سینے میں اٹک رہا تھا۔یہاں اس نے کسی

اور کا نام سوچا تھا پر قسمت نے عجیب پلٹا کھایا تھا۔اور اسے بے بسی کے آخری

دہانے پر کھڑا کر گئی تھی۔جی قق... قبول ہے۔آنسوؤں کا پھندا گلے میں اٹکا

تھا۔میں وعدہ کرتی ہوں میں اپنے ماضی کو کبھی ہمارے بیچ نہیں لاؤں گی۔

میں آپ کو دل سے قبول کرتی ہوں) کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ؟جی قبول

ہے۔۔ایک آنسو آنکھ سے نکلتا ہاتھ پر آ گرا

تھا۔

میں نہیں جانتی مجھے آپ سے محبت ہو گی یا نہیں پر میں قسم کھاتی ہوں میں

آبان سے اپنی یک طرفہ محبت آج یہی دفنا کر جا رہی ہوں۔میں پوری

وفاداری کے ساتھ آج سے آپکی دسترس میں آتی ہوں)۔اس نے سنان

مرزا کو اللہ کی رضا کے لیے سچے دل

سے قبول کر لیا تھا وہ اللہ کے فیصلے کو قبول کر چکی تھی۔۔کیونکہ وہ جانتی تھی

اللہ کبھی اس کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے والا تھا۔۔اسے اللہ پر یقین

تھا۔

کپکپاتے ہاتھوں سے وہ جہاں جہاں افغان کہہ رہا تھا وہاں سائن کر رہی تھی۔ اور اسکے آنسوؤں نکاح نامے پر گرتے اسے گیلا کرتے جا رہے تھے۔جو افنان اور باقی سب نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔۔ہمیشہ خوش رہو بھائی کی چھوٹی سی گڑیا افنان اس کا سر چھومتے ہوئے محبت سے بولا تھا۔پھر سفیان نے اگر اسے کھڑا کرتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تھا میری جان تو بہت بہادر ہے نا۔ایسے روز نہیں میرا بچہ... سب ٹھیک ہے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔وہ پیار سے سمجھا رہا تھا۔جبکہ وہ بس ہچکیاں بھرتی روئی جا رہی تھی۔عامر صاحب نے آگے بڑھ کر نم آنکھوں سے سنائیہ کو اپنے گلے لگایا تھا۔ہمیشہ خوش رہو ہنستی مسکراتی رہو... اللہ تمہیں ہزروں خوشیاں دے۔۔ وہ اس کا سر شفقت سے چومتے دعا دے کر باہر چلے گئے تھے۔اسکے پیچھے ہی آہستہ آہستہ سب جانے لگے تھے تاکہ سنان کا نکاح ہو سکے..زین بھی جانے سے پہلے اسکے ہاتھوں کو چومتا اسکے گال کو تھپتھپا کر گیا تھا۔۔سنائیہ سر

جھکائے اسے دیکھ نہیں پائی تھی جو رو رہا تھا۔ پالے نے اسکی آنکھیں مکمل آنسوؤں سے بھری دیکھی تھی جنہیں وہ ان سے چھپاتا جلدی سے کمرے سے باہر چلا

نکاح مبارک جانی اوئے۔۔۔ وہ دونوں اس کے گلے لگتی ایک ساتھ بولی تھیں۔

ستان کی طرف بھی نکاح کی رسومات شروع ہو چکی تھی۔۔اس نے ایک بار پھر ایک آخری نگاہ سامنے کھڑے

وائٹ سوٹ کے اوپر گولڈن ویسکوٹ پہنے اس جان بوجھ کر انجان بنتے آبان پر ڈالی تھی۔ آخری امید تھی شاید ابھی کچھ ہو جائے پر قسمت جو چاہتی تھی وہی منوا رہی تھی۔۔سنان مرزا ولد مرزا علی آپ کا نکاح سنائیہ عامر ولد عامر

اعجاز سے دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پا یا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح

قبول ہے۔ الحمد اللہ.. جی قبول ہے.. اس نے محبت کے مل جائے

پر پہلے اللہ کا شکر ادا کیا تھا اور پھر اسے قبول شکریہ میری زندگی میں شامل ہو

کر مجھے مکمل کرنے کے لیے، شکریہ مجھے قبول کرنے کے لیے) کیا آپ کو یہ

؟ نکاح قبول ہے

جی قبول ہے۔ (میں وعدہ کرتا ہوں سنائیہ میں اپنی وجہ سے کبھی تمہاری

آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دونگا تمہیں اتنی محبت دونگا کہ تم اپنے ماضی کی

ہر تکلیف بھول جاؤ

۔(گی

؟ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے

.جی قبول ہے

میری محبت مجھے دینے کا شکریہ. میری روح کو سکون دینے کا شکریہ میں وعدہ

۔کرتا ہوں میں آخری سانس تک تمہارا وفادار رہوں گا

اس نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے.. پھر

مبارک باد کا سلسلہ شروع ہوا۔وہ سب کے گلے لگناان سے مبارک باد

۔وصول کر رہا تھا

آبان کے گلے لگنے سے پہلے اس نے آبان کی نم نگاہوں کو

ضبط

سے

..دیکھا تھا

مبارک میرے بھائی

خیر مبارک. سنان نے اس کے جواب میں کہا تھا۔ اپان نے اس سے الگ

ہونے کی کوشش کی پرستان کو خود سے الگ نا ہوتا دیکھ چونکا شکریہ. بہت

زیادہ شکریہ... میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکتا۔ تمہارا دل بہت بڑا

ہے.. میں ا

لفظون

میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں کتنا شکر گزار ہوں کے بعد تمہارا شکریہ بہت

چھوٹا لفظ ہے پر میرے پاس اسکے علاوہ کچھ نہیں تھینک یو سوچ یار وہ

دھیرے سے کہتا اس کے الگ ہوا۔ آبان نے اسکی گیلی ہوئی آنکھوں کو

دیکھا.. وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔ اور ویسے کہنے کی

ضرورت تو بالکل نہیں ہے پر پھر بھی اس کا خیال رکھنا۔ آہان نے کہتے

ہوئے اسکا کندھا تھپتھپایا۔

ہممم۔۔۔وہ سر ہلا کر بولا

کمرے میں بیٹھی وہ کانپ رہی تھی جب رخصتی کا شور اٹھا۔۔۔اللہ۔۔۔۔!!اس

نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔وہ اپنے حواسوں

کو جیسے کھو رہی تھی پھر کیا ہوا کیسے ہوا اسے کچھ پتا نہیں تھا۔۔یاد تھا تو بس اتنا

کہ اسے رخصت کرتے ہوئے اسکے ساتھ ساتھ باقی سب بھی روئے تھے۔

اور ان میں سب سے زیادہ جو رویا تھا وہ زین تھا جو اسکے گلے لگا اس سے الگ

ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا وہ اسکے پھولوں سے سجے

کمرے کے وسط میں گھونگھٹ اوڑھے بیڈ پر بیٹھی تھی جسے بہت خوبصورتی

کے ساتھ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔اللہ مجھے ہمت دینا۔وہ بار بار اپنے تیزی

سے دل پر ہاتھ رکھتی دعا کر رہی تھی۔چند ہی منٹوں بعد کمرے کا دروازہ

کلک کی آواز سے کھلا تھا۔۔سنائیہ نے آنکھوں کو سختی سے میچا تھا۔۔وہ کمرے

کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ دروازے کو لاک لگا کر وہ پلٹا تھا۔۔ سامنے بیڈ پر

سرخ عروسی جوڑے میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر دل کے تانے بانے بل گئے

تھے۔

دھڑکتے

بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر دل کے تانے بانے بل گئے تھے۔اپنی محبت کو سامنے

دیکھ کر دل اتنی زور سے دھڑکا تھا جیسے ابھی سینے سے نکل کے اسکے سامنے جا

کر بیٹھ جانا چاہتا ہو۔

اس نے گہرا سانس لے کر دل کے مقام کو ہمیشہ کی طرح تھپکا تھا۔۔اب

تمہاری ہی ہے حوصلہ رکھو کہیں نہیں جارہی تمہارے پاس رہے گی۔دل کو

بچوں کی طرح سمجھاتا وہ اللہ کا شکر ادا اگر رہا تھا۔۔یارب تیرا شکر ہے۔آپ

نے مجھے میری چاہت سے نوازا۔وہ تم آنکھوں سے بیڈ پر سکڑی سمتی بیٹھی

سنائیہ کو دیکھ رہا تھا۔۔یا اللہ میں آپ کا شکر گزار ہوں آپ نے میری محبت کو میرا محرم بنا کر مجھے عطا کر دیا۔۔اسکی آنکھیں نم ہوتی جا رہی تھی۔دھیرے دھیرے قدم لیتا وہ سنائیہ کے پہلو میں آ کر بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا۔۔اسکا وجود ہلکا ہلکا لرز رہا

۔تھا

اسلام علیکم...وہ نرمی سے بولا..اسکی نرم آواز پر سنائیہ کی کپکپاتے ہاتھوں گرفت سخت ہوئی تھی لہنگے پر۔اس نے محض دھیرے سے سر ہلایا تھا پر بول
۔نا پائی تھی

سدان نے دھیرے سے اس کا گھونگھٹ اٹھایا تو نظریں اس کے چہرے پر جاتے ہی ٹھہر گئی۔وہ گھبراہٹ خوف اور حیاء سے سرخ ہوتی سانس روگ

گئی تھی۔۔کمرے میں فسوں خیز سا ماحول تھا۔آواز تھی تو سنان کی بہت ہی

مدہم سانسوں کی کمرہ خوشبوؤں سے مہکا

۔تھا

وہ اسے مبہوت سا دیکھی جا رہا تھا۔آنکھوں کے پور کب گیلے ہوئے اور

کب آنکھ سے آنسو نکلتا داڑھی میں جذب ہوا اسے پتا نا چلا۔۔محبت کی تڑپ

جب اسے محرم بنا کر آپ کے سامنے لے آئے تو آنکھیں خود بخود بہنے لگتی

ہیں۔وہ رو رہا تھا اس لڑکی کو اپنے محرم کی صورت میں اپنے سامنے دیکھ کر

جس کے لیے وہ تڑپا تھا۔۔رویا تھا گڑگڑایا تھا۔وہ اپنا ہاتھ سنائیہ کے چہرے

کے قریب لے گیا تھا پر چھونے کی ہمت نہیں جنا یا رہا تھا۔۔تم حقیقت ہو

نا۔۔میرے چھونے سے ہوا میں تحلیل تو نہیں ہو جاؤ گی نا۔کیا میں تمہیں

چھولوں..؟وہ پانی سے بھری آنکھوں کے ساتھ مدہم آواز میں اس سے

۔اجازت مانگ رہا تھا

سنائیہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا تھا۔اتنا نرم رویہ اور اسکی وہ بھیگی ہوئی

آنکھیں کیا تھا یہ سب ؟وہ ایسے بات کیوں کر رہا تھا۔کیا سچ میں سنان مرزا کو

اس سے محبت تھی۔۔وہ پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔پھر ایک مدہم سا

۔۔بھاری سانس ہوا کے سپرد کیا

ستان کھسک کر تھوڑا اور اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔سنائیہ کے گھبرائے

ہوئے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے

اس نے اپنی شہادت کی انگلی کو نرمی سے اسکی کپکپاتی تھوڑی پر رکھا تھا۔اس

۔۔کے لمس کو محسوس کرتے ہی سنائیہ نے سختی سے انکھوں کو میچا تھا

چند لمحوں کے بعد اس نے اپنی انگلی پیچھے کی تھی ۔۔ وہ حقیقت میں تھی اسکے سامنے یہ احساس ہو گیا تھا ۔۔ وہ کوئی خواب نہیں تھا جو آنکھ کھلتے ہی ٹوٹ جاتا۔ دل کی دھڑکنیں بڑھتی ہی جارہی تھیں۔ وہ سختی سے آنکھیں میچے اس کے اگلے رد عمل کے انتظار میں تھی۔ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ ابھی باہر نکل آئے گا۔ پھر اچانک ہی اسے اپنی گردن اور کندھے کے پاس سنان کی سانسوں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔ وہ خوف سے سانس روگ گئی۔ بند آنکھوں کے نیچے پانی جمع ہونے لگا تھا اور تھوڑی کیکیابت کا شکار ہو چکی تھی ۔۔

اس نے اپنے کندھے پر سنان کے لبوں کو محسوس کیا تھا۔ جس نے بہت نرمی سے اس کے کندھے پر اب اپنے ماتھے کو تکا یا تھا ۔۔ اس کی اس قدر نزدیکی پر

وہ حیا سے اپنے آپ میں سمٹی تھی۔ آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔۔ وہ جو رونے کی تیاری میں تھی سنان کی ہچکیاں سنتی ساکت رہ گئی تھی۔ اسے اپنا کندھا سنان کے آنسوؤں سے بھیگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ وہ دم سادھے سمجھنے کی کوشش میں تھی کہ یہ خواب تھا یا حقیقت۔۔۔ وہ رو رہا تھا۔۔ اس کے کندھے پر سر ٹکائے وہ معصوم بچوں کی طرح بلک بلک کر روتا ہچکیاں بھر رہا تھا۔۔ سنائیہ کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہو رہا

تھا۔۔ اسکی ہچکیاں کسی نادان سے معصوم بچے جیسی تھی جو اسکے دل پر اثر کر رہی تھیں۔۔ سس... سنا۔۔۔ یہ وہ ہچکیوں میں بولا تو سنائیہ چونکی۔ وہ جواب دے یا نا دے کی کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔۔ جج... جی... وہ خوفزدہ کیا۔۔ تم میری محبت کو قبول کرو گی۔۔؟ مجھے قبول کرو گی دل سے۔۔؟ وہ ہنوز اسی

حالت میں اسکے کندھے پر سر دھرے بولا۔سنائیہ کے گلے میں ایک گلٹی

ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیا بہہ

نکلی

۔سی بولی

مم...میں۔۔تو کر چکی۔۔ہوں۔۔وہ آنکھوں کو جھپکتی ساکت سی

بولی۔۔سنان نے اس کے کندھے سے

مم....میں۔۔تو۔۔کر چکی۔۔ہوں۔وہ آنکھوں کو جھپکتی ساکت بولی۔

سنان نے اس کے کندھے سے سی اٹھایا تھا۔پھر سنائیہ کو دیکھ کر ایک ہچکی

۔بھری

سر

ناراض تو نہیں ہونا۔۔وہ معصومیت سے بولا۔۔کتنی خوش قسمت تھی وہ اس کی زندگی میں موجود وہ دونوں انسان اس کی ناراضگی سے خوف کھاتے تھے۔۔اس نے نم آنکھوں سے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔۔اس سوال کی وجہ سمجھ ناآئی تھی۔سنان نے ایک گہرا سانس ہوا میں تحلیل کیا۔۔پھرا سکا ہاتھوں کو تھاما۔۔وہ ایک دم سہمی تھی۔اس کے بارے میں سب جاننے کے بعد بھی سنان کا اتنا نارمل لہجہ اور عجیب رد عمل اسے ڈرا رہا تھا۔۔میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے وعدہ کرتا ہوں میری محبت میں کبھی کمی نہیں آئے گی اور ناہی میری وجہ سے کبھی تمہیں کوئی تکلیف ملے گی۔میں خوش ہوں ایسا لگ رہا ہے جیسے میں آسمان میں اڑ رہا ہوں۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتی اس وقت میرا دل کتنا خوش ہے۔وہ پاگل ہو رہا ہے۔۔تھینک یو۔۔میرا ساتھ

بہت

قبول کرنے کیلئے۔۔ میری زندگی میں آکر اسے مکمل کرنے کے لیے۔۔ میں

تمہارے بغیر ادھورا ہوں۔۔ میری ہر سانس کا جواز ہو تم بہت محبت کرتا

ہوں تم سے۔۔ اس نے محبت سے چور بھیگے لہجے میں کہتے اس کے ہاتھوں کو

۔۔ چوما تھا۔۔ جبکہ اس کے اس عمل نے ایک بار پھر اسکی سانسوں کو روک لیا

۔ لگا

نوافل پڑھیں۔ سنان نے پوچھا.. وہ بس جلد از جلد سجدے میں گر کر اپنے

اللہ کا شکر ادا کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس سے پوچھنے سنائیہ نے جلدی سے سر

اثبات میں بلایا۔ ویسے بھی وہ ابھی اس سے فرار چاہتی تھی

ستان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔ پھر اسکی نم آنکھوں کو دیکھا جو ہلکی سی

۔ سرخی کے ساتھ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں

تمھیں پتا ہے سنائیہ . وہ کہتے ہوئے تھوڑا اس کے چہرے کے پاس جھکا۔

سنائیہ گھبرا کر یک دم پیچھے کی جانب جھکی تھی۔اس سے پہلے اس کا سر بیڈ کے

کراؤن سے ٹکراتا سنان نے جلدی سے اس کا بازو پکڑ کر

اسے واپس سیدھا کرتے ہوئے اپنی جانب کھینچا تھا۔اس افتاد پر وہ نے ساختہ

سنان کے قریب ہوئی تھی۔ایک ہاتھ سیدھا سنان کے دل کے مقام پر آیا تھا

اور

سے

دوسرے ہاتھ اس نے بے ساختہ اسکے بازو سے شیروانی کو سختی سے میچا تھا۔

چہرہ سنان کے چہرے دے چند کے فاصلے پر اگر رکا تھا۔ماحول میں ایک دم

سکوت چھایا تھا۔دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے پر تھیں۔ایک آنکھوں

میں بے پناہ محبت سمائے اسے دیکھ رہا تھا اور دوسرے کی آنکھوں میں شرم و حیا اور خوف سا تھا۔

سس... سوری.... وہ ایک دم ہوش میں آتی اس سے دور ہوتے ہوئے اٹک کر بولی۔

اسکی گھبراہٹ نے سنان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ قائم کی تھی۔

آئی لو یو۔۔مجھے کبھی بھی تمہارے لبوں سے یہ سوری ورڈ نا سنائی دے

اوکے۔ وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسپر اپنے لب رکھتا ہوا جہاں پہلے محبت سے بولا تھا

وہی اینڈ میں اس کا لہجہ قدرے سنجیدہ ہوا تھا۔اس نے سہم کر جلدی سے

۔اثباتی انداز میں سر ہلایا تھا

اور ایسا کرتے ہوئے اس کے اپنی لرزتی پلکوں کو تین چار بار تیزی سے جھپکا

۔۔تھا۔۔سنان نے یہ سارا عمل بڑی فرصت اور محبت سے دیکھا تھا

تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں سنائیہ پر میری آنکھیں ان سے بھی

زیادہ خوبصورت ہیں۔۔پتا ہے کیوں۔۔؟وہ ایک ہاتھ سے اس کا گال سہلاتا

گھمبیر لہجے میں بولا اور سنائیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ک۔

۔۔کیوں۔۔؟اسکی نظروں کو سمجھتی اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا

سنان ایک بار پھر اس کے چہرے کے پاس جھکا تھا۔۔پر اس بار سنائیہ نے پیچھے

ہونے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ کام زیادہ بگڑ سکتا تھا اس لیے محض اپنی

۔۔سانسوں کو مدھم کر گئی

کیونکہ میری ان آنکھوں میں تمہارا عکس ہے۔۔اس لیے مجھے میری آنکھیں

تمہاری آنکھوں سے زیادہ خوبصورت لگتی ہیں۔۔اور ایک اور بات کہوں۔۔

۔۔وہ کہتے ہوئے اسکے کان کے پاس جھکا

تمہارا عکس اور تم سچ میں بہت خوبصورت ہو۔۔ہے انتہا خوبصورت اتنی

خوبصورت کہ میرا دل کہتا ہے تمہیں زور سے ہگ کرلوں۔کیا میں کر سکتا

ہوں۔اگر تم کمفرٹیبل ہو تو۔۔وہ سر گوشی نما انداز کہتا اینڈ میں اسکی سانسیں

روکتا اس کا چہرا لال ٹماٹر جیسا کر گیا تھا۔۔وہ کپکپاتے لبوں کو بھینچتی آنکھیں

حیرت سے پھیلا گئی۔۔جیسے کچھ غلط سنا ہو اس

۔۔نے

سس۔۔۔سوری۔۔۔۔وہ ایک دم ہوش میں آتی اس سے دور

۔ہوتے ہوئے اٹک کر بولی

اسکی گھبراہٹ نے سنان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ

۔ قائم کی تھی

آئی لو یو۔۔ مجھے کبھی بھی تمہارے لبوں سے یہ سوری ورڈ نا سنائی دے

اوکے۔ وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسپر اپنے لب رکھتا ہوا جہاں پہلے محبت سے بولا تھا

وہی اینڈ میں اس کا لہجہ قدرے سنجیدہ ہوا تھا۔ اس نے سہم کر جلدی سے

۔اثباتی انداز میں سر ہلایا تھا

اور ایسا کرتے ہوئے اس کے اپنی لرزتی پلکوں کو تین چار بار تیزی سے جھپکا

۔۔ تھا۔۔ سنان نے یہ سارا عمل بڑی فرصت اور محبت سے دیکھا تھا

تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں سنائیہ پر میری آنکھیں ان سے بھی

زیادہ خوبصورت ہیں۔۔ پتا ہے کیوں۔۔ ؟ وہ ایک ہاتھ سے اس کا گال سہلاتا

گھمبیر لہجے میں بولا اور سنائیہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ک۔

۔۔کیوں۔۔؟اسکی نظروں کو سمجھتی اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا

سنان ایک بار پھر اس کے چہرے کے پاس جھکا تھا۔۔پر اس بار سنائیہ نے پیچھے ہونے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ کام زیادہ بگڑ سکتا تھا اس لیے محض اپنی

۔۔سانسوں کو مدہم کر گئی

کیونکہ میری ان آنکھوں میں تمہارا عکس ہے۔۔اس لیے مجھے میری آنکھیں تمہاری آنکھوں سے زیادہ خوبصورت لگتی ہیں۔۔اور ایک اور بات کہوں۔۔

۔۔وہ کہتے ہوئے اسکے کان کے پاس جھکا

تمہارا عکس اور تم سچ میں بہت خوبصورت ہو۔۔ہے انتہا خوبصورت اتنی خوبصورت کہ میرا دل کہتا ہے تمہیں زور سے ہگ کر لوں۔کیا میں کر سکتا ہوں۔اگر تم کمفرٹیبل ہو تو۔۔وہ سرگوشی نما انداز کہتا اینڈ میں اسکی سانسیں

روکتا اس کا چہرا لال ٹماٹر جیسا کر گیا تھا۔۔وہ کپکپاتے لبوں کو بھینچتی آنکھیں

حیرت سے پھیلا گئی۔۔ جیسے کچھ غلط سنا ہو اس

نے۔۔

میں

سنان نے پیچھے ہو کر اس کی جانب دیکھا تھا جو ضبط کی آخری حد کو چھو رہی

تھی۔وہ رو دینے والی ہو چکی تھی۔ا۔۔آپ۔۔۔کی۔۔۔مرضی وہ ایک نظر خود پر

ٹھہری سنان کی آنکھوں کو دیکھتی سر جھکا کر بامشکل بولی وہ اپنے شوہر کی

۔خواہش کو نا کر کے اللہ کو ناراض نہیں کر سکتی تھی

سنان نے اسکی گال پر بہتے آنسوؤں کو دیکھا۔۔دل میں

انجانی خوشی بھی ہوئی تھی کہ اس نے اسکی خواہش کا احترام کیا تھا اس نے

سنان کو نا نہیں کہا

تھا۔سنان نے جھک کر نرمی سے اس کے ماتھے سے تھوڑا اوپر اپنے لب
۔رکھے۔پھر اسکے گال پر ہاتھ رکھا سنائیہ ہوکھلا سی گئی

چلو شاباش جاکر چینج کر لو پھر نوافل پڑھتے ہیں۔ ہممم.. وہ اپنی خواہش کو دل
میں رکھتا پیار سے بولا۔سنائیہ نے ایک بار پھر حیرت سے اسے دیکھا۔وہ اسکی
اندرونی حالت کو سمجھ رہا تھا۔۔کیا یہ سچ میں محبت تھی،وقتی اٹریکشن تھی یا
پھر کچھ وقت کے لیے ایک دکھاوا.. وہ الجھ سی گئی تھی۔سنان کی آنکھیں
دیکھتی تو دل اس کے حق میں گواہی دے کر

کہتا ہاں یہ سنان کی سچی محبت ہے۔پر دماغ اسے اسکا ماضی یاد دلا کر خوف زدہ
کر رہا تھا۔ایسا کبھی

نہیں ہوسکتا۔کوئی اتنا اچھا نہیں ہوتا جو ہمارے ماضی کے بارے میں سب
جانتے ہوئے بھی ہم سے

محبت کرے دماغ نے فوراً خیال پیش کیا تھا۔۔ جاؤ۔۔۔ سنان نے اس کا گال تھپتھپایا۔۔ وہ تو سوچوں سے باہر نکلی۔۔ پھر جلدی سے اس سے دور ہوتی بیڈ سے نیچے اتری اور واش روم میں گھس گئی۔ سنان نے مسکراتے ہوئے اس جگہ کو دیکھا جہاں سے وہ گئی تھی پھر اٹھ کر اپنی شیروانی کے بٹن کھولنے لگا۔ اس نے شیروانی کو اتار کر صوفے پر جا کر رکھا ہی تھا کہ واش روم کا دروازہ کھلا اور چند سیکنڈز کے بعد سنائیہ دھیرے دھیرے سے قدم لیتی باہر آئی چہرے پر صاف پریشانی کے آثار تھے۔۔ کیا ہوا۔ اسے ویسے ہی باہر آتا دیکھ سنان نے نرمی سے پوچھا۔

و۔ وہ میرے ہاتھوں پر نیل پینٹ لگی ہے۔۔ میں نے نہیں لگوائی تھی پتا نہیں پارلر والی نے کب لگائی مجھ۔۔ مجھے پتا نہیں چلا۔ یہ اتر بھی نہیں رہی۔ وہ رونی

صورت بناتی بھرائی آواز میں بولی۔ ستان نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا جہاں

۔۔ناخنوں پر سرخ نیل پینٹ لگی تھی

اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے تم اسے ریموو کرلو نا۔۔ وہ اس کے

۔۔دونوں ہاتھ تھام کر ناخنوں کو دیکھتے ہوئے بولا

میرے پاس اس کا ریموور نہیں ہے۔۔ وہ تم آنکھوں سے گھبرا کر بولی اچھا

کوئی بات نہیں کل منگوادونگا میں ابھی تم

چینج کرلا جاکر سنان نے پھر سے کہا۔۔ پر میرے نوافل ۔۔۔اس نے بات کو

ادھورا چھوڑ دیا۔۔ آنکھیں پانی سے لبریز ہو گئی تھی۔۔ دل میں ڈر تھا کہ

کہیں وہ یہ نا سمجھ لے کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تاکہ نوافل نا پڑھ

۔۔سکے

تمہارے حصے کے بھی میں پڑھ لونگا تم میری جان ایسے روؤ نہیں.. جاؤ چینج کر کے آؤ شاباش۔سنان نے اسکی گال پر بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار سے کہا..

جبکہ وہ اس کے ایسے بار بار چھونے پر کبھی اپنا

جبکہ وہ اس کے ایسے بار بار چھونے پر کبھی اپنا سانس روک لیتی تو کبھی نظریں جھکا لیتی۔آنکھیں بے بسی سے برسنے کے لیے تیار تھیں پر وہ ضبط سے اپنے آنسوؤں کو واپس اندر دھکیل رہی تھی۔۔اس نے دھیرے سے دو قدم پیچھے لیے تھے..اور پھر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا تھا۔سنان بس اسے دیکھتا رہ گیا تھا جو جلدی سے وہاں سے پلٹتی واپس واش روم میں چلی گئی تھی۔اس نے اپنے لب بھینچ کر ارد گرد نظریں گھمائیں پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے جائے نماز

کھڑکی کے پاس بچھا کر نوافل ادا کرنے لگا۔۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ چینج کر کے سمپل لان کا کالا سوٹ پہن کر واش روم سے باہر نکلی تھی۔ دوپٹے کو اچھے سے اپنے گرد لپیٹے اسنے یہاں وہاں ستان کے لیے نظریں دوڑائیں تو اسے کھڑکی کے سامنے جائے نماز پر بیٹھے دعا مانگتے پایا۔۔ وہ چپ چاپ سی چل کر بیڈ کی ایک سائیڈ پر بیٹھ گئی۔ نظریں سنان پر تھیں جو ہاتھوں کو پھیلائے آنکھوں کو بار بار جھپک رہا تھا۔۔ شاید ان میں جمع ہوتے آنسوؤں کو راہ فرار دے رہا تھا۔۔۔ اسے دیکھتے دیکھتے ہی وہ وہی پر لیٹ گئی۔ پھر بلینکٹ کو اچھے سے اپنے اوپر ہر طرف سے لے کر سنان کو دیکھنے لگی۔ نا جانے وہ کب سے دعا مانگ رہا تھا۔۔ وہ خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ پتا نہیں اللہ کے اس میں ایسا کیا دیکھا تھا کہ اسے سنان کو عطا کیا تھا۔ آبان کی جگہ سنان کو اس کے نصیب لکھا تھا۔۔ وہ سوچ رہی تھی۔ دل اداس سا تھا۔۔

ناجانے کیوں پر کچھ برا ہونے کا احساس بار بار ہو رہا تھا۔۔ وہ اسے دیکھتے

دیکھتے اپنے خیالوں میں کھوئی

کب نیند کی وادیوں میں اتری پتا ہی نا چلا جبکہ سنان سنائیہ کے مل جانے پر اپنے

اللہ کا شکر ادا کر رہا

تھا۔۔ چند منٹس کے بعد جب اس نے آمین کہتے ہوئے ہاتھوں لو چہرے پر

پھیر کر سنائیہ کی جانب دیکھا تو

اسے سوتا دیکھ مسکرایا۔ پھر جائے نماز صوفے پر رکھتا وہ دوسری سائیڈ پر اگر

بیٹھا تھا۔۔ اس سارے وقت میں اسکی نظریں سنائیہ پر ہی جمی رہی تھی۔۔ وہ

کہنی کو تکتے پر رکھے ہاتھ کی مٹھی پر اپنا چہرہ

ٹکائے سنائیہ کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔۔ جو دوپٹا اوڑھے اور بلینکٹ کو اپنی

گردن تک لیے دوسری جانب

رخ کیے سو رہی تھی۔۔وہ مدہم مسکراہٹ کے ساتھ محویت سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔وقت گزرتا گیا۔۔پر اسے احساس ناہوا کہ وہ کب سے بیٹھا اسے دیکھ رہا ہے۔۔سنائیہ نے نیند میں ہی کروٹ بدل کر رخ اسکی جانب موڑا پھر نا جانے کس احساس کے تحت آہستہ آہستہ آنکھوں کو کھولا تو نظریں سنان کی خود پر جمی نظروں سے ٹکرائی۔ایک پل کے لیے تو وہ چونکی پر خود کی جھینپ گئی۔۔چہرہ پل میں سرخ ہوا۔۔اسکی نظریں نرم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت گہری تھیں۔اس نے فوراً سنان سے نظریں ہٹا کر پلکوں کو تیزی سے جھپکا تھا۔۔

سوری میرا ارادہ تمہیں جگانے کا بالکل نہیں تھا۔میں بس دیکھ رہا تھا تم اتنی دیر تک ایک سائیڈ پر کروٹ لیے کیسے سو لیتی ہو۔۔؟وہ نارمل انداز میں

قدرے حیرت سے بولا۔۔ وہ بس خاموش رہی ہے وجہ اسے شرمندگی ہوئی

تھی ۔۔ پتا نہیں وہ کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ سا احساس ہوا تھا

عجیب

کم از کم کسی کو سوتے ہوئے ایسے دیکھنا نہیں چاہیے۔۔ اپنی جھینپ اور بلا وجہ

کی شرمندگی کو چھپانے کے لیے وہ روکھے لہجہ میں بولی اور کروٹ بدل کر

واپس دوسری جانب منہ کر لیا۔۔ سنان نے ماتھے پر بل ڈال کر اسکی پشت کو

۔۔ دیکھا۔ پھر منہ بگاڑا

فار یور کائینڈ انفارمیشن میں کسی کو نہیں اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔ اور میرا جب

دل کرے گا میں اسے ایسے ہی دیکھو گا۔ اور مجھے اسے دیکھنے سے تم روک

نہیں سکتی سنائیہ۔ وہ اچانک اس کے کان کے پاس جھک کر بولا. اسکی آواز میں

جسم کو چٹخا دینے والی ٹھنڈک تھی سنائیہ نے سختی سے انکھوں کو میچا تھا۔۔۔

اپنی گردن پر وہ اسکی مدہم مدیم چلتی سانسوں کو آواز بخوبی سن رہی تھی. وہ پیچھے نہیں ہوا تھا۔ وہ ہنوز ویسے کی اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ شاید وہ اسکے جواب کا منتظر تھا.. سکون سے سو جاؤ ڈارلنگ میں کچھ نہیں کر رہا اب.. تمہیں پہلے کی طرح دیکھ بھی نہیں رہا۔ وہ اس کے سر

پر لب رکھتا سرگوشی نما آواز میں کہتا واپس اپنی جگہ پر لیٹ گیا تھا۔ جبکہ سنائیہ کی آنکھیں چھم چھم کرتی برسنے لگی تھیں۔ اللہ مجھے ہمت دے دیں۔۔ وہ دل میں کہتی آنکھیں موند گئی۔۔ سنان کی نظریں ابھی بھی اسکی پشت پر تھی وہ صاف محسوس کر سکتی تھی۔۔ وہ اسے دیکھتے دیکھتے کب سویا پتا ہی نا چلا رات آہستہ آہستہ سرکتی چلی گئی تھی۔۔ وہ دونوں تو سو گئے تھے پر جو جاگ رہا تھا ۔ جس سے اسکی نیندیں چھین لی گئی تھیں وہ کیا کرتا

چھت پر کھڑا وہ اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ ہمیشہ آکر کھڑی ہوتی تھی۔

نظریں وہاں تھی پر سوچوں میں مناہل نے بسیرا کیا ہوا تھا۔۔آپ کیوں چلی گئی من... آپکی یادیں چین نہیں لینے دیتی وہ نم آنکھوں چاند کی جانب دیکھتا ہوا بولا.

سے

افففف اللہ... میرا دل اتنا بے چین کیوں ہے۔۔مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا دل کھالی ہوتا جا رہا ہے۔۔وہ گہرا سانس بھر کر کہتا واپس نیچے آیا تھا..

ٹائم دیکھا تو رات کے تین جن رہے تھے..وہ کمرے میں جا کر لیٹ گیا تھا۔ کل اسکی بارات تھی۔اس کے ماں باپ کتنے کتنے خوش تھے بس یہی بات اسے پر سکون کر رہی تھی.وہ اب نیند لینا چاہتا تھا اس لیے آنکھیں بند کرتا

منابل کو سوچتا سو گیا۔۔آپ نہیں آئے۔آپ نے وعدہ کیا

تھا۔۔آبان۔۔۔۔مجھے آپ سے عشق ہے. میں نے بہت دعائیں کی تھیں۔

انتظار کروں گی۔۔۔۔۔آپ آئے گے نا۔۔۔کانوں میں اس سسکیاں گونج رہی

۔تھی۔پر وہ صحیح سے سن نہیں پارہا تھا وہ کہہ کیا رہی تھی

میں

من۔۔۔۔وہ ایک دم چلاتا اٹھ بیٹھا۔گہرے گہرے سانس بھرتا وہ ارد گرد دیکھ

رہا تھا۔۔جسم پسینے سے شرابور تھا۔وہ پھر سے خواب دیکھ رہا تھا۔من۔۔۔۔

میں کیسے آؤ۔۔۔میں۔۔۔کہاں جاؤں۔۔۔؟وہ تڑپ سے کہتا اپنے سینے کو مسل

رہا تھا۔۔اللہ۔۔۔۔۔کمرے میں اسکی سانسوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔چند

لمحوں کے بعد اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہر

۔طرف اذانوں کی آوازیں گونج رہی تھیں

وہ واش روم گیا تھا۔۔واپسی پر وہ وضو کی حالت میں باہر آیا تھا۔۔پھر جائے
نماز پر کھڑا ہو کر اللہ اکبر

وہ واش روم گیا تھا۔۔واپسی پر وہ وضو کی حالت میں باہر آیا تھا۔۔۔پھر جائے
نماز پر کھڑا ہو کر اللہ اکبر کی صدا لگاتا وہ سینے پر ہاتھ باندھ گیا تھا۔نا جانے کیوں
پر اسکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔وہ نماز پڑھتے ہوئے بھی رو رہا تھا پھر
جب دعا مانگی تب بھی بس روتا رہا تھا۔دل کی حالت عجیب سے عجیب تر ہوتی
جا رہی تھی۔۔

نماز کے بعد وہ سیدھا میر صاحب اور فوزیہ بیگم کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا جو کہ

اس کے لیے ہی کھلا رکھا گیا تھا تاکہ وہ جب بھی پریشان ہو یا رات کو ڈرے تو

ان کے پاس آ جائے۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم لیتا ان دونوں کے پیروں

کے پاس آکر رکا تھا۔ وہ سو رہے تھے۔ ان کے چہرے دیکھتا وہ ان کے

قدموں کے پاس بیٹھ کر اپنی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو روک نہیں پایا

تھا۔۔ وہ ان دونوں کے

چہرے اپنی آنکھوں میں بسا رہا تھا۔۔ پھر ہچکیاں بھرتے اس نے آہستہ سے

ان دونوں کے پیروں کو باری

باری اس طرح چوما تھا کہ انہیں محسوس نا ہوا۔ مجھے آپ دونوں سے بہت

محبت ہے مماں پاپا۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے میں وہ نہیں

کر پاؤں گا جو آپ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں۔ میرا دل پتا نہیں کیوں ویران

ہوتا جارہا ہے۔۔میں بہت خوش کہ قسمت ہوں مجھے آپ دونوں جیسے ماں

باپ ملے۔آئی لو یو موم ڈیڈ۔اپنے بیٹے کو معاف کر دیجیے وہ

بہت تنگ کرتا ہے نا آ دونوں کو۔۔وہ گھٹی گھٹی ہچکیاں بھرتا ان کے دونوں

کے پیروں کو ایک بار پھر چوم کر اٹھا تھا۔۔پھر ایک آخری بار ان دونوں کو

چھتے کو جی بھر کر دیکھا تھا۔۔اور کمرے سے نکل گیا تھا۔۔وہ صبح صبح ہی اپنی

کار میں بیٹھتا گھر نکل گیا تھا۔وہ کہاں جارہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔ ہر طرف ہلکی

ہلکی روشنی پھیلنے لگی تھی۔وہ بس ڈرائیو کرتا جارہا تھا۔۔دل جیسے کبھی رو رہا

تھا۔تو کبھی خوش ہو رہا تھا۔عجیب کشمکش کا شکار تھا

وہ

سے

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اس نے ایک قبرستان کے آگے کار

روکی تھی۔

وہ قبرستان میں داخل ہوا تھا۔۔اور سیدھا منابل کی قبر پر جا کر رکا تھا۔۔پہلے تو

فاتحہ پڑھ کر اس کے حق میں دعا کی پھر گھٹنوں کے بل وہی بیٹھتا اس کی قبر پر

ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

کیا کروں من۔۔ایک طرف ماں باپ ہیں تو ایک طرف آپ سے کیا ہوا

وعدہ... مجھے سمجھ نہیں آرہا کہاں جاؤں وہ تم آنکھوں سے بھرائی آواز میں

بولا تھا۔۔۔یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ میں اتنا بے بس کیوں ہو گیا

ہوں۔۔آپ سے عشق کا دعویٰ کرنے والا آج کسی اور سے شادی کر رہا ہے

من۔۔اگر میں یہ شادی کرتا ہوں تو آپ سے بے وفائی ہو گی اور اگر نہیں

کرتا تو ماں باپ کا

نافرمان کہلاؤں گا۔میں کہاں جاؤں یااللہ میرادل پھٹ رہا ہے۔۔وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔چند منٹ وہ ویسے ہی سر جھکائے ہچکیاں بھر تا رہا تھا اور پھر ہمیشہ کی طرح کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اسنے اپنا سر اٹھایا تھا۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ شخص کون ہو گا۔اسلام علیکم بیٹا وہ وہی بزرگ تھے جو اس سے پہلی بار یہاں ملے تھے..اب جب بھی وہ قبرستان آتا تھا ان ملاقات ہوتی رہتی تھی۔وعلیکم السلام رحمان انکل وہ اپنے آنسو پونچھتا انکی جانب دیکھ کر احترام سے بولا۔کیسے ہو بیٹا۔پتا نہیں۔۔وہ سر جھکائے تلخ مسکراہٹ سے بولا...زندگی کیسی جا رہی ہے۔انہوں نے پھر سے سوال کیا۔بس گزر رہی ہے۔۔وہ ہنوز سر جھکائے بولا۔۔زندگی کو گزارا نہیں جاتا جیا جاتا ہے بیٹا۔۔۔ ۔وہ اپنے لفظوں پر زور دے کر بولے

اگر من پسند شخص کا ساتھ ہی میسر نا ہو تو سکون نہیں ملتا پھر زندگی جی نہیں

جاتی بس گزاری جاتی

ہے انکل میں بھی گزار رہا ہوں۔جی نہیں سکتا۔۔زندگی جینے کے لیے ہمت

اور حوصلہ چاہیے جو میرے پاس اب بالکل نہیں۔۔۔آبان نے کہتے ہوئے

۔۔ان کی جانب دیکھا۔۔تو وہ گہرا سانس بھر کر بولے

...آج نکاح ہے نا تمہارا

جی

۔پھر یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔؟انہوں نے رسانیت سے پوچھا

ان کی یاد آرہی تھی اس لیے آگیا۔۔۔وہ مدھم آواز میں کہہ کر واپس من کی

قبر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔ نظریں قبر پر لگے کتبے پر لکھے منا بل اشفاق پر تھی۔

بر بار من چاہا نہیں ملتا۔ کبھی کبھی خدا وہ عطا کرتا ہے جو رب چاہا ہوتا ہے۔۔ تو

۔ کیا من چاہا سے رب چاہا بہتر نہیں۔ انہوں نے پوچھا

بہتر نہیں بہترین ہے۔۔ بے شک پر ہم انسان نا بڑے احسان فراموش اور

سنگدل ہوتے ہیں۔۔ ہم ناشکرے ہیں رب کی رضا میں راضی ہو بھی جائیں نا

تو کبھی نا کبھی شکوہ ضرور کر بیٹھتے ہیں کہ یہ دیا ہے پر اگر وہ دیا ہوتا تو زیادہ اچھا

تھا۔ ہمیں اسکی چاہ تھی اسکی نہیں جو ہمارے پاس ہے۔۔ وہ تم آنکھوں سے

.. بولا

میں کر لوں گا شادی گھر بھی بسا لونگا۔۔ پر اس دل کو کیسے سمجھاؤں جو بار بار

اگر من چاہا ہوتا تو بات کچھ اور ہوتی زندگی کچھ اور " کہتا ہے

یہ دل جیتنے نہیں دے رہا۔۔ یہ بھولنے نہیں دے رہا یہ " ہوتی

۔۔ ہمت نہیں دے رہا وہ کرنے کی جو ہو رہا ہے.. وہ آبدیدہ لہجے میں گویا ہوا

اللہ ہے نابینا... اللہ اس دل کو بھی سمجھا دے گا۔۔ تم کوشش کرو اللہ تمہارا

ہاتھ مضبوطی سے تھام لے۔ گا۔ اور اللہ جب تھام لے تو ہمت اور طاقت

خود بخود آجاتی ہے۔ انہوں نے کہتے ہوئے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ وہ محض سر

کو دھیرے سے جنبش دے پایا تھا۔ انکل ایک بات پوچھوں؟ اس نے سوال

کیا۔ میں چلتا ہوں خیال رکھنا.. اللہ تمہارا حامیوں و ناصر

.. ہو وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہتے ہوئے اٹھے

جی فی امان اللہ... زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی آبان نے کہا تو وہ چونک کر

اس کے چہرے کو دیکھنے لگے.. اس نے ایسا پہلے کبھی نہیں کہا تھا۔۔ وہ بس سر

ہلا کر وہاں سے چلے گئے تھے.. قبرستان کے دروازے پر پہنچ کر انہوں نے

پلٹ کر ایک بار آبان کی پشت کو ضرور دیکھا تھا۔۔ االلہ تمہارے لیے

آسانیاں پیدا فرمائے میرے بچے۔۔ بہت ہی پیارے اور ہمت والے ہو

تم۔۔وہ اسے دعا دیتے وہاں سے چلے گئے تھے۔وہ ہی بیٹھا اس کی قبر کو دیکھتا رہا تھا۔۔ کبھی روتا، کبھی ہچکیاں بھرتا، کبھی آنسوؤں کو سختی سے رگڑ کر صاف کر دیتا تو کبھی روتے ہوئے مسکرانے لگتا۔وہ کوئی سر پھرا دیوانہ بنا بیٹھا تھا۔۔۔

وقت گزرتا چلا گیا پر اسے ہوش نہیں رہا تھا۔اچانک اس کا موبائل بجا تھا۔۔ اس نے دیکھا تو افنان کی کال آرہی تھی..اس نے گلا گھنکارتے ہوئے کال یک کہ اور موبائل کان لگایا۔اسلام علیکم.....

سے

وعلیکم السلام او بھائی کہاں ہے تو۔۔گھر والے سب پریشان ہو رہے ہیں۔ جلدی گھر آ۔۔افنان ایک سانس میں بولا۔ملتان میں ہوں۔۔گھر مت بتانا میں بس آرہا ہوں واپس اس نے جواب دیا۔۔

آبان میرے بھائی افنان پیار سے بولا۔ ہمم... مت رویا کر یار تیری یہ آواز

مجھے تکلیف دے رہی ہے۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔اس نے مدہم آواز

۔۔ میں کہا تھا۔۔ آبان کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئی تھیں

ایک وہی تو تھا جو بن کہے سب سمجھ لیتا تھا۔۔ ٹھیک ہوں۔ آرہا ہوں واپس وہ

۔بولا

میں ٹھیک ہوں۔۔ آرہا ہوں واپس وہ بولا۔۔ہاں جلدی آجا تیری بارات

ہے آج یار مجھے نا تجھے زوررر سے گلے لگانا ہے۔۔وہ خوشی سے بوما... آرہا

ہوں۔ آبان نے پھر وہی الفاظ دہرائے۔۔ ہمم چل اوکے جلدی آنا دس

ویسے بج گئے ہیں۔۔ دور کی بارات ہے ماموں کہہ رہے ہیں ٹائم سے نکلے گے

تو ٹائم سے پہنچے گے۔۔۔ اچھا میرے بھائی آرہا ہوں۔۔۔ وہ اپنے لفظوں پر

زور دے کر بولا۔ اوکے اللہ حافظ.. افغان کہتے ہوئے موبائل کان سے بٹانے

۔۔۔ہی والا تھا کہ ابان کی بات سن کر رکا

.اچھا سن... ہاں بول

ا۔آئی لو یو۔۔ میں بہت خوش قسمت ہوں مجھے تم جیسا بھائی اور دوست ملا۔

اپنا خیال رکھنا اور باقی سب کا بھی۔۔ اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔۔افنان کے دل کو

کچھ ہوا۔۔ایسا کیوں کہہ رہا ہے تو۔۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔ وہ پریشان سا بولا.

ہاں میرے بھائی سب ٹھیک ہے میں بس آ رہا ہوں ایک گھنٹے میں پہنچ جاؤں

گا۔۔ اس نے تسلی دی اور کال سے آنسو نکلتا داڑھی میں جذب ہو گیا. پر وہ

مسکرا رہا تھا۔۔ ایک تلخ بے بسی س بھرپور مسکرابت۔۔ اس نے ایک آخری

نظر منابل کی قبر اور

کتبے پر لکھے اس کے نام پر ڈالی اور پلٹ گیا۔۔ وہ گھر کے راستے پر ہی تھا جب

میر صاحب کی کال

..آئی

..اسلام علیکم بابا جان... وہ پیار سے بولا

وعلیکم السلام بیٹا جی کہاں ہو صبح سے تمہاری بارات ہے آج تمہاری ماما اتنا پریشان ہو رہی ہیں صبح سے نکلے ہوئے ہو۔کوئی اطلاع ہی دے دیتا ہے بندہ... وہ شکوہ کرتے ہوئے بولے۔

سوری بابا جان میں بس آرہا ہوں۔آپ ماما کو بولیں پریشان مت ہوں میں نہیں کہہ رہا تم خود بات کرلو انہیں تسلی ہو جائے گی نہیں تو ایسے ہی پریشان ہوتی رہیں گی۔میر صاحب نے کہتے ہوئے موبائل سپیکر پر کر دیا۔

آبان میرے بچے کہاں ہو تم بغیر بتائے چلے گئے میرا دل بیٹھا جا رہا ہے جلدی گھر او.. وہ پریشان سی صورت بنا کر بولی.. افنان جو انہیں آبان کی ہی اطلاع دینے آیا تھا انہیں آبان بات کرتا دیکھ مسکراتا ہوا وہی رک گیا۔۔۔ ممان یار

پریشان ناہوں ملتان آیا تھا تھوڑا ضروری کام تھا راستے میں ہوں وہ نرم اواز

۔۔میں انہیں سمجھاتے ہوئے بولا

جی ممانی آپ پریشان ناہوں بارات کی تیاریاں کریں۔افنان بھی انہیں تسلی

۔دیتے ہوئے بولا

جی بالکل افنان صحیح کہہ رہاہے آپ بارات لے جانے کی تیاری کریں میں

بھی آکر تیار ہو جاؤں گا مجھے کونسا دیر لگتی ہے۔پھر بارات لے کر نکلیں گے

آپ کی بہو کو لینے. وہ ڈرائیو کرتے ہوئے ہنوز نرم آواز میں انہیں ایک امید

کی ڈور تھماتے ہوئے بول رہا تھا۔۔ نظریں سامنے سڑک پر تھی جہاں

اچانک سامنے ایک لڑکی کار کے سامنے آئی تھی۔ٹھیک ہے بیٹا تم جلدی سے

آجاؤمیں اپنے ہاتھوں سے تمہیں سہرا باندھو.....الفاظ منہ میں رہ گئے تھے

جب آبان کے موبائل سے ایک دم تیز ہارن بجانے اور پھر بریک لگانے

کی کوشش میں چرررر کی آواز کے ساتھ ساتھ ایک دھماکے جیسی آواز ان کے کانوں میں گئی

تھی۔ہر طرف سکوت چھایا تھا۔موبائل میں سے کسی چیز کے ٹکرانے سے اٹھنے والے شور کے ساتھ ساتھ اب آبان کی ایک درد بھری آہ.... سنائی دی ۔تھی

۔۔آبان... بیٹا کیا ہوا ...

آبان... آبان میرے بچے... ان تینوں کی ایک ساتھ آوازیں

نکلی تھی پر سامنے کوئی جواب نا آیا تھا۔۔آبان ۔۔۔ کیا ہوا ہے ۔۔آبان ۔۔۔

وہ سب چلا رہے تھے ۔۔اس لڑکی کے سامنے آتے ہی آبان نے ہارن بجایا تھا

اسے نا ہٹتا دیکھ اس نے بریک لگانے کی کوشش کی تھی ۔۔اس کی کار اس لڑکی

کو ہٹ کرنے ہی والی تھی کہ اس نے جلدی کار کا سٹئیر نگ دائیں جانب موڑا

تھا۔۔لڑکی تو بچ گئ تھی پر دائیں جانب میں اس کی

کار کے ساتھ گزرتا ٹرک اچانک کار کے سامنے آنے پر بریک نہیں لگا پایا تھا

اور سپیڈ تیز ہونے کی وجہ سے

وہ سیدھا آہان کی کار کے اس جانب سے ٹکرایا تھا جہاں آبان بیٹھا تھا۔۔کار

جھٹکے سے الٹی تھی۔۔ پیچھے موجود ٹرک ابھی تک ٹرک کو کنٹرول نہیں کر پایا

تھا اور ایک بار پھر کار کو ہٹ کر گیا تھا۔۔اور اس ہٹ سے وہ کسی چھوٹے

کھلونے کی طرح لڑھکتی ہوئی بہت دور تک گئ تھی۔۔ کانچ کے کئ ٹکڑے

آہان کے وجود

میں چھپے تھے اور اسکے منہ سے ایک چیخ نکلی

تھی۔۔

کار کے ارد گرد لوگ اکھٹا ہونا شروع وہ چکے تھے۔۔ وہ دھیرے دھیرے

سانسیں لیتا موبائل پر اپنے ماں باپ اور افنان کی بے چین آوازیں سن رہا

تھا۔۔ پر تکلیف ایسی تھی کہ بول پایا تھا۔۔ پورا جسم لہولہان ہو گیا تھا۔۔ سفید

سوٹ سرخ ہو گیا تھا۔۔ لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے کار سے باہر گھسیٹا

تھا۔۔ یااللہ رحم۔۔ نوجوان بچہ ہے۔۔ ایک بزرگ اسکی حالت دیکھتا فوراً

بولا۔۔ آبان میرا بچہ۔۔۔ فوزیہ بیگم چیختی چلاتی بے ہوش ہو

۔۔ چکی تھیں

آبان... کیا ہوا ہے.. آبان... وہ سب چلا رہے تھے۔۔ اس لڑکی کے سامنے

آتے ہی ابان نے بارن بجایا تھا پر

اسے ناہٹتا دیکھ اس نے بریک لگانے کی کوشش کی تھی۔۔اس کی کار اس لڑکی

کو ہٹ کرنے ہی والی تھی کہ اس نے جلدی سے کار کا سٹئیرنگ دائیں جانب

موڑا تھا۔۔لڑکی تو بچ گئی تھی پر دائیں جانب میں اس کی

کار کے ساتھ گزرتا ترک اچانک کار کے سامنے آنے پر بریک نہیں لگا پایا تھا

اور سپیڈ تیز ہونے کی وجہ سے وہ سیدھا آبان کی کار کے اس جانب سے ٹکرایا

تھا جہاں آبان بیٹھا تھا۔۔۔کار جھٹکے سے الٹی تھی۔پیچھے موجود ترک ابھی

تک ٹرک کو کنڑول نہیں کر پایا تھا اور ایک بار پھر کار کو ہٹ کر گیا تھا۔اور اس

ہٹ سے وہ کسی چھوٹے کھلونے کی طرح لڑھکتی ہوئی بہت دور تک گئی تھی۔

کانچ کے کئی ٹکڑے آبان کے وجود میں چھبے تھے اور اسکے منہ سے ایک چیخ

نکلی

۔تھی

کارکے ارد گرد لوگ اکھٹا ہونا شروع وہ چکے تھے۔ وہ دھیرے دھیرے
سانسیں لینا موبائل پر اپنے ماں باپ اور افتان کی بے چین آوازیں سن رہا
تھا۔۔پر تکلیف ایسی تھی کہ بول پایا تھا۔۔پورا جسم لہولہان ہو گیا تھا۔۔ سفید
سوٹ سرخ ہو گیا تھا۔لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے باہر گھسیٹا تھا۔۔سے یا
اللہ رحم نوجوان بچہ ہے۔ایک بزرگ اسکی حالت دیکھتا فوراً بولا... آبان میرا
۔بچ..... فوزیہ بیگم چیختی چلاتی بے ہوش ہو چکی تھیں

کارکے ارد گرد لوگ اکھٹا ہونا شروع وہ چکے تھے۔۔وہ دھیرے دھیرے
سانسیں لیتا موبائل پر اپنے ماں باپ اور افغان کی بے چین آوازیں سن رہا
تھا۔۔!پر تکلیف ایسی تھی کہ بول پایا تھا۔۔پورا جسم لہولہان ہو گیا تھا۔۔
سفید سوٹ سرخ ہو گیا تھا۔لوگوں نے آگے بڑھ کر اسے کار سے باہر گھسیٹا
تھا۔۔یا اللہ رحم نوجوان بچہ ہے۔۔ایک بزرگ اسکی حالت دیکھتا فوراً بولا...

آبان میرا بچہ... فوزیہ بیگم چیختی چلاتی بے ہوش ہو چکی تھیں۔۔سنائیہ کیا تم تیار ہو گئی ہم نکلنے والے ہیں۔۔وہ کمرے داخل ہوتے ہی بولا۔سنائیہ جو شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی اسے اپنے پیچھے کھڑا دیکھ کر بغیر اسے دیکھے یا بغیر کوئی جواب دیے جلدی صوفے پر پڑے اپنے دوپٹے کو اٹھا کر اپنے گلے اچھی طرح پھیلا کر اس کی جانب پلٹی جی بس ہو گئی۔۔۔وہ سر جھکا کر بولی۔سنان کی اسکی جلد بازی پر مسکرایا۔پھر چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔جو مہرون فراک پہنے ساتھ مہرون ہی شیفون کا دوپٹہ گلے میں لیے کھڑی تھی۔چہرا پر ہلکا سا میک اپ تھا اور بالوں کی چٹیا بنی ہوئی تھی جس سے چند لٹیں نکلتی گالوں پر آ رہی تھیں۔وہ محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔پھر دائیں ہاتھ کی

شہادت کی انگلی سے اس کی تھوڑی پر رکھی۔۔اور اسے ہلکا سا دبایا۔۔وہ سر جھکائے خاموشی کھڑی اس کے لمس کو محسوس کر رہی تھی دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آ جائے گا۔۔آہستہ آہستہ اسے سنان کا ہاتھ سرکتا ہوا اپنی دائیں گال پر جاتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ سانس روک گئی۔۔سنان نے جھک کر اس کے کندھے پر نرمی سے اپنے لب رکھے تھے۔۔جبکہ اپنی گردن پر اسکی مدہم سانسوں کو محسوس کرتی وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔

You are looking so beautiful-

وہ اس کے کان. میں پہنے ہوئے چھوٹے سے ائیر رنگ کو چھو کر محبت سے بولا۔۔

جج..جی۔۔شکریہ۔وہ کہہ کر اب اس کے پیچھے ہٹنے کا انتظار کرنے لگی۔۔

ایک منٹ۔۔سنان کہتے اسے ہوئے پلٹ کر اپنی الماری کے پاس گیا تھا پھر

اس کے پٹ کھولتا کچھ ڈھونڈنے لگا۔۔سنائیہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی

تھی۔جواب بلنا تھا ..

واپسی پر اسکے ہاتھ میں ایک نفیس سا جیولری باکس تھا۔۔یہ تمہاری منہ

دکھائی سوری میں کل دینا بھول

گیا تھا۔۔

اس نے وہ باکس سنائیہ کی جانب بڑھایا جسے اس نے تھاما نہیں تھا۔۔اسے

کشمکش میں مبتلا کھڑا دیکھ سنان نے خود ہی وہ باکس کھولا تھا اور اس میں سے

ایک لاکٹ نکالا تھا جیسے دیکھ کر سنائیہ ساکت رہ گئی تھی۔۔وہ وہی چاند والا

لاکٹ تھا جو سنان نے چند ماہ پہلے اس کے سامنے لیا تھا۔۔ وہ حیران سی کبھی
۔اس لاکٹ کو دیکھتی تو کبھی سنان کو جو اسکی حیرت بھانپ چکا تھا

میں

پہنادوں ؟اس نے اجازت چاہی۔ پرپی.. یہ تو آپ کی دوست کا تھانا۔۔ ؟وہ نا
.. سمجھی سے بولی

اور میری دوست تمہارے علاوہ اور کون ہے بھلا۔۔ ؟وہ اسے بازو نرمی سے
پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔ سنائیہ نے بڑ بڑا کر اسے دیکھا جو
اب اس کا رخ شیشے کی جانب موڑ چکا تھا۔۔ سنائیہ کی اسکی جانب اب پشت
تھی۔ وہ سرخ چہرے سے شیشے میں موجود دونوں کے عکس کو دیکھ رہی
تھی۔ وہ حیران پریشان اسے دیکھ رہی تھی کتنا نارمل اور بے نیاز انداز تھا اس

کا۔اس نے سنائیہ کے گلے میں ! لاکٹ پہنا کر ہک بند کی اور پھر اس کا رخ

۔واپس اپنی جانب موڑا۔۔وہ سانس روکے کھڑی تھی

یہ۔۔وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سنان کا موبائل فون رنگ ہوا۔ایک منٹ

شونا۔۔اس نے نرمی سے کہتے ہوئے کال پک

.کی

۔اسلام علیکم ہاں افنان بولو وہ سنائیہ کے کنفیوز چہرے کو دیکھتا ہوا بولا

کیا۔۔؟یہ کیا کہہ رہا ہے تو۔۔۔۔؟وہ شاکڈ سا بولا۔سنائیہ نے بھی چونک

۔کر اسے دیکھا

نکلتا اچھا..میں ہوں۔فکر مت کرو.انشاءاللہ وہ

ٹھیک ہو گا۔۔وہ جلدی سے کہتے ہوئے موبائل کو بند کر کے جیب میں رکھتا

۔سنائیہ کی جانب متوجہ ہوا۔جو پریشان سی ہو گئی تھی

میں

آتا

ہوں پریشان مت ہونا۔ جاؤ مماں کے پاس جاؤ تم... وہ اسکی گال تھپک کر ۔۔ کہتا جلدی سے باہر کی جانب بھاگا تھا

وہ گاڑی. میں بیٹھتا زن سے گاڑی لے کر گھر سے نکلا تھا۔ سنائیہ جہاں تھی وہی کی وہی کھڑی رہ گئی تھی۔ کمرے میں اسکی مدہم سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔ دل ایک ان دیکھے خوف سے جیسے پھٹ رہا تھا۔۔ وہ گرنے کے انداز میں وہی زمین پر بیٹھ تھی۔ یااللہ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔ سب ٹھیک ہو۔۔ یااللہ سب پر اپنا کرم فرمانا۔ وہ روتے ہوئے کہتی بار بار اپنی گردن سہلا رہی تھی۔ جو اسکی سانسوں کو روکنے کی کوشش میں تھی ۔

افنان نے اسے آبان کی لوکیشن سینڈ کی تھی۔وہ خانیوال کی طرف جاتی اس مین سڑک پر گاڑی بھگا نا ارد گرد اضطرابی کیفیت سے دیکھ رہا تھا۔آبان کے ۔۔ایکسیڈنٹ کا سوچتے ہی دل میں انجانا سا خوف بڑھتا جا رہا تھا

یا اللہ وہ ٹھیک ہو۔پلیز میرے اللہ آبان کو کچھ نا ہوا ہو وہ تم آنکھوں سے ایک ہاتھ سے سٹیئرنگ سنبھالے اور دوسرے ہاتھ سے بے چینی سے بار بار ۔گردن مسلتا دعا کر رہا تھا

تقریباً پندرہ سے بیس منٹ بعد وہ اس لوکیشن پر پہنچا تھا جہاں آبان تھا۔

نظریں جیسے ہی سائیڈ پر ٹوٹی پھوٹی اور ابتر حالت میں پڑی ابان کی کار پر گئی اس کی سانسیں رک گئی۔وہ بے جان سا کار باہر نکلا تھا اور اپنے بھاری قدموں کو گھسیٹ کر زبردستی کار کے پاس لے گیا تھا۔۔ نظریں جب بائیں جانب زمین پر پڑی تازہ خون پر گئی وہ لڑکھڑا گیا تھا۔۔ سڑک کا کافی حصہ خون سے

بھرا ہوا تھا۔ وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔۔ لوگ ابھی بھی اس پاس

۔۔ ایکسیڈینٹ کے حوالے سے باتیں کرتے کھڑے تھے

اللہ رحم کرے بہت نازک حالت تھی بچے کی اللہ اسے

زندگی دے پتا نہیں ماں باپ پر کیا گزرے گی جوان جہان اولاد کو اس حالت

میں دیکھ کر۔۔ اتنا خوبصورت نوجوان اور اسکی ایسی حالت افف.. یار بس اللہ

اولاد کا غم نا دے کسی کو کوئی بزرگ اسکی جانب پیٹھ کے اپنے سامنے کھڑے

آدمی سے افسوس سے کہہ رہا

۔ تھا

انکل.. اس کار میں جو لڑکا تھا۔ و۔ وہ کہاں ہے۔ کک... کیسا ہے؟ وہ فوراً...

ان کے پاس پہنچتا بامشکل بولا.. آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی۔۔ سانس

جیسے سینے میں اٹک رہا تھا۔۔ بزرگ نے چونک کر اسکی حالت دیکھی.. اسے

تو ہسپتال لے گئے ہیں۔ آپ اسے جانتے ہو کیا بیٹا.. وہ اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ کر اندازہ لگا کر ہوئے۔ جج..جی... مم... میرا بھائی ہے۔ وہ بھرائی آواز میں

بولا اللہ صبر دے آپ سب کو بیٹا۔۔ آپ جاؤ سیول ہسپتال میں لے گئے بچے کو حالت کافی سیریس تھی اسکی.. وہ ہمدردی سے بولے۔ سنان بغیر کوئی جواب دیے واپس کار کی جانب بھاگا تھا۔۔ آنکھوں سے انسو جاری ہو چکے تھے۔۔ سب کو لے کر سیول ہاسپٹل آجا... جلدی.. اس نے افنان کو کال کر کے کہا تھا۔۔ اور بغیر اس کا جواب سنے بلک بلک کر رو پڑا تھا۔۔ یا اللہ رحم کرنا پلیز اسے کچھ مت ہونے دینا۔۔ وہ روتے ہوئے کہتا ہاسپٹل کی جانب کار ۔۔ کو فل سپیڈ سے بڑھا گیا تھا

ہاسپٹل میں داخل ہوتے ہی اس نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے آبان کے

متعلق چند نشانیاں دے کر اس کے بارے میں پوچھا۔

جی وہ روم نمبر بائیس میں آپریشن تھیٹر میں ہیں ان

کا علاج چل رہا ہے..

شکریہ۔۔ وہ فوراً آپریشن تھیٹر کی جانب بھاگا تھا۔ کمرے کے باہر وہ نڈھال سا

کھڑا تھا۔۔ جب ایک ڈاکٹر بڑ بڑی میں باہر آیا۔۔

ڈاکٹر میرا بھائی کیسا ہے..؟ وہ فوراً ان کی جانب دو قدم بڑھا کر فکرمندی سے

بولا۔۔ دیکھیے ہم کوئی جھوٹی امید نہیں دیں گے آپ کو۔۔ ان کی حالت کافی

سیریس ہے۔۔ بلڈ بہت زیادہ بہہ چکا ہے۔

اور کانچ کا ایک بہت بڑا پیس ان کے ہارٹ سائیڈ کے اندر تک دھنس چکا

ہے۔۔ ہم کوشش کر رہیں ہیں آپ دعا کریں۔ اللہ بس رحم کرنے والا

ہے۔ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔اور آپ ایسا کریں ان کی باقی فیملی

مطلب پرینٹس وغیرہ آپ ان سب کو بھی بلا لیں۔ان کا یہاں ہونا ضروری

ہے۔۔وہ پروفیشنل انداز کہتے آگے بڑھ گئے۔۔جبکہ وہ برف کا مجسمہ بنے

میں

وہی کھڑا رہ گیا تھا۔۔ڈاکٹر کے الفاظ کسی نشتر کی طرح دل میں چھبے تھے۔۔

ساکت آنکھوں سے ایک ایک آنسو نکلتا داڑھی میں جذب ہوا تھا۔۔وہ منجمد

وجود

لیے وہی کھڑا ہلکا سا بل بھی نا پایا تھا۔۔وقت گزرتا چلا گیا تھا۔۔ایک گھنٹے سے

زیادہ وقت ہو گیا تھا۔۔وہ تین بلڈ کی بوتلیں ارینج کر کے ڈاکٹرز کو دے چکا

تھا۔۔اب اور کتنے خون کی ضرورت پڑنی تھی یہ ابھی تک ڈاکٹرز نے بتایا

۔۔نہیں تھا

میر

لمحے سرکتے چلے گئے.. آہستہ آہستہ وہاں فوزیہ بیگم صاحب اور باقی سب بھی آ گئے تھے۔۔ سب کا رو رو کر برا حال تھا۔۔ اور جس کے لیے رویا جا رہا تھا وہ ۔۔ حوش وحواس سے بے خبر اندر زندگی موت کی جنگ لڑ رہا تھا

سنان میرا بچہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔۔ ڈاکٹر نے کیا بولا ہے وہ ٹھیک ہے نا۔ بتاؤ مجھے کچھ تو بولو۔ میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔ مجھے بتاؤ نا میرا بچہ کیسا ہے۔۔ فوزیہ بیگم سنان کو جھنجھوڑ کر تڑپتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا ممانی جان آپ سب بس سنان ان کا سر اپنے سینے پر رکھتا مدیم مگر بھاری آواز بولا تھا.
ڈاکٹرز کی جانب سے جواب تسلی بخش

نہی تھا

۔دعا کریں

مجسمہ

نہیں تھا پر وہ ان سب کی امید نہیں توڑ سکتا تھا۔۔اس کی نظریں سنائیہ کے ساکت وجود پر گئی تھی جو ضد کر کے افغان کے ساتھ وہاں آئی تھی۔۔سب کی آنکھیں نم تھی پر وہ واحد تھی جو پتھر لگ رہی تھی۔۔لبوں پر قفل سجائے ویران آنکھوں کے ساتھ وہ سنان کو دیکھتی ناجانے کہاں کھوئی تھی۔وہ اس کے پاس جانا چاہتا تھا پر جا نہیں پایا تھا۔۔تھوڑی دیر اور گزرنے کے بعد آپریشن تھیٹر کے باہر جلتی سرخ بتی بجھی تھی۔اور ایک ایک کر کے تین ۔۔ڈاکٹرز باری باری باہر آئے تھے

۔ڈاکٹر صاحب کیسی کنڈیشن ہے میرے بیٹے کی۔میر صاحب نے فوراً پوچھا

ہم نے تو اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ابھی وہ بے ہوش ہے۔پر مکمل صورتحال کا پتا ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتا چلے گا۔۔دیکھیے جناب آپ کے بچے کی حالت بہت ہی نازک ہے۔اور زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے نا۔ہمارا کام ہوتا ہے کوشش کرنا جو ہم کر رہے ہیں۔آپ لوگ دعا کریں اللہ آسانیاں پیدا فرمائے گا انشاءاللہ..ڈاکٹر ان کے کندھے پر ہاتھ کا دباؤ بڑھا کر کہتا چلا گیا تھا۔۔وہ سب نڈھال سے ہو گئے تھے..اللہ میرا بچہ میرے بچے کو میری زندگی لگا دے یا اللہ میرے بچے کو ٹھیک کر دے میرے بچے کو زندگی دے دے..فوزیہ بیگم بلک بلک کر روتے ہوئے بول رہی تھی۔

اب کی بار افنان نے آگے بڑھ کا انہیں اپنے بازوؤں کا سہارا دیا تھا۔مرزا صاحب میر صاحب کو تسلی دے رہے تھے۔عفت بیگم اور سفیان بھی ان

دونوں کے ساتھ تھے۔۔جبکہ آپاپائے میں ملبوس سنائیہ ابھی تک ان سے چند

قدم دور دیوار کے ساتھ ساکت وجود لیے کھڑی تھی۔سنان نے آگے بڑھ

کر بغیر کسی کو دیکھے اس کے ساکت وجود کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔وہ محسوس

کر سکتا تھا اس نادان لڑکی کے دل میں اس وقت کیسا حشر برپا ہو گا۔وہ محسوس

کر رہا تھا اسکی اندرونی

حالت..اسکے دل کی چیخیں وہ سن سکتا تھا۔۔سنائیہ نے کوئی رسپانس نہیں دیا

تھا۔وہ ٹھیک ہو جائے گا شونا..دعا کرو اس کے لیے..وہ اس کا سر تھپکتے

ہوئے بڑے ضبط سے بولا تھا۔۔پر منائیہ بنوز اسی حالت میں تھی۔اللہ

...!!وہ کیوں آئے میرے دل میں میری محبت کو مجھ پر عذاب بنا دیا انہوں

نے ان کو دیکھتی ہوں تو میرا دل روتا ہے اس لیے میں بہت خوش ہوں کہ

آج کے بعد وہ بہت دور چلے جائیں گے مجھ سے کانوں میں کل اپنے ہی کہے جانے والے الفاظ باز گشت کر رہے تھے۔

میں یہی چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے دور چلیں جائیں۔دل کے ٹکڑے ہوئے تھے۔اس نے یہ تو نہیں چاہا تھا کہ وہ ایسے دور چلا جائے

اور دیکھو اب وہی ہو رہا ہے.. وہ دور چلے جائیں گے.. وہ مجھ سے دور ہو جائیں۔میں یہی تو چاہتی تھی۔میں خوش ہوں وہ چلے جائیں گے مجھ سے دور۔اپنے کے الفاظ اب ایسے تیر کی طرح چبھ رہے تھے کہ وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی۔دل پھٹ رہا تھا پر بے بسی کی انتہا ایسی تھی کہ وہ رو نہیں پا رہی تھی۔سنان نے اسے خود سے دور کیا تو وہ بے ساختہ لڑکھڑا کر گرنے ہی والی تھی کہ ستان نے دوبارہ اسے تھام لیا۔

ادھر بیٹھ جاؤ تھوڑی دیر وہ اسے وارڈ میں پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا۔او

سنائیہ بے جان وجود کے ساتھ وہاں بیٹھ بھی گئی لمحے سرکتے گئے صبح سے شام ہو گئی۔۔جب ڈاکٹر نے آبان کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی۔یہ خبر سنتے ہی سب کے اٹکے ہوئے سانس کچھ بحال ہوئے تھے۔۔ان کی حالت کچھ زیادہ بہتر تو نہیں ہے پر وہ آپ سب ملنا چاہتے ہیں اس لیے ان سے مل لیں آپ لوگ جا کر ڈاکٹر نے کہا تو وہ سب آگے پیچھے جلدی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔اگر کوئی اپنی جگہ بھی نہیں پایا تھا تو وہ سنائیہ تھی جو وہی چیئر پر بیٹھی بند دروازے کو خالی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔پاس ہی کھڑا آبان اسکی اجڑی بکھری حالت پر تکلیف میں مبتلا تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے قدم لیتا اسکے پاس آیا تھا۔۔پھر اسکے سامنے کھڑے ہو کر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں

..لیا

آجاؤ اندر چلیں وہ دھیرے سے بولا تو سنائیہ نے ویران آنکھوں سے اسے دیکھا--

اس نے محض سر کو آہستہ سے نفی میں جنبش دی۔آجاؤ شونا...پلیز ہمت کرو۔اس نے پیار سے کہتے ہوئے اسے زبردستی کھڑا کیا اور اس کے گرد اپنے بازو کا حصار بناتا کمرے کی جانب بڑھا..وہ بہت آہستہ آہستہ قدم لے رہی تھی..اس کے وجود کی کپکپی سنان بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی نظریں اس پر جاتے ہی تم ہوئی تھی جو سٹریچر پر لیٹا عفت بیگم اور میر صاحب کو دیکھ رہا تھا۔منہ پر آکسیجن ماسک لگائے ماتھے پر سفید پٹی کی ہوئی تھی--بائیں گال پر بھی زخم تھا اور ہاتھوں پر ڈریس لگی تھی۔اس نے دھیرے سے اپنی نظروں کا زاویہ ستان اور سنائیہ کی

جانب موڑا تھا جو دروازے پر اگر جم سے گئے تھے۔ اسکی وہ سرخ تکلیف میں لپٹی آنکھیں سنائیہ پر گئی تھی۔۔ یہی لمحہ تھا اس کا سانس رک گیا تھا۔ اسے لگا وہ مر جائے گی۔ دل چیخا تھا۔۔ یہ تم نے کیا کر دیا سنائیہ۔۔ تم نے کہا تھا وہ دور ہو جائے۔۔ یہ تمہاری وجہ

سے ہوا ہے۔۔ تمہاری وجہ سے وہ اس تکلیف میں ہے۔۔ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔ اس کا دل رو رہا تھا تڑپ رہا تھا چیخیں مار رہا تھا۔ پر بظاہر اسکی آنکھوں سے ایک آنسو تک نا نکلا تھا۔ وہ ابھی تک صدمے میں نا

۔اور یہ سب قبول نہیں کر پا رہی تھیں

تھی

اس نے اپنا دایاں ڈرپ میں لپٹا ہاتھ اپنے چہرے کی جانب بڑھایا تھا اور پھر دھیرے سے اکسیجن ماسک کو

منہ سے نیچے کیا تھا۔۔وہ سب روتے ہوئے اسے ایسا کرنے سے روک رہے

تھے پر دھیرے سے نفی میں سر ہلاتا انہیں منع کر گیا۔۔۔

آ..آپ سب......ای...سے رو...ئیں..نن نہیں...ناوہ بامشکل گہرے

گہرے سانس لیتا بولا..تب تک سنان سنائیہ کو لیتا اس کے قریب آ رکا تھا۔۔

میرے بچے ٹھیک ہو جاؤ نا کیوں ہمیں تکلیف دے رہے ہو۔فوزیہ بیگم اس

کے گال پر ہاتھ رکھتی اس کے ماتھے کو چوم کر روتے ہوئے بولی۔...ایم.

سس...سوری..مم...ماں یا..بامیں..اچھا..بیٹا نہیں ہوں ناوہ نم آنکھوں

سے بولا۔۔ایسا نہیں کہو میری جان تم تو ہماری جان ہو۔تم سے اچھا کوئی

نہیں۔تم تو اللہ کا تحفہ ہو ہمارے لیے۔۔میر صاحب کی آنکھیں نم اور گلا

رندھ گیا تھا۔۔ا..یم..سس...سوری...میرے بس۔۔میں۔۔کک..

کچھ نہیں ہے..آئی... لل... لوبی..... آل...اس نے کہتے ہوئے ایک گہرا

..سانس لیا تھا۔جبکہ وہ سب ہوکھلا گئے تھے

آبان ماسک لے لو یار تمہیں سانس لینے میں مسئلہ ہو رہا ہے..افنان لب

۔۔بھینچ کر اپنے آنسوؤں کو ضبط کر نا منت بھرے لہجے میں بولا

ا..اس... کی ضرورت نہیں ہے..اب... آبان نے گہرا سانس بھر کر اسے

دیکھا اور پھر نفی میں

۔سر کو ہلکی سی جنبش دے کر بولا

مت کر یار پلیز نا تڑپا ہمیں بھائی نہیں میرا نا کر ایسی باتیں تو جان مانگ لے پر

ایسے۔۔ایسے مت کر..افنان رو پڑا تھا۔نا صرف وہ بلکہ سب ہی رو رہے

۔۔تھے

اسکی حالت اسکی باتیں سب کو تڑپا رہی تھیں۔۔ مم۔۔۔ میرے۔۔۔ بس میں ن

نہیں۔۔ وہ رندھی ہوئی آواز میں بولا۔ ایک ایک آنسو دونوں آنکھوں نکلے

پور نکلتا تکیے کو بگھونے لگا۔۔ آبان پلیز یار ایسی باتیں کیوں کر رہا ہے تو نا کر نا

یار۔۔ پلیز چل ماسک لگا۔۔ دیکھ سانسیں کیسے اکھڑ رہی

ہے۔ اب کی بار سنان نے بھرائی آواز میں کہا۔۔ آبان چہرا اوپر کر کے ایک بار

پھر گہرا سانس بھرا۔ وہ مسکرایا۔ ہائے اسکی یہ مدھم مسکراہٹ اور وہ ہے بس

شہزادہ دونوں ہی آج جان لینے کے درپر تھے۔۔ س۔۔۔ سب کا خیال رکھنا

۔۔ مم۔۔۔ ماما بابا کا خیال رکھنا۔ ایم۔۔ سس۔۔۔ سوری مم۔۔۔ میں۔۔ جینا چاہتا

۔۔ ہوں۔ پر

سنان کو دیکھتا وہ اس سے آگے بول نا پایا تھا۔۔ آنکھوں سے نکلتے بے بس آنسو

تکیے کو گیلا کرتے جا

رہے تھے۔ آبان... وہ سب یک دم چلائے تھے۔ وہ بار بار چہرا اوپر کی جانب

.. گہرے گہرے سانس لیتا ان سب کی سانسیں کھینچ رہا تھا

آبان... وہ سب یک دم چلائے تھے.. وہ بار بار چہرا اوپر کی جانب گہرے

گہرے سانس لیتا ان سب کی سانسیں کھینچ رہا تھا۔ آبان... میرے بچے...

فوزیہ بیگم چلائی تھی۔ اس نے ان سب پر باری باری نظر ڈالی تھی. ایک

آخری نظر پہلے روتے ہوئے میر صاحب اور تڑپتی بلکتی فوزیہ بیگم پر

پھر افنان پر جو مر جانے کے در پر تھا پھر عامر صاحب اور سفیان پر اور پھر آخر

میں سنان کے بعد سن کھڑی اس کو تکتی سنائیہ ہر اس نے آنکھوں کے

اشارے سے سنان کو اس کی خیریت سونپی تھی۔ پھر

ایک دم اس کا چہرا اوپر کی جانب اٹھا تھا اور وہ گہرے گہرے سانس بھرتا سانس لینے کی کوشش کر رہا

تھا ..

ڈاکٹر ... اسکی بگڑتی حالت دیکھ افنان اور سنان ایک دم چلائے تھے۔ اس نے ایک بار پھر بت بنی سنائیہ کو دیکھا جو اسے دیکھ تو رہی تھی پر شاید اسکے سننے سمجھنے کی حسیں مفلوج ہو چکی تھی اس لیے وہ پتھر کا مجسمہ بن گئی تھی۔ پھر اس نے اپنی ذہن کی سکرین پر مناہل کے وجود کو ابھرتے دیکھا۔۔ آپ آئیں گے میں انتظار کروں گی. میں وعدہ کرتا ہوں من میں ضرور آپ کے پاس آؤں گا.. آپ کے علاوہ میں نے جانا کہاں ہے.. کانوں میں اس کی آواز کے ساتھ اپنا کیا گیا وعدہ گونجا.. مشین پر اوپر نیچے حرکت کرتی لکیروں میں یک دم تیزی آنی تھی

نا۔

آپ لوگ باہر جائیں جلدی ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوتا

ہوا پریشانی سے بولا اور آبان کی جانب بڑھا۔وہ سب نا چاہتے ہوئے بھی باہر

جا ہی رہے تھے کہ آبان کے ادا کیے جانے والے الفاظوں نے ان کے قدم

زنجیروں سے جکڑ کر سانسوں کو سولی پر لٹکا دیا تھا۔لاالہ الا..اللہ... محمد...

رسول اللہ...دھیرے دھیرے اٹک اٹک کر کلمہ پڑھتے ہوئے وہ اپنی ذہن

کی سکرین پر تین لوگوں کے وجود اس وقت ابھرتے ہوئے دیکھ رہا

تھا۔

ایک منا بل جس سے اسے عشق ہوا تھا۔دوسری سنائیہ جسے آبان سے محبت

ہوئی تھی اور تیسرا وجود اس لڑکی کا تھا جسے اسنے آج سے کئی سال پہلے دیکھا

تھا اور آج وہ اس کی دلہن بننے کی چاہ میں نا جانے کیا کیا خواب سجائے بیٹھی

تھی۔پر قسمت میں تو کچھ اور لکھا تھا۔جس کے ساتھ وہ زندگی شروع کرنے والی تھی وہ زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی اسے چھوڑ کر

جا چکا تھا۔۔۔اس نے پانی کی بھری آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔آخری آنسو آنکھوں کے پوروں سے نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔۔پھر اس کے وجود کو ایک

جھٹکا لگا تھا۔اور اس کا جسم تھوڑا سا اوپر کی جانب اٹھا تھا۔۔پھر ایک آخری لمبا اور گہرا سانس بھرنے کی آواز سب کو سنائی دی تھی۔۔اور بس ایک لمحہ لگا تھا اور آبان کا وجود ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا تھا۔سنائیہ نے اپنی آنکھوں کے بند ہونے سے پہلے

آبان کے ساکت وجود اور ٹوں ٹوں کی آواز کے ساتھ مشین پر چلتی لکیروں کو سیدھا ہوتے دیکھا تھا۔۔پھر اس نے خود کو کسی کے حصار میں محسوس کیا تھا

وہ آنکھیں بند کر گئی تھی.. اور ہر طرف سکوت کے ساتھ ساتھ اندھیرا چھا

گیا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکی

تھی۔۔ ڈاکٹر نے شکستہ حالت میں مڑ کر انہیں دیکھا تھا۔۔ وی آر سوری بی

از نو مور... وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ جبکہ پیچھے کھڑے وجود شیخ اٹھے

۔تھے

تھاما

آبان...آبان....اللہ میرا بچہ....یا اللہ.... میرا بیٹا.....آبان... ہر

طرف ان سب کی چیخ و پکار تھی۔ وہ چلا گیا تھا سب کو جیتے جی موت کی سولی پر

لٹکا تھا۔۔ سنان نے بے ہوش ہوتی سنائیہ کو اپنے بازؤں میں ہوا تھا۔ یہ

کشمکش سب کو بے جان کر گئی تھی۔۔ اسے سمجھ نا آیا دوست کی جدائی پر

روئے یا اس کے اپنوں کو سنبھالے...

وہ کفن میں لپٹا آبان کا وجود اور اس کے پر نور چہرے

کو دیکھ رہی تھی۔۔ہاسپٹل سے وہ کب گھر آئے وہاں کیا ہوا تھا وہ کیسے یہاں

پہنچی کچھ یاد نہیں تھا۔۔وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی دھاڑیں مارنا چاہتی تھی پر

آنکھیں برسنے سے انکار کر بیٹھی تھیں۔وہ

گہرے صدمے میں جا چکی تھی...اور گرد سوگوار کی حالت تھی سب رو

رہے تھے۔پر وہ بت بنی اس کی میت کے پاس بیٹھی بس اس کا چہرا دیکھی جا

رہی تھی جو ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ بے جان ہے۔اسکے چہرے کی چمک

اور وہ لبوں پر محسوس ہوتی وہ مدیم مسکراہت ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سو رہا

ہو۔تھوڑی دیر میں جنازہ تھا۔سنان باقی سب کے ساتھ باہر کے انتظامات

دیکھ رہا تھا۔وہ گھر جہاں آج بیٹے کی بارات کی رونقیں تھی وہ سوگواری کی

حالت میں تھا۔۔۔فوزیہ بیگم کی حالت ابتر تھی۔جوان بیٹے

کی موت نے انہیں اور میر صاحب کو نڈھال کر دیا تھا۔ وہ بار بار آبان کے چہرے کو چھوتی اسے جگانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔ ماں تھیں ان کے لیے یہ یقین کر پانا بے حد مشکل تھا کہ ان کا بیٹا اس دنیا میں نہیں رہا وہ فرمانبردار اور تابعدار بیٹا آج ہمیشہ کے لیے

ابدی نیند جا سویا تھا۔ وہ اپنی من کے پاس چلا گیا تھا۔۔ سنائیہ کو بے جان جسم کی طرح بیٹھا دیکھ پالے اور بانیہ اس کے پاس آئیں تھی۔ سب نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ رونے پر وہ رونا تو دور بول بھی نہیں رہی تھی۔۔ سب کے بلانے پر ایسی کھالی نگاہوں سے انہیں دیکھتی کہ وہ تڑپ کر رہ جائے.. وہ جیسے پاگل ہو چکی تھی.. اسکا دماغ جیسے نا کچھ سننے دے رہا تھا اور نا ہی سمجھنے .. جنازہ اٹھانے کے لیے سب مرد حضرات اندر آ چکے تھے

میرے بیٹے کو مت لے کر جاؤ۔۔ خدا کے لیے نا لے کر جاؤ۔ میر پلیز میرے

بیٹے کو مجھ سے دور مت االلہ... اللہ... فوزیہ بیگم ہاتھ پیر مارتی تڑپ اٹھی

تھی... عفت بیگم اور باقی عورتیں روتے ہوئے انہیں سنبھالنے کی کوشش

میں سنان کی نظریں نے سدھ بیٹھی سنائیہ پر گئی تھی۔۔ اسکی خشک ویران

نگاہیں اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ ان میں ابھی تک زرا سی بھی

برسات نہیں

۔ہوئی تھی

پھر سب نے جیسے ہی جنازے کو اطراف سے اٹھانے کے لیے آگے بڑھے

اس نے بھی سنائیہ کے پاس سے جھک کر میت کی ایک سائیڈ کو پکڑا ہی تھا کہ

سنائیہ کی آواز

نے سب کو خاموش کروادیا۔۔وہ ہل نہیں پایا تھا۔۔آپ انہیں بھی لے کر جا

۔۔رہے ہیں۔ نہیں لے کر جائیں نا

میری امی کو بھی ایسے ہی لے گئے تھے اور پھر دیکھیں نا وہ آج تک واپس نہیں

آئیں۔یہ چلے گئے تو یہ بھی نہیں آئیں گے۔۔انہیں مت لے کر جائیں۔۔

جہاں آپ آبان کو لے کر جارہے ہیں وہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔۔ہم

کیسے رہیں گے ان کے بغیر وہ اپنی خاموشی

توڑ چکی تھی پر رو نہیں رہی تھی بس ساکت آواز کھوئی کھوئی انہیں بتا رہی

تھی۔اس کے ان الفاظوں نے سب کے دل چیر لیے تھے.. کاش اس کا بس

چلتا تو آبان کو اپنی سانسیں دے دیتا. پر بس ہی تو نہیں چلتا

نا ہمارا نا قسمت پر اور نا ہی کسی پر اس نے تم نگاہوں سے سنائیہ کی ویران

آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔وہ صدمہ میں تھی۔وہ تڑپ گیا تھا۔نعرہ تکبیر...

پھر رندھی ہوئی آواز میں کہتا آبان کے جنازے کو اٹھانے کے لیے زور لگا چکا تھا۔اللہ اکبر.. سب نے کہتے ہوئے اس کے جنازے کو اپنے اپنے کندھے پر رکھا تھا۔

نعرہ تکبیر۔اب کی بار افنان کی بھاری آواز آئی تھی جس پر سب نے اللہ اکبر کہا تھا اور آہستہ آہستہ آبان کے جنازے کو لیے گھر سے باہر جا چکے تھے۔۔ پیچھے چیختی چلاتی فوزیہ بیگم اپنے حواس کھوتی وہی زمین پر گری تھیں۔ جس گھر سے آج بیٹے کو سہرا باندھ کر اسکی بارات لے کر جانی تھی وہی اس نوجوان بیٹے کا جنازہ گھر سے نکلتے دیکھنا کون ماں باپ برداشت کر سکتے تھے۔۔

سنائیہ نے اپنی آنکھوں کے گرد اندھیرا پھیلتا ہوا محسوس کیا تھا۔۔دھڑکنیں بہت تیزی سے. دھک دھک کا ساز گا رہی تھیں۔۔اسکے چہرے پر پسینہ نمودار ہوا تھا۔۔اور پھر وہ ایک دم وہی بیٹھے بیٹھے ہی زمین پر بے ہوش ہوتی گر گئی تھی۔سنائیہ۔۔۔۔بانیہ اور سائرہ نے اس کا گال تھپتھپایا تھا پر وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔اس حادثے کو تین دن گزر چکے تھے۔۔ہر طرف قیامت کا سماں تھا۔۔سب خاموش ہو گئے تھے۔۔کوئی نا کچھ بولتا تھا اور نا ہی کچھ کھاتا پیتا تھا۔۔سب ایک دوسرے کو بھلائے اپنے اپنے غم میں نڈھال تھے۔۔فوزیہ بیگم نے لبوں پر قفل سجا کر چپ سادھ لی تھی۔۔میر صاحب جب دیکھو کندھے جھکائے شکستہ حال میں گم سم بیٹے نظر آتے تھے۔بیٹے کے چلے جانے کا غم جیسے کندھے اٹھا نہیں پائے تھے۔۔اسکے جانے سے سب بدل گیا تھا۔لوگ تو زندگی سے چلے

جاتے ہیں پر اپنے پیچھے وہ اپنے ان پیاروں کو اپنی دی ہوئی یادوں کے ساتھ پل پل جینے اور پل پل مرنے کے لیے چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ بھی اپنی یادیں دے گیا تھا ان سب کو۔ پالے بیٹا جاؤ یہ کھانا سنائیہ کو کھلا دو۔۔ اور اس سے بات کرنے کی کوشش کرو۔ ہو سکتا ہے کچھ تو بول ہے۔ اور دوائی بھی دے دینا اس کو اللہ پتا نہیں کیسی آزمائش ہے یہ... عفت بیگم نے رنجیدہ لہجے میں کہا۔۔ سنائیہ اٹھو بار کھانا کھالو.. پالے اور بانیہ بیڈ پر بے سدھ لیٹی سنائیہ کو دیکھ کر منت کرتے ہوئے بولیں۔ جو نا جانے کمرے کی چھت پر کیا ڈھونڈ رہی تھی۔ سنائیہ یار کچھ بولتی کیوں نہیں ہو تم... بات تو کرو ہم سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لو۔ ایسے کب تک چلے گا۔ اس طرح تو تم سب کو اور پریشان کر رہی ہو۔۔ پالے نے تھکے ہارے لہجے میں کہا تو سنائیہ نے

چھت سے نظریں بنا کر پالے کی جانب دیکھا۔پر بولی کچھ آنکھوں کے نیچے

سیاہ ہلکے پڑ چکے تھے۔آنکھیں

نہیں نیند نا لینے کی وجہ سے سرخ ہوتی سوجن کا شکار ہو چکی تھیں۔رنگت زدہ

ہو گئی تھی۔اسے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اس نے وہی مہرون سوٹ ابھی تک پہنا

ہوا ہے جواب حد سے سلوٹ زدہ ہو چکا تھا۔کھانا کھالو میری جان ایسے مت

کرو۔سب پہلے ہی بہت ٹینشن میں ہیں۔انہیں اب اور پریشان مت کرو۔

بہادر بنو۔۔ہانیہ اسکی گال پر ہاتھ رکھ کر پیار سے رندھی ہوئی آواز میں

بولی۔۔

اسے کھانا کھانا تھا اور نا ہی بہادر بننا تھا۔۔کر دو یار سنائیہ کیوں خود کو اذیت

دے کر باقی

بس

سب کو تکلیف میں مبتلا کر رہی ہوں۔۔ ایسا کرنے سے کیا آبان بھائی واپس آجائیں گے۔۔ نہیں نا تو پھر کیوں کر رہی ہو یہ سب۔۔ اٹھو اور کھانا کھاؤ کیوں دوسروں کو تنگ کر کے رکھا ہوا ہے پیچھے.. آبان بھائی کا غم کم ہے ان سب کے لیے جواب تمہاری ٹینشن لے لے کر مر جائیں سب۔۔ پالے ایک دم غصے سے بولی تھی۔۔ بانیہ نے اسے روکنا چاہ تھا پر وہ رکی نہیں تھی اور اب سخت نگاہوں سے سنائیہ کو گھور رہی تھی جو چہرے پر تکلیف کے آثار لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ پالے۔۔۔ پیچھے کھڑے سنان نے سختی سے اسے پکارا تھا۔ ان دونوں نے پلٹ کر اس کے حد درجہ سنجیدہ چہرے کو دیکھا تھا۔۔ یہ کس طرح بات کر رہی ہو تم سنائیہ سے ہاں۔۔؟ وہ اس کے پاس کر رکتا ہے یقینی سے بولا۔۔ میں بس اسے سمجھا۔۔۔ سمجھانا اسے کہتے ہیں کیا؟ سیریسلی پالے دوست ہو کر تم اس کی اندرونی حالت نہیں سمجھ پا رہی بجائے

سے

اس ہے کہ تم اس کو گلے لگاؤ تم اس کے دل کی باتیں جاننے کی کوشش کرو تم

ایسا رویہ اختیار کر رہی ہو اس کے ساتھ دوست ایسے کرتے ہیں کیا۔۔وہ

ماتھے پر بل ڈالے اسکی بات کاٹ کر بولا یا لے ایک پل کے لیے خاموش ہی

ہو گئی تھی وہ کچھ بول

ناپانی

اتنا ہی تنگ ہو نا تم تو مت آیا کرو اس کے پاس میں ہوں ابھی اس کا خیال

رکھنے کے لیے.. مت پریشان ہو

تم اس کے لیے میں سنبھال سکتا ہوں اسے.. مرا نہیں ہوں میں جو اس طرح

کا رویہ اختیار کر رہی ہو تم۔۔اور جاؤ اب یہاں سے وہ سخت نگاہوں سے اسے

دیکھتا ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہوئے پالے کی آنکھیں تم کر گیا جبکہ

سنائیہ بس اسے دیکھتی رہی تھی۔ کیا

۔۔سچ میں کوئی تھا جو اسکی اندرونی حالت کو محسوس کر رہا تھا

میرا وہ مطلب نہیں تھا بھائی

جانتا ہوں اب جاؤ ریست کرو جا کر میں کھلا دونگا کھانا۔۔اسکی بھرائی آواز اور

پانی سے بھری آنکھوں کو دیکھتا وہ گہرا سانس بھر کر نرمی سے بولا اور اسکے سر

۔۔پر پیار کر کے سنائیہ کو دیکھنے لگا

یالے اور رہانیہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔۔اس نے پہلے جا کر دروازہ لاک

کیا اور پھر سنائیہ کے پاس آکر

..بیٹھا

اٹھو شونا کھانا کھالو۔۔ وہ اسکے چہرے کے پاس تھوڑا جھک کر اسکی گال سہلاتا

ہوا بولا

سنائیہ نے بے بسی سے

آنکھیں میچی۔ وہ رونا چاہ رہی

تھی پر بے بسی کی انتہا ایسی تھی کہ انسو آنکھوں سے نکلنے کے انکار کر گئے

تھے.. اچانک اسے اپنی دونوں آنکھوں پر باری باری ستان کا لمس محسوس

ہوا۔

چلو میری جان رزق کو منع نہیں کرتے اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔ وہ پیچھے ہوتا

نرمی سے اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر سیدھا بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔ پھر

سائیڈ پر پڑے کھانے کے ٹرے میں سے ایک نوالہ بنا کر اسکے منہ میں ڈالا

جسے سنائیہ نے اسے نظروں میں لیے کھالیا تھا۔۔اسکے اس انداز پر آنکھیں

بھیگی ضرور تھیں پر وہ کچھ کہہ نا پائی تھی... بامشکل نوالے کو

حلق میں اتارتی وہ تھوڑا سنان کے قریب کھسکی تھی۔۔سنان نے غور سے

اسے دیکھا جواب بالکل اسے قریب ہوئی تھی۔۔دیکھتے ہی دیکھتے اسنے اپنے

دونوں بازو سنان کے گرد حائل کیے تھے اور سر کو اسکے سینے

سے ٹکا کر اس کی کمر سے شرٹ کو مضبوطی سے مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔

سنان سن ہو گیا تھا وہ سانس نہیں لے پایا تھا۔آنکھیں جیسے کھلی تھی وہی کھلی

کی کھلی رہ گئی تھی۔دل اتنی زور سے دھڑکا تھا کہ اسے اسکی دھڑکنیں اپنے

کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔وہ اس کے سینے سے لگی لمبے لمبے

سانس لے رہی تھی۔سنان کئی لمحے کچھ کرنا

پایا۔۔اسے اپنے گرد سنائیہ کا حصار سخت ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔بے ساختہ وہ

اس کے گرد اپنے بازوں حائل کرتا اسے اپنے آغوش میں چھپا گیا تھا۔۔ایک

ہاتھ سے اسکی کمر پر پیار اور نرمی سے دھیرے دھیرے سے

تھی دیتا وہ ابھی تک سنائیہ کے اس عمل پر ساکت تھا۔۔ جبکہ وہ اسکے آغوش

میں چھپی جیسے پر سکون ہو گئی تھی۔ کسی نے بھی اپنے لبوں سے کچھ ادا نہیں

کیا تھا پس خاموشی میں لمحے گزرتے چلے گئے تھے۔۔وہ سو گئی وہ سو گئی تھی۔

تین دن بعد وہ ایسے پر سکون سا سو

رہی تھی یہ وہ اس کی نرم گرم مدھم مدھم لمبی سانسوں کی آواز سے بخوبی

محسوس کر رہا تھا۔۔۔ نا جانے کتنی دیر وہ یونہی بیٹھا رہا تھا۔ پھر دھیرے سے

اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس اسکا سر تکیے پر

رکھا۔اور بلینکٹ کواس کے اوپر اوڑھا دیا۔۔اور خود اٹھ کر اسکی دوسری سائیڈ پر اس کے قریب آ کر لیٹ گیا۔۔۔بازو کو فولڈ کیے ہاتھ کی مٹھی پر اپنا چہرا ٹکائے

وہ سنائیہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں محبت کا ایک جہان آباد تھا۔کافی دیر تک وہ اسے یونہی محبت سے تکتا رہا۔پھر شہادت کی انگلی سے ہمیشہ کی طرح اسکی تھوڑی کو نرمی سے دبایا تھا۔۔۔آہستہ آہستہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے گال کو نرمی سے سہلانے لگا۔۔۔وہ پر سکون سوئی ہوئی تھی ۔۔پھر اس نے جھک کر نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔اور واپس پہلے کی طرح کہنی فولڈ کر کے ہاتھ کی مٹھی پر چہرہ ٹکا کر اسے کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھنے

لگا۔

ایم سوری میں کچھ نہیں کر پایا تمہارے لیے ایم سور

میں تمہیں وہ نہیں دلا پایا جو تمہاری خواہش تھی۔ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پایا۔۔ میں نے کوشش کی تھی میں نے اس سے بات کی تھی پر وہ نہیں مانا۔ شاید وہ جانتا تھا اپنی منزل کو۔ اس لیے وہ تمہیں اس منزل کا مسافر بنا کر بیچ راہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔۔ جس منزل پر چل کر تمہیں دکھ تھا۔۔ میں تمہارا ہر غم بھلا دونگا سنائی۔۔۔ آہان نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہیں تمہاری ہر تکلیف کو بھلا

دونگا۔ میں نہیں جانتا اسے مجھ سے ایسی امیدیں کیوں اور کب ہوئی پر میں پوری کوشش کرونگا اس

کی ان امیدوں کو پورا کرنے کی۔۔ میں تمہیں اتنی محبت دونگا کہ تم اپنا ہر غم بھول جاؤ گی۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں یار مجھے اس دن کا انتظار ہے

جب تمہیں میری محبت کا عکس اپنی آنکھوں میں دکھائی دے گا۔ وہ اسے

نظروں میں بسائے دل میں کہہ رہا تھا۔۔ اسے احساس ہی نا ہوا رات کے دو

بج چکے تھے اور وہ ایسے ہی ہنوز سنائیہ کو محبت سے ان تک رہا تھا۔۔ پھر وہ

کھسک کر تھوڑا اور سنائیہ کے قریب ہوا تھا۔۔ اور اسکے گرد اپنا بازو پھیلا کر

۔اس کے کندھے کے پاس اپنا چہرا ٹکا کر آنکھیں موند گیا

صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو خود کو سنان کے حصار پایا۔۔ اسے سمجھ نا آیا اب کیا

کرے۔۔ وہ سو رہا تھا اس کے اتنا نزدیک کہ اب وہ سانسیں روکنے کی

کوشش میں تھی۔ اس ڈر سے کہیں وہ اٹھ نا جائے۔۔ اس نے آہستہ سے اپنی

جگہ سے ہلنے کی کوشش کی تھی۔ پر اس کے وجود کی اتنی سی ایٹ پر بھی سنان

جاگ گیا

۔ تھا

کیا ہوا سنائیہ طبیعت ٹھیک ہے ؟ کچھ چاہیے ؟ وہ ایک دم اسے دیکھتا فکر مندی سے بولا۔۔اور ہاتھ بے ساختہ سنائیہ کی گال پر رکھ گیا۔۔و.. وہ.. پانی پینا تھا۔۔مجھے... وہ گھبراتے ہوئے بہانہ بنا کر بولی۔۔ میں دیتا ہوں۔۔سنان نے نرم آواز میں کہتے ہوئے پلٹ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا تب تک سنائیہ جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھ چکی تھی۔۔ ہم شام میں واپسی کے لیے نکلے گے سنائیہ۔۔ تیار رہنا۔۔اس جیسے ہی سنان پانی کا گلاس مے کر دو تین گھونٹ بھرے تھے تو سنان نے کہا۔۔ایک پل کے لیے تو وہ چونک گئی تھی پھر بس بغیر کچھ کہے اثبات میں سر ہلا گئی۔سنان نرمی سے اس کا گل تھیک کر واش روم میں چلا گیا تھا۔۔ جبکہ پیچھے اس نے بے بسی سے بلینکٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا۔۔وہ نہیں جانا چاہتی تھی اس کے.. شاید صرف ابھی ۔۔کے لیے یا پھر ہمیشہ کے لیے۔۔یہ وہ سمجھ نہیں پائی

رات کے دس بجے ہی وہ ملتان پہنچ چکے تھے۔ عفت بیگم ان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔۔ مرزا صاحب سیدھا اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ سنان بھی۔۔ سنائیہ کا ہاتھ تھامتا اسے اپنے ساتھ لیے کمرے میں آیا تھا

سو جاؤ بخار ہو رہا ہے تمہیں۔۔ تھوڑی دیر میں وہ اسے

دوائی کھلاتے ہوئے بولا تھا جبکہ سنائیہ اس کے اس

نرم رویے اور لہجے پر بے یقین تھی۔ اس کے وجود اور سر میں اتنا شدید درد

تھا کہ وہ چپ چاپ فوراً بیڈ

پر لیٹ کر آنکھیں موند گئی۔ سنان نے اس کے اوپر بلینکٹ اوڑھائی تھی پھر اسے اپنے ماتھے پر سنان کے لبوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔ جس نے اس کے ماتھے کو چوما تھا اور چینج کرنے کی غرض سے واش روم میں چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی سنائیہ نے آنکھیں کھول کر واش روم کے بند دروازے کو دیکھ

کر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا تھا۔ دو دن گزر گئے تھے۔۔ سنان اس کا پورا خیال رکھ رہا تھا۔ اس کا دل کیا تھا کہ اس سے اس مہربانی یا کرم نوازی کی وجہ پوچھے لیکن پوچھ نا پائی۔۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا وہ سوئی ہوئی تھی۔۔ سنان ہمیشہ کی طرح اس کے گرد حصار بنائے اس کے کندھے پر سر ٹکائے پر سکون سویا ہوا تھا۔ ایک بات جو ستان کو پسند تھی وہ یہی تھی کہ سنائیہ اس کے قریب آنے پر اسے منع نہیں کرتی تھی۔ ہاں شرم و حیا سے سرخ ضرور ہو جاتی تھی جو سنان کو بہت خوبصورت منظر لگتا تھا۔ تم نے مجھے مار دیا سنائیہ۔۔۔ تم نے کہا تھا نا میں تم سے دور چلا جاؤں تو دیکھو میں چلا گیا تم: سے دور اتنا دور کہ اب کبھی واپس نہیں آ سکتا۔۔ میں سب سے دور ہو گیا تمہاری وجہ سے تم نے مجھے دور کر دیا

میرے ماں باپ سے.. سب سے.. تمہاری دعا پوری ہو گئی۔اب رہو خوش

کیونکہ تم نے کہا تھا نا تمہیں خوشی ہو گی میرے دور جانے تو۔۔اب تو میں

دور ہو نا تو خوش رہو نا تم... وہ خواب کے زیر اثر تھی۔کانوں اپان کے جملے

۔گونج رہے تھے

میں

مم.. میں نے نہیں کیا۔وہ نفی میں سر ہلاتی بڑ بڑانے لگی۔سنان کی آنکھ اسکی

بڑ بڑاہٹ پر فوراً کھلی تھی۔سنائیہ... سونا کیا ہوا ہے.. وہ اسکی گال تھپک کر

..اسے جگانے کے لیے بولا

۔نہیں۔نہیں.... اسکی بیزابت آب شور اختیار کرنے لگی تھی

سنائیہ... سنان نے اسے نرمی سے جھنجھوڑا۔۔آبان وہ ایک دم چلا کر اٹھ بیٹھی

تھی۔پورا وجود لرز رہا تھا۔۔جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔سنان ساکت

ہوا تھا اس کے منہ سے آبان کا نام سن کر دل میں تکلیف بھی جاگی تھی....

ٹھیس اٹھی تھی پر اس وقت سنائیہ کی حالت زیادہ ضروری تھی جو ہچکیاں

بھرنے

لگی تھی

میں

نے.. نہیں مارا.. میں نے نہیں کیا.. پلیز.. واپس | جائیں.. میں نے ایسا

کبھی نہیں چاہا تھا.. مجھے.. معاف کر دیں۔ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتی

۔خوف چلا رہی تھی

سے

سنائیہ میری جان کیا ہوا ہے۔۔ادھر دیکھو میری طرف برا خواب دیکھا ہے

تم نے۔۔ کچھ نہیں ہے میری جان ریلیکس سنان نے اسے بلایا پر وہ سن نہیں

رہی

تھی۔

میں نے نہیں مارا.. اللہ.. میں نے نہیں کیا۔۔ پلیز واپس آجائیں۔ایک بار آ

جائیں۔وہ ہچکیوں میں کہتی ہاتھ پیر مارنے لگی تھی۔۔ سنائیہ... سنان نے بے

ساختہ اس کا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

میں نے نہیں مارا سنان پلیز انہیں واپس لے آئیں۔ میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔

میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا وہ ایسے سب سے دور چلے جائیں۔۔ میرا وہ

مطلب نہیں تھا میں بس یہی چاہتی تھی وہ مجھ سے دور ہو

جائیں۔پر وہ تو بہت دور چلے گئے۔انہیں لے آئیں۔۔میں مر جاؤں گی اس تکلیف کے ساتھ۔۔میں ایسا نہیں چاہتی تھی میں نے انہیں جدا کر دیا سب سے..اللہ جی۔۔میں۔۔میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔پلیز انہیں واپس لے آئیں۔۔وہ اس کی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچتی روتے ہوئے کہہ رہی تھی

سنا نیہ میری جان تم نے کچھ نہیں کیا۔۔ہوش کرو۔وہ سب اس کے نصیب میں لکھا تھا۔تمہاری وجہ سے کچھ نہیں یار رسنان اس کا سر تھپک کر بولا.

سنان انہیں لے آئیں۔انہیں کہیں بس ایک بار آجائیں انہیں بتاؤں گی ہاں میں نے کہا تھا کہ میں خوش ہوں وہ مجھ سے دور ہو رہے ہیں پر میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ ایسے دور چلیں جائیں میں مر کر بھی ایسا

نہیں سوچ سکتی ان کے لیے..پلیز ایک بار انہیں لے آئیں۔وہ بلک بلک کر روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔میری جان ادھر دیکھو میری طرف سنان نے

اس کا چہرا ہاتھوں میں تم نے کچھ نہیں کیا وہ اپنی زندگی اتنی ہی لکھوا کر آیا تھا.. اللہ تو انسان کی نیت کے دیکھ کر سب کرتا ہے نا تو کیا اللہ نہیں جانتا تھا تمہاری نیت.. وہ جانتا تھا نا تمہارے دل میں کیا ہے۔ تو بھلا اللہ ایسے کیسے کر سکتا ہے جو تمہاری سوچ بھی نہیں تھی۔۔ اس نے وہ کیا جو اس نے آبان کے لیے سوچا ہوا تھا۔۔ ہمارے کہہ دینے

سے نا کوئی مرا ہے نا ہی مر سکتا ہے۔۔ اگر انسان کے ایک بار کہہ دینے سے لوگ مر جانے لگتے تو آج تک آدھی زیادہ دنیا کھالی ہوتی ہمارے چاہنے یا نا چاہنے سے

سے

کچھ نہیں ہوتا۔۔ یہ اللہ کی ذات کے کام ہیں وہ وہی کرتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے اور جو اسے اپنے بندے کے لیے ٹھیک لگتا ہے۔ تم خود کو الزام مت دو کسی چیز کا تمہاری وجہ سے اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوا۔ ہمم..

اس نے پیار سے اسے سمجھایا تھا جبکہ وہ بس سر جھکائے کانپتے وجود کے ساتھ ہچکیاں بھرتی چلی جا رہی تھی۔ اتنے دنوں کا ضبط آج ٹوٹا تھا۔۔ سنان نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا اور کندھا ملتے ہی وہ برداشت کے سب بندھن توڑتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔ سنان نے اسے چپ نہیں کروایا تھا وہ چاہتا تھا ایک بار وہ دل کھول کر رو لے تاکہ اسکے اندر کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔۔ ناجانے وہ کتنی دیر تک روتی ہوئی اس سے بس یہی کہے جا رہی تھی آبان کو لے آئیں۔۔ بس ایک بار لے آئیں۔۔ جبکہ وہ نم آنکھوں سے لب بھینچے اس کا سر تھپک رہا تھا۔۔ کاش اسکے بس میں ہوتا تو وہ اپنی جان

دے کر اسے لے آتا۔۔ پر انسان کا بس ہی تو نہیں چلتا قسمت پر اگر قسمت پر انسان کا اختیار ہوتا تو آج کسی کو کوئی دکھ تکلیف یا درد بی نا ملتا بر انسان اپنے حصے میں بس خوشیاں لکھتا ۔۔

وہ بے بس تھا۔۔ سوائے ضبط کے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے پلٹ کر پانی کا گلاس اٹھایا تھا اور سنائیہ کے لبوں سے لگایا تھا جس نے دو تین گھونٹ بامشکل حلق میں اتارے تھے۔۔ چلو میری جان اب رونا بند کرو اور لیٹ جاؤ۔۔ دیکھو کتنا تیز بخار ہو رہا ہے۔ صبح ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔۔ مجھ مجھے ڈر لگ رہا ہے.. سس.. سنان.. مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ وہ اسکے کالر کو مٹھیوں میں دوبج کر سہم کر بولی تھی۔ میں یہی ہوں نا میری جان کیوں ڈر لگ رہا ہے پھر۔۔ تم ادھر لیٹو میں ابھی آیت الکرسی پڑھ کر دم کرتا ہوں تم پر

پھر ڈر نہیں لگے گا۔ چلو شاباش... اس نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے بیڈ پر

لٹایا اور آیت الکرسی

پڑھنے لگا۔۔ ایک ہاتھ سنائیہ کے دونوں ہاتھوں کی سخت گرفت میں تھا جبکہ وہ دھیرے دھیرے ہچکیاں لیتی آنکھیں موند گئی تھی۔ پھر اسے اپنے چہرے پر نرم ہوا کا احساس ہوا تھا۔۔ وہ اب بہت زیادہ تو نہیں پر کافی حد تک پرسکون تھی۔ پر سنان ایک پل کے لیے بھی دوبارہ سونا پایا تھا۔ وہ ڈپریشن میں چلی گئی تھی پھر آج جا کہ کچھ نارمل ہوئی تھی۔ لیکن وہ خوش نہیں تھا۔ سنائیہ کی حالت اسے حد درجہ پریشان کر رہی تھی۔ اگلی صبح سنائیہ کچن میں کھڑی ناشتہ بنا رہی تھی۔ رات کا منظر بار بار آنکھوں کو سامنے لہرا رہا تھا۔۔ وہ گھبراہٹ کا شکار تھی۔ سنان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے بار بار دل میں دعائیں کر رہی تھی۔۔ کہ وہ لیٹ اٹھے اور پھر ناشتہ کرتا سیدھا کام پر چلا جائے۔ پر برا

ہوا تھا۔ وہ سات بجے ہی اٹھ کر اس کے پیچھے کھڑا قدرے حیرانگی اور پریشانی

سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور سنائیہ جو اسے کچن میں داخل ہوتا دیکھ چکی تھی اب

۔ آنکھیں پھیلائے سانس روکے فرائی پین میں پڑا آملیٹ بلا رہی تھی

تم یہاں کچن میں کیا کر رہی ہو سنائیہ ۔۔ تمہیں ابھی ریست کرنا چاہیے تھا۔ یہ

کام بعد میں بھی ہو سکتے تھے .. وہ اسکے پاس آتا فکر مندی سے بولا .. سنائیہ

کے گلٹی ابھر کا معدوم ہوئی تھی ۔۔ وہ ابھی تک

گلے میں پلٹی نہیں تھی اور ناہی کچھ بولی تھی البتہ اپنے پیچھے اسکی مدہم

سانسوں کی آواز بخوبی سن رہی

تھی۔ میں تم سے بات کر رہاں ہوں جواب کیوں نہیں دے رہی ہو طبعیت

ٹھیک ہے نا۔۔ اسکی خاموشی سے چڑ کر اسنے سنائیہ کا بازو پکڑ کر اسکا رخ اپنی

.. جانب کرتے ہوئے کہا

میں ٹھیک ہوں. طبیعت بھی ٹھیک ہے۔۔سب کا ٹھیک ہے آپ باہر جا کر بیٹھیں میں نا۔۔ناشتہ لاتی ہوں. وہ سر جھکا کر جس طرح بولی تھی سنان نے ..چونک کر اسے دیکھا

تم سچ میں ٹھیک ہو نا۔۔یہ چہرہ کیوں سرخ ہو رہا ہے تمہارا...بخار ہو رہا ہے تا. پر ٹمپریچر تو نارمل ہے۔وہ اس کا ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اسے چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کو نظروں میں لیے بولا۔۔نہیں۔یہ بس گرمی کی وجہ سے ہو رہا ہو گا...اس نے تھوک نگلتے ہوئے بہانا بنایا۔ گرمی...؟ مائے انوسینٹ اینجل یہ جنوری کا مہینہ ہے اور جنوری میں گرمی نہیں سردی ہوتی ہے۔۔تم سچ میں ٹھیک ہو نا یہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔اس نے ماتھے پر بل ڈال کرنا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔اس کے وہم و گمان میں بھی کل والا واقعہ نہیں آیا تھا۔۔جو سنائیہ کے لیے تو شاید شرمندگی کا بھی باعث تھا اس

لیے تو وہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی... اس کے منہ سے نکلتے لفظوں

پر وہ ایک دم کہیں کھو گئی تھی میں تمہاری منزل نہیں ہوں ڈیئر انوسینٹ

اینجل وہ آبان تھا جو اسے اس نام سے بلاتا تھا اور آج سنان نے بھی اسی نام سے

سنائیہ کو مخاطب کیا تھا۔

رہیں

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ساری زندگی ہمارے ساتھ رہ جاتی ہیں. جیسے کچھ

لوگوں کی یادیں باتیں اور ان کے لہجے وہ لوگ ہمارے ساتھ رہیں پر ان سے

ملے یہ احساسات ایک یاد بن کر ساری زندگی ہمیں ان کی یاد دلاتے رہتے

ہیں۔ وہ بھی ایسے ہی سب کو اپنی یاد دلاتا تھا۔ خود تو چلا گیا تھا پر پیچھے موجود

لوگوں کو اپنی یادوں کے ساتھ جینے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔۔

سنائیہ...؟اسے سوچوں میں غرق دیکھ سنان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر

-بلایا

جج..جی.وہ ایک دم ہوش میں آتی ہوئی بولی میری جان تمہاری طبعیت بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہی تم جاؤ جا کر آرام کرو۔یہ سب رہنے دو۔۔سنان اسکا گال تھپک کر بولا۔سنان میں بالکل ٹھیک ہوں۔سچ میں۔۔ناشتہ بس بن گیا آپ جا کر خالو جان کو اٹھائیں پھر ناشتہ کرتے ہیں سب..وہ اسکے چہرے پر حد درجہ پریشانی اور فکرمندی دیکھ کر زبردستی مسکرا کر بولی۔سنان نے ساکت نظروں سے اسکے لبوں پر امنڈتی اس بے جان مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔ پھر نرمی سے اسکی پیشانی پر

لب رکھتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ جبکہ پیچھے کھڑی سنائیہ جو پہلے ہی شرم و

حیا سے سرخ تھی اب اب اور زیادہ سرخیوں میں گھل گئی تھی۔۔ آخر کیوں

۔۔ کرتے ہیں یہ مجھ سے اتنی محبت۔۔۔ وہ سوچ کہ رہ گئی

بس

ناشتہ کرتے ہی وہ کام پر چلا گیا تھا۔۔ مرزا صاحب بھی کام پر جا چکے تھے۔۔

وہ خاموشی سے ادھر ادھر گھومتی ماضی سے وابستہ یادوں میں کھوئی

گھر میں تھی۔۔ اسے پتہ ہی نا چلا وہ کب لان میں اس درخت کے نیچے آ پہنچی

تھی جہاں چند ماہ پہلے اس نے اپنے طوطے ہان کو دفنایا تھا۔۔ آنکھیں خود بخود

گیلی ہو

گئی تھی۔۔ میں رہوں نا رہوں میرے لیے دعا کرتی رہنا سنائیہ۔۔۔ کانوں

میں اسکے الفاظ گونجے تھے۔۔ وہ اس کا نصیب نا سہی پر اس کا کزن تو تھا۔۔

ہاں اس کا سب سے اچھا والا کزن ۔۔سب سے مختلف ۔۔اسکی جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا تھا۔وہ بھولنے والا کردار بھی نہیں تھا

جسے وہ بھول کر آگے آسانی سے بڑھ جاتی ۔۔سنان کے ساتھ وہ اپنا رشتہ ایمانداری کے ساتھ شروع کر چکی تھی۔اور آہان کے لیے وہ بس دعا ہی کرتی

اندر کی جانب بڑھ گئی

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا اور وہ گزرتا ہی جاتا کبھی کسی کو ہنسا کر تو کبھی کسی کو رلا کر۔کسی کچھ لے کر تو کسی کو بہت کچھ دے کر ۔۔وقت گزر رہا ۔۔تھا۔۔آہان کی وفات کو تین ہفتے ہو چکے تھے

سے

سب آہستہ آہستہ معمول کی طرف آنے لگے تھے۔۔افنان اٹھیں کھانا کھا لیں۔۔بالکل بھی خیال نہیں رکھتے آپ اپنا۔۔رات کے نو بجے کا وقت تھا۔

بانیہ بیڈ پر اسکے

میں

پاس بیٹھی اس کے کندھے کو ہلا کر بولی۔مجھے بھوک نہیں ہے ہانیہ۔۔سونے دو۔۔وہ بھاری آواز آنکھیں موندے ہی بولا۔۔افنان پلیز اٹھیں نا کیوں کر رہے ہیں ایسا۔یک دم وہ بھرائی آواز کی بولی تو افنان نے چونک کر آنکھیں کھولی۔۔تو نظریں سیدھا اسکی نم نگاہوں سے ٹکرائیں۔۔کیا کر رہا ہوں میں؟ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔۔آپ پہلے جیسے نہیں رہے۔۔اس نے سر جھکا کر کہا۔۔اور پہلے کیسا تھا میں؟۔۔۔

آپ اس طرح خود کو بیمار کر رہے ہیں نا وقت پر کھاتے ہیں نا سوتے ہیں۔

جب دیکھو بس سوچوں میں الجھے رہتے ہیں۔۔ایسا نہیں کریں نا پلیز وہ منت

کرتے ہوئے

..بولی

دوست کی جدائی انسان کو بیمار کر دیتی ہے بانیہ۔۔ تم

سوچ بھی نہیں سکتی میں نے کیا کھویا ہے۔مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے وجود کا

ایک حصہ مجھ سے جدا ہو گیا ہے اور اب میرا وجود کسی کام کا نہیں رہا۔اپنے ہی

وجود کا بوجھ نہیں اٹھا پا رہا۔۔ میں پل پل تڑپتا ہوں اسکی یاد میں۔۔وہ ایسے

کیوں چلا گیا۔۔وہ بے بسی سے بولا آنکھیں نمی اختیار کر چکی تھی۔۔دعا

کریں۔ہم بس

دعا ہی کر

سکتے ہیں افنان پلیز پریشان مت ہوں۔ بابا بھی پریشان رہتے ہیں آپ سب کو ایسے دیکھ کر۔ آپ ہی ہمت ہار رہے ہیں تو دوسروں کو کون سنبھالے کا ابھی تو نا جانے کتنی زندگی باقی ہے جو ہمیں آبان بھائی کی یادوں کے ساتھ جینی ہے۔۔ فوزیہ چچی اور چاچو جان

کو کون سنبھالے گا۔۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر دھیرے دھیرے سے کہہ رہی تھی۔۔ افنان نے بے بسی سے ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کیا تھا اور پھر آنکھوں میں امڈتے آنسو کو روکتا ہانیہ کے کندھے پر سر ٹکا گیا۔ اسلام علیکم مسٹر سنان مرزا ویلکم ٹو دی شو۔۔ کیسے

ہیں آپ۔۔ فیمیل ہوسٹ نے بڑے جوش کے ساتھ اسکا

استقبال کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام.. الحمداللہ میں ٹھیک اللہ کا کرم ہے۔۔

اس نے نرمی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔سب سے پہلے تو میں سچ میں کہنا چاہوں گی آپ اتنا موبائل سکرینز پر بھی ہینڈسم نہیں لگتے جتنا میرے سامنے بیٹھے لگ رہے ہیں۔ہوسٹ نے بغور اسے دیکھ کر کہا جو بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے ہوئے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھا۔۔سب سے زیادہ پرکشش جو اسے بنا رہے تھے وہ اسکے بال تھے جو ماتھے پر اس وقت بے ترتیب حالت میں بکھرے تھے۔۔

وہ ٹیوی پر بڑے جوش و خروش سے نظریں جمائے بیٹھی تھی پر نظریں جب سنان کے بے ترتیب حلیے پر گئی تو وہ منہ بگاڑ کر رہ گئی۔۔

لوگ جب شوز میں یا انٹرویوز دینے جاتے ہیں تو بن سنور کر جاتے ہیں پر ایک یہ واحد انسان ہیں جو اپنا اچھا خاصا حلیہ بگاڑ کر پہنچ جاتے ہیں۔۔

اففف۔۔وہ سر پیٹ کر خود سے بولی۔۔ہوسٹ اس سے پیشہ وارانہ انداز میں مختلف سوال کر رہی تھی جس کے جواب وہ نارملی انداز میں دے رہا تھا۔۔

ویسے سنان جیسا کہ آپ بہت عرصے سے سوشل میڈیا پر بہت وائرل رہے ہیں اور اب اس طرح اچانک آپ کا سوشل میڈیا سے غائب ہونا سب لوگوں کو بہت حیران اور عجیب بھی لگ رہا ہے۔۔آپ کے فینز جاننا چاہتے ہیں کہ ایسی بھی کیا وجہ ہے جو آپ ایسے اچانک دوماہ سے سوشل میڈیا سے غائب ہوگئے ہیں۔؟ہوسٹ نے سوال کیا۔۔سنان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے صوفے سے اپنی پشت کائی

میرے سوشل میڈیا سے غائب ہونے کا ریزن یہی ہے کہ مجھے پتا چل گیا تھا کہ جس راہ پر میں چل رہا تھا وہ راہ اللہ کو پسند نہیں تھی۔۔اس لیے اللہ نے مجھے

اس راہ سے نجات دینے اور اپنے قریب کرنے کے لیے میرے دل میں ایک پاکیزہ اور انمول خوابش پیدا کر دی۔۔اور پھر مجھے اپنی خواہش کو پورا ہوتے دیکھنا تھا۔مجھے لگتا تھا. جو میں چاہتا ہوں وہ مجھے نا ملا تو میں جیسے جی نہیں پاؤں گا۔مجھے اس کے ملنے کے کوئی بھی آثار نظر نہیں آتے تھے۔۔کہیں سے بھی نہیں

اور یہ احساس بہت تکلیف دہ تھا میرے لیے۔۔کہ وہ خواہش جو میرے وجود کے لیے ضروری لگتی تھی مجھے وہ اگر پوری ہی نا ہوئی تو میرا وجود جیسے بے

جان ہوتا چلا جائے گا۔۔ میں نے اللہ سے مانگا اس خواہش کو مانگا بھی تھا۔۔ پر

چونکہ وہ بہت پاکیزہ

تھی اس لیے مجھے مل نہیں رہی تھی۔۔ میں بہت پریشان تھا اور ایسے ہی ایک

دن اچانک مسجد میں نماز پڑھنے گیا تھا تو مجھے مولانا صاحب نے کہا تھا کہ جب

تم پہلا اللہ کی چاہت میں کرو گے تو تمہارے دوسرے سجدے میں اللہ

تمہیں وہ عطا کر دے گا تمہاری چاہت ہے۔۔ اس وقت مجھے سمجھ نہیں آیا تھا

کہ میں اللہ کی چاہت کا سجدہ کیسے کروں۔ اللہ کی

جو

چاہت میں کیا جانے والا سجدہ کیسا ہوتا ہے۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

مجھے آج بھی یاد ہے وہ دن جب میں سجدے میں رویا تھا اور میں نے اللہ پاک

سے کہا تھا میں نہیں جانتا میں وہ سجدہ کیسے کروجو تیری چاہت سے بھرا ہو۔

پر میں اتنا جانتا ہوں تو ہی رب ہے

تو سب ہی کر سکتا ہے۔میں ایک عام بشر تجھ سے

چاہت سے بھرا ہو۔۔پر میں اتنا جانتا ہوں تو ہی رب ہے تو سب ہی کر سکتا

ہے۔میں ایک عام بشر تجھ سے

محبت تو کرتا ہوں پر وہ محبت بھی جیسے کسی غرض کی وجہ سے ہے۔۔پر میں

چاہتا ہوں مجھے وہ عطا ہو جائے جو میں مانگ رہا ہوں آپ سے۔۔میں اس

سجدے میں بار بار اللہ سے معافی مانگتے ہوئے رو رہا تھا۔۔شاید میری وہ االلہ

سے معافی بی اللہ کی چاہت کا سجدہ تھا۔جس مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ اس سے

۔پہلے تو میں اللہ کو چھوڑ کر کہیں دور جا رہا تھا

اور تب مجھے سکون ملا تھا۔ میرا دل جو عجیب کشمکش میں مبتلا رہتا تھا وہ خاموش ہو گیا اسے صبر آ یا تھا۔ ہاں شاید تب اللہ مان گیا تھا۔ لیکن کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے نا۔۔ میں نے سے ایک پاکیزہ پاک اور انمول تحفہ مانگا اور اس کے بدلے مجھے بھی تو اللہ کے لیے اپنی کسی من پسند چیز کو قربان کرنا تھا نا۔۔ پھر میں نے سوچا کہ میرے نزدیک میری کون سی چیز اتنی سپیشل ہے جس کے بدلے اللہ مجھے وہ انمول تحفہ دے دے۔۔ تو تب جو خیال میرے دل میں آیا تھا وہ میری پاپولیریٹی اور فیم تھی۔۔ جو میرے لیے بہت اہم تھی اس وقت۔۔ پھر میں نے اپنی پاپولیرٹی اور فیم کو پیچھے رکھ دیا اور اللہ سے اس کے بدلے وہ مانگا جو مجھے چاہیے تھا اور اب الحمد اللہ آج وہ میرے پاس ہے۔۔ اللہ پاک نے مجھے اس پاکیزہ اور انمول تحفہ سے نوازا ہے اور اب میں بہت

خوش ہوں۔۔اس کے ہوتے ہوئے اب مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔اس

۔۔کے لہجے میں محبت کا سرور تھا

بات کے اختتام پر وہ مسکرا رہا تھا۔۔جب کہ ہوسٹ بس سن سی اسے دیکھ

رہی تھی۔۔وہ ٹیوی پر نظروں کو جمائے بیٹھی ساکت سی سنائیہ نے جلدی

سے اپنا موبائل اٹھایا تھا اور سیدھا ٹک ٹاک پر جا کر سنان کے

اکاؤنٹ کو سرچ کیا تھا۔۔وہ حیران رہ گئی تھی۔۔اٹھارہ ملین سے بھی زیادہ

فالورز کے ساتھ سنان مرزا کی پروفائل میں اس وقت ایک بھی ویڈیو موجود

نا تھی۔۔کیا اس نے ساری ویڈیوز ڈیلیٹ کر دی تھی لیکن

کب اور کیوں؟وہ حیران سی آنکھیں پھیلائے کبھی موبائل سکرین کو دیکھتی

تو کبھی ٹیوی کی سکرین میں نظر آتے سنان کو۔اگر ٹک ٹاک سے ویڈیوز

غائب تھیں تو یقیناً اس کے باقی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز

سے بھی اسکی ویڈیوز غائب ہو چکی ہو نگی۔۔ وہ سوچوں میں گم تھی کہ ہوسٹ

کے اگلے پر جوش سوال پر مکمل سنان کی جانب متوجہ ہوتی اسکے جواب کا

انتظار کرنے لگی۔۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ وہ ایسی کونسی خواہش

تھی جس نے سنان مرزا کو اتنا بدل دیا۔۔ ہوسٹ نے پوچھا تو اس نے بے

ساختہ کیمرے کی جانب دیکھا اور مسکرایا۔۔ ایک پل کے لیے سنائیہ کو ایسا لگا

جیسے وہ اسے ہی دیکھ کر مسکرایا ہو۔۔ اس کا چہرا اسکی غیر موجودگی میں اتنی

دور سے دیکھنے پر بھی سرخی

اختیار کر گیا تھا۔۔

محبت کی خواہش۔۔ جب کسی انسان میں محبت کی خواہش جاگتی ہے نا تو وہ اس

انسان کو بدل دیتی ہے۔ بس شاید اس لیے میں بھی بدل گیا۔۔ وہ کندھے اچکا

کر بولا۔ ہوسٹ نے امپریسو انداز میں مسکراتے لبوں کو بھینچ کر سر ہلایا۔۔

تو آپ کو محبت ہوئی ہے ؟اس نے سوال پوچھا۔۔۔سب کو ہوتی ہے پر محبت قسمت کا کھیل ہوتی ہے کوئی جیت جاتا ہے تو کوئی ہار جاتا ہے۔اور میرا نام محبت کو جیت جانے والوں میں شامل ہے۔اس کے لہجے میں سکون تھا۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔تو اس وقت کہاں ہے آپ کی محبت ؟میں۔۔اور یقیناً اس

وقت وہ مجھے دیکھ

بھی رہی ہو گی۔۔سنان نے کہتے ہوئے کیمرے کی جانب دیکھا پھر ہلکا سا مسکرایا۔جبکہ اسے دیکھتی سنائیہ آنکھوں کو جھپک کر رہ گئی۔۔۔

تو مطلب آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ نے شادی کر لی۔۔بکوز آپکی باتوں سے تو مجھے اور آپ کو دیکھنے والوں کو یہی محسوس ہو رہا ہے۔۔ہوسٹ

مشکوک انداز میں

بولی. جی الحمداللہ.... میں شادی کر چکا ہوں۔۔اس نے بڑے پر سکون انداز میں سب کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔ایک پل کے لیے تو ہوسٹ منہ کھولے کچھ بول ہی نا پائی۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا میں آپ کو اور آپ کی وائف کو مبارک باد دوں یا اور ان لڑکیوں سے ہمدردی کروں جن کو نا جانے کب سے آپ پر کرش تھا۔۔وہ کنفیوز سی بولی..

سنان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔۔۔ڈئیر انوسینٹ گرلز۔کرش ورش کچھ نہیں ہوتا۔یہ سب فضول باتیں ہوتی ہیں۔اپنی فیلینگز کو ون سائیڈڈ وے میں یا ویسے بھی دو طرفہ سمجھنے کی غلط فہمی میں ایسے لوگوں پر ضائع ہرگز نہیں کرتے جو آپ

کو جانتے تک نا ہوں۔اور یہ سوشل میڈیا کی محبت

درحقیقت محبت نہیں بس خود کو دیا جانے والا ایک فریب ہوتا ہے۔ کوئی

انسان کا بچہ ڈھونڈیں جو آپ کو پاکیزہ اور انمول رکھے کیونکہ عورت کو اللہ

نے بہت پاکیزہ اور انمول بنایا ہے۔ سوشل میڈیا اور اس پر کیا جانے والا گناہ

کبھی محبت نہیں ہو سکتا۔۔ وہ بس اٹریکشن اور دھوکہ ہوتا ہے۔۔ تو خود کو ان

سب سے دور پاکیزہ رکھیں اور انتظار کریں اس کا جسے اللہ نے آپ کے لیے

بنایا ہے۔ جو آپ کا ہے وہ آپ تک خود ہی پہنچ کر

رہے گا۔۔ اسے کوئی آپ سے چھین نہیں سکتا۔۔ اچھے نصیب کی دعا کرنی

چاہیے کیونکہ ہوتا وہی ہے جو اللہ نے ہمارے نصیب میں لکھا ہوتا ہے۔۔ اور

یقیناً اللہ نے آپ

سب کے نصیب میں کوئی بہترین انسان لکھا ہے۔۔ سوا پنے نصیب کے لیے

دعا کیا کریں بس۔۔ وہ خود سے ہی دیکھ کر بولا۔۔ ہوسٹ ایک بار پھر

امپریس

دکھائی دے رہی تھی۔۔

ویسے تو کیا اب آپ دوبارہ سوشل میڈیا پر نہیں آئیں

گے۔۔؟

اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا میں۔۔ اس نے کندھے اچکائے۔

ہوسٹ نے چند اور سوال کیے جس کے

وہ نارمل انداز میں جواب دیتا رہا تھا۔ تو کوئی میسج جو آپ سب کو یا اپنی خوش

قسمت وائف کو دینا چاہیں۔؟

میں سب کو بس یہی کہنا چاہوں گا کہ خوش رہیں۔ اگر کوئی ایسی خواہش ہے جو آپ نے کی اور پوری نہیں ہوئی تو نا امید نا ہوں۔ ہمیں اللہ کی مصلحت فوراً نظر نہیں آتی وہ اگر آپ کو ایک چیز عطا نہیں کرتا تو

ہے

اس کے بدلے آپ ہزاروں ایسی چیزیں عطا کر دیتا جو آپ کے لیے بہتر ہوتی ہیں جو آپ کے لیے تکلیف کا باعث نہیں بنتی۔۔ پر پتا ہے انسان کیا کرتا ہے۔ وہ بس اپنے اس ایک نقصان کو دیکھتا ہے جو اسے نہیں ملتا اور اس کے دیکھتے دیکھتے وہ اللہ کی نا جانے کتنی نعمتوں کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔۔ اسلیے اللہ کی رضا راضی رہنا چاہیے سب کو۔۔ اور میری وائف کے لیے اتنا کہوں گا کہ اگر تم مجھ دیکھ رہی ہو اس وقت تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ خوش قسمت کہ ہوں اللہ نے مجھے تم سے نوازا ہے۔۔ سنان مرزا تمہارے بغیر کچھ نہیں۔۔۔

شکریہ۔۔اس نے محبت سے بات کا اختتام کیا۔۔ہوسٹ نے بے ساختہ

تالیاں بجائی تھیں۔۔سنائیہ بس سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔اسکے

کہے جانے والے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے۔۔

گال سرخ ہو چکے تھے۔دل نے چیخ کر کہا تھا اب تو اسکی محبت پر یقین کر لو۔

اسکی محبت سچی ہے۔۔وہ

ساکن وجود کے ساتھ ٹیوی میں موجود اسے دیکھتی رہ گئی تھی جواب ہوسٹ

کے کسی اور سوال کا جواب دے رہا تھا۔۔

اسکی کار واپسی کی منزل پر گامزن تھی۔۔کار ڈرائیور

کرتا وہ آبان سے ہوئی اپنی آخری ملاقات کو یاد کرتا کچھ رنجیدہ سا لگ رہا تھا۔

آنکھوں کے پور نم ہو رہے

تھے۔۔

ایسا کیوں کر رہے ہو تم۔۔۔؟اس نے قبرستان میں بیٹھے لب بھینچ کر پوچھا تھا۔۔

آبان کیا کر رہا ہوں میں ؟آبان نے انجان بنتے مدہم مسکراہٹ ہے ساتھ اسے دیکھ کر پوچھا۔۔اتنے بے حس مت بنو آبان۔۔یہ تم اچھا نہیں کر رہے کسی معصوم کا دل توڑ کر اسکا کیا قصور ہے ؟وہ دبادبا سا چلایا تھا۔۔میں بے حس نہیں بے بس ہوں۔۔اور میری اس بے بسی کا اندازہ تم بخوبی لگا سکتے ہو شاید مناہل کی قبر پر ہاتھ پھیرتا وہ بھاری آواز میں بولا..

وہ تم سے محبت کرتی ہے۔۔۔وہ شکست زدہ سا بولا اور تم اس سے محبت کرتے ہو۔۔ برداشت کر لو گے اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھنا۔۔اسنے سوال

کیا۔۔ نظریں سنان پر جمی تھی۔ جو ایک لمحے کے لیے خاموش ہی ہو گیا تھا۔۔

اس کے گلے میں ایک گلٹی ابھر رمعدوم ہوئی تھی۔ دل لرزا تھا۔۔ چلایا تھا۔

یہ تکلیف اس کی برداشت سے باہر تھی پر وہ اپنے دل تو کو مار سکتا تھا لیکن

سنائیہ کو تکلیف میں کیسے دیکھتا۔۔ ہاں میں یہ برداشت کر سکتا ہوں پر اس کی

آنکھوں میں بسے بے بس آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔ تم مت کرو ایسا ابھی بھی

وقت ہے سب کچھ سنبھل سکتا ہے۔۔ وہ بہت ضبط سے بولا تھا۔۔

وقت ہو یا نا ہو میں کچھ نہیں کرنا چاہتا اب۔۔ میں جانتا ہوں جو ہو رہا ہے

وہی صحیح ہے۔ میں بہت تھک گیا ہوں اب۔۔ میرا دل تھک گیا ہے۔ اب یہ

ان دیکھا بوجھ نہیں اٹھایا جا رہا مجھ سے۔۔ میں بس سکون

چاہتا ہوں اب۔۔ وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔ اور اتنا کیوں تھکایا ہوا ہے خود کو

تم نے۔۔۔ وہ الجھا ہوا لگا۔۔

پتا نہیں بس کبھی کبھی انسان بہت زیادہ تھک جاتا ہے۔۔آزمائش سے امتحان سے درد سے، دکھ سے تکلیف سے اور خاص کر کسی من چاہے شخص کی یادوں سے لڑ کر کر۔۔اور تب وہ اتنا بے بس ہو جاتا ہے کہ اسکی یہ دو آنکھیں کم پڑ جاتی ہیں رونے کے لیے۔۔۔میری آنکھیں بھی تھک گئی ہے۔آنسو بہا بہا کر اب انہیں سکون چاہیے یہ ایک پر سکون اور لمبی نیند لینا چاہتی ہیں۔۔

وہ درد سے بولا تھا آنسوؤں کا گولا گلے میں جا اٹکا

تھا۔۔

ایسی باتیں نا کر یار پلیز۔۔سنان نے تکلیف سے کہا تو آبان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔آنکھیں پانی سے بھرنے لگی تھیں۔پھر اس کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ نے

بسیرا کیا۔۔یہ احساس مجھے خود سے آتا ہے۔۔مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ

اب میری تکلیف کو کم کرنے والا ہے۔۔ایم سوری یار تو تو مجھے سمجھ نا۔۔میں

من کے علاوہ کسی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا۔۔مجھے تم دسے پوری

امید ہے۔تم اس انوسینٹ اینجل کی ہر تکلیف کو بھلا دو گے۔۔وہ تمہارے

ساتھ

بی

خوش رہے گی۔۔اسے جتنی محبت تم دو گے میں کبھی چاہ کر بھی نہیں دے

پاؤں گا۔میں اس کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔۔اور تمہیں نہیں لگتا وہ

سچی

محبت کی حقدار ہے نا کہ کسی کمپر ومائز کی۔۔تو پاگل ہو گیا ہے بس۔۔سنان

نے آنکھوں کو سختی سے میچ کر کہا۔۔ہاں میں ہوں پاگل۔۔محبت کا بچھڑ جانا

انسان کو پاگل کر دیتا ہے۔اس لیے میں نہیں چاہتا کہ تو بھی پاگل ہو

جائے۔۔تو میرا بھائی ہے۔میرا دوست ہے۔میں تمہیں کبھی تکلیف میں

نہیں دیکھ سکتا۔۔ سمجھا۔۔جو ہو رہا

ہے ہونے دے۔وقت سارے زخم بھر دیتا ہے۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔

وہ سنان کے گلے لگ کر بولا تھا۔۔اسکی پکڑ

سنان لے گرد مضبوط اور سخت تھی۔سنان منجمد وجود لیے وہی کا وہی رہ گیا

تھا۔۔وہ اپنے بازوں اسکے گرد نہیں پھیلا پایا تھا۔اور اس کے ٹھیک پانچ دن

بعد

وہ ہمیشہ کے لیے پر سکون نیند جا سویا تھا۔۔آہ کاش۔۔۔!! مجھے پتا ہوتا کہ وہ ہمارا لاسٹ ہگ ہو گا۔وہ آخری بار ہو گا کہ تم مجھے اس طرح گلے لگاؤ گے تو میں تمہیں مضبوطی سے تھام لیتا۔ایک آخری بار ہی صحیح اپنے بھائی اپنے دوست کے حصار کو محسوس کر لیتا۔۔پر شاید یہ میری قسمت میں نہیں تھا۔۔

تم نے جو مجھ پر احسان کیے میں وہ کیسے اتاروں گا۔۔وہ خود سے کہہ رہا تھا۔۔آنکھیں دھندلا گئی تھی۔۔

شام کے چھ بجے وہ گھر پہنچا تھا۔۔ تھکن سے حال برا تھا۔۔کمرے میں داخل ہوا تو سنائیہ اسے کہیں نظر نا آئی۔۔وہ واپس نیچے آیا اور کچن کی جانب گیا پر کچن میں بھی اسے نا پا کر پریشان سا ہوا۔۔

سنائیہ۔۔۔اس نے پکارا تھا۔۔پر کوئی جواب نا آیا۔۔۔

پھر وہ سیدھا عفت بیگم کے کمرے میں گیا تھا۔۔ مماں سنائیہ کہاں۔۔۔وہ کمرے میں داخل ہوتے پوچھ ہی رہا تھا کہ بیڈ پر عفت بیگم کی گود میں سر رکھے سوئی ہوئی سنائیہ کو دیکھ کر ایک دم خاموش ہو گیا۔۔اسلام علیکم۔۔۔وہ عفت بیگم کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے مدہم آواز میں بولا..

وعلیکم السلام کیسا گزرا شو..؟عفت بیگم اسکے پر ہاتھ پھیر کر بولی۔۔

اچھا تھا۔۔اس نے نارملی انداز میں کہا نظریں ہنوز سوئی ہوئی سنائیہ کے چہرے پر جمی تھی۔۔ عفت بیگم اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔ سر میں درد تھا تو میری پاس آکر سو گئی۔۔بس تھوڑی تک اٹھ جائے گی تم تب تک فریش ہو جاؤ۔۔انہوں

نے کہا تو سنان نے چونک کران کی جانب دیکھا۔۔جی... وہ محض اتنا ہی کہہ

کر اٹھ گیا اور ایک نظر

پھر سے سوئی ہوئی سنائیہ پر ڈال کر کمرے سے باہر چلا گیا۔۔ کمرے سے باہر

پہنچتے ہی اس نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔سنائیہ کی آنکھوں کی جنبش بتا

رہی تھی وہ جاگ رہی تھی تو کیا وہ اس کے لیے اٹھ نہیں سکتی تھی۔۔وہ کیوں

اس سے اتنا کتراتی تھی۔۔ تین ماہ گرز چکے تھے پر سنائیہ کے اندر کوئی بدلاؤ

اسے نظر نا آیا تھا۔۔وہ ہمیشہ اس سے دوری اختیار کیے

رکھتی تھی۔۔اور اس کا یوں سنان سے دور رہنا اسے تکلیف دیتا تھا۔۔وہ

سیدھا کمرے میں گیا تھا۔۔اور بغیر

چینج کیے اور بغیر فریش ہوئے ہی بیڈ پر اوندھے منہ گرا تھا۔۔جوتے تک اتارنے کی زحمت نا کی تھی اس نے۔۔تکیے کو سر کے نیچے سیٹ کرتا ہو آنکھیں موند گیا تھا۔۔اور تقریباً چار سے پانچ منٹ بعد ہی تھکن کی وجہ سے نیند نے اسکے گرد بسیرا کر لیا تھا۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی وہ جھجھکتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جو وہ

سنان کے لیے ہی بنا کر لائی تھی۔۔پر سامنے سنان کو گہری نیند میں سویا دیکھ وہی رک گئی۔۔آگے قدم لینے کی ہمت نا ہوئی تھی اس لیے واپس پلٹتی کچن میں گئی تھی تاکہ اسکے لیے کچھ اچھا سا کھانا بنا سکے۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی وہ جھجھکتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ہاتھ میں چائے کا کپ تھا جو وہ ستان کے لیے ہی بنا کر لائی تھی۔۔ پر سامنے سنان کو گہری نیند میں سویا دیکھ وہی رک گئی۔۔ آگے قدم لینے کی ہمت نا ہوئی تھی اس لیے واپس پلٹتی کچن میں گئی تھی تاکہ اسکے لیے کچھ اچھا سا کھانا بنا سکے۔۔ وہ بہت دل اور لگن سے اس کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔ بریانی کو دم پر رکھ کر اب وہ سالاد کاٹ رہی سوچوں کے پردے پر سنان کا عکس لہرایا تو وہ بے ساختہ اسکے بارے میں سوچنے لگی۔۔ تین ماہ میں اس

کے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ یاد آنے لگا۔۔ وہ اس کی کافی عادی ہو چکی تھی۔۔ کیونکہ سنان نے اسے اپنی عادت ڈال دی تھی۔ بے ساختہ اسکے لبوں پر ایک مدہم سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔ سارا کام کر کے وہ واپس کمرے میں گئی تھی وہ ابھی تک سو رہا تھا۔ نظریں اچانک اسکے پیروں پر گئی تو وہ حیران

ہوئی اور اپنی کم عقلی کو کوسا۔۔پہلے نظر کیوں نہیں گئی اس کے پیروں پر۔

اس کے پیروں میں مقید جوتوں کو دیکھ کر وہ سیدھا چلتی ہوئی اسکے قدموں

میں زمین پر بیٹھی تھی۔۔چند لمحے وہ بغور اس کے پیروں کو دیکھتی رہی۔۔

جیسے ہمیشہ دیکھتی تھی۔۔دل میں چھپی اس کے جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے

اتارنے کی خواہش نے انگڑائی لی تھی۔وہ سو رہا تھا تو وہ اس

کے جوتے اتار سکتی تھی۔۔یہ خیال اس کے لبوں پر مسکراہٹ لے آیا۔۔اس

نے مسکراتے ہوئے ہی پہلے اسکے دائیں شوز کے لیسز کھولے اور پھر اسے پیر

سے آزاد کرنے ہی والی تھی کہ سنان نے جھٹ سے اسکے ہاتھوں اپنے پیر کو

دور

کیا تھا۔۔

یہ کیا کر رہی ہو۔۔؟ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اپنے قدموں کے پاس

۔بیٹھی سنائیہ کو حیرت و پریشانی سے دیکھ کر بولا

سنان. وہ یہ جوتے.. سنائیہ نے اسکے جوتوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے

بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔ اٹھو یہاں سے اوپر آ کر بیٹھو۔ میں خود اتار لوں گا۔۔

اور دوبارہ کبھی میرے جوتوں کو ہاتھ مت لگانا۔۔ وہ ماتھے پر بل ڈال کر

سنجیدگی سے! بولا.. کیوں سنان...؟ وہ بولی تو آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی کے

ساتھ بے یقینی کا تاثر تھا۔ شاید سنان کا ایسا سنجیدہ لہجہ پہلی بار محسوس کیا تھا اس

لیے اسے یقین نا آیا تھا کہ سنان نے اسے روکا تھا۔ کیونکہ میں خود کر سکتا ہوں

یہ.. اور تم اٹھو نا اوپر آ کر بیٹھو۔ یہاں نیچے کیوں بیٹھی ہو۔۔ وہ جھنجھلاہٹ

سے

بولا۔ اس نے اسکے جوتوں کو ہاتھ لگایا تھا یہ اسے

بالکل بھی پسند نا آیا تھا۔۔ بھلا اس سے کہاں یہ برداشت ہونا تھا جو لڑکی اس

کے دل کی سلطنت کی ملکہ تھی وہ یوں اسکے قدموں میں بیٹھ کر اس کے

جوتوں کو ہاتھ لگائے۔ تو بس جوتے اتار رہی تھی... اس نے بھرائی آواز

میں بے وجہ صفائی پیش کی۔ آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں لب ہلکے سے کھلے

تھے.. اسے یقین نا آیا تھا سنان نے اس سے ایسا کہا تھا۔۔ اس نے تو اسے

کبھی اپنا کام کرنے سے نہیں روکا تھا تو آج کیوں وہ ایک دم اتنا روڈ ہو گیا تھا۔

وہ اپنے حساب کی منطق لگائے بیٹھی تھی۔۔ سوال صرف اتنا تھا کہ سنان سے اس

اسے منع کیوں کیا تھا۔۔ اس نے سنائیہ کو جوتے کیوں نہیں اتارنے دیے

تھے۔۔۔

سنائیہ میں اپنے جوتے خود اتار سکتا ہوں یار تم میرے جوتوں کو ہاتھ لگاؤں

میں یہ برداشت نہیں کر سکتا. میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔۔ چلو

ادھر آؤ میرے پاس۔ سنائیہ کی حالت دیکھ کر وہ اب پیار اسے سمجھاتے

ہوئے بولا۔۔ پر مجھے آپ کے جوتے اتارنے ہیں۔ پیر ادھر کریں اپنا۔

اچانک ہی وہ ضدی لہجے میں اسکے پیر کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

جو سنان نے جلدی سے پیچھے کی جانب کھسکائے تھے۔۔ اور حیرت سے اسے

دیکھا

۔ تھا

سنائیہ۔۔۔۔ اس سے آگے وہ بول نا پایا۔ وہ ہونک بنا اسے دیکھی گیا۔۔ یہ کیسی

۔ بے جا ضد تھی

میری جان میں خود کر لونگا نا۔ دیکھو بس ہو گیا۔۔۔ وہ ایک دم اسکے برابر نیچے

آ کر بیٹھا تھا اور بیٹھے بیٹھے

بی جلدی سے جوتوں کو پیروں سے آزاد کرتے ہوئے بولا.. لہجہ نرم تھا۔ اسکی نظریں ابھی تک اپنے پیروں پر تھی جب اسے سنائیہ کی سسکی سنائی دی. مجھے پتا ہے آپ کو بالکل بھی اچھا نہیں الگنا آپ کے کام کروں۔ آپ بس مجبوری میں مجھے برداشت کر رہے ہیں۔ آپ کو مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے مجھے

میں

سب پتا ہے۔۔ اسکا ہچکیوں میں کیا جانے والا شکوہ سنان کو حیران کر گیا تھا۔۔ یہ کیا کہہ رہی تھی وہ۔۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو... سنائیہ تم نے ایسا سوچ بھی

کیسے لیا۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا۔۔ ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔ میری ہر سانس کا جواز ہو تم۔۔ خدا سے مانگی

ہوئی میری ہر دعا ہو تم میرے سارے الفاظ ہو تم۔۔ تمہارے بغیر سنان کے منہ نکلا لفظ بر بے معنی ہے۔۔ میری محبت ہو تم۔۔ سنان تمہارے بغیر ادھورا ہے۔ تم نے ایسا سوچ بھی کیس لیا کہ مجھے تم سے محبت نہیں۔۔ وہ اس کا ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا کر مدہم آواز میں

۔۔۔ بول رہا تھا

میں تمہارا اسیر ہوں۔ میرا دل تمہارا اسیر ہے۔۔ اسیر محبت سمجھتی ہو کیا ہوتی ہے۔۔ اسیر محبت محبت کی قید ہوتی ہے۔ اور میں تمہاری محبت کا قیدی ہوں۔۔ میں چاہتا ہوں تم ساری زندگی مجھے اس اسیر محبت کے پنجرے میں قید کر کے رکھ لو۔۔ باخدا میں کبھی اففففف بھی نہیں کروں گا۔۔ میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔۔ ایسا کبھی سوچنا بھی مت کہ مجھے تم سے

محبت نہیں۔ صرف تم سے ہی تو محبت ہے مجھے صرف اور صرف تم سے...

وہ دھیرے دھیرے سے کہتا

اب اپنا ماتھا اس کے کندھے پر ٹکا گیا تھا۔۔ جبکہ سنائیہ لب بھینچ کر اسے سن رہی تھی۔۔ دل اس کے لفظوں پر ایمان لے آنے لگا تھا۔۔ دھڑکنیں اتنا شور برپا کر رہی تھی کہ وہ ڈر رہی تھی کہ سنان کہیں اسکی دھڑکنوں کی آواز تا سن لے۔۔ پھ۔۔ پھر آپ نے مجھے۔۔ اپنا جوتا کیوں نہیں اتارنے دیا۔۔ بات پھر وہی آر کی تھی جہاں سے شروع ہوئی تھی۔۔ سنان نے اسکے کندھے سے سر اٹھایا تھا۔۔ اور اسے دیکھا تھا جو نم آنکھوں سوال لیے اسے دیکھتی بار بار پلکوں کو جھپک رہی تھی۔۔ کیونکہ تم میرے سر کا تاج ہو۔۔ میرے دل کی ملکہ ہو۔۔ میں مر نا جاؤں تم سے اپنے جوتوں اتروانے تو دور

ایسا

میں

سوچنے سے بھی پہلے ۔۔ وہ جذباتی انداز میں کہتا ہے ساختہ نرمی سے اسکی

کال پر لب رکھ گیا تھا۔ سنائیہ نے آنکھوں کو سختی سے بند کر کے سانس روکا

تھا ۔

پر مجھے آپ کے جوتے اتارنے ہیں ۔۔ پلیز ۔۔ میں اتارنا چاہتی ہوں اپنے

ہاتھوں سے میرا دل چاہتا ہے میں آپ کے جوتے اتاروں۔ وہ پانی سے بھری

آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی جیسے اپنی خواہش کا اظہار کر چکی تھی

سنان بے یقینی سے اسے دیکھتا سانس نہیں لے پایا تھا ۔۔ یہ کیسی عجیب

خواہش تھی ۔۔۔ چند لمحے تک تو جیسے وہ ہوش میں ہی نا رہا تھا ۔۔ کمرے میں

سکوت چھایا ہوا تھا ۔۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر تھیں ۔۔ ایک کی

آنکھوں میں بے یقینی اور بے بسی کا تاثر تھا تو دوسرے کی آنکھوں میں مان سا

تھا جیسے اسکی خواہش کا احترام کر لیا جائے گا۔۔وہ اسے کبھی منع نہیں کرے گا۔۔وہ عجیب کشمکش

میں مبتلا ہو چکا تھا۔۔وہ اسکی بیوی تھی وہ ہمسفر جسے اس نے اللہ سے رو رو کر مانگا تھا۔۔وہ اسے اللہ کا تحفہ کہتا تھا تو وہ اللہ کے اس انمول تحفہ کو اپنے قدموں میں بٹھا کر اس کی ناقدری کیسے کر سکتا تھا۔۔وہ پلکیں نہیں جھپک پا رہا تھا۔۔ نظریں سنائیہ کی پانی سے بھری آنکھوں سے ہٹنے سے انکاری تھی اور دل وہ تو جیسے ان آنکھوں میں ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ ساتھ ہر بار ان میں ڈوب رہا تھا۔سنائیہ میری جان...چند سانحے بعد وہ لبوں کو تر کرتا ہوا ۔اسے پیار سے پچکارتے ہوئے بولا

ابھی تو میں نے آتار لیے ہیں نا۔۔اگلی دفعہ تم اتار دینا۔مجھے بہت بھوک لگی ہے۔جلدی سے چل کر کھانا لگاؤ میں دو منٹ میں آیا۔۔وہ زبردستی مسکرا کر

بولا.. وہ جانتا تھا اگر ابھی وہ اسے صاف منع کر دیتا تو آج کے بعد وہ پھر کبھی اس سے کوئی خواہش ہی نا کرتی۔۔سنائیہ کے لبوں پر یک دم مسکراہٹ آئی تھی۔سنان نے اس کی خواہش کو قبول کیا تھا وہ سرشار ہو گئی تھی۔۔اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا تھا اور پھر اچانک ہی اس کے سینے سے لگی تھی۔آپ بہت اچھے ہیں۔۔آپ میری ساری باتیں مانتے ہیں۔۔وہ پیار سے بولی تھی اور بغیر اسکا جواب یا رد عمل دیکھے اس سے دور ہوتی کمرے سے باہر بھاگی تھی۔۔جبکہ پیچھے بونک بنا بیٹھا سنان بیڈ کی سائیڈ اپنا سر ٹکا کر چھت کو دیکھنے

لگا۔

ایسی خواہشات بھی ہوتی ہے کسی کی۔۔میں اسے پاگل کہوں یا حد سے زیادہ معصوم۔۔کیا کہوں میں تمہیں۔۔

تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہوں پر تمہاری

ایسی بے معنی اور بے سبب خواہشیں میرا دل بند کر دیں گی۔ بات نہیں مانتا تو

تمہارے دل میں جگہ نہیں بنا پاؤں گا اور اگر مانتا ہوں تو میرا دل پاگل ہو

جائے گا۔۔وہ گہرا سانس بھر کر بولا تھا۔۔ایم سوری میری جان تمہاری یہ

خواہش میں چاہ کر بھی پوری نہیں کر سکتا۔۔سنان مر نا جائے تمہیں ایسا

کرتے دیکھ کر۔۔ کبھی تمہیں موقع ہی نہیں دونگا ایسا کرنے کا۔۔وہ خود سے

عہد کرتا واش روم کی جانب بڑھا تھا۔۔جبکہ سنائیہ خوشی خوشی اب کھانا ٹیبل

پر لگا چکی تھی۔

میں

خواہش تو خواہش ہوتی ہے۔اچھی بری چھوٹی یا بڑی۔اس کا کام ہوتا ہے دل میں اپنا پورے ہونے کی چاہ ڈالنا۔۔اور یہ چاہت بعض دفعہ ادھوری ہی رہ جاتی ہے اور کبھی کبھی پوری بھی ہو جاتی ہے۔وہ کہتی تھی کہ زندگی بہت خوبصورت ہے اگر اس میں خواہشیں نا ہوں۔پر اب وہ سمجھ رہی تھی زندگی خواہشوں کے ساتھ بھی بہت خوبصورت ہے۔۔پر صرف ان خواہشوں کے ساتھ جو پوری ہو جاتی ہے۔۔ادھوری خواہشیں بے شک جینے میں مزہ دیتی ہو نگی پر کچھ خواہشوں کا پورا نا ہونا جینے کا مزہ اور زندگی کی خوشیاں چھین بھی لیتا ہے۔بظاہر چاہے اس لڑکی کی ایسی خواہش سب کو عجیب لگ رہی ہو گی پر خواہشوں پر بس نہیں چلتا وہ خود بخود دل میں آتی ہے اور چلی جاتی ہیں۔وہ اس کا شوہر

تھا

جس

کے

پیروں میں مقید جوتوں کو وہ روز بہت غور سے دیکھتی تھی پھر جب وہ اپنے جوتوں کو اتار کر انہیں خود ہی اٹھا کر شوز ریک پر رکھنے جاتا تھا یہ اسے اچھا نا لگنا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی وہ اسکے قدموں میں

بیٹھے پھر اسکے گھٹنے پھر سر ٹکائے اور روز اسکے جوتوں کو مسکرا کر آہستہ آہستہ اتارے۔۔ پر مرد کی ایک عورت سے پاکیزہ محبت اور سچے مرد کا ضمیر یہ کبھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کی من چاہی عورت یا کوئی بھی عورت کبھی اسکے قدموں میں بیٹھ کر اس کے جوتوں کو ہاتھ لگائے۔ اللہ نے عورت کا مقام مرد سے بھی زیادہ اونچا رکھا ہے تو بھلا وہ کیسے برداشت کرتا اس لڑکی کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھنا جس کے بغیر اسکی ذات ہی بے مول تھی۔۔ فش..

سنان ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتا منہ بسوڑ کر بولا۔۔ کانٹے میں نکال دیتی ہوں نا۔ اس کے منہ بگاڑنے کی وجہ سمجھتی وہ خود سے ہی مسکرا کر بولی۔سنان نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔۔اس کے لبوں پر موجود مدیم مسکراہٹ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اور آج اسکا بدلا ہوا انداز خوشی بھی دے رہا تھا پر جو وہ اندر کہہ چکی تھی یہ بات اسے حد سے زیادہ پریشان کر چکی تھی۔۔سنائیہ اپنے ہاتھوں سے اسے مچھلی سے کانٹے نکال کر دے رہی تھی۔اور وہ خود ۔۔کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے بھی کھلا رہا تھا

ویسے خان بابا کو کتنی بار بولا ہے بغیر کانٹوں والی مچھلی لایا کریں پر پتا نہیں وہ لے کر کیوں نہیں آتے۔۔عفت بیگم کمرے سے نکلتی ان دونوں کو ایسے ۔دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی

اب مت کہیے گا ان بغیر کانٹے والی مچھلی لانے کا کم از کم اسی بہانے میری بیوی کے ہاتھوں سے کھانا کھانے کا موقع تو ملا کرے گا۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

جبکہ اس کے انداز پر جہاں عفت بیگم مسکرائی تھیں وہی سنائیہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔جسے سنان نے بہت گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔خالہ جانی خالو جان کب واپس آئیں گے۔۔سنان کی خود پر پڑتی نظروں سے گھبرا کر اس نے بات کا موضوع بدلا...

کل تک آجائیں گے بینا۔اور میں نے کتنی بار بولا ہے تمہیں ہمیں ماما بابا کہا کرو۔انہوں نے مصنوعی سختی کہا

جی.. سوری میں بھول گئی تھی۔آئندہ خیال رکھو گی۔خالہ.. مماں جانی۔۔ وہ لفظوں کی تصیح کرتی جلدی سے بولی۔۔اور سنان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اب پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھا چکا تھا۔۔جسے وہ فوراً تھامتی اپنے لبوں

سے لگا گئی تھی۔ دو تین گھونٹ بھرنے کے بعد اس نے جیسے ہی گلاس واپس ٹیبل پر رکھا سنان نے اسے اٹھایا تھا

اور اس کا بچا ہوا پانی آرام سے پیتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔ نظریں چانک ہی سنائیہ کے ہونک بنے چہرے پر گئی تو وہ نرمی سے مسکرایا اور کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔ پیچھے بیٹھی سنائیہ سرخ چہرے اور تیز رفتار سے چلتی دھڑکنوں کا شور سنتی اب اس کھالی گلاس کو دیکھ

رہی تھی جو وہ ٹیبل پر رکھ کر گیا تھا۔ مماں باجرہ آیا اور انعم اب نہیں آئیں گی کیا۔۔؟ شام کے تین بجے کا وقت تھا وہ عفت بیگم کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی جب اچانک ہی پوچھ بیٹھی۔۔ سنان اور مرزا صاحب کام پر تھے۔۔ میری

بات ہوئی تھی باجرہ سے۔۔وہ کہہ رہی تھی اگلے ہفتے تک وہ واپس آجائیں

گی۔۔انعم کی پڑھائی بھی تو شروع ہو چکی ہے نااب.. عفت بیگم نے تفصیل

۔۔بتایا تواس نے سر ہلایا

سے

ویسے وہ گئی کیوں تھیں۔۔؟سنائیہ نے پوچھا۔۔باجرہ کے بھائی کا انتقال ہو گیا

تھانااس لیے۔۔پھر انعم کا کالج ختم ہو گیا تھااور وہ اپنی چھٹیاں بھی وہی گزارنا

چاہتی تھی اس لیے وہ بھی چلی گئی ساتھ وہاں اسکی چچی اور ان کے بچے اکیلے

تھے نا۔اس لیے اب ان کی چچی کی عدت ختم ہو چکی ہے تو وہ واپس آجائیں

۔گی

اوہ اچھا۔۔۔ان کی بات پر سنائیہ نے کہتے ہوئے سامنے دروازے کی جانب

دیکھا تھا جہاں سنان دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔ایک پل کے لیے تو

اسے لگا یہ اس کا وہم ہے پر وہ وہم نہیں تھا وہ سچ میں وہی کھڑا تھا۔ سنجیدہ چہرا

۔۔ لیے وہ عفت بیگم اور سنائیہ کو ہی دیکھ رہا تھا

ارے سنان بیٹا خیریت آج اتنے جلدی آ گئے۔۔ عفت بیگم نے اسے دیکھ کر

پوچھا ہی تھا پر پیچھے سے آتے مرزا صاحب کو دیکھ کر وہ نا سمجھی سے ان دونوں

کو دیکھنے لگی۔۔ سنائیہ بھی تب تک اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔۔ مرزا صاحب

کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔ بیگم وہ فردوس آپا کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہمیں

تھوڑی دیر تک۔۔ آپ تیاری کر لیں۔ مرزا صاحب نے کہا تو ایک پل کے

لیے وہ شاکڈ ہو گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ غمگیں لہجے میں بولی۔ فردوس

ان کی چچازاد کزن تھیں جو لاہور میں رہتی

نکلنا

تھیں۔سنائیہ کے چہرے پر افسردہ تاثر لہرایا تھا۔۔پر وہ چپ چاپ سر جھکا کر بیٹھی تھی۔۔پھر اس نے اور عفت بیگم نے مل کر تھوڑی بہت پیکنگ کی اور مرزا صاحب اور عفت بیگم فوراً ہی لاہور کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔۔

سنائیہ چپ چاپ کمرے میں آگئی تھی۔۔اسے لگا سنان بھی اب تک کام پر جا چکا ہو گا۔۔پر سنان واپس کام پر

نا گیا تھا۔وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا اسے سر جھکائے بیڈ پر افسردہ سی شکل لیے بیٹھے پایا۔۔سنان چلتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔۔آ۔۔آپ کام پر واپس نہیں گئے۔۔؟اسے اپنے سامنے بیٹھتا دیکھ کر سنائیہ نے چونک کر کہا۔۔نہیں اب سیدھا صبح ہی جاؤں گا۔۔اس نے جواب دیا تو وہ سر ہلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

کوئی بات ہے ؟سنائیہ کو خود کو تکتا پا کر اس نے پوچھا۔بس دل گھبرا رہا ہے۔۔وہ نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلا کر بولی

ادھر آؤ میرے پاس۔۔سنان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ ہنوز اسے دیکھتی کھسک کر اس کے قریب ہو کر بیٹھی۔سنان نے دھیرے سے اسکا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔پھر نرمی سے اسے تھپکی دینے لگا۔۔جبکہ وہ ساکت سی اس کے اس عمل اور اپنے سر اور کندھے پر اسکے ہاتھ کے نرم و ملائم لمس کو محسوس کر رہی تھی۔وہ اسے تھپک رہا تھا بہت پیار سے۔۔جیسے وہ کوئی چھوٹی بچی ہو اور اسے اس وقت نیند کے لیے کسی کی تھپکی کی سخت ضرورت ہو۔۔سنائیہ نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر ہوا کے سپرد کیا تھا۔۔یہ شخص سچ میں کوئی جادو گر تھا جو اسے

چند لمحوں میں ہی پر سکون کر دیتا تھا۔۔وہ تم آنکھوں کو موندتی اس کے گرد اپنے دونوں بازو پھیلا گئی تھی۔۔پھر اسے اپنی بند آنکھوں پر سنان کے لبوں کا نرم سا لمس باری باری محسوس ہوا تھا۔وہ ہنوز اسے تھیک رہا تھا جو سو چکی تھی۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔۔پر نظریں پیچھے کھڑی سنائیہ پر تھیں جو کچھ پریشان تو تھی پر اس پریشانی میں بھی اسکی سنان کے پیروں اور صوفے کے پاس پہلے سے پڑے اسکے بلیک شوز جو اس نے خود ہی وہاں رکھے تھے پر بار بار جاتی نظریں سنان کو پریشان کر رہی تھیں۔۔یقیناً وہ ابھی تک وہ جوتا پہنانے کی بات نہیں بھولی تھی اور پتا نہیں کب تک اس سے بہانے بنا بنا کر ۔۔اس بات کو اس کے ذہن سے نکالنے کی کوشش کرنے والا تھا

.سنائیہ..ایک کپ چائے ملے گی۔۔۔وہ ہیئر برش واپس رکھتا ہوا بولا

جی. آپ چلیں نیچے پہلے ناشتہ تو کرلیں پھر جائے پی لیجیے گا۔ وہ جلدی سے بولی۔ چہرے پر چمک آئی تھی ۔۔ وجہ اب سنان کے جوتے پہننے کی تھی۔ جو وہ خود اسے پہنانے کی چاہ لیے وہاں کب سے کھڑی تھی۔ سنان نے بے بسی سے آنکھوں کو جھپکا۔۔ اچھا پھر پانی کا ایک گلاس لے آؤ میں تب تک تھوڑا کام ہے وہ دیکھ لوں لیپ ٹاپ پر وہ بیڈ پر بیٹھ کر لیپ ٹاپ کو کھولتے ہوئے .. بلاوجہ اس کے بٹن پریس کرتے ہوئے بولا

سنائیہ نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے خالی جگ اور گلاس کو دیکھا۔۔ رات کو ہی تو اس نے پانی کا پورا جگ بھر کر وہاں رکھا تھا۔ اب صبح تک وہ خالی کیسے ہو گیا۔۔ وہ سمجھ نا سکی ۔۔ سنان نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی اور اسکے کنفیوز چہرے کو دیکھ ۔۔ کر لب بھینچ کر رہ گیا

یہ جگ تو اس نے خود ہی رات کو خالی کیا تھا تا کہ اگلی صبح کوئی اور بہانہ کام نا

آئے تو یہی بہانہ چل

جی۔۔سنائیہ کہتے ہوئے باہر کی جانب گئی۔اسکے قدموں کی تیزی سنان نے

بڑے غور سے دیکھی تھی۔وہ جیسے ہی کمرے سے باہر گئی سنان لیپ ٹاپ کو

بیڈ

کر صوفے کی جانب بھاگا تھا۔۔پر پنک بھا

صوفے پر بیٹھا وہ بار بار دروازے کی جانب دیکھتا وہ بہت تیزی سے شوز پہن

رہا تھا۔اس کے ہاتھ اس وقت بیت تیزی سے دائیں پیر کے لیسز باندھنے میں

مصروف

تھے۔۔

بس ایک منٹ اور... پلیز ابھی مت آنا۔۔دل میں کہتا وہ اب دوسرے شوز کے لیسز بھی باندھ چکا تھا۔۔اس کے بعد صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے ایک گہرا سانس ایسے ہوا کے سپرد کیا تھا جیسے کوئی جنگ لڑ کے آیا ہو۔۔

سوری میری جان۔۔میں یہ نہیں کر سکتا۔سنان مر نا جائے تمہیں اپنے قدموں میں بیٹھا کر۔۔میرا دل بند ہونے اہے ایسا سوچنے کی کوشش کرتے ہوئے بھی۔۔وہ مدہم آواز میں بڑبڑاتا لیپ ٹاپ اٹھا کر جیسے ہی باہر جانے کے کی پلٹا تھا تبھی کمرے میں داخل ہوتی سنائیہ کو دیکھ کر وہی رک گیا۔۔نظریں سنائیہ کے چہرے کے تاثرات پر تھیں۔جو ایک پل کے لیے مایوس ہو گئے تھے۔۔اسکی نظریں سنان کے پیروں پر گئی تھی۔۔چہرا کی پہلے والی چمک ایک پل میں ہی غائب ہو گئی تھی۔۔سنان کے دل کو کچھ ہوا۔۔

پانی۔۔۔وہ اس کے پاس آکر رکتی دھیرے سے بولی۔سنان نے بغیر کچھ کہے گلاس تھاما تھا اور لبوں سے لگایا تھا۔۔پر ایک گھونٹ تک حلق سے نیچے نا گیا تھا۔۔اس نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور سنائیہ کے معصوم سے چہرے کو دیکھا۔۔

جان بہت بھوک لگ رہی ہے۔اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروادو نا آج وہ اسکا دھیان پہلے والی بات سے بٹانے کی خاطر اس کا ہاتھ تھام کر چہرے پر معصومانہ تاثرات

سجا کر بولا۔سنائیہ نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ حیرت سے اسے دیکھا۔آج کل کچھ زیادہ فرمائشیں نہیں کر رہا تھا وہ کبھی ٹائی باندھ دو۔کبھی بال بنا دو۔کبھی شرٹ کے بٹن بند کر دو۔تو اب ہاتھ سے ناشتہ کروادو

کروادونا۔۔اسے سوچوں میں گھرا دیکھ وہ اسکی تھوڑی کو شہادت کی انگلی کے

ساتھ نرمی سے تھوڑا دباتے ہوئے اپنے لفظوں پر زور دے دے کر بولا۔

جج..جی... سنائیہ حیا سے سرخ پڑتی چہرا جھکا کر بامشکل بولی چند لمحوں پہلے جو

مایوسی بھرے تاثرات چہرے پر تھے اب کہیں غائب ہی ہو گئے تھے ان کی

جگہ اب حیا کے رنگوں نے لے لی تھی۔اس سے بلش کرتے دیکھ سنان نے

مسکرا کر اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے پھر اسکا ہاتھ تھامتا کمرے باہر نکل گیا

تھا۔۔سے سنائیہ اسے اپنے ہاتھ سے ہی ناشتہ کروا رہی تھی۔دل میں انجانی

خوشی بھی تھی۔دل خوش تھا اپنے سامنے بیٹھے اس پر کشش نوجوان کے لاڈ

اٹھا کر۔۔اس

کا دل مائل ہونے لگا تھا سنان کی طرف۔وہ عادی ہو چکی تھی سنان کی دل میں

اس کے لیے محبت کا ایک گوشہ بن بامشکل بولی۔چند لمحوں پہلے جو مایوسی

بھرے تاثرات چہرے پر تھے اب کہیں غائب ہی ہو گئے تھے ان کی جگہ اب

۔۔حیا کے رنگوں نے لے لی تھی

اس سے بلش کرتے دیکھ سنان نے مسکرا کر اسکی پیشانی پر لب رکھے تھے پھر

اسکا ہاتھ تھامتا کمرے باہر نکل گیا تھا۔۔سے

سنائیہ اسے اپنے ہاتھ سے ہی ناشتہ کروا رہی تھی۔دل

میں انجانی خوشی بھی تھی۔دل خوش تھا اپنے سامنے بیٹھے اس پر کشش

نوجوان کے لاڈ اٹھا کر اس

کا دل مائل ہونے لگا تھا سنان کی طرف وہ عادی ہو چکی تھی سنان کی۔دل میں

اس کے لیے محبت کا ایک گوشہ بن چکا تھا۔۔جس نے اس دل پر پورا کا پورا

قابض لب ہونا تھا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔سنان... وہ اسے ضروری ہدایات

اور اپنا خیال رکھنے کا

کہتا پلٹا ہی تھا کہ سنائیہ نے اسے پکارا.. سنان نے واپس مڑ کر اپنے ہاتھوں کی

انگلیاں مروڑتی کشمکش گھری سنائیہ کو دیکھا۔۔ پھر چل کے اس کے قریب

آیا. کیا ہوا۔۔ وہ اس کے چہرے پر پڑتی لٹوں کو کان کے پیچھے نرمی سے اڑیستا

ہوا بولا. و.. وہ آپ جلدی آجائیں گے نا۔۔ مجھے اکیلے ڈر لگتا

ہے.. اس کے لہجے میں گھبراہٹ اک عنصر تھا۔ جی میری جان تین بجے تک

آجاؤں گا۔۔ اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں میں کال کرتا رہوں گا بم.. سنان

اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا ہوا پیار بولا تھا۔۔ سنائیہ نے اثبات میں سر ہلایا

تھا۔۔ پھر وہ اس سے الگ ہوتا اسکی

تھوڑی پر نرمی سے لب رکھتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ پیچھے کھڑی سنائیہ ابھی

تک خود کو اسکے حصار میں محسوس کر رہی تھی۔۔ لبوں پر خود بخود مدھم

مسکراہٹ آئی تھی۔ اپنے کے مطابق وہ تین بجے ہی واپس آچکا تھا۔

کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ کر جلدی سے اپنے جوتے اتارے تھے.. نظریں ارد گرد سنائیہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔جو وہاں نہیں تھی شاید وہ اپنے کمرے میں تھی۔اللہ تیرا شکر..

جوتے اتارتے ہی اس نے گہرا سانس بھر کر کہا تھا۔وہ سچ میں بہت احتیاط برتنے لگا تھا۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سنائیہ کہیں نظر نہیں آئی تھی۔وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ عفت بیگم کے کمرے میں ہو گی۔اس لیے سیدھا وہی گیا تھا۔۔اور سچ میں وہ وہی تھی لیکن اس وقت وہ نیند میں چہرے پر قدرے بے چینی اور اضطراب سا تھا۔۔ تھوڑی دیر تو وہ وہی اس کے پاس بیٹھا اسے محبت سے دیکھتا رہا تھا۔۔ پھر کچھ سوچ کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ اور سیدھا دروازے پر کھڑے خان بابا کے پاس گیا

تھا ..

خان بابا میرا کوئی سامان آیا تھا۔۔؟اس کے پوچھا۔۔جی بیٹا آیا تھا۔۔ایک منٹ میں ابھی لایا۔۔خان بابا کہتے ہوئے کواٹر کی جانب گیا تھا۔۔واپسی میں ۔۔اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ تھا جس میں نا جانے کیا تھا

اسنے وہ سیدھا سنان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔شکریہ۔۔ایک اور چیز بھی تھی۔۔ اس نے کہا تو خان بابا نے سر ہلا دیا۔۔جی بیٹا لاتا میں ہوں۔۔شکریہ خان بابا اندر دے جایئے گا مجھے۔۔وہ کہہ کر ڈبہ دونوں ہاتھوں میں پکڑے اندر چلا گیا تھا۔اس کا رخ سیدھا اپنے کمرے کی جانب تھا۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے ڈبے کو صوفے پر رکھا تھا پھر ارد گرد دیواروں پر نظریں دوڑاتا کچھ سوچنے لگا۔۔وہ جیسے ہی اٹھی تو نظر سامنے کھڑی گھڑی پر گئی تھی جو پانچ بجا چکی تھی۔۔پریشانی کے عالم میں اس نے ارد گرد دیکھا۔۔وہ اکیلی تھی۔۔ تو کیا سنان ابھی تک نہیں آئے۔اس نے خود سے سوال کیا اور بیڈ سے اترتی

سلیپرز پہن کر کمرے سے باہر نکلی..لاؤنج میں بھی کوئی نہیں تھا۔۔دل کو

مایوسی ہوئی تھی۔یہ جان کر کہ سنان نہیں آیا تھا۔وہ بجھے دل کے ساتھ

۔۔سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی

ہونہہ۔۔۔کوئی محبت نہیں مجھ سے کوئی فکر نہیں میری..میرا ماضی جانتے

ہوئے بھی وہ مجھ سے محبت کیسے کر سکتے ہیں۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ

میرے دل میں ان سے پہلے کوئی اور آیا تھا پھر وہ کیسے میرے لیے احساس

رکھ سکتے ہیں۔سب

دکھاوا کرتے ہیں مجھ سے محبت کا۔سنائیہ اور اسکا وجود کوئی اہمیت نہیں

رکھتا ان کے لیے۔وہ اوور

تھنکر تھی۔ہمیشہ خود سے سوچیں گڑھ کے بیٹھ جاتی تھی۔اور اب بھی وہ وہی

سوچ رہی تھی جو

ہمیشہ سے سنان کے لیے سوچ بیٹھتی تھی۔اسکی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی تھی۔کمرے کے سامنے پہنچ کر اس کے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔۔سنان کے بغیر یہ کھالی کمرہ اسے بے سکون کر دیتا تھا۔۔اس کمرے کو اور اسے سنان کی عادت تھی۔۔اس نے دروازہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔۔سر جھکائے وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی سنان کی موجودگی کے احساس نے دل میں ہلچل مچادی تھی۔۔اس نے جھٹ اپنا جھکا چہرا اوپر کیا تھا پر سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھٹتی چلی گئی تھیں۔وہ اسکی جانب پشت کیے دیوار پر بنی نئی نویلی بک شیلف میں کچھ کتابیں ایڈجسٹ کر کے رکھ رہا تھا۔۔ سنائیہ نے غور کیا تو وہ کتابیں کوئی عام کتابیں نہیں تھی بلکہ وہ ناولز تھے۔وہ بھی اتنے زیادہ۔۔وہ سانس نا لے پائی تھی یہ ایک خواب جیسا تھا۔۔اس نے دیکھا تھا سنان آخری ناول تیسرے ریک کے اختتام پر رکھتا پلٹا تھا پر سامنے

کھڑی حیرت سے کنگ سنائیہ کو دیکھ کر ایک پل کی لیے چونکا۔۔ تم اٹھ گئی شونا۔ میں ویٹ کر رہا تھا تمہارے اٹھنے کا۔۔ وہ مسکرا کر کہتے ہوئے اسکی .. جانب آیا تھا۔ سنائیہ نے کب سے انکا سانس لیتے ہوئے آنکھوں کو جھپکا ۔ س.. سنان.. یہ.. ؟ وہ شاکڈ سی کیفیت میں تھی۔۔ اس سے آگے بولا تا گیا کیسا لگا۔۔؟ اسنے مسکرا کر پوچھتے ہوئے اس کے جانب قدم بڑھائے اور ۔۔ سنائیہ کا ہاتھ تھاما

بہت خوبصورت بہت زیادہ پیارا ہے۔ افففف اللہ.... یہ میرے لیے ہے؟ وہ اس کے ساتھ ساتھ قدم لیتی شیلف کی جانب چلتے ہوئے بولی۔۔ چہرے پر واضح خوشی کی رمق تھی۔۔ مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ سنان کی نظر جیسے ہی اس کے پہلی

باراس طرح ہنستے ہوئے اپنے چہرے پر پڑی وہ پلکیں نہیں جھپ پایا تھا۔ایک

ٹرانس کی کیفیت میں وہ محو

اسے دیکھی گیا۔۔ جیسے آنکھیں پہلی بار کوئی بہت خوبصورت منظر دکھ رہی

تھی۔;اس دلکش ہنسی کو

میری عمر لگ جائے ;۔۔اس کے دل سے فوراً دعا نکلی تھی۔۔۔اسے جواب نا

دیتا دیکھ سنائیہ نے اسکی جانب دیکھا تھا پر اسے محویت سے خود کو تکتا پاکر اس

۔کے چہرے پر ہزاروں رنگ آئے تھے اور ہزاروں گئے تھے

اور یہاں سنان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔اس نے سنائیہ کا رخ مکمل اپنی

جانب کیا پھر ایک قدم اس

کے اور نزدیک ہوا تھا۔۔سنائیہ بغیر پلکیں جھپکائے سمجھنے کی کوشش میں تھی

کہ وہ کرنا کیا چاہ رہا تھا یا وہاں ہو کیا رہا تھا۔۔پھر اسے اپنے چہرے پر سنان کے

ہاتھوں کا حصار محسوس ہوا تھا۔ چند سیکنڈز کے بعد اس نے اپنی تھوڑی پر اس کے نرم لمس کو محسوس کیا تھا۔ وہ سانس روک گئی تھی۔۔ آنکھیں بند کرنا چاہتی تھی پر ہو نہیں رہی تھی۔۔ آئی لو یو آئی لو یو سو مچ... تمہارے بغیر ادھورا ہوں میں۔۔ مجھے ہمیشہ ایسے ہی مکمل کیے رکھنا۔۔ اسے اپنے کانوں میں سنان کی مدہم سرگوشی سنائی دی تھی۔۔ سنان نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر اسے گلے لگایا تھا۔ جبکہ سنائیہ دم سادھے اب اس کے تحفظ بھرے حصار کو محسوس کرتی اس کے گرد اپنے بازو حائل کر گئی تھی
۔۔

سنان نے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ اڈی تھی۔۔ اس نے چہرا نیچے کر کے اپنے سینے سے لگی سنائیہ کو دیکھا۔ بظاہر چاہے وہ کبھی محبت کا اظہار نہیں کرتی تھی لیکن اس کے ایسے ہی کیے جانے والے ہر عمل اب سنان کے لیے محبت چھلکنے لگی تھی۔ ہاں وہ اب سنائیہ کی آنکھوں اسکی باتوں اور اس کے

چہرے پر اپنے لیے صرف فکر مند نہیں محبت کے رنگ بھی دیکھتا تھا۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا جو نم آنکھوں کو موندے اس کے گرد بازو پھیلائے خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی۔ کیا وہ اتنی محبت کے لائق تھی جتنی وہ اعلیٰ ظرف انسان اس سے کرتا تھا۔۔ یہ سوال اسکی سوچوں میں ہر وقت گردش کرتا تھا۔ تھینک یو.. آپ بہت زیادہ اچھے ہیں۔ یہ بہت پیارا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے آج سچ میں میری خواہش میرا خواب پورا ہو گیا۔ سنائیہ آپ کی عادی ہے وہ آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی اب مجھے اپنی عادت ڈال کر اب کبھی خود سے دور مت کیجیے گا۔۔ میں نہیں جی سکوں گی۔ وہ بھاری آواز میں آنکھیں سختی سے میچ کر کہہ رہی تھی.. یقیناً اس کے بعد وہ کئی دن تک اس نہیں ملاتے والی تھی یہ سنان جانتا تھا۔ یہ اظہار محبت تو نہیں تھا پر اسے اظہار محبت سے کئی آگے لگا تھا۔۔ اس کے دل کی دھڑکنیں بے

ہنگم ہوتی ساز گار ہی تھی۔ وہ سنان کے بغیر نہیں رہ سکتی یہ احساس یہ سرور ہی دل کو سرشار کر رہا تھا۔ اس نے سنائیہ کے سر کو چوما تھا۔۔ بہت محبت اور شدت سے. عفت بیگم اور مرزا صاحب کو گئے دوسرا دن تھا۔۔ وہ کمرے میں امر بیل ناول کھولے بیٹھی اسے پڑھ رہی

تھی۔

تم بہت اچھی ہو علیزے مگر مجھے تم سے محبت نہیں۔ عمر جہانگیر کے ان الفاظوں نے اسکی آنکھیں تم کی تھی. مجھ سے یہ مت کہو تمہیں پتا ہے اس سے کتنی تکلیف ہوتی ہے مجھے اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکلتا گال پر

بہہ گیا تھا۔ کانوں کے پردوں میں کہیں دور ایک مدہم سی کبھی نا بھولنے والی آواز گونجی تھی

میں تمہاری منزل نہیں ہوں لٹل انو سینٹ اینجل ... تمہارا نصیب کوئی اور ہے. مجھے اپنے دل سے نکال دو ... میرے بس میں نہیں تمہیں وہ دینا جو تم چاہتی.. آنکھیں جھلملا گئی.. گال گیلے ہو چکے تھے۔ بھلا

۔ہوں

محبت بھی کبھی بھولتی ہے بھلے ہی وہ ماضی تھا پر ماضی کبھی بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔اور وہ انسان تو چاہ کر بھی نہیں۔۔ وہ سنان کے ساتھ وفادار تھی۔پر آبان اس کا کزن بھی تو تھا ایک ایسا انسان جو ہمیشہ اسکی سائیڈ لیتا تھا اسے سپورٹ کرتا تھا۔اسے بچپن

سے موٹیویٹ کرتا آیا تھا۔۔ وہ اس سے اپنی یکطرفہ محبت کو چاہے دفن کر چکی تھی پر اپنے کزن کو کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔ سوچوں سے باہر نکلتی اس

نے سختی سے اپنے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا تھا۔اور پھر واپس

ناول پڑھنے میں خود کو گم کر

لیا.

وہ چار بجے ہی گھر پہنچا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح اس نے ابستہ آہستہ قدم لیتے

پورے لاونج میں نظریں گھمائی

تھی وہ وہاں نہیں تھی.. شکر لا سانس خارج کرتے ہوئے وہ بھاگ کر صوفے

پر جا کر بیٹھا تھا۔۔ جلدی سے لیپ ٹاپ کو سائیڈ پر رکھ کر اس نے شوز

اتارنے شروع

کیے تھے۔۔ لیکن بار بار سیڑھیوں اور کچن کی جانب دیکھنا نہیں بھولا تھا۔۔

اسکی جلد بازی اور یہ اندازا گر

سے

عفت بیگم یا مرزا صاحب دیکھ لیتے تو یقیناً انہیں جھٹکے لگنے تھے۔ جوتے اتارتے ہی اس نے گہرا سانس بھرتے ہوئے صوفے سے اپنی پشت ٹکائی تھی کہ تبھی سنائیہ کو کچن سے پانی لاتا دیکھ کر سیدھا ہو بیٹھا۔ اسلام علیکم... وہ پلکوں کو جھپکتی ضبط سے بولی۔ ستان نے بغور اسے دیکھا اسکی پہلے سے سرخ آنکھیں اور اب کیا جانے والا ضبط وہ پریشان سا ہو گیا۔ کیا ہوا شونا۔۔ افف ایک تو اسکا یوں سنائیہ کو پیار شونا بلانا.. وہ خود کو کوئی چھوٹی اور لاڈلی بچی تصور کرنے لگ جاتی تھی یہ سن کر وہ اٹھ کر اس کے سامنے آرکا۔ سنائیہ نے سر جھکا لیا۔ ہاتھ، پکڑے گلاس پر گرفت سخت ہوئی. کیا ہے میری جان اتنا پریشان کیوں ہو کچھ ہوا ہے کیا۔ سنان نے اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر ٹیبل پر رکھا اور پھر اسکے ہاتھ تھامے۔۔ کچھ نہیں ہوا۔ بس ایسے ہی... مجھے سب کی یاد آ

رہی تھی۔۔۔آپ پانی توپیئیں نا۔۔۔وہ زبردستی مسکرا کر بولی۔اس کی

۔۔حالت دیکھ کر کیا پانی اس سے اترنا تھا

میری جان تو پریشان ہونے والی کیا بات ہے ماما بابا واپس آجائیں تو پھر ہم

چلیں گے سب کی طرف۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ اس کی گال تھپک کر پیار سے

۔۔بولا تو سنائیہ نے محض لبوں کو بھینچ کر اثبات میں سر ہلایا

پانی۔۔سنائیہ نے پانی کی طرف اشارہ کیا تو وہ واپس صوفے پر بیٹھ کر گلاس

تھام گیا۔صرف اسکی خوشی کے لیے پر سوائے ایک گھونٹ کے اور پانی وہ نا پی

سکا تھا۔سنائیہ بھی اس سے تھوڑا دور صوفے پر بیٹھ کر

۔۔پلکوں کو جھپکتی اسے دیکھنے لگی

کیا بات ہے۔۔سنان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔اسے اندازا گیا تھا کوئی سیریس

بات تھی جو وہ اتنا بے چین

اور پریشان تھی۔۔ مم۔۔۔مجھے۔۔رونا ہے۔۔اس نے کہا تو آنسوؤں کا

پھندہ اٹک

۔۔؟ گیا. میں کیوں

۔۔سنان نے بغور اسے دیکھا

می بس

ایسے ہی دل کر رہا ہے۔۔وہ اپنی قمیض کو ہاتھوں میں دبوچے گہرا سانس بھر

کر بولی۔۔ادھر آؤ میرے پاس۔سنان نے کہتے ہوئے اسے اپنی جانب نرمی

سے کھینچا تھا۔ج۔ جس سے وہ خود کھسک کر اس کے قریب ہوئہ تھی۔۔

اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ کر

۔۔سنان نے اسے نرمی سے گلے لگایا اور اس کے سر پر پیار سے تھپکی دینے لگا

جبکہ سنائیہ ضبط کا بندھن توڑتی ہچکیوں میں رو پڑی تھی۔۔۔ چلو اب بتاؤ

۔۔۔ کیوں رو رہی ہے میری جان۔۔۔ کہ صبر ہی نہیں آ رہا

ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جن سے ہم محبت کرتے ہیں وہ ہمیں ہی ملتے نہیں

۔۔۔؟ وہ سنان کے سینے سے لگی ہی

روتے ہوئے بولی۔۔ لیکن اس کے سوال نے سنان کی سانسیں روک لی

تھی۔۔۔ سنان نے سر جھکا کر اپنے سینے سے لگی سنائیہ کو دیکھا۔ لیکن مجھے تو تم

مل گئی۔۔۔ اس کے مدہم آواز میں دیے جانے والے جواب پر سنائیہ نے چہرا

اوپر اٹھا کر اس کو دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکی بھیگی آنکھوں کو

دیکھتے سنان نے ہاتھ بڑھا کر انگوٹھے اسکی گیلی پلکوں کو نرمی سے چھوا تو سنائیہ

آنکھیں موند گئی۔۔۔ پھر علیزے کو وہ کیوں نہیں ملا۔۔۔ وہ کیوں چھوڑ کر

چلا گیا۔۔۔؟ بھرائی آواز میں کہتے ہوئے ایک بار پھر

۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے

۔۔۔سنان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

کون علیزے کون عمر؟ وہ ماتھے پر بل ڈالے بولا۔۔وہ امر بیل ناول میں جو علیزے اور عمر ہے۔۔ عمر علیزے کو کیوں نہیں ملا وہ کیوں اسے چھوڑ کر چلا گیا۔۔وہ کچھ بول نا پایا۔۔ مطلب حد ہوتی ہے مانا کہ لڑکیاں چھوٹے اور نازک دل کی مالک ہوتی ہیں پر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا نا کہ کہانیاں پڑھ کر بھی رونے ہی بیٹھ جائیں۔۔وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔ میری جان۔جو نصیب میں لکھا ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ان کی قسمت میں بھی یہی لکھا تھا تم ایسے روؤ نہیں۔۔ دیکھو کیا حالت کی ہوئی ہے اپنی۔۔وہ بس یہی کہہ سکتا تھا۔۔کچھ اور کہہ کر بات بگاڑ نہیں سکتا تھا اس لیے اسے سینے سے لگائے اس کا سر تھپکنے لگا۔ جبکہ

وہ بس اس کے حصار میں دھیرے دھیرے ہچکیاں بھرتی آہستہ آہستہ غنودگی میں چلی گئی تھی۔ سنان سر جھکا کر اسکی بند آنکھوں کو دیکھا وہ سو چکی تھی۔۔ افففف۔۔۔ پتا نہیں کب سے رو رہی تھی۔ ان رائٹرز کو بھی نا بندہ کیا کہے اب کہانیاں اپنی لکھتی ہیں اور بیویوں کو ہماری رلاتی ہیں۔ وہ دل میں یقیناً رائٹر کو کوس رہا تھا۔۔ پھر نرمی سے سنائیہ کو باہوں میں بھرتا کمرے کی جانب چلا گیا۔۔

سنان کھانا کھالیں۔۔ وہ جیسے ہی نماز پڑھ کے گھر کے اندر آیا تھا سنائیہ نے جلدی سے کہا۔۔ سنان نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ اسکا ارادہ کمرے میں جانے کا تھا شاید کسی کام کے باعث پر جتنے پیار سے وہ بولی تھی وہ ساختہ اسکی جانب قدم بڑھا گیا۔۔ کیا بنایا ہے آج میری بیگم نے۔۔؟ وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

بریانی۔۔سنائیہ نے جواب دیا تو وہ مسکرایا۔۔سنائیہ مجھے ایک ضروری کام

سے جانا ہے بس آدھے گھنٹے میں واپس آجاؤں گا۔وہ کھانا کھاتے دوران ہی

بولا تو سنائیہ نے سر ہلایا۔۔

جلدی آیئے گا۔مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔۔وہ اس کے ہاتھ پانی کا گلاس پکڑ کر

بولی۔۔

جی میری جان بس ابھی آجاؤں گا۔۔کرسی سے اٹھ وہ

اسکی پیشانی پر لب رکھتا پیار سے بولا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔سنائیہ تب تک

اسکی پشت کو تکتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نا ہو گیا۔۔پھر اس نے

برتن اکھٹے کر کے کچن میں رکھے اور انہیں دھونے لگی۔۔کام سے فارغ ہو

کر وہ سیدھا کمرے میں گئی تھی۔۔بالکنی میں کھڑے اسکی نظریں بار بار مین

دروازے کی طرف اٹھ رہی تھی نا جانے وہ کب آئے گا۔۔

وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔ پھر اسکی نظریں چاند پر گئی تو وہ بغور اسے دیکھنے لگی۔۔ جو اس بار مکمل

- نہیں بلکہ آدھا تھا۔ وہ اسے دیکھتی سنان کے ساتھ گزرے ایک ایک لمحے کو یاد کرنے لگی۔۔ وقت سرکتا گیا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ وہ سنان کے لیے اپنے دل امڈتے نئے جذبات بخوبی محسوس کر رہی تھی۔۔

وہ اپنے خیالات میں اس قدر محو تھی کہ سنان کی آمد کو دیکھ ہی نا پائی۔۔ سنان نہیں وہی نیچے رک کر اسے دیکھا تھا جو آسمان کی جانب چہرہ اٹھائے اپنی سوچوں میں گم چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔ ہائے میرا دل صدقے جائے میرا انتظار ہو رہا ہے۔۔ اس نے دل کے مقام کو تھپکا اور مسکراتا ہوا اندر بڑھ گیا۔۔

ارادہ اب جلدی سے اس کے روبرو ہونے کا تھا۔۔مجھے ان کی بہت بری والی

عادت ہو گئی ہے۔۔مجھے ان سے محبت ہو گئی ہے چاند۔وہ کھوئی ہوئی سی اپنے

الفاظوں پر غور کیے بغیر بولی تھی۔پر پیچھے کھڑا اسنان ساکت سا اسے دیکھی گیا

تھا۔۔وہ سانس نہیں لے

پایا تھا۔۔اس کے کانوں نے وہ سن لیا تھا جو وہ سننا چاہتا تھا۔بھلے ہی اس کے

روبرو نا سہی پر اس نے کہہ تو دیا تھا کہ اسے محبت ہو گئی تھی سنان سے۔۔دل

کی دھڑکنیں اتنی تیزی سے رقص کر رہی تھیں

کہ

وہ

انہیں سنبھال نہیں پا رہا تھا۔اس نے دھیرے سے آگے بڑھ کر ہاتھ میں پکڑا

بیگ بیڈ کی سائیڈ پر رکھا اور چلتا ہوا اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔پھر نرمی سے کے

گرد حصار بناتا اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکا گیا۔ سنائیہ نے چونک کر اپنے گرد

بنے اس کے حصار اور اسے دیکھا۔۔ وہ کچھ نہیں بولی تھی بس سانس روکے

اپنی گردن پر اس کی سانسوں کو محسوس کر رہی تھی۔ جبکہ وہ ابھی تک

آنکھیں موندے سرشاری سے اس کے

لفظوں کو اپنے کانوں میں گونجتا سن رہا تھا۔ آ۔۔ آپ کب آئے۔۔؟ چند

لمحوں بعد اس نے پوچھا تو سنان کے لبوں پر مدہم مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

یقیناً وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اس نے تھوڑی دیر پہلے کیا کہا تھا ورنہ ابھی

۔۔یہ سوال نا کرتی

ابھی آیا ہوں۔۔ سنان نے کہتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے تو وہ

سختی سے آنکھیں میچتی سانس روک گئی۔۔ میں تمہارے لیے کچھ لایا تھا۔۔

اسے

خاموش کھڑا دیکھ وہ بولا۔۔ کک۔ کیا۔۔؟ سنائیہ نے چہرا اسکی جانب موڑ کر

پوچھا۔۔ ویٹ آ سیکنڈ۔۔ وہ کہتے ہوئے واپس بیڈ کے پاس گیا اور

وہاں رکھا چھوٹا سا شاپنگ بیگ اٹھاتا اس کے پاس آ کر رکا۔۔ سنائیہ اسے دیکھ

رہی تھی جس نے پہلے اس بیگ میں سے گجرے نکالے تھے اور سنائیہ کی

جانب دیکھا تھا۔۔ وہ حیران تھی۔۔ یہ میں اپنی جان کے لیے

لایا تھا۔۔ تمہیں پسند ہیں نا۔۔؟ وہ پیار سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں میں

گجرے پہنانے لگا۔۔ سنائیہ بے ساختہ اس کے عمل پر مسکرائی تھی۔ جس

نے پہلے اس کے دائیں کلائی میں گجرے پہنا کر اسے چوما تھا اور پھر وہی عمل

بائیں ہاتھ پر کیا تھا۔۔

شکریہ۔۔۔ وہ کہتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔ اور کلائیوں کو

ناک کے پاس لے جا کر ان کی خوشبو کو انہیل کرنے

لگی۔۔ کچھ اور بھی ہے میرے پاس وہ تھوڑا اس کے چہرے کے پاس جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔ سنائیہ نے اشتیاق سے اسکی جانب دیکھا۔۔

ناولز۔۔۔اس نے فوراً انداز الگایا۔۔ جس پر سنان نے برا سامنہ بنایا تھا۔۔ یہ ابھی تھوڑے ہیں جو اور لاؤں گا۔۔؟ وہ شیلف میں لگے ناولز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا تو سنان نے اسے تیوری چڑھا کر دیکھا۔۔ اب کی بار سنان نے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی تھی جس میں ایک باریک سی سفید نگ والی نتھلی تھی۔۔ میں چاہتا ہوں تم یہ پہنو۔۔ اس نے نتھلی کو ہاتھ میں پکڑ کر اسکے سامنے پیش کرتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔۔ سنائیہ کے چہرے پر سرخی گھلی تھی۔۔ جی۔۔۔ اس کے کہنے کی دیر تھی کہ سنان نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر نتھلی اسکی ہتھیلی پر رکھ دی۔۔ چلو پہنو پھر۔۔ وہ کہہ کر اب انتظار کرنے لگا لیکن سنائیہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔

ابھی۔۔۔وہ آنکھیں پھیلا کر بولی۔۔

ہاں نا۔۔۔ چلو پہنو جلدی۔۔۔مجھے دیکھنا ہے تمہیں۔۔اس

نے بے تاب لہجے میں کہتے ہوئے اسے لے جا کر شیشے کے سامنے کھڑا کیا

تھا۔۔اور سنائیہ ہار ماننے والے انداز

میں

سانس خارج کرتی شیشے میں نظر آتے اس کے اکسائیٹڈ اور پر اشتیاق چہرے

کو ایک نظر دیکھ کر اب نتھلی پہننے کی کوشش کرنے لگی۔سنان نے ایک پل

کے لیے بھی اس پر سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔وہ پلٹی تو سنان کو ساکت

کھڑا دیکھ کر دل کی دھڑکنوں نے انتشار برپا کر دیا۔وہ بغیر پلکیں جھپکائے

اسے دیکھی گیا تھا۔۔آنکھوں میں محبت چاہت احترام کیا کچھ نا تھا۔۔اس کی

آنکھیں گواہ تھی اس وقت سنان مرزا کے

لیے سب سے خوبصورت نظارہ سب سے دلکش منظر اور سب سے حسین عورت سامنے کھڑی وہ لڑکی تھی۔۔

جس سے وہ بھوری آنکھیں ہٹنے سے انکاری تھی۔۔سنائیہ نے سر جھکا لیا تھا۔ اس کی اس ادا کے آگے وہ شرمندہ سی ہو جایا کرتی تھی۔۔کیا وہ اتنی محبت اور چاہت کے لائق تھی جتنی محبت وہ اسے بغیر کسی غرض کے دیتا تھا۔۔چند لمحوں بعد اسے اپنی تھوڑی پر سنان کا ہاتھ محسوس ہوا تھا جس نے اس کا چہرا اوپر کی جانب کیا تھا۔۔وہ بے خود ہوا تھا اور بے ساختہ ناک پر اسکی پہنی ہوئی نتھلی کے اوپر لب رکھ گیا تھا۔۔سنائیہ نے آنکھوں کو میچا تھا۔

اٹس ٹو مچ پریٹی یارر را تنی پیاری لگ رہی ہو۔۔افففف میں کیسے بتاؤں تمہیں۔۔۔اپنے دھک کرتے

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا وہ شدت سے بولا تھا۔۔وہ بہت صاف دل کا تھا جو جیسا محسوس کرتا تھا فوراً بول دیتا تھا۔ لیکن وہ جو بھی بولتا تھا ان لفظوں میں سنائیہ کے لیے کبھی کوئی ایسا لفظ یا جملہ نا ہوتا جو اسے برا لگتا۔ اگر محبت ایسی ہوتی ہے تو سچ میں وہ خوش قسمت تھی کہ وہ محبت میں محب ; تھی۔۔خاص، عزیز، دل کے قریب سکون دل میں بسنے والی، وہ محبت تھی۔۔سنان-مرزا کی پاکیزہ محبت۔۔۔اسکی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔سامنے کھڑا شخص سچ میں کوئی جادو گر تھا۔۔اپنی ہر ادا سے اسے خود کی جانب مائل کرنے والا۔۔وہ بے ساختہ اسکے سینے سے جا لگی

تھی۔اور سنان۔۔۔وہ تو بس خود کو ہواؤں میں اڑتا دیکھ رہا تھا۔۔عورت کا اظہار محبت منہ سے اقرار کی صورت لازم نہیں ہوتا۔۔عورت کا اظہار محبت اس کے عمل اور آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے۔۔اسے سنائیہ کے عمل

میں اپنے لیے محبت نظر آتی تھی۔۔اسکی حیا سے جھکتی پلکوں میں وہ اپنے لیے

محبت دیکھتا تھا۔۔وہ سرشار تھا۔دل ہی دل میں رب کا شکر ادا کرتا وہ اس کے

گرد بازو پھیلائے کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔

سنائیہ یار چلو بند کرو اسے سونا نہیں ہے کیا۔۔رات کے

گیارہ بجے وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔۔سنائیہ نے ہاتھ میں پکڑا اپیر کامل ناول چہرے

سے ہٹا کر اسکی جانب دیکھا۔۔بس تھوڑا سا رہتا ہے۔۔پڑھنے دیں نا۔۔وہ لاڈ

سے بولی۔۔اور اس کے کندھے سے سر ٹکا کر واپس ناول مگن ہونے کے

ارادے سے اسے چہرے کے سامنے لے آئی۔۔سنان نے فوراً اس کے

ہاتھوں سے ناول کو جھپٹا تھا۔۔۔میری جان مجھے نیند آئی ہے صبح پڑھنا باقی

چلو جاؤ اچھے بچوں کی طرح اب۔۔اسے خود کو گھورتا پا کر وہ اسکی گال سہلاتا

پیار سے بولا۔۔سنائیہ نے منہ بگاڑ کر اس کے کندھے پر مکہ رسید کیا جس کا

سنان کو کچھ اثر نا ہوا تھا۔۔اس نے مسکراتے ہوئے ناول سائیڈ ٹیبل پر رکھا

اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا اس کا کندھا تھپکنے لگا۔۔پر مجھے نیند نہیں آئی۔۔

مجھے نہیں سونا۔۔سنائیہ نے کہتے ہوئے اسکے سینے سے سر اٹھانا چاہا پر سنان

نے کا سر واپس اپنے سینے پر ٹکا کر اس کی کوشش

کو ناکام بنا دیا۔۔کوشش کرو آجائے گی نیند۔۔۔وہ آنکھیں موند کر بولا۔چند

لمحے دونوں میں خاموش

گزرے تو وہ سمجھا کہ سنائیہ سو چکی ہے۔۔لیکن اسکی سوچ نے خود کو غلط

ثابت تب کا جب اسے اپنی شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ ہوتی سنائیہ کے

ہاتھوں کی چھیڑ چھاڑ محسوس ہوئی۔۔وہ ہنوز آنکھیں

موندے خاموشی سے لیٹا رہا۔۔اور وہ اپنے کام میں اسکی سرٹ کے اوپری دو

تین بٹن کبھی بند کرتی تو کبھی کھول دیتی۔سنان یقیناً اب سو نہیں سکتا تھا۔۔

کون کافر سونا چاہتا اب۔۔ وہ خوش تھا اس کی اس ادا پر۔۔ آج کل تو اسکی ہر ادا

ہی مختلف اور نرالی تھی جو اسے ایک پل کے لیے تو ضرور حیران کر ہی رہی

تھی۔۔ جیسا کہ شادی کے دن سے لے کر اب تک ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ

یوں اسکے قریب اسکے سینے پر

سر رکھ کر لیٹی اسکی شرٹ کے بٹنوں سے کھیل رہی تھی۔۔ تھوڑی دیر بعد

سنان نے اپنے سینے پر حرکت کرتے اسکے ہاتھوں کو رکتا ہوا محسوس کیا تھا۔۔

پھر اسے احساس ہوا تھا جیسے سنائیہ نے اسکے سینے سے سر اٹھا کر اسکے چہرے

کی جانب دیکھا تھا۔۔ شاید یقین کیا تھا کہ وہ سو چکا ہے یا نہیں۔۔ پانچ سے

سیکنڈز کے بعد اس نے اپنی دائیں گال پر سنائیہ کا نرم و ملائم ہاتھ کا لمس

محسوس کیا تھا۔ وہ سانس روک گیا تھا پر سنائیہ کے اگلے عمل پر نا چاہتے ہوئے

بھی اسکی آنکھیں خود سے یک دم کھلی تھیں۔۔ جس نے اسکی بائیں گال پر

داڑھی سے تھوڑا سا اوپر آرام سے لب رکھے تھے۔۔ تمہاری یہ

تمہاری یہ معصومانہ ادائیں میری جان لے لیں گی سنائیہ۔۔ میرا دل پہلے ہی

تمہارا اسیر ہے اور اس دل کے علاوہ میرے پاس کوئی قیمتی چیز نہیں جو

میں تم پر وار دوں۔۔ مجھے جینا ہے تمہارے ساتھ ایسا کر کے تم میری

سانسوں کو روک رہی ہو۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔ سنائیہ نے چونک کر اسکی

جانب نظریں اٹھائیں تھیں۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ایک

دوسرے پر تھیں۔۔ سنائیہ کی آنکھوں میں یک دم شرمساری سی در آئی

تھی۔ وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یقیناً اسے خوشی ہوئی تھی اس کی

اس قدر نزدیکی سے پر وہ اپنے بیچارے دل کا کیا کرتا جو رک رک کر دھڑکتا

اسکی سانسیں روک رہا تھا۔ کچھ احساسات اتنے خوبصورت اور حسین

ہوتے ہیں برداشت کرنا دل کے بس سے باہر ہوتا ہے۔۔اس کا دل جو پہلے

ہی سنائیہ کے لیے پاگل تھا اب جیسے دھک دھک کرتا نا جانے کتنی تیزی سے

اس کے وجود میں

ہلچل مچا رہا تھا۔۔اسکی سانسیں اکھڑ رہی تھی۔۔سنائیہ نے جلدی سے اس

سے دور ہونا چاہا تھا۔۔پر وہ اسے روک گیا تھا۔۔اسکی کمر کے گرد پھیلے اپنے

بازو

سے وہ اپنا حصار تنگ کرتا اسکا سر اپنے سینے پر واپس ٹکا گیا تھا۔۔پر وہ نا صرف

شرمندہ بلکہ کہیں نا کہیں خوفزدہ بھی ہو چکی تھی۔۔اور ایک نئی سوچ جس

نے اس کے ذہن میں جنم لیا تھا وہ یہی تھی کہ کیا سنان کو اچھا نہیں لگا تھا اس کا

یوں کرنا۔۔وہ

اسکا شوہر تھا اور اس نے کوئی ایسی بری یا بے باک حرکت بھی نہیں کی تھی کہ وہ ایسا کہتا۔۔ وہ پھر نہیں سمجھی تھی اسے اور اسکی حالت کو۔۔ وہ ایک بار پھر اپنی منطق لگائے بیٹھی تھی۔۔ آنکھوں کو پور بے ساختہ نم ہوئے تھے۔ وہ تو بس شکریہ ادا کر رہی تھی۔۔

ایک آنسو آنکھ سے نکلتا اسکی شرٹ میں جذب ہوا تھا۔۔ جسے سنان نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔ وہ رو رہی تھی پر وہ اسے رلانا تو نہیں چاہتا تھا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا شونا۔۔ اس نے اسکا کاندھا

تھپکتے ہوئے نرمی سے وضاحت دی۔۔ پر سنائیہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹکا دیا۔۔ وہ

مسکرایا تھا مطلب بات زیادہ نہیں بگڑی تھی۔۔ اس نے پھر سے سنائیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ جسے سنائیہ نے ہچکی بھرتے ایک بار پھر جھٹک دیا تھا۔

اچھا نا سوری میرا شونا میں تو کچھ اور کہہ رہا تھا تم نے کچھ اور سمجھ لیا۔ معاف کر دو نا وہ مطلب نہیں تھا بھلا میں تمہیں خود سے دور کر سکتا ہوں۔۔ سنان نے کہتے ہوئے پھر سے وہی عمل دہرایا۔ اس بار سنائیہ نے اس ہاتھ پیچھے نہیں کیا تھا ہاں البتہ تھوڑا آگے کھسک کر اسکے کندھے پر اپنے دانت ضرور گاڑھ دیے تھے۔۔ سنان نے آنکھوں کو میچ کر سختی سے لب بھینچے تھے۔ اس نے سنائیہ کو نا تو روکا تھا اور نا ہی پیچھے کیا تھا۔ جبکہ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس کی گردن سے تھوڑا دور کندھے پر سختی سے بائٹ کیے اپنا غصہ اتارتی خود ہی پیچھے ہو گئی تھی۔ اس نے لب بھینچ کر نم نگاہوں سے سنان کی جانب دیکھا جس نے بر وقت اپنی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

اس کے چہرے کی

سنجیدگی اور بھینچے ہوئے ہونٹ دیکھ وہ پھر سے سسکی تھی۔ تھوڑی کپکپا سی گئی تھی۔۔شادی کے بعد اتنے سارے وقت میں یہ اس نے سنان کے ساتھ دوسری بار کیا تھا۔اور دونوں ہی بار سنان نے اسے ایک لفظ نا کہا تھا۔یقیناًوہ خود بھی جانتا تھا جب تک وہ اپنا غصہ اتار نا لیتی اسے سکون نا ملنا تھا۔۔سوری نا۔۔سنان نے اسکی گال پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے ایسے کہا جیسے سنائیہ نے کچھ کیا ہی نا ہو۔۔

سس۔۔۔سوری۔۔وہ روتے ہوئے بولی۔۔وہ اچانک کیا جانے والا ایک جذباتی عمل تھا۔۔اور اسے بھی احساس تھا کہ سنان کو تکلیف ہوئی ہو گی اس کے عمل سے۔۔وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔جذباتی لوگ اپنا ردعمل تو جلدی دکھاتے ہیں پر بعد میں خود ہی اپنے اس عمل پر

پچھتاتے رہ جاتے ہیں۔اس کے ساتھ بھی یہی مسئلہ

تھا۔

اٹس اوکے میری جان۔۔ادھر آؤ میرے پاس اور سو جاؤ اب رات بہت ہو گئی ہے۔۔ وہ بے ساختہ اسکی کپکپاتی تھوڑی پر لب رکھتا بولا اور اسکا سر واپس سینے پر رکھتا اسے تھپکنے لگا۔۔ سنائیہ نے مزید کچھ نا کہا تھا۔۔اسکی اعلیٰ ظرفی اور بے جا محبت پر اپنی پانی سے بھری آنکھوں کو وہ سختی سے موند کر دھیرے دھیرے سانس لیتی اسکے آگوش میں پر سکون ہوتی سو گئی

تھی۔

صبح پیاس کی شدت سے اسکی اچانک آنکھ کھلی

تھی۔۔ وہ اٹھ بیٹھی اور ادھر ادھر دیکھتی پانی کا گلاس ڈھونڈنے لگی۔ لیکن دائیں جانب جاتی نظریں وہی رکی تھی۔۔ وہ ٹھٹکی تھی۔ سنان وہاں نہیں تھا۔۔اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو ابھی پانچ بجنے میں بھی دس منٹ باقی

تھے۔ وہ اٹھ کر واش روم کی جانب گئی تھی۔ اس نے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹایا پر اندر جواب نا آیا۔ پھر اسنے دروازہ کھول کر اندر جھانکا

سے

وہ وہاں نہیں تھا۔۔

لگتا ہے آج مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے ہیں۔۔ وہ خود سے کہتی واپس بیڈ پر آ بیٹھی۔۔ نماز کا وقت تھا اس لیے وہ واپس سونے کا ادارہ نا رکھتی تھی۔ اچانک اس کی نظر کھڑکی کے پاس گئی تو وہ مسکرائی۔۔ کھڑکی سے جھانکتا چاند اپنی دلکشی سے چمکتا خوش دکھائی دے رہا تھا۔ وہ چاند سے نظریں ہٹا کر کھڑکی کے پاس اس جگہ کو دیکھنے لگی جہاں وہ روز سنان

کی امامت میں نماز پڑھتی تھی۔۔ اور اسکے بعد وہ است لیے بیڈ پر آکر بیٹھتا کبھی خود تلاوت قرآن کرتا تھا یا اسکی گود میں سر رکھ کر اسے تلاوت کرتے

ہوئے سنتا تھا۔ تمہیں پتا ہے شونا تم اتنی پیاری تلاوت کرتی ہو کہ اس سن کر مجھے بہت سکون ملتا ہے اور میں اسے سنتا سنتا سو جاتا ہوں۔ کانوں میں اس کے کہے الفاظ گونجے تو گال بے ساختہ سرخی اختیار کر گئے۔

وہ سچ میں تلاوت قرآن سنتے سنتے اکثر اسکی گود میں سر رکھے ہی سو جاتا تھا۔

اس نے اٹھ کر وضو کیا اور پھر کھڑکی کے پاس جائے نماز بچھا کر نماز ادا کرنے لگی۔۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھے تو خود بخود اسکی آنکھیں اللہ کے عطا کردہ اس خوبصورت تحفے کو یاد کرتے ہوئے بھیگ گئی۔۔ سنان مرزا اس کے لیے خدا کا ایک انمول تحفہ تھا جسے وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔ نا جانے کتنی دیر بیٹھی وہ اسکی لمبی عمر اور

اپنے اور اس کے ہمیشہ کے ساتھ کے لیے ڈھیر ساری دعائیں کرتی رہی۔۔

اس کے بعد اس نے اٹھ کر قرآن پاک اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ سورت

الرحمن کی تلاوت کرتے جب جب اس کی انگلی اس آیت پر آکر ٹھہرتی اس کا

دل شکر گزاری کے

عالم میں سرشار سا ہو جاتا۔۔ ترجمہ :؛ اور تم اپنے رب کی

کون کون سی نعمت کو

جھٹلاؤ گے تلاوت کے بعد اس نے قرآن پاک واپس ریک پر رکھا اور کھڑکی

کے پاس آکر گھر کے مین دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔ وہ ابھی تک نہیں آیا

تھا۔ صبح اٹھتے ہی اس کے چہرے پر موجود وہ مدہم مسکراہٹ دیکھنے کی جو

عادت تھی اب اسے دیکھے بغیر دل بے چین سا ہو رہا تھا۔ ہر طرف پھیلی

ہریالی پرندوں کی چہچہاہٹ اور صبح کی تازہ ہوا بہت خوبصورت منظر تھا۔۔ وہ

ارد گرد دیکھتی ابھی تک اس کی منتظر تھی۔۔وقت گزرتا گیا سات بج گئے پر

وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔وہ جانتی

تھی نماز کے بعد وہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔اور اس

کے بعد اسے گھر آتے آتے چھ یا ساڑھے چھ بج جاتے تھے۔لیکن اب تو

سات بجے سے

اوپر وقت ہو چلا تھا۔کھڑے کھڑے اسکی ٹانگیں دکھنے لگی تھی۔وہ بے چین

سی بیڈ پر آ بیٹھی۔پتا نہیں کب آئیں گے؟وہ پریشانی سے بڑبڑائی اور گلے

دوپٹہ اتار کر بیڈ پر پھینکا۔

میں

ڈالا

پھر ایسے ہی بے جان وجود کی طرح بیڈ پر پیچھے کی جانب گر کر چھت کو خالی

خالی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ دماغ کی سکرین پر سنان کے ساتھ گزرا ایک ایک

لمحہ اپنی جھلک دکھانے لگا اور کانوں میں اس کی محبت بھری باتیں اور لہجے

گونجنے لگے تو وہ گہرا سانس بھر کر اٹھ بیٹھی۔۔ اس شخص سے فرار اب ناممکن

تھا۔ وہ جادو گر تھا جس نے سنائیہ کے دل کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا اور اس کا

دل خود اس قید کو چاہنے لگا تھا۔ اسیر ; محبت ; محبت کی قید ; ہے اور محبت کی قید

سے رہائی کس کا دل چاہتا ہو گا۔ لمحے سرکتے گئے پر اس کا کچھ اتا پتا نا چلا۔ سات

آٹھ ، نو اور اب نو سے دس بجنے والے تھے۔ وہ رو

سے

سے

آٹھ ،

دینے کو تھی۔ صبح کی بھوکی بیٹھی وہ بار بار اسے کال کررہی تھی پر بالمقابل وہ اس کی کال تک رسیو نہیں کر رہا تھا۔۔ وہ صوفے پر ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھی تھی۔ آنکھیں بے بسی اور بے چینی سے بار بار گیلی ہو رہی تھی۔ افففف اللہ یہ میری کال کیوں نہیں رہے وہ سسکی تھی اور ایک دم صوفے سے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا ارادہ نیچے جانے کا تھا پر دوسرا قدم لیتے ہی اس کی آنکھوں کے آگے ایک دم اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ اپنے گھومتے سر کو ہاتھوں سے تھامتے ہوئے واپس

واپس صوفے پر گرنے کے انداز میں جا بیٹھی۔ آپ کہاں ہیں سنان۔ آجائیں پلیز۔۔ وہ روتے ہوئے کہتی ہچکیاں لینے

لگی۔۔ اس نے اپنے گھومتے سر کو ابھی صحیح سے سنبھالا نہیں تھا کہ اچانک اس کا جی متلانے لگا اور اسے قہہ آنے لگی۔ وہ جلدی سے واش روم کی جانب بھاگی

تھی پانچ منٹ بعد جب وہ واش روم سے باہر نکلی تو نڈھال حالت میں واش روم کے دروازے کے باہر

ہی بیٹھ گئی۔۔سنان۔۔۔وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔ جسم جیسے بے جان ہو رہا تھا۔۔اس کا سر ابھی تک بھاری ہوتا گھوم رہا تھا اور چکرا رہا تھا۔چند لمحے تو وہ وہیں بیٹھی اونچی اونچی آواز میں اپنی بے بسی اور حالت پر روتی رہی پھر ہاتھ کی پشت سے آنسوؤں کو رگڑتی اٹھ کر واپس صوفے پر آ بیٹھی اور موبائل اٹھا کر سنان کو کال ملانے لگی۔اس بار بھی بیل جا رہی تھی پر آگے سے اس نے کال رسیو نہیں کی تھی اس وقت اسے اپنا یوا گنور کیا جانا بے حد برا لگا تھا۔دل میں تکلیف ہوئی تھی۔۔کیا سچ میں میری کوئی اہمیت نہیں آپ کی نظروں میں ؟ ابھی تو محبت پر اعتبار کیا تھا میں نے اور آپ اب ایسے کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ؟ سنان پلیز آ جائیں مجھے آپ کی ضرورت ہے۔سنائیہ مر جائے

گی آپ کے بغیر۔۔اسے بار بار کال ملاتی وہ ہچکیوں سمیت خود سے کہہ رہی تھی۔۔نڈھال سی اس نے صوفے سے اپنی پشت ٹکائی ہی تھی کہ ایک بار پھر اسے قے آنے لگی اور وہ اپنے بے جان ہوتے جسم کو گھسیٹ کر واپس واش روم کے اندر بھاگی تھی۔۔ صبح سے شام

اور شام سے رات ہو چکی تھی پر اس کا ابھی تک کوئی

علم نہ ہوا تھا وہ کہاں تھا کیسا تھا سنائیہ کی کالز کیوں نہیں اٹھا رہا تھا یہ سب سوال اور سنائیہ کی حالت نے اسے جیسے بے جان سا کر دیا تھا۔۔ صبح سے خالی پیٹ وہ بار بار الٹیاں کرتی جیسے اب مرنے کو تھی۔۔ہاسپٹل سے نکل کر وہ جیسے ہی اپنی کار میں بیٹھا تو نظر سیدھا دوسری سیٹ پر پڑے اپنے موبائل پر گئی۔۔اس نے جھٹ موبائل اٹھایا اور جیسے ہی اس

کی سکرین جگمگائی تو نظر سیدھا (میری شونا) سنائیہ کے نام پر گئے جس کی اس وقت اسے پینتس سے زیادہ مسٹ کال آئی ہوئی تھی۔۔شٹ وہ اپنی بیوقوفی پر غصے سٹیرنگ سے پر مکا مارتے ہوئے بولا اور فوراً سنائیہ کو کال بیک کی پر بالمقابل اس کا نمبر

اوف جاتا دیکھ مایوسی سے موبائل واپس سیٹ پر پھینکتا کار سٹارٹ کرتا گھر کی جانب گامزن کر گیا۔اس کا ارادہ جلد سے جلد گھر جانے کا تھا اسے پتا تھا وہ پریشان ہو گی اور بہت زیادہ ہو گی۔۔پتا نہیں صبح سے کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔کتنا ڈسٹرب رہی ہو گی وہ اس کی وجہ سے۔۔طرح طرح کے سوال ذہن گردش کرنے لگے تھے۔۔اسے صبح ہی کال آئی تھی کہ ان کی فیکٹری میں آگ لگنے کی وجہ سے کافی ورکرز جو کہ وہاں نائٹ

شفٹ پر تھے زخمی ہو چکے تھے اس لیے وہ سنائیہ کو سوتا ہوا چھوڑ کر جلدی سے

وہاں سے نکل کر سیدھا فیکٹری پہنچا تھا۔۔آگ پر تو قابو پا لیا گیا تھا پر اس کے پانچ چھ ورکرز آگ جلنے کی وجہ سے کافی زخمی ہو چکے تھے جنہیں فوراً ہاسپٹل لایا گیا تھا۔۔وہ سنائیہ کو پر سکون سویا دیکھ کر اسے پریشان نہ کرنے کا سوچتا چپ چاپ وہاں

آیا تھا اور ہاسپٹل جاتے ہوئے اپنا موبائل بھی کار میں بھول چکا تھا۔اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔۔اسے نا بتا کر اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا ہاسپٹل

میں اتنا افراتفری اور پریشانی کا ماحول تھا کہ نا تو اسے فرصت ملی اور نہ ہی وہ کسی کو کال کر کے کچھ بتا سکا مم صبح سے رات ہو گئی تھی اور اب جا کے وہ فری

ہوا تھا۔۔ شکر تھا کہ کوئی جانی نقصان نہ ہوا تھا اس کے ورکرز بھی فورا

ٹریٹمنٹ ملنے کی وجہ سے اب ٹھیک تھے اور فیکٹری کو بھی زیادہ نقصان نہیں

ہوا تھا۔۔ اس طرف سے تو وہ پرسکون تھا پر سنائیہ کا خیال اسے بے چین کر رہا

تھا اور اب بھی وہ ٹینشن مبتلا تھا۔ دروازے پر جیسے ہی سنان کی کار کا ہارن بجا

بیڈ پر نڈھال پڑی سنائیہ فورا بھاگ کر بالکنی کی جانب گئی تھی۔۔ گھر کے اندر

داخل ہوتے ہوئے اس کے قدم بے ساختہ رکے تھے۔۔ نظریں جیسے ہی

بالکنی گئی تھی وہ وہیں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ دور سے وہ اس کے چہرے

کے تاثرات واضح تو نہیں دیکھ سکتا تھا پر وہ جانتا تھا اس وقت وہ اس سے شدید

ناراض ہو گی۔۔ وہ اس پر نظر ڈالتا تیز تیز قدم لیتا

سیدھا کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ اندر کھڑی سنائیہ نے

اپنی نم نگاہوں کو دو تین بار جھپک کر آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو واپس

اپنے اندر دھکیل کر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور دروازے کی جانب

پلٹ کر اس کے اندر آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ساکت رہ گیا تھا۔ قدم وہی منجمد ہو گئے تھے

اور نظریں جیسے ہی سنائیہ کے

چہرے پر گئی تھیں وہی ٹھہر گئی تھی۔ وہ سرخ آنکھیں لیے لب بھینچے

دھیرے دھیرے سانس لیتی اسکی سانسیں روک گئی تھیں۔۔ کیا کچھ نا تھا ان

آنکھوں میں جو سنان دیکھتا جیسے مرتا ہی جا رہا تھا۔۔ شکوہ، ناراضگی، دکھ،

تکلیف اور بے یقینی بھی۔۔

گیا

اس کا زرد چہرا اجڑی حالت سرخ سوجی ہوئی آنکھیں اور چہرے پر تکلیف کے آثار اسکی روح کو جھنجھوڑ رہے تھے۔۔ وہ خوامخواہ شرمندہ سا ہو تھا۔ سنائیہ میں۔۔۔iاس نے کہتے ہوئے جیسے ہی سنائیہ کی جانب قدم بڑھایا تو وہ چیخی تھی۔۔ وہی رک جائیں۔۔۔ جسم میں طاقت نا ہونے کے باعث اس کا چلانا بھی بہت آہستہ آواز میں تھا۔۔ وہ وہی رکتا حیرت زدہ سا اسے دیکھنے لگا جو نم آنکھوں کو بار بار جھپکتی خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی۔۔

شونا میری جان میری بہا۔۔۔ نے کہا نا میرے پاس نہیں آئیں۔ دور رہیں مجھ

سے۔۔۔ وہ نرمی سے سمجھاتے ہوئے ایک بار پھر اسکی جانب قدم بڑھا ہی رہا تھا کہ وہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی روتے ہوئے چلا اٹھی تھی۔۔

سنائیہ میرا بچہ۔۔ میری جان۔۔۔ لسن۔۔

نہیں ہوں میں آپکی جان نہیں ہوں میں آپکی کچھ ۔۔ بند کریں اپنا یہ دکھاوا۔ مجھے میرے خوابوں سے جگا کر حقیقت کے تمانچے میرے منہ پر مار کر مجھے میری اوقات یاد دلا کر اب کیا شو کروانا چاہتے ہیں کہ آپ کو بہت پرواہ ہے میری۔ مت کریں یہ دکھاوا یہ ڈھونگ۔ نہیں ہوں میں کچھ آپکی۔۔ کوئی اہمیت نہیں میری سب پتا ہے مجھے۔۔ بند کریں اپنا دکھاوا کوئی نہیں ہے یہاں جس کے آگے یہ اتنا اچھا اور اعلیٰ ظرف بننے کی ایکٹنگ کریں اب آپ۔۔ دکھائیں مجھے میری اوقات جیسے صبح سے دکھائی ہے۔۔ وہ ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ بغیر یہ جانے کہ اسکے الفاظوں کے یہ تیر سنان کے دل پر کتنے اندر تک جا کر لگ رہے تھے۔۔ وہ صدماتی انداز میں آنکھیں پھیلائے اسکے لفظوں کو اپنے کانوں میں گونجتا ہوا سن رہا تھا۔۔

پی۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔۔وہ بامشکل بولا تھا۔۔الفاظ

جیسے

ساتھ چھوڑ چکے تھے۔۔

وہی جو سچ ہے۔یہی سچ ہے نا۔۔کوئی اہمیت نہیں نا میری کوئی محبت نہیں مجھ

سے۔۔سب جانتی ہوں میں۔۔کسی بھی مرد کا ظرف اتنا بڑا نہیں ہوتا کہ

سب

جانتے ہوئے بھی کسی ایسی لڑکی سے محبت کر لے جس کے ماضی میں اس کے

دل میں اس مرد سے پہلے کوئی اور آیا ہو۔۔مجھے میری یک طرفہ محبت کی سزا

دے رہے ہیں نا۔۔میرا کیا قصور ہے۔۔اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہیں

آپ.. اللہ...... !! مم.... میں پورا دن یہاں۔ ادھر مر رہی تھی۔ کچھ خیال نہیں تھا۔ میرا آپ کو۔ میں۔۔ میں نے کتنی کالز کی ایک کال بھی رسیو. نن. نہیں کی۔ سنائیہ کا وجود، سنائیہ کی جان، سنائیہ کچھ بھی اہم نہیں آپ کے لیے۔۔ کوئی مم.. محبت نہیں۔۔ سب جھوٹ ہے۔ مجھے آج اندازہ ہو گیا ہے اچھی طرح سنائیہ سب پر صرف ایک بوجھ ہے۔۔ بوجھ کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کرے سنائیہ مر جائے۔۔ میں مر جاؤں۔۔ پھر سب کا بوجھ کم ہو جائے گا.. مم... مجھ.. سے کوئی پیار نہیں کرتا۔ کوئی نہیں اپناتا مجھے۔۔ سب نے ٹھکرا دیا۔ آپ نے بھی مجھے قبول نہیں کیا۔۔ میں

مر کیوں نہیں جاتی۔ اللہ کرے سنائیہ مر جائے۔۔ سنائیہ مر جائے۔ سنائیہ.. مر... وہ ہچکیوں میں روتی چلا رہی تھی کہ سنان کے یک دم آگے بڑھ کر اسے اپنے گلے سے لگا لیا تھا۔ ایسا مت بولو پلیز میری جان ایم سوری. میری

غلطی ہے۔۔پلیز مجھے معاف کر دو۔۔جو سزا دینی ہے سزا دے الوپر ایسا مت

کہو۔۔میں

جاؤں گا۔پلیز خود کو تکلیف مت دو میری جان پلیز۔وہ اسکا سر تھپکتا بے بسی

سے جیسے فریاد کر رہا تھا اس کے آگے.. لیکن وہ تو یسے اپنے حواس ہی نہیں

تھی۔اس لیے خود کو اس سے دور کرتی چیختی ہی جا رہی تھی۔میں نے کہا نا۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔ہاتھ مت الگائیں.. نفرت ہے مجھے آپ سے۔۔بہت

ہی برے ہیں آپ۔۔بہت بے حس ہیں۔آپ نے مجھے میرے ماضی کی سزا

دی ہے نے سچے دل سے آپ سے وفا کی تھی۔آ...آپ نکاح کے بعد ہر غیر

محرم کا تصور خود پر حرام کر کے خود کو ہمیشہ کے لیے آپ کی دسترس میں دیا

تھا۔۔مج..مجھے آپ سے۔۔مم..محبت ہو گئی تو آپ نے میری محبت کو

میرے منہ پر مار دیا۔۔مجھے میری اوقات ی

دلادی. سب دکھاوا کرتے رہے ہیں آپ صرف مجھے پانے کے لیے۔۔

حاصل کر لیا نا مجھے اور میرا وجود اب دفع کریں مجھے دور ہو جائیں مجھ سے

یا۔۔ابھی بھی دل نہیں بھرا میرے وجود سے۔جو اپنے نفس کی خواہش اور

پوری کرنی سنائیہ...اس کے ایسے نشتر کی طرح چبھتے لفظوں پر سنان کا بے

ساختہ ہاتھ اٹھا تھا پر وہ اسے ہوا میں ہی روک گیا تھا۔سنائیہ نے ڈر کر ہاتھ

چہرے کے آگے کرتے ہوئے آنکھیں میچی تھی۔۔چند لمحوں بعد کچھ نا

ہوتے دیکھ اس نے آہستہ آہستہ بے یقینی سے آنکھوں کو کھولا تو نظریں اس

کی تکلیف سے بھری سرخ ہوتی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔وہ حیران سی اسے

دیکھ رہی

تھی کیا سنان نے سچ میں اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔جہاں وہ حیران تھی وہی وہ بے

یقین سا تکلیف سے جیسے سانس تک نا لے پا رہا تھا۔اس نے نم نگاہوں سے

دل اٹھتے درد کو دبا کر اپنا ہاتھ مٹھی کی صورت میں بند کرتے ہوئے نیچے کیا تھا۔۔ گہرے گہرے سانس بھرتا وہ آنکھوں میں امڈتی نمی کو پلکوں کو جھپک کر واپس اپنے اندر دھکیلنے لگا۔ کیا وہ رو رہا تھا۔۔۔ سنائیہ اسے دیکھتی رہی تھی۔ خاموشی نے جیسے ہر طرف بسیرا کر لیا تھا۔۔ ہاں وہ رو رہا تھا۔۔ اپنی پاکیزہ محبت کو حوس کا نام دیے جانے پر وہ رو پڑا تھا۔۔ وہ سنائیہ سے ہر لفظ کی امید کر سکتا تھا پر اپنی محبت کے لیے حوس کا لفظ اس نے یہ کبھی نا سوچا تھا کہ وہ ایسا بھی سوچے گی کبھی۔۔ اسکی آنکھوں میں شکوہ ابھرا تھا۔ تت... تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو ایسا. تم ایسا سمجھتی ہو میری محبت کو۔۔؟ تمہیں میری محبت حوس لگتی ہے.. اووو خدایا!! میں مر کیوں نہیں گیا یہ

سننے سے پہلے۔۔ وہ اسے بے یقینی سے دیکھتا ہاتھ جھلاتے ہوئے کپکپاتی آواز میں بولا۔ سنائیہ کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔ وہ ابھی تک جیسے اپنے اوپر اٹھے ستان کے اس ہاتھ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی

تھی۔ وہ بھی سنان کبھی اس عمل کی امید نا رکھتی تھی۔ پر وہ یہ کیوں نہیں جان پا رہی تھی کہ ایک مرد کی انا کہاں یہ گوارا کرتی ہے کہ اسکی پاکیزہ محبت کو یوں ہوس کا نام دے دیا جائے۔۔ وہ بھی برداشت نا کر پایا تھا۔ وہ بے دیہانی میں جو بول چکی تھی یقیناً آگے جا کر اسے پچھتاوا ہونے والا تھا۔۔ بھلے ہی اسکی نیت وہ نہیں تھی وہ ایسا کہنا نہیں چاہتی تھی اور نا ہی اسکے بارے میں کبھی ایسا سوچ سکتی

تھی پر جزباتی پن نے اسے ایسا کرنے اور بولنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

آپ... وہ اسکی جانب قدم بڑھا کر بول ہی رہی تھی کہ ایک بار پھر اسے قہہ آنے لگی اور وہ فوراً منہ پر ہاتھ رکھ کر واش روم کے اندر بھا گی۔۔اور یہاں سنان اپنی ہر تکلیف ہر شکوے کو سائیڈ پر رکھتا فوراً پریشانی اس کے پیچھے گیا تھا۔۔سنائیہ میری جان کیا ہوا ہے۔؟ وہ جیسے ہی واش روم نڈھال حالت میں گہرے گہرے سانس لیتی لڑکھڑاتی ہوئی باہر نکلی سنان اس بے گرد بازو کا حصار بنا کر بولا۔اس کے ہاتھ سنائیہ کے زرد چہرے پر

تھے.. جن سے وہ بار بار اس کے گال سہلا رہا تھا۔۔ مجھ..مجھے.ہے.....

آپ سے بات نہیں کرنی۔آئی.ہیٹ یو۔۔آپ بہت برے ہیں۔آپ کو میری بالکل بھی پرواہ ن...اسکے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے

تھے اور وہ اپنے بے جان ہوتے وجود اور سن ہوتے دماغ کا بوجھ اور نا برداشت کرتے ہوئے اسکی باہوں میں ہی جھول گئی تھی۔سنائی...میری

جان آنکھیں کھولو... ایم سوری معاف کردو مجھے.. آئیندہ ایسا کبھی نہیں

ہو گا۔۔ پلیز ایم سوری آنکھیں کھولو یار وہ اس کا گال تھپک کر اسے ہوش دلاتا

مر جانے کو تھا۔اس کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے.. سنائیہ کو بیڈ پر لٹا کر اس

نے فوراً ڈاکٹر کو کال

کی تھی۔ پچھلے پانچ منٹ سے وہ کمرے کے باہر ہے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

اندر ڈاکٹر سنائیہ کو چیک کر

رہی تھی۔اچانک اسکی نظر سیڑھیاں چڑھ کر آتی باجرہ آیا اور ان سے پیچھے

چلتی انعم پر گئی تھی۔

اسلام علیکم سنان بیٹا کیسے ہو۔ باجرہ آپا اس کے پاس آتی ہوئی بولی تو وہ احتراماً

چہرے پر مسکراہٹ

لے آیا۔ پیچھے کھڑی انعم بس اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔اتنے دنوں بعد اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر جیسے اس کے بے چین دل کو راحت مل گئی تھی۔وہ اس پر سے نظریں نہیں بنا پائی تھی..وعلیکم السلام باجرہ آیا آپ کیسی ہیں وہ احترام سے بولا۔میں ٹھیک بیٹا۔آپ کیسے ہو۔پریشان لگ رہے ہو سب ٹھیک ہے نا۔۔جی وہ سنائیہ کی تھوڑی طبعیت خراب تھی تو ڈاکٹر اندر چیک کر رہی ہیں اسے پس اس لیے منان نے کہتے ہوئے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔انعم نے اسکے اشارے کے تعاقب میں دیکھا تو حیران ہوئی سنائیہ اس کے کمرے میں کیا کر رہی تھی۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔

اوہ اچھا کوئی بات نہیں بیٹا آپ پریشان مت ہو اللہ کرم کرے گا.. موسم بدلا

ہے نا اس لیے طبیعت خراب ہو گئی ہو گی۔ باجرہ آپا نے اسے تسلی دی جس

پر اس

نے محض سر ہلایا تھا اور بولا کچھ نا تھا۔ تبھی انہیں کمرے کا دروازہ کھلنے کی

آواز آئی تو سب نے دروازے کی جانب دیکھا۔ جہاں سے فیمیل ڈاکٹر نکلتی

ان کی جانب ہی آئی تھی۔ وہ ٹھیک ہے نا.. ڈاکٹر سنان پریشان سا ڈاکٹر کی

جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ پیچھے کھڑی انعم اسکے لہجے کی تڑپ پر الجھنوں کی زد

میں آئی تھی۔ وہ اتنا پریشان کیوں تھا سنائیہ کے لیے اور اس گھر میں اور کوئی

کیوں نا تھا ان دونوں کے علاوہ اور سب سے زیادہ پریشان کرنے والی بات

سنائیہ کا سنان کے کمرے میں

ہونا تھا۔ وہ الجھنوں میں گھری خ۔ انہیں ہی دیکھ

رہی تھی۔جی وہ ٹھیک ہیں لیکن انہیں سٹریس بہت زیادہ ہے جوان کے لیے اور بے بی کے لیے بالکل بھی صیح نہیں ہے۔

جی وہ ٹھیک ہیں لیکن انہیں سٹریس بہت زیادہ ہے جوان کے لیے اور بے بی کے لیے بالکل بھی صیح نہیں ہے۔اس لیے آپ جتنا ہو سکے اتنا زیادہ ان کا خیال رکھیں ؟اور انہیں خوش رکھیں۔ایسی حالت بالکل بھی اچھا نہیں ہوتا۔

اور ہاں ایک اور بات آپ کی

میں سٹریس

وائف کافی ویک ہیں سوان کو اچھی ڈانٹ کی ضرورت ہے.ڈاکٹر اپنی رو میں بولتی ہی جا رہی تھی۔سنان بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ کیا سن رہا تھا۔۔کیا سچ میں جو اس نے سنا تھا ڈاکٹر نے وہی کہا

تھا۔

ہے۔۔۔بی۔۔مطلب۔۔وہ حیران سا بولا۔ڈاکٹر اسکی حالت دیکھ کر مسکرائی تھیں

اوہ سوری آپ کو پریشان دیکھ کر میں بتانا ہی بھول گئی کونگریچولیشنز آپ بابا بننے والے ہیں۔یور وائف از پریگننٹ۔۔ڈاکٹر خوشدلی سے بولی تو حیرت سے کھڑے سنان کی آنکھوں میں یک دم خوشی کی چمک ابھری۔اس کے لب کچھ کہنے کے لیے ہلے تھے پر آواز نے ساتھ نا دیا۔چند سانحے وہ کچھ کہہ ہی نہیں پایا۔باجرہ آپا نے بھی مسکراتے ہوئے اسکا کندھا ٹھیک کر اسے مبارک باد دی تھی۔وہ ابھی تک جیسے یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ جو اس نے سنا وہ خواب نہیں بلکہ

حقیقت تھا۔ان سب سے دور پیچھے کھڑی انعم پر حیرتوں اور بے یقینی کے

جیسے ہم گرے تھے وہ آنکھیں پھیلائے سانس روکے سنان کی جانب

آنکھوں میں کرب

لیے کھڑی تھی۔کانوں میں بار بار ڈاکٹر کے الفاظ گونج رہے تھے..وہ

سنان کے بابا بننے کی مبارک باد دے رہی تھی۔سنائیہ اسکی زندگی میں کب

آئی.. قسمت نے یہ پلٹا کب کھایا۔۔ابھی کل تک تو وہ اسے دعاؤں مانگ میں

رہی تھی لیکن اب کیسے مانگتی اسے جو کسی اور کا شوہر تھا۔اسکی شادی کب اور

کس طرح ہوئی.وہ ہر چیز سے انجان تھی..دل سے آتی چھناک کی آواز جیسے

اسے سنائی دی تھی۔اس کا دل اسکی امیدیں اسکی محبت اسکی خوشیاں سب

ٹوٹ چکا تھا

تھے

اور ان سب سے رستا خون اس کے وجود کو بے جان کرتا جارہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں یک دم نمی گھلی اور اس کے قدم بے ساختہ لڑکھڑائے تھے۔۔ یا اللہ۔۔۔!! بس ایک صدا تھی جو اس کے لبوں سے بہت مدہم آواز میں نکلی تھی۔۔ اور اس ایک صدا میں کتنی اذیت اور تکلیف تھی یہ اللہ کے سوا کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنے مفلوج ہوتے ذہن اور ساکت ہوتے وجود کو سنبھالتی پلٹی تھی اور وہاں سے فوراً نیچے کی جانب بھاگی تھی۔ کسی نے اس قسمت کی ماری پر دیہان نہیں دیا تھا جو آج وہاں سے اپنی یک طرفہ محبت کے نا ملنے کی کرچیاں سمیٹتی سب کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ سنان ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتا فوراً کمرے میں آیا تھا۔۔ وہ سو رہی تھی۔ زردی مائل چہرا اور گالوں پر منے مٹے آنسوؤں کے نشان ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق ایسی کنڈیشن میں اکثر وارمٹنگ اور چکر آتے رہتے ہیں اور طبعیت بے چین سی رہتی ہے جو کہ موڈ سونگز کا

باعث بنتی ہے۔ سو جتنا ہو سکے اپنی وائف کا خیال رکھیں اور انہیں خوش

رکھیں وہ آہستہ آہستہ قدم لیتا اسکے پاس کا بیٹھا اور اسے محبت سے دیکھنے لگا۔۔

یااللہ آپکا شکر ہے۔ آپ نے مجھے اس لائق سمجھا اور مجھے اولاد کی نعمت سے

نوازا۔۔ وہ نم نگاہوں سے است تکتا دل میں کہہ رہا تھا۔۔ پھر اس نے جھک

کر سنائیہ کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔ڈاکٹر نے اسے

سکون اور انجیکشن لگایا تھا جس کی وجہ سے اس نے چند گھنٹے تو ضرور سویا ہی

رہنا تھا۔

تھینک یو میری جان آئی لو یو۔۔ مجھے اتنی بڑی خوشخبری دینے کے لیے

میرے پاس الفاظ نہیں جن میں

میں تمہیں بتا سکوں میں کتنا خوش ہوں اور تمہارا کتنا شکر گزار ہوں پر جو تم

نے آج کیا اور کہا اس پر سزا بنتی ہے۔۔ تمہیں میری محبت کو ایسا نہیں کہنا

چاہیے تھا سنائیہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم کبھی ایسا سوچو کی بھی پر

تمہارے لفظوں نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔۔ تمہیں احساس دلانا

ضروری ہے۔ وہ گہری سنجیدگی سے مدہم آواز میں کہہ رہا تھا۔ ایک بار پھر

اسکی پیشانی پر نرمی سے لب رکھ کر وہ واش روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔ آج

اسکی عشاء کی نماز بھی لیٹ ہو چکی تھی۔ رات کو اسکی آنکھ کھلی تو وہ اٹھ بیٹھی.

اس نے اپنی دوسری جانب بیڈ دیکھا سنان وہاں نہیں تھا۔ کمرے لیمپ کی

مدہم روشنی ہر طرف پھیلی تھی۔ وہ ادھر ادھر سنان کے لیے نظریں گھمانے لگی

پریشان سی تو نظریں بائیں طرف جاتے ہی رک گئی تھی۔ اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ سنان صوفے پر سویا ہوا

تھا۔ وہ بیڈ پر کیوں نہیں سویا تھا۔ صوفے پر وہ با گزارا کے لیٹا آنکھوں پر بازو ٹکائے ہوئے تھا۔

مشکل بی اسکے پیر صوفے کے اختتام سے آگے نکلے ہوئے تھے کیونکہ صوفا اسکے قد کے حساب سے کافی چھوٹا تھا۔ وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

کانوں میں اسے کے جانے والے اپنے الفاظ گونجے تو اسکے وہاں سونے کی وجہ سمجھ آئی اور شرمندگی بھی ہوئی۔ وہ غصے میں کچھ نہیں بہت زیادہ اور غلط بول چکی تھی اسے۔ اسکی آنکھیں بے ساختہ اشک بار ہوئی تھی۔ وہ لب بھینچ کر

سسکی تھی اور یہ سسکی صوفے پر آنکھوں پر بازو دے کر لیٹے ہوئے سنان نے

بخوبی سنی

تھی۔ وہ جاگ رہا تھا۔۔ وجہ سنائیہ ہی تھی جو بغیر کچھ کھائے ہی سو گئی تھی وہ

اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ اسے کچھ کھلا سکے.. پر سنائیہ کچھ زیادہ دیر ہی

نیند میں رہی تھی۔۔ اور اب رات کے ڈیڑھ اتھ تھی۔ وہ اٹھا نہیں تھا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا وہ روکس لیے رہی تھی۔ وہ جان بوجھ کر اپنے دل پر سخت

خول چڑھائے اسکی سسکیاں سن رہا تھا۔۔ چند منٹوں بعد اسے کمرے کا

دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔۔ کہاں جا رہی ہو سنائیہ ۔۔۔ وہ فوراً اٹھ کر

صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ جبکہ اپنے عقب میں اسکی اتنی سنجیدہ اور بے تاثر

آواز سن کر سنائیہ کا سانس وہی کا وہی رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے کو آنکھیں

خشک ہوئی تھی اب پھر سے برسنے کے لیے تیار تھیں۔ کچھ پوچھا ہے میں

نے اس وقت کہاں جا رہی ہو باہر اندھیرا ہے کچھ چاہیے تو مجھے بتا دو میں لا دیتا ہوں۔۔ وہ زرا سختی سے بولا تھا۔۔ اسکے لہجے میں جسم کو چٹخا دینے والی ٹھنڈک تھی۔۔ وہ سہم سی گئی تھی۔ پہلی بار اسے سنان سے خوف سا محسوس ہوا تھا۔ اتنا سنجیدہ اور سخت رویہ وہ برداشت نا کر پا رہی تھی۔ تمہیں میری آواز نہیں آ رہی بہری ہو گئی ہو کیا۔۔ کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے میں۔۔؟ اسے کچھ نا

کرتے اور بولتے دیکھ وہ دانت پیس کر کہتا اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔ اپنے پیچھے اسکی موجودگی اور سرد نظروں کو محسوس کرتی ہو جلدی پلٹی تھی۔۔ آنکھیں جھلملا سی گئی تھی۔۔ سنان بغور اس کے سہمے ہوئے چہرے اور نم آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ خوفزدہ ہونے کے ساتھ ساتھ شرمندہ بھی دکھائی دے رہی

سس.. نان وہ میں۔۔ مجھے۔۔ بھرائی آواز کو کاٹ کاٹ کر کہتی وہ چہرا جھکا گئی۔۔ سنان کی نظریں ہنوز اس پر جمی تھی۔۔اسے خاموش کھڑا دیکھ سنائیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظریں اسکی سنجیدہ اور جزبات عاری نظروں سے کرائیں۔اس نے ہچکی بھری تھی۔ پھر نچلے لب کو دانتوں تلے دبایا۔یقیناً وہ اس کی ادھوری چھوڑی بات پورا سننے کے انتظار تھا۔ مجھ۔۔مجھے۔۔ بھوک۔۔ لگی ہے۔۔وہ چہرا ایک بار پھر جھکا کر شرمندہ لہجے میں بولی تھی۔۔ لے آتا تم بیٹھو میں ہوں۔وہ کہتا ہوا بغیر اسکی جانب دیکھے کمرے باہر نکلا تھا۔ سنائیہ نے اسکی پشت کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھا تھا۔۔اور ہچکیوں میں روتی ہوئی بیڈ پر آبیٹھی تھی۔۔وہ اسکی بے رخی سہہ نہیں پا رہی تھی۔۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ ہاتھ میں ایک ٹرے پکڑے کمرے میں داخل ہوا جس میں ایک دودھ کا گلاس اور دو تین سینڈوچ تھے۔سنائیہ نے اسے اندر آتے دیکھ اپنی گال پر بہتے آنسو صاف کیے اور چہرہ جھکا کر بیٹھ گئی۔سنان کو تکلیف تو

ہوئی تھی اسے ایسے دیکھ کر پر فلحال وہ اپنے پر کھول چڑھائے ہوئے تھا۔۔

اس نے خاموشی سے ٹرے لے جاکر سنائیہ کے پاس رکھ دیا۔اور خود واپس جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔سنائیہ نے فوراً پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا وہ اسے

اور چاہیے کیا؟اسے خود کی جانب تکتا پا کر سنان نے نرمی سے پوچھا۔۔اس کا یہ نرم لہجہ اسے پھر سے ولا رہا تھا۔اس کے گلے میں ایک گلٹی ابھر کا معدوم ہوئی

وہ محض نفی میں سر ہلا گئی۔پھر کھا کیوں نہیں رہی ہو؟اس نے فوراً پوچھا۔۔

آ۔۔آپ نے کچھ کھایا تھا؟وہ چور سے لہجے میں کہتی نظریں جھکا گئی۔سنان اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔اس وقت اسے سامنے بیٹھی اس لڑکی پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔ہاں میں نے کھالیا تھا۔اس نے کہا تو سنائیہ نے پھر اسے دیکھا۔وہ جانتی تھی وہ جھوٹ کہہ رہا تھا اس نے کچھ نہیں کھایا ہوگا اور نا ہی وہ اب کچھ کھانے

والا تھا۔اس لیے خود بھی ترے کو سائیڈ پر دھکیل کر رکھتی واپس لیٹنے لگی۔

سنان نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔۔سنائیہ کھانا کھا کر سونا نہیں تو میں بہت برا پیش آؤں گا۔۔وہ ذرا سختی سے اسے دیکھ کر بولا جو تقریباً لیٹ ہی چکی تھی۔مجھے نہیں کھانا۔۔خفگی بھرے لہجے میں کہتی وہ اسکی جانب پشت کیے سسکیاں بھر رہی تھی۔سنان نے اس کی پشت کو دیکھ کر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا پھر اٹھ کے اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔۔سنائیہ چپ چاپ اٹھو یہ سینڈوچ کھاؤ

اور دودھ پیو پھر میڈیسن کھا کر سونا۔وہ قدرے سنجیدگی سے بولا۔سنائیہ نے لیٹے لیٹے ہی نظروں کا زاویہ اسکی جانب گھمایا پھر صاف غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کروٹ دوسری جانب موڑ لی۔سنان نے لب بھینچ تکیے پر بکھرے اس کے بالوں دیکھا پھر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔سنائیہ نے بخوبی

اس کے اپنے پیچھے بیٹھتا محسوس کیا تھا۔سنائیہ اٹھو۔۔؟سنان نے اس کا کندھا

بلایا پروہ ٹس سے مس ہوئی۔مجھے بھوک نہیں ہے۔۔اس نے بغیر رخ

موڑے کہا۔سنان کا ضبط جواب دے رہا تھا۔اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے

اسے زبردستی بازو سے پکڑ کر اٹھانا چاہا۔میں نے کہا نا مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔

آپ جائیں اور جا کر سو جائیں۔آپ کو کیا ہے میں کھاؤں یا نا کھاؤں جیوں یا

مروں وہ بامشکل خود کو رونے سے باز رکھتے ہوئے بولی تمہارے جینے مرنے یا

کھانے یا نا کھانے سے مجھے بی فرق پڑتا ہے اور پڑتا گا سنا تم نے اب فضول باتیں

کرنا بند کرو اور چپ چاپ کھانا کھاؤ نہیں تو اچھا نہیں ہو گا۔وہ تنبیہ کرتا ہوا

کہتا اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اٹھانے لگا۔۔

سنان آپ کو پتا ہے مجھے آپ کی سب سے بری عادت کیا لگتی ہے۔۔؟وہ

تیوری چڑھا کر اسے گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولی۔تمہیں تو

میری ساری عادتیں ہی بری لگتی ہیں۔ سوال کو درست کرو اور کہو کہ تمہیں مجھ میں کون سی کوئی ایک عادت اچھی لگتی ہے وہ بھی بدقسمتی سے۔۔ وہ طنزیہ انداز میں کہتا ٹرے اٹھا کر ان دونوں کے بیچ رکھ چکا تھا۔۔ سنائیہ نے نم نگاہوں، اسکی جانب دیکھا.. نہیں بلکہ میں غلط بول گیا۔ تمہیں تو میری صرف عادتیں نہیں بلکہ پورا کا پورا انسان مرزا ہی برا لگتا ہے۔۔ اسکی نظریں اور ان میں بسی تمہارے لیے محبت بھی

تمہیں بری لگتی ہے۔۔ بلکہ تمہیں وہ محبت لگتی ہی کہاں ہے تمہیں تو اسکی آنکھوں میں اپنے لیے حوس نظر آتی ہے نا۔۔ تمہارے نزدیک سنان کو تو اپنی بیوی کے وجود کی چاہت تھی بس۔ کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا میں۔۔ میں نے تو اپنی بیوی سے بس اپنے نفس کی

خواہش کو ہو.

پلیز بس کر جائیں... بے ساختہ وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھتی اسکے باقی کے

الفاظوں کا گلا ہی گھونٹ چکی

تھی۔۔ جو ایک ایک لفظ پر زور دے کر کرب سے کہتا اپنے ساتھ ساتھ اسے

بھی تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا۔ سنان نے چونک کر اس کے ہچکولے لیتے وجود

کو دیکھا

جو بس روئے جا رہی تھی۔ چند لمحے بعد اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر سنائیہ کا

ہاتھ اپنے لبوں سے پیچھے کیا تھا۔۔ اور بغیر کچھ کے سینڈوچ اٹھا کر اسکے منہ

کے پاس لے گیا۔ کھانا کھا لو شونا.. اپنے یا میرے لیے نا ہی صحیح پر

ہمارے بے بی کے لیے۔۔ میں ہر گز نہیں چاہتا کہ اسے ہماری وجہ سے کبھی

کوئی تکلیف پہنچے۔۔ اس نے بے تاثر لہجے میں کہا تو سنائیہ نے حیرانی سے سر

اٹھایا۔ اسے لگا وہ نہیں جانتا ہو گا پر اسے تو پہلے ہی علم ہو

چکا تھا۔ تو اسکے چہرے پر کوئی خوشی کیوں نہیں تھی۔ کیا وہ خوش نہیں تھا۔ وہ بے یقین تھی۔۔ دل چاہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے پر وہ رو بھی نہیں پا رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں درج سوال اور حیرانی وہ بخوبی بھانپ چکا تھا۔۔ میں بہت خوش ہوں سنائیہ اللہ کی اس عطا کردہ

نعمت پر میرے پاس الفاظ نہیں میں کس طرح اس کا شکر ادا کروں۔۔ تم سوچ نہیں سکتی مجھے کتنی خوشی ہوئی تھی جب ڈاکٹر نے مجھے یہ خبر سنائی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا میں آسمان میں اڑ رہا ہوں۔ میری خوشی کی انتہا نہیں ہے۔۔ پر میں وہ نہیں بھول پا رہا

جو تم نے مجھے اور میرے پاکیزہ جذبات کو کہا۔۔ تمہارے وہ الفاظ مجھے تمہارے قریب یا تمہیں چھونے نہیں دے رہے۔۔ میں سب کچھ برداشت

کر سکتا ہوں پر اپنی محبت کی توہین یا اس کے لیے حوس جیسا لفظ برداشت

نہیں کر پا رہا۔۔یقین جانو میں تمہیں چھوتا

بھی ہوں نا اب تو میرے کانوں میں تمہارے الفاظ گونجتے ہیں جو میرے

تمہاری جانب بڑھتے ہاتھ روک لیتے ہیں۔۔ لیکن اس کا یہ ہر گز مطلب

نہیں کہ میں ہمارے بچے کے لیے خوش نہیں ہوں۔۔ شکریہ مجھے اتنی بڑی

خوشی دینے کے لیے۔۔مجھے مکمل کرنے کے لیے۔۔وہ دھیرے دھیرے

سے کہتا اسے شرمندگی کے گڑھوں میں گرا چکا تھا۔حالانکہ وہ ایسا چاہتا

نہیں

تھا پر پھر بھی وہ شرمندہ ہو چکی تھی جو سنان دیکھ سکتا تھا۔اس نے سینڈوچ

سنائیہ کے منہ میں زبردستی دیا تھا۔۔جسے ناچار اسے کھانا پڑا تھا۔اس نے اب

کی بار ایک مرتبہ بھی سنان کو نہیں دیکھا تھا۔پر اسکی آنکھوں سے نکل کر

گال پر بہتے آنسو ستان بخوبی دیکھ اور اپنے دل پر گرتے محسوس بھی کر رہا تھا۔۔ جس سے وہ تکلیف محسوس کر رہا تھا لیکن چاہ کر بھی ہاتھ بڑھا کر ان آنسوؤں کو صاف نہیں کر پا رہا تھا۔۔ اسے زبردستی ایک سینڈوچ کھلانے کے بعد سنان نے دودھ کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا تھا جو اس نے بامشکل ہی آدھا پیا تھا۔۔ پھر سنان نے اسے دوائی میں طاقت کی چند گولیاں نکال کر دی تھی۔ جو اسنے بغیر کچھ کہے کھالی تھی۔ چلو سو جاؤ اب وہ باقاعدہ اسے لٹا کر اس نے اوپر بلینکٹ صحیح کرتا ہوا نرمی سے بولا۔ خود پر سنائیہ کی بے چین نظرین وہ بخوبی محسوس کر رہا تھا جو یقیناً اس کے وہاں اس کے پاس نا سونے کی وجہ سے تھا۔

پر وہ چپ چاپ انجان بنتا صوفے پر آلیٹا۔۔ سنائیہ نے لیمپ اوف نہیں کیا تھا۔ وہ اسکی سیدھی بیڈ پر لیٹی اس کی جانب چہرا کیے اپنی پانی سے بھرتی

آنکھوں کو بار بار جھپک رہی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا اسے بلا لے اپنے پاس جو اسے ایسے اگنور کیے آنکھوں پر بازو ٹکائے چت لیٹا تھا۔۔پانچ سے دس اور دس سے پندرہ منٹ گزر گئے پر سنان کے وجود میں نا کوئی ہلچل ہوئی اور نا ہی سنائیہ نے اس پر سے اپنی بے چین نگاہوں کا زاویہ بنایا۔۔اس کے بغیر بھلا کہاں اسے نیند آنی تھی۔۔وہ اسکے پاس سونے کی عادی تھی۔اب اس کے بغیر اسے کہاں چین آنا تھا۔سنان۔۔۔ناچار وہ بھرائی آواز میں اسے پکار بیٹھی جو

اپنے دل پر سختی کا کھول چڑھائے آنکھوں پر بازو ٹکائے اس سے انجان بننے کی بھرپور اداکاری کیے ہوئے

سس۔۔سنان۔۔۔اسے جواب نا دیتا دیکھ وہ سسکی۔۔اور یہاں سنان کا خود پر کیا گیا ضبط بھی ٹوٹ گیا تھا۔۔اس نے دھیرے سے اپنی آنکھوں سے بازو کو بتایا

اور چھت کو دیکھتے ہوئے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔ پھر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اسے دیکھا جو رو دینے کو تھی۔ وہ اسے اس سے زیادہ رلا نہیں سکتا تھا۔۔ اسے پتا تھا وہ ایسے اس کے بغیر کبھی سونے نہیں والی تھی۔ پر پھر بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا جیسے کہنا چاہا ہو کیا ہوا؟ مم.. میرے پاس آجائیں پلیز مجھے ایسے نیند نہیں آئے گی۔ وہ ہاتھ اسکی جانب بڑھا کر اس سے بولی جیسے اسے یقین تھا وہ اب اسے منع نہیں کر پائے گا۔۔ وہ اس کا اپنی جانب بڑھا ہاتھ کبھی نہیں جھٹکے گا۔ اور سچ میں ایسا ہی ہوا تھا وہ اسکی جانب بڑھا تھا۔۔ پھر بیڈ پر اپنی جانب بیٹھتے ہوئے اسنے سنائیہ کا ابھی تک اپنی جانب بڑھا ہاتھ تھاما۔۔ اور بس اسکا اتنا کرنا تھا کہ وہ خود بخود اسکی جانب کھسکتی اس کے سینے سے لگ چکی تھی۔ یہاں وہ ہار چکا تھا۔۔ من چاہے محبوب کے سامنے اپنی مرضی نہیں چلتی محبوب کے پاس اتنا حق ضرور ہوتا ہے کہ وہ آپ سے وہ کروالے جو آپ کرنا ہی نا چاہ رہے ہوں وہ اس کے سینے

سے لگی اسکی سانسیں روک چکی تھی۔۔ کیا اس لڑکی کو خود سے دور کر سکتا تھا وہ کبھی نہیں۔۔ وہ مر نا جائے ایسا کرنے سے پہلے۔ دل فوراً جواب آیا

اللہ جی۔۔ میرے پیارے اللہ... اے اس دو جہاں کے ہر چیز پر اپنی قدرت رکھنے والے۔۔ بے شک آپ بہت مہربان ہیں۔۔ آپ بہتر لے کر بہترین سے نوازنے والے ہیں۔۔ میں آپکی بہت شکر گزارہ ہوں آپ نے مجھے سنان جیسا ہمسفر عطا کیا۔ جس نے مجھے بے انتہا محبت اور عزت دی۔۔ مجھے کبھی میرے ماضی کا طعنہ نہیں دیا۔ پر یا اللہ میں انکی قدر نہیں کر پائی اور میں نے ان کو ناراض کر دیا۔ سوری یا اللہ... مجھے معاف کر دیں۔۔ اور میرے شوہر کے دل میں بھی خیال ڈال دیں کے وہ مجھے معاف کر دیں۔۔ میری ہر خطا ہر غلطی پر میں وعدہ کرتی ہوں آج کے بعد کبھی انہیں ناراض نہیں کرو گی کبھی انکا دل نہیں دکھاؤں گی۔۔ پلیز اللہ بس ایک بار وہ مجھے معاف

کر دیں۔۔مجھے میرے شوہر کا وفادار رکھنا یارب۔۔مجھے ماں اور میرے سنان کو باپ کے رتبے پر فائز کر کے ہمیں مکمل کرنے کا شکریہ۔۔مجھے توفیق دینا یااللہ کے آج کے بعد میں کبھی اپنے شوہر کو کبھی ناراض نا کروں۔انہیں خوش رکھوں۔۔۔ آمین۔۔۔ان دونوں نے ایک ساتھ آمین کہتے ہوئے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا۔۔پھر سنان نے پلٹ کر ایک نظر اسے دیکھا جو چہرا جھکائے ہوئے تھی۔

اس نے اٹھ کر جائے نماز لپیٹی پھر قرآن پاک اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا اور تلاوت کرنے لگا۔۔سنائیہ بھی چپ چاپ اسکے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔تلاوت کرتے ہوئے اسکی آواز اتنی ضرور تھی کہ سنائیہ آرام سے سن سکتی تھی۔وہ سورہ رحمان کی تلاوت کرتا جا رہا تھا اور سنائیہ چپ چاپ سر جھکائے خاموشی سے اسکی مدہم اور ٹھہری ہوئی خوبصورت سی آواز میں تلاوت قرآن سنتی اسکے

کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔ سنان نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔۔ جبکہ سنائیہ مکمل اسکی آواز کے سحر میں کھوتی اللہ کے کلام کو اپنے دل

میں

اترتا محسوس کر رہی تھی۔ ترجمہ: اور تم اپنے رب کی کون کون جھٹلاؤ گے ; وہ نم نگاہوں سے مسکرا کر کبھی سنان کو دیکھتی تو کبھی اپنے اندر جنم لیتے اس نئے وجود کو۔ شک اللہ تعالیٰ انسان کو وہ عطاء کرنے والا ہے جس پر نا تو اسکا گمان ہوتا ہے اور نا ہی سوچ وہ ایسے عطا کرتا ہے کہ ایک پل کے لیے سنان اسے قبول ہی نہیں کر پاتا اور نا ہی اللہ کے فیصلے سمجھ پاتا ہے ہر بعد میں

جب اسے احساس ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے کس انمول تحفے سے نواز ہے تو اسکے پاس شکر کے لیے لفظ نہیں ہوتے جن میں وہ اللہ کو بتا پائے کہ وہ کتنا خوش ہے اللہ کے عطا کردہ اس تحفے سے۔۔

تلاوت قرآن کے بعد اس نے قرآن پاک ریک پر واپس جا کر رکھا تھا۔۔ساڑھے سات بج چکے تھے اس کا ارادہ اب آفس جانے کی تیاری کرنے کا تھا جب اس کا فون بجا۔۔

اسلام علیکم بابا جان کال رسیو کرتے ہی اس نے احترام سے کہا۔جی الحمداللہ بابا ہم ٹھیک ہیں آپ کی بیٹی بھی بالکل ٹھیک ہے آسنائیں آپ کیسے ہیں اور ماما کیسی ہیں۔۔؟سنائیہ اسے سن رہی تھی جو مرزا صاحب کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔

ماشاءاللہ..واپسی کب ہے آپ لوگوں کی...؟اس نے پوچھا۔

آج چلیں ٹھیک ہے۔۔ خیال سے آیئے گا۔۔اس نے ایک نظر سنائیہ کو دیکھ

کر کہا۔سنائیہ نے چند سیکنڈ کے بعد اسکے چہرے کے ایکسپریشنز کو بدلتے دیکھا

جو سنجیدہ سے ہوئے تھے۔

فیکٹری میں نہیں تو کچھ بھی تو نہیں ہوا۔۔؟ وہ سیریس انداز میں بولا۔۔ مجھ

سے جھوٹ مت بولو سنان۔۔ جانتا ہوں میں وہاں آگ لگی تھی اور ہمارے

ورکرز بھی زخمی ہوئے ہیں۔۔اب سچ بتاؤ مجھے کوئی زیادہ مسئلہ تو نہیں ہوا؟

مرزا صاحب کی سنجیدہ آواز پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ

گیا۔۔

جی وہ کل آگ لگ گئی تھی وہاں۔۔اور جو ورکرز نائٹ

ڈیوٹی پر تھے ان میں سے چھ ورکرز کافی زخمی بھی ہو گئے تھے۔۔ لیکن

پریشان مت ہوں آپ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا انہیں وقت پر ٹریٹمنٹ

دے دیا گیا کل پورا دن وہی ہاسپٹل تھا۔۔وہ مرزا صاحب کو تو تفصیل سے

آگاہ کرتا جارہا تھا پر سنائیہ پر حیرتوں کے بم گرا رہا تھا۔۔وہ آنکھیں پھیلائے

اسے

دیکھ اور سن رہی تھی۔۔جی سوری بابا وہ موبائل کار میں رہ گیا تھا۔پریشان تھا

اس وقت کہ دیہان ہی نہیں رہا تھا

ہاسپٹل کے اندر ڈاکٹرز اور ورکرز کو سنبھالتے سنبھالتے رات ہو گئی تھی۔۔نا

مجھے باہر جائے کا وقت ملا تھا اور ناہی پھر میں موبائل اٹھا پایا کار میں سے۔۔

اس لیے آپکی کالز ریسیو نہیں کر سکا۔۔اس نے کہتے ہوئے ایک نظر ساکت

بیٹھی سنائیہ کو دیکھا۔۔جسے اب جا کر سنان کی غیر موجودگی کی وجہ پتا چلی

تھی۔۔جی چلیں ٹھیک ہے باقی کی بات آپکی واپسی پر کریں گے آپ پریشان

مت ہوئے گا۔۔میں نے سب سنبھال لیا تھا۔۔جی او کے فی امان اللہ۔۔۔اس

نے الوداعی کلمات کہتے ہوئے فون رکھا اور سنائیہ کو دیکھا جو سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی۔۔آنکھوں میں ملال اور شرمندگی لیے۔۔وہ خاموشی سے اٹھ کر الماری سے کپڑے لیتا واش روم میں گیا تھا۔۔تین چار منٹ بعد

وہ

چینج کر کے جیسے ہی باہر آیا سنائیہ کو ہنوز اس

پوزیشن میں پایا۔۔پھر اس نے شیشے سے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بالوں میں کنگھا کیا اور ایک نظر اسے دیکھتا کمرے سے باہر چلا گیا۔۔وہ باجرہ آپا کو

ناشتے

کا بولنے گیا تھا..سنائیہ کو ویسے بھی ریسٹ کی ضرورت تھی وہ کام نہیں کر سکتی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے منع کیا تھا۔۔ڈائینگ ٹیبل پر پلیٹس رکھتی انعم کی نظریں جیسے ہی سیڑھیوں سے اپنے دیہان میں اترتے سنان پر گئی وہ وہی کی

وہی رہ گئی تھی۔۔کتنا حسین تھا وہ مرد جو اسکے دل میں تھا پر قسمت میں نہیں۔۔

دل ٹوٹنے اور چور چور ہو جانے کی تکلیف نے کل اسے سونے نا دیا تھا اسکی آنکھیں اس وقت سرخ اور

سوجی ہوئی تھی۔۔چہرے پر ملال تھا کچھ قیمتی کھو دینے کا ملال۔سنان کی نظر جیسے ہی خود کی جانب متوجہ انعم پر پڑی تو وہ چونکا۔۔اس کو یوں اپنی جانب بغیر پلکیں جھپکائے تکنا پا کر۔

کیا ہوا گڑیا کوئی بات ہے کیا؟اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے ہوئے وہ اسکے پاس رک کر بولا۔۔انعم نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

نن۔۔نہیں وہ میں بس۔۔کچھ نہیں۔۔وہ گھبرا کر بولی۔۔سنان نے بغور اسے دیکھا جو الجھی سی ہوئی تھی۔پریشانی کے تاثرات اسکے چہرے پر صاف عیاں تھے۔۔

پکی بات ہے۔۔؟اس نے اپنے لفظوں پر زور دیا۔۔جج.جی.وہ بامشکل مسکرا کر بولی.ناشتہ تیار ہے کیا؟اسے شک تھا کہ کوئی بات تو تھی پر سنان نے اسے زیادہ فورس نہیں کیا کیونکہ یہ اس کا کوئی زاتی معاملہ بھی ہو سکتا تھا جو وہ بتانا نہیں چاہ رہی ہو اس لیے ناشتے کا پوچھنے لگا۔جی بس ہو گیا ہے۔۔وہ سر جھکا کر دھیرے سے بولی تو سنان نے سر ہلایا۔

اوکے ہم آرہے ہیں.وہ کہہ کر واپس اوپر کی جانب بڑھ گیا تھا۔پیچھے کھڑی انعم نے بڑی حسرت سے اس شخص کی پشت کو دیکھا تھا جس کے خواب وہ اس دن سے سجائے بیٹھی تھی جب سے وہ اس گھر میں آئی تھی۔۔اور تب وہ

محبت سولہ برس کی تھی۔۔یہ اسکی کچی عمر کی پہلی محبت اور پکی محبت تھی جو یقیناً آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والی تھی۔اسے دکھ اسے کھو دینے کا یا اس کے نا ملنے کا نہیں تھا۔دکھ تو اس بات کا تھا اسے انجان رکھا گیا تھا۔۔ قسمت نے اسے اس بات سے انجان رکھا تھا کہ وہ

جا انسان کے خواب دیکھ رہی تھی اسے نا جانے کب سے دور بیٹھی دعاؤں میں مانگ رہی تھی وہ پتا نہیں کب سے کسی اور کا محرم بن چکا تھا۔وہ کسی اور کا نصیب تھا اور اس خوش قسمت لڑکی کا نصیب وہ چھین نہیں سکتی تھی۔قسمت کے کھیل جب بھی کھیلے گئے ہیں کوئی قسمت والا ہی قسمت کو اس کھیل کو جیت پایا ہے جن میں سنان مرزا بھی شامل تھا ورنہ باقی سب کو تو اس کھیل نے برا یا ہے۔۔اور ایسا برا یا ہے کہ وہ پھر کبھی جیتنے کی خواہش ہی نہیں رکھ پائے۔

انعم... کچن میں سے باجرہ آپا کی آواز آئی تو اس نے اپنی گال پر بہتے آنسوؤں کو سختی سے رگڑا اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سنائیہ کو بیڈ پر بیٹھا ہی پایا تھا۔۔اسکی آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔وہ اس کے جانے کے بعد اپنی کم عقلی اور جذباتی پن کو کوستی روتی رہی تھی۔ناشتہ کرنے کا ارادہ نہیں ہے کیا۔۔؟ سنان نے نارملی انداز

میں کہا۔۔۔

سنان... سنائیہ نے اس کے سوال کو اگنور کرتے ہوئے

بھرائی آواز میں اسے پکارا جو شیشے کے پاس کھڑا اپنے اوپر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔ ہممم۔۔ وہ پلٹے بغیر

ہی بولا۔۔مجھے آپ۔۔آپ سے بات کرنی ہے۔اس نے شیشے میں نظر آتے اس کے عکس کو ئی دیکھ کر کہا۔۔بولو سن رہا ہوں۔۔اب بھی ہنوز ویسے ہی جواب آیا تھا۔میری طرف دیکھ کر بات کریں نا۔۔اس کے اگنور کیے جانے پر وہ جھنجھلا کر بولی۔۔سنان کے گھڑی پہنتے ہاتھ تھمے۔۔اس نے نظریں اٹھا کا شیشے میں جھنجھلاہٹ سے بھرپور چہرے کو دیکھا۔پھر آنکھوں کو موند کر ایک سرد سانس لے کر پلٹا اور اس کے پاس

جا کھڑا ہوا۔۔ہاں بولو۔۔وہ سنجیدہ تھا۔۔سنائیہ نے جلدی سے اس ہاتھ تھاما تو سنان نے ادھر ادھر نظریں گھمائیں تھیں۔

اس نے لب بھینچ کے سنائیہ کو دیکھا جو اسے اپنے پاس بٹھانے کی کوشش میں تھی۔سنان چپ چاپ اسکے سامنے جا بیٹھا۔۔وہ اس کی جانب سنجیدہ

نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جو بولنے کے لیے اب لفظ ڈھونڈ رہی تھی۔۔سنائیہ مجھے آفس کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔؟چند لمحے اسے یونہی خاموش سر جھکائے بیٹھا دیکھنے کے بعد وہ بولا۔۔تو سنائیہ نے جھٹ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔آج مت جائیں پلیز۔۔وہ اسکے اتنی دیر سے تھامے ہوئے ہاتھوں پر تھوڑا دباؤ دیتے ہوئے بولی۔۔ضروری کام ہے۔جانا ضروری ہے جلدی واپس آجاؤں گا۔

سنان اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ دھیرے سے آزاد کرتے ہوئے بولا۔۔وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ سنائیہ نے اسکے دونوں بازو تھامے پھر اس کے کندھے پر سر ٹکا کر اس کے بازو کو سختی سے پکڑ گئی۔۔

ایم۔۔سوری۔۔سنان پلیز معاف کردیں۔۔غلطی ہوگئی۔۔وہ بھاری آواز کے ساتھ جلدی میں بولی تھی کہ کہیں وہ چلا ہی نا جائے۔۔کس لیے؟سنان

نے اس کے سر کو دیکھتا سنجیدگی سے کہا تو سنائیہ نے نم نگاہوں کو اسکی جانب اٹھایا۔۔اس کا چہرا بے تاثر تھا۔پر آنکھوں میں خفگی اور شکوہ ضرور تھا۔سنائیہ کی تھوڑی

کپکپائی تھی۔۔مم۔۔میں نے بدتمیزی کی تھی نا۔۔اس نے آنسوؤں کو واپس دھکیلتے ہوئے بامشکل بول کر یاد دلایا۔تو وہ بدتمیزی تھی۔۔؟سنان اسکی آنکھوں میں ڈالے سرد لہجے بولا؟سنائیہ کے کانوں میں اپنے کہے الفاظ گونجنے لگے۔ہاں وہ صرف بدتمیزی نہیں تھی۔

آنکھیں

پلیز معاف کر دیں۔۔میں ڈر گئی تھی۔مجھے لگا آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہو۔ میں نے اتنی کالز کی تھی۔۔مجھے کچھ ہو رہا تھا۔۔مجھے آپ کی یاد آ رہی تھی۔۔ آپ میری کال بھی تو نہیں اٹھا رہے تھے نا۔مجھے بار بار چکر آ رہے تھے۔مجھے

لگا میں آپ کے بغیر مر جاؤں گی اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔۔آپ کو بھی تو بتانا چاہیے تھانا۔۔وہ واپس اس کے سینے سے لگتی روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی۔اور وجود کپکپا رہا تھا۔سنان کچھ بول نا پایا تھا۔ہاں کہیں نا کہیں غلطی اسکی بھی تھی اسے بتا کر جانا چاہیے تھا۔وہ پورا دن نا جانے کس حال میں تھی۔کتنی

طبعیت خراب تھی اسکی اور وہ سنان کو پکارتی رہی تھی اسے کالز کرتی رہی تھی۔۔قصور اس کا بھی تو

تھا۔

مجھے لگا آپ مجھے اگنور کر رہے ہیں۔اس لیے میری کالز نہیں اٹھا رہے۔ایسا مت کریں پلیز آپ کی یہ بے رخی مجھے تکلیف دے رہی ہے۔مجھے اپنی

عادت ڈال کر اپنی محبت کا عادی بنا کر اب اس بے رخی سے میری جان مت لیں۔ میں نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر۔۔ پلیز ایک بار معاف کر دیں۔ پکا وعدہ پھر کبھی کوئی بد تمیزی نہیں کرو گی غصہ بھی نہیں کرو گی۔ آپ کی بات مانو گی۔۔ پلیز مان جائیں نا۔ سنان پلیز۔۔ وہ جس التجا کر رہی تھی سنان کچھ بول نا پایا

کیا وہ اس لڑکی سے ناراض ہو سکتا تھا۔ نہیں کبھی بھی نہیں۔۔ وہ ایسی لڑکی تھی جو اسے خود سے ناراض کر کے پھر اس سے ناراض ہونے کا حق ہی چھین لیتی تھی۔ وہ سنان مرزا کو خود سے کبھی ناراض ہونے کا حق نہیں دیتی تھی۔ اور اب بھی یہی ہوا تھا وہ اس ناراضگی کا حق چھین چکی تھی۔۔ اب تو وہ چاہ کر بھی ایسا کچھ نہیں کہہ سکتا تھا جو وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ شونا۔۔ اس نے پیار سے کہتے ہوئے اس کے ہچکولے لیتے وجود کو خود سے الگ کیا۔۔ پلیز معاف

کر دیں آئندہ نہیں کرو گی نا۔۔بس ایک موقع دے دیں۔۔وہ اسے دیکھتی

ہچکیوں کی بولی۔سنان بے ساختہ مسکرایا۔۔کمرے سے باہر کھڑی انعم

ادھ کھلے دروازے کی اوٹ سے یہ منظر واضح دیکھ اور ان کے مابین ہونے

والی باتیں بخوبی سن رہی تھی۔

میں نہیں ہوں اپنی شونا سے ناراض۔۔کیا میں کبھی ناراض ہوں سکتا ہوں تم

سے۔ایسے رؤ نہیں تم روتی ہو

نا تو تمہارے ان آنسوؤں میں مجھے میرا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔ایم

سوری۔۔مجھے خیال کرنا چاہیے تھا نا تمہارا۔۔وہ اسکے آنسو اپنے ہاتھوں سے

صاف کرتا

بہت محبت سے بول رہا تھا۔ جہاں سنائیہ یہ سنتے ہی واپس اسکے سینے سے لگی

تھی وہی باہر کھڑی انعم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ کتنا خوش قسمت تھی اندر

اسکی پناہوں میں چھپی وہ لڑکی جسے اس جیسا انسان بغیر

محنت کے مل گیا تھا جس کو پانے کے لیے نا جانے وہ کیا کیا وظیفے اور منتیں

مانگ رہی تھی۔۔ پر حقیقت تو یہی تھی نا کہ ہر دل کے مقدر میں محبت نہیں

لکھی

ہوتی ہر شخص سے ہر شخص محبت نہیں کرتا، محبتیں یک طرفہ بھی ہوتی ہیں۔

اور اصل محبت تو ہوتی ہی یکطرفہ ہے جس میں پا کر کھو دینے کا کرب نہیں

ہوتا جس میں محبوب کے چھوڑ جانے کا غم نہیں ہوتا۔ جو دو طرفہ معاہدہ

نہیں ہوتا کہ اس میں محبت کے بدلے محبت اور نفرت کے بدلے نفرت دی

جائے۔ اسکے دل کی کرچیاں اسکی روح میں لگتی اسے تکلیف دے دو چار کر

رہی تھی۔پر وہ مسکرا رہی تھی ایک تلخ ٹوٹی بکھری لبوں پر موجود مسکراہٹ اور درد کی داستان بیان کرتی وہ نم آنکھیں۔۔کاش آپ میرے ہوتے۔ اس ہے دل سے ایک صدا نکلی تھی۔آنکھیں ہنوز اندر کا منظر دیکھ رہی تھی جہاں سنان نے سنائیہ کے ماتھے پر محبت سے لب رکھے تھے۔پھر واپس اسے اپنے سینے لگاتا کچھ کہہ رہا تھا۔وہ پلٹی تھی۔۔لڑکھڑاتے

سے

قدموں سے چلتی وہ بامشکل نیچے آئی تھی۔۔کیا ہوا انعم میری بیٹی۔۔اسے سیڑھیوں سے لڑکھڑا کر نیچے اترتے دیکھ کر ہاجرہ آپا نے پریشانی سے کہا۔انعم نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی پر ناکام ہوئی تھی۔۔وہ گھرے گھرے سانس لیتی اپنی ماں کو دیکھے جا رہی تھی اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو

دل ٹوٹ جانے کی تکلیف برداشت نا کر پا رہے تھے۔۔ہاجرہ آپا کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔انہیں جو خدشہ ہوا تھا اس وقت وہ دنگ رہ گئی تھی۔

اماں۔۔۔۔ہم غریبوں کے دل کیا ہر چیز کو ترسنے کے لیے ہی بنیں ہیں۔۔

چاہے وہ خواہشات ہوں خواب ہوں یا یک

طرفہ محبت۔۔۔ہمیں کیوں وہ نہیں ملتا جس کی خواہش ہمارے دل میں

اپنے پنجے گاڑھ لیتی ہے۔اور پھر

نا ملنے پر نا تو ہمیں مرنے دیتی ہے اور نا ہی جینے دیتی ہے؟ وہ تڑپتے ہوئے بولی تھی اور ہاجرہ آپا نے بے

ساختہ سانس روک کر اپنے دل کو تھاما تھا۔انکی بیٹی جس راہ کی مسافر بن بیٹھی تھی اس سے نا تو وہ اب واپس ہٹ سکتی تھی اور نا ہی آگے بڑھ سکتی

تھی۔۔وہ کچھ بول نا پائی تھی اور انعم نے تلخ مسکراہٹ سے سیڑھیوں پر اوپر کی جانب دیکھا تھا جہاں وہ اپنے کمرے میں بیٹھے اپنے مستقبل کے خواب

سجا رہے تھے۔۔چند ماہ بعد۔۔۔وہ دونوں قبرستان میں کھڑے مناہل کی قبر پر فاتحہ پڑھ رہے تھے۔۔آہان بہت محبت کرتا تھا اس لڑکی سے۔۔ تمہیں پتا ہے میں نے اس جیسا عاشق اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اس جیسی محبت اس جیسا عشق کوئی کسی سے نہیں کر سکتا۔وہ ایک تھا بس آہان میر میرا بھائی جو جاتے جاتے مجھے میری زندگی دے گیا۔۔وہ نم نگاہوں سے سنائیہ کو بتا رہا تھا۔۔سنائیہ بس مسکرائی تھی۔۔اگر تمہیں کوئی مسئلہ نا ہو تو تم من کی قبر پر جانا سنائیہ۔۔مجھے خوشی ہو گی۔۔اس کے کانوں میں آہان کی آواز گونجی تھی۔۔اس نے تختی پر لکھے نام کو پڑھا۔۔مناہل اشفاق پھر رکی۔۔اور محبت

سے مسکرائی۔آپ تو آہان کی من ہیں۔۔ مناہل آبان۔۔ آہان میر کا

عشق۔۔اللہ آپ دونوں کو جنت میں ایک ساتھ کر دیں گے ان شاءاللہ۔۔

جو محبت اس جہان میں ادھوری رہ جائیں اللہ انہیں اگلے جہان میں مکمل کر

دیتا ہے۔۔آپ دونوں کو اللہ اس جہان میں ملا دے گا انشاءاللہ۔۔۔وہ دل

کہہ رہی تھی۔۔ چلیں سنائیہ۔۔سنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔کل وہ خانیوال جانے والے تھے۔۔جہاں آہان

میں رہتا تھا۔اس لیے وہ آہان کی قبر پر جانے سے پہلے مناہل کی قبر پر آئے

تھے۔سنائیہ کے وجود میں کافی بدلاؤ آچکا تھا۔۔وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی سنان

کا ہاتھ تھامے

قبرستان سے باہر جانے لگی جب کسی نے انہیں پکارا۔۔اسلام علیکم بیٹا۔۔وہ

وہی بزرگ تھے جو آہان کے ساتھ اکثر وہاں پائے جاتے تھے۔۔وعلیکم

السلام۔۔سنان انہیں دیکھ کر احترام سے بولا۔

وہ بیٹا کافی وقت ہو گیا ہے میں نے یہاں کبھی اس قبر پر کسی کو آتے دیکھا

نہیں۔پہلے ایک بچہ آتا تھا تمہارے جتنا ہی تھا آہان نام تھا اس کا لیکن پھر وہ

اچانک ہی کہیں جیسے غائب ہو گیا اور کبھی یہاں واپس نہیں آیا۔۔آپ

دونوں کیا اس لڑکی یا اس کے کچھ

لگتے ہو؟اس نے پوچھا۔۔سنان نے گہرا سانس لیا۔۔جی میں آہان کا بھائی

ہوں وہ میرا کزن تھا۔اور یہ لڑکی اسکی محبت۔۔سنان نے رنجیدہ آواز میں

کہا۔۔تھا مطلب۔۔؟بزرگ نے ناسمجھی سے ماتھے پر بل ڈال

کر پوچھا۔۔وہ آہان بھی اپنی محبت کے پاس چلا گیا تھا کچھ ماہ

پہلے۔ وہ نم نگاہوں سے بولا پر بزرگ کچھ کہہ ناپایا تھا۔۔ وہ جیسے یقین نہیں

کر پایا تھا۔ کہ وہ آہان میر سے سچ میں اس ملاقات کے بعد کبھی نہیں مل پائے

گا جب وہ کہہ کر گیا تھا کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں انکل میں زندہ رہا تو

ضرور واپس آؤں گا پر وہ نہیں آیا تھا۔۔ وہ تو امر ہو گیا تھا۔۔ وہ بس اسے دیکھتے

رہے

تھے۔۔

آہان میں کسی کو بھولنے والا نہیں تھا۔۔ وہ تھا ہی ایسا جس کو کوئی چاہ کر بھی

اپنی یادوں سے نانکال پائے۔۔ وہ ایسا انسان تھا جس نے اپنے عشق کو کھو

دینے کے بعد اپنی محبت کو بھی قربان کر دیا کسی اور کے لیے۔۔ اور پھر خود

ہمیشہ کے لیے چلا گیا تھا سب کو اپنی یادوں کے ساتھ جینے کے لیے چھوڑ

کر۔۔کچھ لوگ دل میں بسائے جانے کے قابل ہوتے ہیں جن سے دل کبھی غافل نہیں ہو سکتا وہ بھی انہی کچھ لوگوں جسے کبھی دل نکالا نہیں جا سکتا تھا

پانچ سال بعد۔۔۔

وہ پانچ سالہ بچہ سیڑھیوں پر بیٹھا اپنے سامنے کے منظر کو دیکھ رہا تھا۔اسکے چہرے پر کوئی تاثر نہیں

تھا۔آنکھیں ویران تھی۔۔وہ کچھ بول نہیں رہا تھا نا اپنی ویران آنکھوں کی پلکوں کو جھپک رہا تھا۔۔ہنوز سامنے دیکھے وہ شاید اپنے بچپن یا اپنی زندگی کو کوس رہا تھا۔۔جہاں سامنے کھڑے دو نفوس ایک دوسرے سے اس کے لیے لڑ رہے تھے۔ہاں وہ اس پانچ سالہ بچے کو الزام دے رہے تھے اس دنیا میں آنے کا۔۔ان کی اولاد ہونے کا۔۔وہ اسے کوس رہے تھے۔۔تم نا ایک انتہائی ہی گھٹیا اور ذلیل انسان ہو۔سنا تم نے مجھے نہیں رہنا تمہارے

ساتھ۔۔مجھے طلاق دو ابھی۔وہ عورت چیخی تھی اپنے سامنے کھڑے شخص

پر۔۔میں ذلیل اور گھٹیا ہوں تو تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے نا جانے

کتنے یار بنائے ہوئے جن کے ساتھ روز جاکر اپنی راتیں رنگین کرتی ہو۔تم

ایک بدکردار اور بدچلن عورت ہو جس نے میری زندگی برباد کردی۔۔وہ

مرد بھی دل کی بھڑاس نکال کر اس پر چڑھ دوڑا تھا۔۔

ہاں اور اسی بدکردار اور بدچلن عورت سے تم جیسے بے غیرت انسان کو کبھی

محبت ہوئی تھی۔۔اور اب تو اسی بدکردار سے تمہارا ایک بیٹا بھی ہے۔۔وہ

تمسخرانہ

انداز میں اس پر طنز کرتے ہوئے بولی اور ایک نظر

سیڑھیوں پر خاموش بیٹھے بچے کو دیکھا۔لعنت بھیجتا ہوں میں اس وقت پر

جب تم جیسی بے حیا میرے سامنے آئی تھی اور میں نے تم سے محبت کی تھی

اور اس وقت پر بھی جب یہ پیدا ہوا۔اس سے تو اچھا تھا یہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا۔اس شخص نے سیڑھیوں پر بیٹھے بچے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔تو کھڑے کیوں ہو ابھی جا کر مار دو نا اسے۔ کس نے روکا ہے تمہیں۔۔ وہ عورت بے حسی کی انتہا پر تھی۔۔بچے کے چہرے پر اب بھی کوئی تاثر نا تھا۔۔بلیک شرٹ اور سکن پینٹ پہنے وہ گھٹنوں پر بازو رکھے ان پر اپنا چہرا ٹکائے بس ان دونوں کی جانب کھالی بے رونق آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

بس اسے اتنا پتا تھا کہ دل

میں سامنے کھڑے ان دونوں نفوس کے لیے بے انتہا نفرت نے جنم لیا تھا

جسے وہ اپنے دل میں پھیلنے سے نا

نا تو روک پایا تھا اور نا ہی جان پایا تھا کہ یہ کون سا احساس تھا کہ اسے سامنے کھڑے وہ دونوں وجود جو کہ اس کے ماں باپ کے رتبے پر فائز تھے اس

وقت ہے انتہا برے لگ رہے تھے۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ ان دونوں کی

نظروں سے اوجھل ہو جائے ان سے اتنا چلا جائے کے ان کی آواز کبھی اسے

سنائی نا دے اور نا

ہی آج کے بعد وہ کبھی ان کا چہرا اپنی نظروں کے سامنے دیکھے

اسے کیوں مارو میں بیٹا ہے وہ میرا۔اسکی جگہ تم کیوں نہیں مر جاتی۔۔دفع ہو

جاؤ تم ہماری زندگی سے۔۔وہ شخص ضبط کی انتہا تھا۔پر وہ پانچ سالہ بچہ اب اور

برداشت نا کرتے ہوئے اٹھا تھا اور دھیرے دھیرے سے تین چار سیڑھیاں

اتر کر نیچے آیا تھا ان دونوں نفوس نے اس بچے کی جانب دیکھا تھا جو ان اسے

پانچ چھ قدموں کے فاصلے پر کھڑا ان دونوں کو خاموشی دیکھ رہا تھا۔۔چند

سیکنڈز ہی گزرے تھے کہ وہ اپنے حواس کو قابو میں نا رکھتے ہوئے وہی

آنکھیں موندتا زمین پر جا گرا تھا۔۔ہان میرا بیٹا۔۔اس کا باپ چلایا تھا اور ماں

وہ بس وہی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ہاں چہرے پر ممتا کی تڑپ کے آثار جاگے

تھے پر وہ بے حس بنی وہی کھڑی تھی۔۔اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا نا تو خدا کی

قسم کھاتا ہوں میں تمہیں جان سے مار دونگا۔۔وہ شخص چلا کر کہتے ہوئے بچے

کو باہوں میں اٹھا کر باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔پیچھے کھڑی عورت کی آنکھوں

اچانک ہی آنسو آئے تھے جسے اس نے بے دردی سے صاف کیا تھا۔۔اور اوپر

کی جانب بڑھ گئی۔۔کون تھا وہ ننھا وجود جو زندگی جینے کی عمر میں زندگی سے

ہار رہا تھا۔۔کیا قسمت کے کھیل پھر سے کھیلے جا رہے تھے

کیا وہ کبھی جی پائے گا۔۔اسکے نصیب میں خوشیاں تھی۔۔کھڑکی پر کھڑی وہ

عورت روتے ہوئے گھر باہر جاتی اس کار کو دیکھ رہی تھی جس میں وہ ننھا وجود

اپنے باپ کے ساتھ زندگی اور موت کے سفر پر

نکلا تھا۔۔وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا پر اس عورت کی نظریں ابھی تک اسی راستے پر تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔۔لوگ تو روہے تھے پر دور کہیں قسمت مسکرا رہی تھی۔۔۔نصیب قہقہے لگا رہا تھا اور تقدیر تالیاں بجاتی جھوم رہی تھی۔۔۔یہ محبت کا اختتام نہیں تھا۔۔۔ناہی یہ اسیر محبت کے ختم ہو جانے کا اعلان تھس۔۔۔یہ تو شروعات تھی ایک نئ داستان کی۔۔۔اب نصیب نے کیا کھیل کھیلنا تھا۔۔یہ جانتا تھا تو صرف تقدیر لکھنے والا۔۔اور وہ کیا کرنے والا تھا

اسیر محبت کی اس داستان میں یہ ایک راز تھا۔۔انسان، تقدیر اور تدبیر یہ تینوں مل کر اس زمین پر ہر

روز کروڑہا کہانیوں کو جنم دیتے ہیں۔انسان کا خالق خدا ہے، تقدیر فرشتے لکھتے ہیں اور تدبیر انسان کرتا ہے۔۔اسیر محبت میں اب کونسی تدبیریں ہونے

والی تھی۔۔تقدیر نے کیا کرنا تھا اور اللہ وہ کس طرح کس کو آزمانے والا تھا یہ

وقت نے بتانا تھا۔اگر میں پوچھو کہ کیا ایک داستان کبھی ختم ہوتی ہے؟ تو

جواب ہو گا شاید ہاں۔۔لیکن نہیں کوئی بھی داستان کبھی ختم نہیں ہوتی ایک

داستان کا اختتام کسی نئی داستان کا

آغاز ہوتا ہے۔ایک نئی زندگی اور محبت کے ایک خوبصورت سفر کا۔۔اسیر

محبت کی داستان کا اختتام بھی

تو ایک آغاز ہے کسی نئی محبت کی داستان کا۔۔

ختم شدہ